DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226143

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—557—13-7-71—3,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷ ۵ ۲ ح د Accession No. ۲۱۷۲

Author حیدر اللہ خاں د

Title درۃ الدرانی

This book should be returned on or before the date last marked below.

إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله

دُرَّةُ الدُّرَّانی

علیٰ

رَدِّةِ القادیانی

یعنی

مرزا غلام احمد مسیح قادیانی کے اُن اعتقادات فاسدہ اور الہامات کاسدہ پر محاکمہ اور اُنکی اصلاح جو اُنھون نے عیسیٰ نبی اللہ کے متعلق اپنی کتابون مین لکھے

مصنفہ

عالم نبیل مولوی محمد حمید اللہ خان صاحب درّانی المجددی النقشبندی

سنہ ۱۳۱۸ھ

طبع فی المطبع الشاہی العروف بمدرسہ

فہرست مضامین کتاب دُرّۃ الدّرانی علی رَدّۃ القادیانی

صفحہ	مضمون
	تمہید
۱	ہر شخص کو اپنے فطرتی جذبہ کے مطابق خواہ نیک ہو یا بُرا اپنی ارادت میں مدد پہنچتی رہتی ہے
"	قادیانی صاحب سے پہلے بھی چند اشخاص نے قادیانی کی مثل عیسیٰ موعود اور مرسل من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔
۲-۵	قادیانی صاحب کے سرگروہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا مذہب اور وہ عرب اور ہند اور پنجاب میں کیونکر پھیلا اوس کے پورے تاریخی واقعات
۵	قادیانی صاحب نے اپنے فطرتی جذبہ سے ہی اپنے اسلاف کا شیوہ طریقہ دعوت اختیار کیا
۵-۶	قادیانی صاحب کے چند شرک فی النبوۃ کے دعاوی اور وجہ تالیف کتاب ہذا
	مقدمہ اوّل
۸	براہین احمدیہ کی وجہ تالیف اور اوس میں اون کے فطرتی جذبہ کا ظہور
	مقدمہ دوم
۹-۲۵	معیار صداقت۔ الہام و کشف۔ اور ائمہ

صفحہ	مضمون
۹-۲۵	مذاہب اربعہ کے اہل کشف ہونے اور مناقب امام اعظم کے بیان میں۔
۹	مذہب قادیانی صاحب۔ دربارہ الہام و حقیقت جبریل و کشف اولیاء اللہ۔
۱۰	بجواب قادیانی صاحب الہام شیطانی اور الہام رحمانی کا معیار۔
۱۱	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے کشف کی سوا کسی دوسرے کا کشف منقطوع نہیں۔
۱۲	چاروں مذہبوں کے امام صاحب کشف تھے۔
۱۳	ائمہ مذہب ہی درحصل علوم وحی وغیرہ میں رسول اللہ کے وارث ہیں۔
۱۴	امام ابوحنیفہ رض کا مذہب ہی قیامت تک رہیگا اور عیسیٰ نبی اللہ کے احکام اسی مذہب کے موید اور مثبت ہوں گے۔
۱۵	امام ابوحنیفہ کا مذہب اور اون کو عیسیٰ روح اللہ سے اجتہاد کے درجۂ علیا میں مناسبت
۱۶	قول ابن حزم کہ ائمہ مذاہب کی طرف مسائل اجتہادی میں خطا کی نسبت کرنا گمراہی ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶	ائمہ نے احکام حلت اور حرمت قرائن ادلہ اور کشف صحیح سے ادراک کئے۔		**مقدمہ سوم**
۱۷	ہر مجتہد کا سلسلہ رسول اللہ تک پہونچتا ہے	۲۵-۳۰	قادیانی صاحب کے الہامات و آیات محرفہ کی بیان
״	ہر مجتہد فی نفس الامر میں صواب پر ہے۔	۲۵	قادیانی کی مسجد اور حوبارہ بیت الحرام ہے۔
۱۸	حقیقت کشف کے نقل کرنیمیں قادیانی صاحب کی تحریف	۲۶	قادیانی کو ابراہیم اور سلیمان نبی سے مشابہت
۱۹	نبی اور ولی کے الہام میں مساوات غلط ہے	״	قادیانی صاحب پر وحی اترتی ہے۔
۲۰	قادیانی صاحب کے الہامات میں تناقض	״	قادیانی کی وحی (قرآن کی طرح) متلو اور مقروء ہے
״	اور وسوسۂ شیطانی خود بقول قادیانی خصوصاً عیسیٰ نبی اللہ کے دوبارہ آنے میں۔	۲۷	قادیانی اور زوجہ قادیانی کو جنت کی بشارت
۲۱	توفی کے معنی خود قادیانی نے رفع اور اتمام کے الہاماً بیان کئے۔	״	قادیانی کے مرید عذاب اور بلا سے محفوظ ہیں۔
״	قادیانی نے اپنے الہام کا تخلف مان لیا	״	قادیانی رحمۃ للعالمین ہے۔
״	بقول قادیانی چار سو نبی کے الہام میں شیطانی وسوسہ	״	قادیانی سے کسی کام کا مواخذہ نہیں۔
״	رجل فارسی سے مراد ابوحنیفہ ہیں نہ قادیانی	۲۸	جو آیات قرآنی کہ قادیانی پر اتری ہیں بقول بٹالوی وہ قرآن نہیں۔
۲۲	امام ابوحنیفہ کو حضرت صدیق اکبر رض سے تشبیہ اور حقیقت مذہب حنیفی	״	قول بٹالوی وہ خدا کا کلام نہیں جس کا متکلم شیطان یا غرنون ہے۔
״	اصحاب ابی حنیفہ رض کا کوئی قول امام کے قول سے باہر نہیں۔	۲۹	تمام قرآن خدا کا کلام ہے۔ اسکا ثبوت
۲۴	یہود جبریل اور ملائکہ میں خود قادیانی کے اقوال میں تخالف		**مقدمہ چہارم**
		۳۰-۴۳	قادیانی صاحب کی رسالت اور اون کی فطرت حضرت مسیح کی فطرت سے متشابہ اور متحد ہے
		۳۰	۱- حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں جسمانی طور سے آئیگا اور دین حق کا سب دینوں پر غلبہ حسب وعدہ

صفحہ	مضمون
	آیہ ارسل رسولہ بقول قادیانی اوسی کے نزول کے وقت ہوگا۔
۳۱	غلبۂ دین حق حسب وعدۂ قرآنی خلفاے ثلثہ کے وقت پورا ہونیکا ثبوت
۳۲	محمود غزنوی اور عیسیٰ بن مریم کے آنیکی پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی۔
۳۳	۲ - قادیانی کا دعوٰی تشابہ فطرت باسیح اور عیسیٰ نبی اللہ کی فطرتی صفات حسب بیان قرآن کریم۔
۳۴	قادیانی کا قول کہ عیسیٰ نبی اللہ اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ نجاری کا کام کرتا رہا۔
۳۵	قانون قدرت کو صحیح معنی۔
۳۶	عیسیٰ نبی اللہ کے معجزات کا ثبوت قرآنی
۳۷	قادیانی صاحب کا معجزات عیسیٰ سے انکار کرنا اور اوسکو مسمریزم کہنا۔
۳۸	قادیانی صاحب کا عیسیٰ کی پیشین گوئیوں کو مجوب الحقیقت کہنا اور اوس کا جواب
	عیسیٰ نبی اللہ کی عمر
	عیسیٰ کا قیامت کے قبل آنا آیہ ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ سے ثابت ہونا۔

صفحہ	مضمون
۳۹	قادیانی حسب دعوئی تشابہ فطرت مین سچے نہین
۴۰	حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی شرح
۴۱	بایزید بسطامی کا عیسوی المشرب ہونا اور ایک چیونٹی کو قتل کرکے زندہ کرنا
۴۱	حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کی شرح۔
۴۲	ابی ذر سے زیادہ ترکوئی عیسیٰ سے زہد مین مشابہ نہین
۴۲	اتحاد طینت کی ثمرات اور حقیقت
	مقدمہ پنجم
۴۳-۴۸	خدا کے وعید مین تخلف ہونے کے بیان مین
۴۳	بقول قادیانی عذاب کے وعدہ مین تخلف سنۃ اللہ ہے
۴۴	قادیانی کے قول تخلف وعید کا جواب اور قصۂ یونس نبی۔
۴۶	انبیاء کے خطرات سے شیطانی خطرہ بلا توقف اوٹھا دیا جاتا ہے اسکا ثبوت۔
۴۷	قول قادیانی کہ محدث کا الہام قطعی ہوتا ہے اور اوس سے بھی شیطانی خطرہ بلا توقف اٹھایا جاتا ہے
	مقدمہ ششم
۴۸-۱۳	ہمارے نبی صلعم کے اجتہاد اور وحی باور غیر مردود علیہ مین
۴۸	قول قادیانی کہ ہمارے نبی صلعم نے اجتہادات مین خطا کی اور وحی کے غلط معنی سمجھے۔

صفحہ	مضمون
۴۹	حقیقت نبی اور علوم نبی صلعم۔
۵۰	نبی کی صورت بشریہ اوّا انا بشر مثلکم اولست مثلکم کا بیان۔
۵۱	آنحضرتؐ کا نسیان اور دل کی ہر حالت مین بیداری اگرچہ آنکھ سوتی ہو۔
۵۲	آنحضرتؐ کا علم تفاصیل ملک وملکوت کا ثبوت
۵۴	آنحضرتؐ کا قیامت تک کے معظم واقعات سے آگاہ فرمانا
۵۵	خلافت کے بعد سلطنت۔
۵۶	خلافت ابوبکرؓ کا ثبوت۔
۵۷	دجّال یہود کا خروج اور اوس کا ثبوت۔
۵۹	دجّال یہود نے زمانہ نوح نبی سے اس وقت تک کیون خروج نہ کیا۔
۶۰	عیسیٰ نبی اللہ کے نزول کا ثبوت بحدیث ابی ہریرہؓ
۶۲	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر ہماری رسول اللہ کی قبر کے ساتھ مدینہ منورہ مین ہوگی۔
″	فرقہ وہابیہ کے خروج کی پیشگوئی اور اونکا مذہب
۶۴	فرقہ قادیانی اور نیچریہ کے متعلق پیشگوئی۔
۶۵	دجّال یہود کے قبل تیس دجّال کا آنا۔
″	قادیانی کا دعوائے رسالت ونبوت۔
۶۶	عیسیٰ نبی اللہ کعبۃ اللہ کا حج کریگا اور صحابہ

صفحہ	مضمون
	اور مہدیؑ موعود ساتھ ہون گے۔
۶۷	مہدی کے ظہور کی علامات۔
″	مجدّد الف ثانی رضؓ کے وجود کی بشارت۔
۶۸	وحدۃ الوجود کے قایل وجودیہ اور علماء ظاہریہ کا مذہب اور محاکمہ۔
۷۲	طاعون بمبئی کی پیشگوئی۔
۷۳	آنحضرتؐ کا کوئی فعل اُن کے علم کے خلاف نہتا
۷۴	اجتہادات آنحضرتؐ کے متعلق قادیانی کے تخطیہ کے جوابات۔
۷۵	بضع کے لفظ کی تحقیق۔
۷۶	طول ید کے معنی۔
۷۷	ابن صیاد کے متعلق آنحضرتؐ کا علم۔
″	ہجرت از مدینہ کا خواب۔
۷۸	انبیاء علیہم السلام بالکل جوارح انہی ہین۔
۸۰	حدیث تابیر النخل۔
۸۱	قصۂ افک مین تردد کا سبب اور سہو آنحضرتؐ کا بھید
	مقدمہ ہفتم
۸۳-۱۱۸	روح انسانی کی حقیقت اور عالم ارواح اور عالم مثال اعمال ارواح کے اور تعدد امثال اور احیاء اموات اور جسم کی رفع بہ بیداری کے ثبوت مین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۴	قول قادیانی کہ روح رحم کے اندر کے پانی کا کیڑا ہے جو اوسی سے پیدا ہوتا ہے۔	۹۷	اولیاء اللہ کا بعد از مرگ کلام کرنا۔
۸۵	روح انسانی عالم امر سے ہے اور لامکانی ہے اور اسکو بدن انسانی سے وہی نسبت ہے جو جو خداوند عالم کو عالم سے۔	۹۸	آنحضرت کی قبر مبارک سے اذان کی آواز آنا رہنا
		"	ایک شہید نے حضرت عثمان کے سامنے بعد از مرگ کلام کیا۔
۸۶	روح کے بحالت بالغ پیدا ہونے پر اجماع اہل کشف اور وہ احیاناً دو ہزار برس بعد پیدا ہوئی	"	شہید کے بدن سے بعد از زمانہ دراز خون نکلنا۔
		"	ارواح کا ابدان عنصری کیساتھ آسمان پر اٹھایا جانا۔
۸۸	حدیث کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد کے معنی	۹۹	ایک ولی اللہ کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا۔
۸۹	عالم مثال کا ثبوت۔ اور ایک لاکھ آدم کی حقیقت	۱۰۰	عامر بن فہیرہ کا آسمان پر اوٹھایا جانا۔
۹۱	ارواح اولیاء اللہ کا متجسد ہوکر مشغول اعمال عجیبہ ہونا	۱۰۱	عیسیٰ نبی اللہ کا آسمان پر اوٹھایا جانا کوئی خاص فضیلت نہیں رکھتا۔
۹۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا۔ اور اوس کی حقیقت۔	"	طلحہ رض کو آنحضرت نے فرمایا کہ ملائکہ تجھ آسمان پر لیجاتے
"	اولیاء اللہ کی روحوں سے استمداد اور طلب شفاعت کا ثبوت۔	"	عیسیٰ کے رفع پر قادیانی کا تمسخر۔
		۱۰۲	آسمانوں سے مائدہ اترنا۔
۹۳	روح کی فلسفی اور واقعی طور سے حقیقت اور ماہیت کا بیان۔	۱۰۴	انسان کامل بغیر کھانا پینے کے زندہ رہ سکتا ہے
		۱۰۶	حضرت عزیر کا سو برس تک بغیر حاجت کامل شہر سے باہر رہنا
۹۵	حقیقت موت کا بیان۔	"	اصحاب کہف کا کئی سو برس تک بغیر کھانے پینے کے قرآنی ثبوت اور اون کا قصہ۔
۹۶	نفوس فاضلہ مرنیکے بعد ملائکہ کیطرح مدبرات عالم میں سے ہوجاتے ہیں۔	۱۰۸	قادیانی صاحب کی تاویلات احیاء اموات۔
		۱۰۹	عزیر نبی کا قصہ۔
۹۷	انبیاء کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا۔	۱۱۱	الدین کما بدء کے خلاف نبی زندہ ہوکر مدتوں زندہ رہکر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۲	بقول قادیانی المسیح کی لاش سے ایک مُردہ زندہ ہوگیا	۱۱۹	اور دلیل قادیانی کا جواب
؍	چوبیس سرداران کفار تو بیچارے زندہ کئے گئے۔	۱۲۱	آنحضرتؐ کا جسم مبارک کتالیف بشریہ سے پاک تھا اور کثیف کہنے والا واجب القتل ہے۔
۱۱۳	آنحضرتؐ کے والدین کی حیات۔		
؍	بقول حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بعض اولیاء اللہ کو نکیرین کی قدرت دی جاتی ہے۔	۱۲۳	معراج جسمانی کے محال ہونے پر قادیانی کے تین اعتراضات۔
۱۱۴	ایک بڑھیا کے بیٹے کا مع بارات بارہ برس کے بعد دریا سے زندہ نکلنا۔	۱۲۴	دوسرے اعتراض کا جواب اور تعدد معراج کا ثبوت
		۱۲۵	ابن العربی کا قول تعدد۔
۱۱۷	یونس نبی کا قعر دریا سے کتنے روز کے بعد بخیر قرآن زندہ نکلنا۔	۱۲۸	شاہ ولی اللہ کا قول اور حضرت موسیٰ کی لکا کی وجہ
		۱۲۹	حضرت یعقوب کی معراج۔
۱۱۸	قادیانی کا ایک راز کہ کیوں انہوں نے عیسےٰ نبی اللہ کے مارنے اور اپنے کو عیسیٰ موعود ثابت کرنیمیں کوشش کی۔	۱۳۰	صحابہ اور ائمہ جو معراج جسمانی کے قایل ہیں۔
		۱۳۱	حضرت عائشہؓ کا قول رویائے روحی صحیح نہیں۔
		۱۳۲	عائشہؓ کی دوسری حدیث سے معراج جسمانی کا ثبوت
۱۱۸-۱۳۳	**قادیانی کا دعوای اول** عیسیٰ نبی اللہ فوت ہوچکا ہے	۱۳۳	حدیث معاویہ کا جواب
		۱۳۴	رویا اور اسرا کے معانی
	طریق اوّل		
۱۱۹-۱۵۰	کسی بشر کا آسمان پر جانا محال ہے۔ اور معراج جسمانی سے انکار اور اوس کا جواب	۱۳۵	حدیث ثابت رضؓ کی جودت
		؍	احادیث کے الفاظ مختلفہ میں مطابقت
۱۱۸	قادیانی صاحب کا قول انکاری۔ اور معراج نبوی کو اعلیٰ درجہ کا کشف کہنا اور خود بھی اوس میں شریک ہونا۔	۱۳۶	تعیین مکان شروع اسرا کی تطبیق۔
		؍	پہلے اعتراض قادیانی کا جواب
۱۱۹	کسی بشر کا آسمان پر اوٹھایا جانا محال نہیں	۱۳۸	جُدا جُدا آسمانوں میں جُدا جُدا انبیا کی ملاقات
		۱۴۱	عارف ابن ابی جمرہ کا قول جُدا جُدا اسماء کی مستقر کی نسبت

صفحہ	مضمون
۱۴۳	شب معراج مین مقام ہیبت مین آواز صدیق اکبر سے آنحضرت کو تسکین ہونا
۱۴۴	نفوس فاضلہ کے معارج کی کوئی حد نہین۔
״	شہدا اور علماء کے ابدان قبر مین بوسیدہ نہین ہوتے اور وہ عبادت کرتے ہین۔
۱۴۶	اعتراض سوم کا جواب
״	حدیث شریک کی شرح
۱۴۷	حدیث شریک سے معراج مع الجسد بعد بعثت ہونے کا ثبوت۔
۱۴۸	احادیث رسول اللہ اکثر بالمعنی مروی ہین۔
۱۵۰	معراج کو ہر موطن مین انبیا کس صورتمین مرئی ہوئے
	طریق دوم
۱۵۰-۱۵۲	توفی کے معنی بجز موت کے اور کوئی نہین اس کا جواب
۱۵۱	توفی کے معنی موت مین قادیانی کے دلایل
۱۵۲	قادیانی کے دلایل کا رد کہ توفی کی حقیقی معنی موت نہین۔
״	وہ لغت عرب جو قرآن کی تفسیر مین معتبر ہے
۱۵۴	کلام اللہ کے معنی سمجھنے کے لئے صرف ونحو کی طرح لغت کی معرفت واجب ہے۔
״	توفی کے بعض معانی لغویہ کی فہرست
۱۵۶	شعراء عرب کے اشعار اور قرآن کریم کی آیات مین توفی کے معنی سلانا۔ اور گننا۔ پورا کرنا اوٹھانا وغیرہ۔
״	توفی کے معنی اوٹھانا۔ عمر پوری کرنا۔ قبض بلا موت وغیرہ وغیرہ
۱۵۷	توفی کے معنی مین قادیانی کے الہامات کا باہم تخالف
۱۵۹	قرآن کریم کی متعدد آیات مین توفی کے معنی خلاف موت پائے گئے ہین۔
۱۶۱	امام بخاری کا مذہب کہ عیسیٰ نبی اللہ ہی ہین مرے
۱۶۲	ابن عباس کا مذہب کہ عیسیٰ ابھی زندہ ہین۔
״	کعب اور سطور اق کا قول کہ توفیک مین معنی موت نہین۔
۱۶۳	امام بخاری کا مذہب کہ آیہ اذقال اللہ الخ مین اذ حرف صلہ ہے اور ماضی بمعنی مستقبل ہے
۱۶۴	لفظ اذ کے استعمال اور ماضی بمعنی مضارع کی نحوی تحقیق۔
۱۶۵	فلما توفیتنی کا تعلق قیامت کے دن سے ہے۔
۱۶۶	نزول عیسیٰ علامات قیامت مین سے ہے۔
۱۶۸	عربی انجیل سے عیسےٰ کے دوبارہ آنیکا ثبوت
۱۶۹	بقول بخاری وغیرہ عیسیٰ نبی اللہ غفرت کے منتظر ہین دفن ہونگے

صفحہ	مضمون
۱۶۹	امام ذہبی کا مذہب کہ عیسیٰؑ ابھی زندہ ہے اور وہی سب سے پہلا اور معمر صحابی ہے۔
۱۷۰	شب معراج میں عیسیٰ اپنے جسد عنصری کے ساتھ مرئی ہوئے۔
۱۷۱	آنحضرت کا ارشاد کہ عیسیٰؑ ابھی مرے نہیں۔
″	ابن عباس کا قول کہ فرمایا رسول اللہ نے عیسیٰ بن مریم آسمان سے اوتریگا۔
۱۷۲	امام ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ مالکیہ و شفعویہ و حنبلیہ کا مذہب کہ عیسیٰ قیامت کے قبل آسمان سے اوتریگا
۱۷۲-۱۸۵	علامہ زرقانی مالکی کی نزول عیسیٰ کے اثبات میں بحث بسیط اور جوابات محیط۔
۱۷۳	عیسیٰؑ کو شریعت محمدیہ کے احکام کس طرح پہونچینگے
۱۷۵	عیسیٰ پر نزول کے بعد وحی حقیقی کا آنا منع نہیں کیونکہ وہ نبی ہیں۔
۱۷۶	عیسیٰؑ کے نزول کے بعد سلب نبوت کا اعتقاد کفر ہے
″	عیسیٰؑ کوئی جدید شریعت نہ لائینگا بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل کریگا۔
۱۷۷	عیسیٰ کی امامت مہدی موعود کریگا۔ اور "امامکم منکم" کی تفسیر
۱۷۵	امامت مہدی اور عیسیٰ کی احادیث میں بقیت

صفحہ	مضمون
	دفع تعارض۔
۱۷۹	امامکم منکم کے دوسرے معنی۔
۱۸۰	وضع جزیہ کے متعلق بحث
۱۸۱	وضع جزیہ کے صحیح معنی کہ عیسیٰ جزیہ نہ قبول کریگا۔
۱۸۳	عیسیٰ نبی اللہ کیوں آسمانوں سے اوترینگے؟
″	نزول کے بعد عیسیٰ کی قیام میں اختلاف کی توجیہ
۱۸۵	عیسیٰؑ کس عمر میں مرفوع ہوئے؟
″	عیسیٰؑ کا مدفن مدینہ منورہ ہے۔
″	صحابہ و تابعین و ائمہ جن کا مذہب ہے کہ عیسیٰ زندہ ہے اور آسمان سے اوتریگا۔
۱۸۶	قادیانی کا جھوٹا دعویٰ کہ عیسیٰؑ کے مرجانے پر اجماع ہے
۱۸۷	احادیث رسول اللہ میں۔ نزول۔ رجوع۔ رفع الی السماء۔ ہبوط۔ نبی اللہ۔ آیندہ مریگا۔ صحابی رسول اللہ۔ حج کریگا۔ رسول اللہ کی قبر پر ٹھیریگا۔ رسول اللہ اوس کے سلام کا جواب دینگے۔
″	زیت بن برشلا وصی عیسیٰ کا کوہ جلوان میں زندہ موجود ہونا
۱۹۰	چار ہزار صحابہ مہاجرین اور انصار وصی عیسیٰ کو بحکم حضرت عمرؓ دیکھنے گئے۔
″	سلمان فارسی نے وصی عیسیٰ کو دیکھا۔
۱۹۱	برخلاف قادیانی معتبر احیاء عیسیٰ کو قائل ہیں جیسے حسب کشاف

صفحہ	مضمون
۱۹۱	عیسیٰ کا ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی عمر میں مرفوع ہونا غلط ہے
״	حدیث عائشہ کی رکاکت۔
۱۹۲	آنحضرتؐ کی عمر ترپسٹھ برس ہونا ہی صحیح ہے۔
״	لبوءمنت کے متعلق احادیث اور حسن بصری کا قول حیات
۱۹۳	توفّی کے معنی بقول مظہری رفع الی السماء
״	شاہ ولی اللہ کا قول کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے
״	عیسیٰ زمانہ کہولت کے بعد مریں گے۔
۱۹۵	امام بخاری کے اقوال سے قادیانی کا استدلال کا ابطال
۱۹۷	دجّال اور عیسیٰؑ کے حلیہ میں فرق
۲۰۰	حدیث لانبی بعدی کے صحیح معنی کوئی نبی ہمارے بعد نہیں ہے
״	عیسیٰ کی قبر حجرہ ہی ہوگی۔
۲۰۱	قادیانی کا مکہ اور مدینہ جانے سے خائف رہنا۔
	طریق سوم
۲۰۳-۲۱۳	محمد صلعم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ آئیگا جو دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے
۲۰۳	خاتم النبیین کے معنی بقول قادیانی۔
״	قادیانی کا جواب کہ عالم تکوین میں کوئی جدید نبی آنحضرت کے بعد نہ پیدا ہوگا۔
۲۰۴	بقول قادیانی باب نبوت من کل الوجوہ مسدود ہوا اور وہ نبی ہی ہے اور امتی بھی ہے۔
״	عیسیٰ نبی اللہ پر جبریل کے اترنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔
۲۰۵	حدیث لاوحی بعدی باطل ہے
״	حدیث لانبی بعدی کے معنی۔
״	قول قادیانی کہ رسول مطاع ہوتا ہے نہ مطیع لہذا عیسیٰ کا مطیع ہونا منافی رسالت ہے۔
۲۰۶	ہمارا جواب کہ ہر نبی سے میثاق کے دن آنحضرت کی اطاعت کا وعدہ لیا گیا ہے۔
״	عہد میثاق کی نسبت امام سبکی کا قول
۲۰۷	کل انبیاء درحقیقت ہمارے حضرتؐ کے خلفاء ہیں۔
۲۱۰	ابن العربیؒ کا قول کہ کل انبیاء ہمارے رسول اللہ کے نائب اور حجّاب ہیں۔
۲۱۱	قصیدہ بردہ سے شرف الدین بوصیری کا قول
۲۱۲	عیسیٰ نبی اللہ کو ہمارے رسول اللہ کی اطاعت سے ترقی درجہ ہوگی۔
۲۱۳	حضرت صدیقؓ کا قول کہ عیسےٰ چوتھے آسمان پر ہیں ہی ترقی کے لئے اتریں گے۔
״	قادیانی صاحب کا حضرت مجدد پر افترا۔

صفحہ	مضمون
	طریق چہارم
۲۱۳ و ۲۱۴	قادیانی صاحب کے عام استدلالات کے جواب ہین
۲۱۳	۱- خلت کے معنی بقول قادیانی جو فوت ہونے کہے گئے ہین غلط ہین-
۲۱۴	۲- قول قادیانی کہ نفی خلا مستلزم معنی موت ہے غلط ہے-
״	۳- عیسیٰ کی نماز و زکوٰۃ کے اقرار سے موت پر استدلال قادیانی غلط ہے-
״	۴- سو برس والی احادیث سے استدلال قادیانی غلط ہے
۲۱۵	سو برس والی احادیث کے نقل کرنے مین قادیانی نے تحریف کی-
״	عیسیٰ اور دجال وغیرہ سو برس والی حدیث سے مستثنےٰ ہین-
۲۱۶	ابن صیاد کا سو برس والی حدیث سے مستثنیٰ ہونا
۲۱۷	ابن صیاد اور دجال مین تفریق-
״	۵- استدلال قادیانی کہ جس طرح قرآن نے مریم کو بوجہ کہانے سے روکنے کے مار دیا اسی طرح عیسیٰ کو مار دیا- بالکل غلط ہے-
۲۱۸	حضرت غوث جیلانی کے پوتے شیخ جمال اللہ کا بارمان عیسیٰ زندہ رہنا-
۲۱۸	مائی صفوران کا غدر کے قریب قریب شیخ جمال اللہ سے ملاقات کرنا-
۲۱۹	سورۂ مائدہ کی آیہ قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح سے مسیح کی حیات کا ثبوت
۲۲۰	۶- عیسیٰ بقول قادیانی پیر فرتوت ہونیسے کارآمد دنیا نہین" کہنا باطل ہے-
۲۲۱	زاہدون اور حافظون کی عمر مین برکت ہوتی ہے
״	مولف کے دادا نواب مرزا خان ایک سو تیرہ برس کی عمر مین فوت ہوئے اور کوئی پری کا اثر نہ تھا
۲۲۲	دو متین منع ہونیسے قادیانی کا استدلال غلط ہے
״	حضرت خضر کی حیات کا ثبوت-
۲۲۴	حدیث منع متین کے صحیح معنی-
۲۲۵	قادیانی کا افترا کہ عیسے بہشت مین داخل ہو گیا اور اب نہین آسکتا-
۲۲۶	پہلا قول قادیانی کہ عیسیٰ صلیب کے زخمون سے اچھے ہو کر سری نگر مین جا مرے-
״	عیسیٰ کا صلیب پر چڑھایا جانا باطل ہے-
۲۲۷	دوسرا قول قادیانی کہ مسیح اپنے وطن گلیل مین جا کر فوت ہو گیا-

صفحہ	مضمون
۲۲۸-۲۶۰	**قادیانی کا دعوی دوم**
۲۲۸-۲۴۳	عیسیٰ موعود سے مُراد اصلی عیسیٰ کا مثیل یعنی غلام احمد قادیانی ہی ہے۔
۲۲۸	قول قادیانی کہ محمدؐ موسیٰؑ کا مثیل ہے اور جیسے موسیٰؑ کا خلیفہ اصلی عیسیٰ ہوا ایسا ہی محمدؐ کا خلیفہ مثیل اصلی عیسیٰ ہوا۔
۲۳۰	قول قادیانی کہ وہی سلسلہ خلافت کا خاتم ہے
〃	آنیوالا احمد جو قرآن میں ہے وہ غلام احمد قادیانی ہی
۲۳۱	قادیانی کا آنحضرتؐ کو مثیل موسیٰؑ کہنا غلط ہے اور اس کے دلائل۔
〃	کاف تشبیہ کے استعمالات۔
۲۳۲	قرآن کریم میں فقط دونوں رسولوں کی رسالت کا بیان ہے۔
۲۳۳	ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور صفات رسالت میں لاشریک ہیں۔
〃	قادیانی کا دعوی کہ وہ کل انبیاء عظام کا مثیل ہے۔
۲۳۴	قادیانی کا حراث والی حدیث سے اپنی طرف اشارہ نکالنا باطل ہے۔
〃	حدیث علماء اُمتی موضوع ہے۔
〃	مثیل کیلئے تمام صفات میں مماثلت ہونا ضروری ہے

صفحہ	مضمون
۲۳۵	آیۂ استخلاف کے معنی بقول قادیانی
۲۳۶	انبیاء علیہم السلام کا مختلف صورتوں میں آنا اور ہمارے رسول اللہ کا جامع جمیع صور ہونا
۲۳۸	ہمارے نبی کی خلافت۔
〃	معنی استخلاف بادشاہ گردانیدن ہیں۔
〃	ہمارے نبی کی خلافت خاصہ کا مستقر مدینہ منورہ ہے نہ قادیان۔
۲۳۹	عیسیٰ کو مستقل نبی نہ جاننا یہودیوں کا اعتقاد تھا
۲۴۰	عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کا مابین زمانہ چودہ سو کا بقول قادیانی ہونا غلط ہے۔
۲۴۱	غلام احمد قادیانی کے اعداد چودہ سو نہیں بلکہ تیرہ سو ہیں
۲۴۲	غلام احمد قادیانی اور تسخر کے اعداد مساوی ہیں
۲۴۳-۲۴۴	**قادیانی کا طریق اوّل** اِس مُدت تیرہ سو برس میں بجز قادیانی کے کسی نے دعوائے عیسیٰ موعود نہ کیا پس قادیانی کا دعویٰ وقت پر ہوا اور سچا ہے۔
۲۴۳	قادیانی سے پہلے حمدان بن قرمط نے ۲۷۸ھ میں بعینہٖ مثل قادیانی عیسیٰ موعود ہونے کا دعوے کیا۔

صفحہ	مضمون
۲۴۵	شیخ محمد خراسانی نے دسویں صدی مین عیسی موعود ہونے کا دعوی کیا
〃	المنصور کے زمانہ خلافت مین ابی عیسی اصفہانی نے مسیح موعود ہونیکا دعوی کیا۔
〃	قادیانی اور حمران کے دعاوی بالکل باہم مشابہ بلکہ عین ہین۔
۲۴۶	حدیث لا مہدی الا عیسی مردود ہے۔
	طریق دوم
۲۴۷	مکاشفات اکابر اولیا سے قادیانی کا عیسی موعود ہونا
〃	قادیانی کے برخلاف حضرت علی رض کا مکاشفہ
〃	امام ربانی کا مکاشفہ بغیر تعین زمان۔
۲۴۸	شیخ سیوطی کے ایک ہمعصر کا مکاشفہ اور ثبوت
۰	کہ اس باب مین کسی کا مکاشفہ صحیح نہوا۔
〃	الدنیا سبعۃ الاف سنۃ کی امثال واہی ہین
	طریق سوم
۲۴۸	قادیانی دجال معہود کے بعد آیا ہے۔
〃	قادیانی کا قول کہ دجال معہود یاد یہان ہین بالکل غلط ہے۔
۲۴۹	دجال خراسان کے ملک سے آئیگا جو قادیانی کا اصل دبلوم ہے۔

صفحہ	مضمون
۲۴۹	آنحضرت کا دیکھنا کہ عیسے ع اور دجال کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے ہین۔
〃	الدجال اسم علم نہے نہ اسم جنس
۲۵۰	دجال معہود سے مراد گروہ پادریان ہین نا بالکل غلط ہے۔
〃	**طریق چہارم**
۰	قادیانی صاحب کا استناد بقول حضرت مجدد رضی اللہ عنہ
۲۵۱	قادیانی صاحب کو عیسی کی طرح محمد کا خطاب ملنے مین دعوے مماثلت۔
〃	حضرت مجدد کے قول مین قادیانی صاحب نے تحریف کی۔
۲۵۲	مہدی معہود بقول ابن العربی شریعت محمدیہ پر عمل کریگا اور اجتہاد کا محتاج نہوگا۔
〃	عیسی نبی اللہ اول ہی سے شریعت محمدیہ کا عامل ہے۔
۲۵۳	ابوہریرہ رض کا قول کہ عیسی نبی اللہ اون کے مرویات کی تصدیق کریگا۔
	طریق پنجم
	قول قادیانی کہ عیسے کی دوبارہ نزول سے مراد نزول

صفحہ	مضمون
۲۵۳	بقول قادیانی نزول بروزی ہی سنۃ اللہ ہے۔
۲۵۴	نزول بروزی کو سنۃ اللہ قرار دینا اللہ پر افترا ہے۔
〃	یحیی نبی کا کوئی مثیل نہوا۔
۲۵۵	مکون و بروز کی حقیقت اور اوس کی شناعات بقول امام ربانی رح
〃	عیسیٰ نبی اللہ کے نزول بروزی نے بجائے نفع کے قادیانی صاحب کو ملحد کا خطاب دلایا اور اس ملحدی زبانی اُمت محمدیہ کو یہود کی نسبت دی۔
	طریق ششم
〃	قادیانی صاحب کا رمضان میں خسوف و کسوف جمع ہونے سے استدلال
〃	قادیانی صاحب کے استدلال خسوف و کسوف کی غلطی۔
	طریق ہفتم
〃	قادیانی صاحب کا قرانی نکات و معارف اور ہمہ دانی میں کیتا ہونیسے استدلال
〃	مکتوب عربی قادیانی صاحب کی نظم و نثر میں بھی قرآن کی طرح بیظیر اور آیت رب العالمین ہے

صفحہ	مضمون
۲۵۸	محمد بن علی ترمذی نے بھی ایک مغلق کتاب امام وقت کی تشخیص میں قادیانی کیطرح لکھی
〃	ابن العربی کا دعوی کہ وہی امام الوقت اور خاتم الولایت ہے عیسیٰ کے ساتھ ہوگا۔
〃	قادیانی کے عربی الہامی مکتوب کی غلطیاں اور ہمارا معارضہ۔
۲۶۱	**خلاصۂ عقائد قادیانی صاحب**
〃	۱۔ ذات و صفات باری تعالے
〃	قادیانی مجازاً ابن اللہ ہے اور خدا کی توحید و تفرید کا مرتبہ رکھتا ہے۔
〃	خدا تعالے کو عذاب کے وعدوں میں جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔
〃	خدا تعالے دوزخیوں کو چند حقبہ تک دوزخ میں رکھیگا۔ پھر انکو معرفت حاصل ہوگی
〃	خدا قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا۔
۲۶۲	۲۔ ملائکہ کرام حقیقت جبریل وحی روح القدس
〃	جبریل ایک قسم کی مجبت کا نام ہے۔ اور اس کے مراتب۔
〃	قادیانی کی پاک تثلیث۔
۲۶۳	قول قادیانی کہ محققین اسلام ملائکہ کے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
〃	شخصی وجود سے منکر ہین۔	۲۶۶	خدا نے قادیانی کو عیسے کا ہمسر بنایا۔
۲۶۳	شخصی وجود سے بقول قادیانی ملک الموت کا زمین پر آنا باطل ہے۔	〃	انبیا اور محدث کی وحی شیطانی دخل سے منزہ ہے
〃	جبریل کے نزول کی کیفیت اور ہر شبہ پر بقول قادیانی اوس کا اوترنا۔	〃	کبھی شیطانی دخل انبیا کی وحی مین ہو جاتا ہے
۲۶۴	بقول قادیانی جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر سے جدا نہین ہوتا۔	〃	چار سو نبی کو شیطانی وحی ہوئی اور وہ جہنم کا ایندھن ہوئے
〃	کنجنیون پر بھی بقول قادیانی جبریل کا اترنا۔	〃	انبیا کے اجتہاد مین سہو و خطا ممکن ہے۔
〃	روح انسانی بقول قادیانی جسم کے گندے پانی کا کیڑا ہے۔	۲۶۷	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد مین غلطیان
〃	قادیانی ایک کیڑا تھا جو مختلف ادوار کے بعد انسان اور بلکہ مسیح بے پدر سے عجب تر نکلا	〃	مسیح کی پیشگوئیان غلط نکلین۔
۲۶۵	۳۔ انبیا اور رسل اور اون کے معجزات و پیشینگوئیان اور الہامات قادیانی	〃	۴۔ معجزات انبیا رصلوات اللہ علیہم
〃	قادیانی تمام انبیا کا مثیل ہے۔	〃	معجزہ شق القمر کا اقرار۔
〃	قادیانی نبی بھی ہے اور امتی بھی۔	〃	مسیح کے معجزہ احیا اموات سے انکار۔
〃	قادیانی محدث ہے اور محدث بھی ایک نوع سے نبی ہی ہے۔	۲۶۸	مسیح کو سحر یم آتی تھی۔
۲۶۶	قادیانی اور مسیح کی فطرت ایسی ہے جیسے ایک جوہر کے دو ٹکڑے۔	〃	مسیح کا لنگڑون اندھون کو اچھا کرنا ایک نسخہ سے تھا۔
		〃	قادیانی ابن مریم سے عمل الترب مین کم نہین ہے
		〃	مسیح کا پرند کے پتلے مین جان ڈالنے کا اعتقاد شرک ہے۔
		〃	مسیح کے معجزات مکرون سے مشابہ ہین۔
		〃	ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج اس جسم کثیف کیساتھ نہ تھی۔ بلکہ وہ ایک کشف تھا جس مین قادیانی بھی صاحب تجربہ ہے۔

صفحہ	مضمون
۲۶۹ ۲۷۷	۵- قرآن قادیانی (یعنی الہامات ومخاطبات ومکالمات ربانی جن کے ساتھ قادیانی بطریق وحی مشرف ہوئے
۲۷۷	۶- علماء امت محمدیہ
۲۷۸	قادیانی صاحب کا علماء کو یہودی اور بددیانت اور ملعون اور ظالم اور شیطان وغیرہ الفاظ سے نامزد کرکے گالیاں دینا-
۲۷۹	۷- تفسیر قادیانی جو انکو الہام ہوئی
〃	قرآن کی موجودہ تفسیرین فطرتی سعادت کے مخالف اور غلط ہین-
۲۸۰	عبداللہ غزنوی وہابی کے الہامات-
〃	سورہ والعصر کی تفسیر بالہام قادیانی
۲۸۱	سورہ لیلۃ القدر کے اسرار الہامی-
〃	قادیانی اور غزنوی کی الہامی تفسیرین غلط اور تلبیس ملبس ہین اس کا ثبوت-
۲۸۲	سورہ الحمد کی تفسیر کہ اس مین انبیاء کے مثیل بننے کی ہدایت ہے-
۲۸۳	مثیل بننے کی ہدایت نہین بلکہ اون کا مقلد اور مقتدی بننے کی ہدایت ہے-
۲۸۴	حضرت بایزید کا قول کہ مین سبحانی وغیرہ ہون

صفحہ	مضمون
〃	اس کا اصلی سر
۲۸۷	سورہ بقر- موت اور حیات کے حقیقی معنی اس سورہ کی آیات مین مقصود نہین
۲۸۸	سورہ آل عمران مین کہل کے معنی حلیم ہین اور توفی کے معنی موت ہین- اور خلق طیر سے مراد عمل الترب (یعنی مسمریزم ہے)
〃	سورہ نساء مین ماصلبوہ کی نفی سے یہہ مراد ہے کہ عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے اور اپنی موت سے کشمیر مین جا مرے- اور موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف ہے- اور یقینی امر یہی ہے کہ وہ فوت ہوگیا-
۲۸۹	سورہ مائدہ مین اذ قال اللہ کا لفظ ماضی عیسےٰ کے مرجانے پر حجت ہے-
〃	سورہ انعام مین توفی لیل سے یہی مراد موت ہی ہے-
〃	سورہ توبہ مین رسول سے مراد قادیانی ہے
۲۹۰	سورہ مریم مین یحییٰ کے تولد سے مراد تولد پروزی ہے- اور رفع ادریس سے علو مرتبت مقصود ہے-
〃	سورہ طہٰ مین فیہا نعید کم سے یہہ مراد ہے

صفحہ	مضمون
	کہ زمین زادہ زمین مین ہی دفن ہوتا ہے پس آدم پیس آسمان مین نہین مرا -
۲۹۰	سورہ انبیا مین ذوالنون کے وعدہ تخلیف ہوگیا -
۲۹۱	سورہ حج - انبیا کی وحی مین شیطان دخل دیتا ہے -
״	سورہ مومنون کی آیہ انا علی ذھاب بہ لقادرون مین قرآن کے اوٹھانیکا زمانہ مراد ہے -
״	سورہ نور کی آیہ استخلاف مین وعدہ ربانی قادیانی سے متعلق ہے -

صفحہ	مضمون
۲۹۲	سورہ فرقان - سورہ نمل - سورہ زمر - سورہ زخرف - سورہ دخان -
۲۹۳	سورہ حدید مین احمد سے مراد قادیانی ہے
״	سورہ مزمل مین رسولاً شاھداً سے مراد ہمارے نبی ہین جو موسےٰ کے مثیل ہین
۲۹۴ - ۲۹۵	سورہ زلزال مین انسان سے مراد ایک مرد کامل اور مجدد ہے جو قادیانی ہے اور اس زمانہ کے علوم و فنون کی طرف اشارہ ہے اور علمار کی دوسری تفاسیر غلط ہین -
۲۹۶	خاتمہ کتاب -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

یہہ فطرتی قانون ہے کہ ہر شخص کو اوس کی فطرتی طینت اور جبلّی استعداد کے مقتضا کے مطابق جذبات وارادات مین مدد پہونچانیسے نائیا نہیں کرتی۔ شیطان نے مُہلت مانگی اور اوسکو عطا کی گئی اور اسی فطرتی طینت اور جذبات کی بدولت ہی کہ مسیلمہ کذّاب نے ہمارے نبی الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمواجہ اور بالمقابلہ نبوّت کا دعوی کیا اور لاکھون اوس کے اُمتی ہوگئے۔ اور ۲۷۸ھ مین حمدان بن قرمط نے اپنے کو کلمۃ اللہ الموعود اور مہدی اور امام منتظر ہونا بتایا اور دعوی کیا کہ اسی کی نسبت حضرت رسالت نے بشارت فرمائی ہے اور اوسی مین کلمہ حضرت مسیح انتقال برزری کر آیا ہے۔ چنانچہ ہزارون بلکہ لاکھون اوس کے متبع بن گئے۔ حتّے کہ وہ اپنے تابعین کے ساتھ مصر اور شام پر قابض ہوکر ایک سلطنت کا مالک بنگیا اور بالآخر اوسنے کعبۃ اللہ کو تاراج کیا اور خلیفہ جوہر قائد کے ہاتھون مارا گیا اور مہدی ہوڈان ایک وسیع سلطنت کا مالک اسی فطرتی جذبہ کی بدولت ہوگیا جس کے مقابلہ حال مین مصری فوج کو کسقدر تکالیف کا سامنا ہوا اور اسی کے لگ بھگ

۱؎ پس خیر اور شر کا افاضہ ہر شخص کی خود اپنی ہی فطرت اور استعداد کا مقتضا ہے۔ جیسے آفتاب کی ضیا تو یکسان کپڑے اور دھوبی پر پڑتی ہے لیکن یہہ ان کی اپنی ہی استعداد کا مقتضا ہے کہ اس ضیا کا افاضہ سے دوسرا غیر ہے کپڑا تو سفیدی حاصل کرتا ہے اور کپڑا دھونے والا دھوبی سیاہی بدن کا استفاضہ کرتا ہے۔ ۱۲

۲؎ دیکھو زرقانی جلد (۵) ص۲۹۱ کہ اس شخص نے ۲۸۶ھ مین کوفہ کے اطراف مین خروج کیا اور ۳۱۷ھ مین المقتدر کی خلافت کے زمانہ مین ابوطاہر نے مکہ پر حملہ کیا اور کعبہ کے دروازہ کو اکھاڑ کر لیگیا۔ آخر خلیفہ جوہر القاید کے ہاتھہ سے مارا گیا۔ چھیاسی برس تک اس شخص کا فتنہ قایم رہا اور انہون نے قرآن کی تحریف اور تاویلات بعیدہ کرنی شروع کردین۔ ۱۲

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا فطرتی جذبہ تھا کہ وہی ایک مجدد دین ماحی کفر اور مرسل من اللہ ہے کہ جسکے اتباع

[1] مورخ ملطبرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد مرتبہ رفاعہ بگ ناظر مدرسۃ الالسن مین لکھتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تمام عرب مین اور علی الخصوص نجد مین یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا اوسنے خواب مین دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اوس کے بدن سے جدا ہوکر زمین مین پھیل گیا ہے اور جو اوس کے سامنے آتا ہے اوسکو جلا دیتا ہے۔ یہ خواب اوسنے مہرین کے سامنے بیان کیا جو ایسے خوابون کی تعبیر جانتے تھے۔ اونہون نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ اوس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پاویگا۔ آخر کار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہوگیا جو ۱۱۱۵ھ مین متولد ہوا اور بعد از ہزار خرابی ۱۲۰۶ھ مین فوت ہوگیا یعنی اوسنے جیہا نوے سال کی عمر پائی اور ابتداءً اوسنے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبدالوہاب) ملحد ہوگا اور بظاہر اس کا شغل بھی ایسی قسم کا تھا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنہون نے اسکے قبل نبوت کا دعوی کیا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ اوس کو پورے طور سے کسی علم وفن مین دستگاہی نہوئی اور اسیواسطے علماء وقت کی رد و قدح نے اوسکو جواب دینے کی قدرت ندی۔ جبکہ ۱۱۴۳ھ مین اوسنے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا ملطبرون لکھتا ہے کہ یہ شخص بوجہ اپنے زاد اکی خواب کے لوگون کی نظر مین محترم رہا اور اپنے عقاید کے ظاہر کرنے سے اول اوسنے اپنے کو قریش اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اوسکا نام بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک کی مثل محمد ہے گویا آنحضرت کے ہمنام ہونیکا شرف رکھتا ہے۔ پھر اوسنے چند اصول اعتقاد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ اون فروعات کی جو اوس سے مستنبط ہین اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن اون کی مدح اور تعظیم کرنا لایق نہین کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدائے قدیم کے لئے شایان ہے لہذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے اور چونکہ لوگون کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالی کو پسند نہ آیا لہذا اوسنے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تاکہ مین انکو سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی کرون۔ پس جو کوئی مجھے قبول کریگا وہ درستون مین سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانیگا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اوس کا قتل بلاشبہہ واجب ہے۔

پھر مورخ ملطبرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اوس کے متعلق ہوگئے اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا لیکن وہان اوس کی کچھ نہ بن آئی اور آخر کار تین برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آیا اور مدینہ منورہ مین ۱۱۴۳ھ مین گیا لیکن وہان کے علماء نے اوس وقت اوس کی خوب خبر لی۔ بالآخر ۱۱۵۰ھ مین نجد کے اطراف بدوی لوگون مین اوس کا فسون اثر کر گیا اور اسی اثناء مین ایک شخص ابن سعود سے بسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پرزادہ تھا اور جسکے عرب کی کئی قبایل اوسکے خاندانی مرید اور مطیع تھے اوسنے اپنی ایک بہن کی آرزو کے لالچ سے کہ اوس کی حکومت علانیہ بصورت یا کسی طرح سے بڑھے اور اوسنے اوس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائیگا اور اوس کے مذہب کی تائید سے اسکا دلی ارادہ پورا ہو لیگا اوسنے محمد بن عبدالوہاب کا مذہب قبول کرلیا (دیکھو حاشیہ صفحہ آیندہ)

کے سوا جملہ مشرک ہیں اور اوسنے اپنے مریدین کے ساتھ نشو و نما پایا کر ایک فوج کثیر کے ساتھ خاص خانہ

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲) اور اوس کے سارے مریدابتدائی ہی اوس کے ساتھ ہو لئے اور اوسنے مذہب وہابیہ کو اسقدر ترقی دی کہ اطراف و اکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اوس کے مطیع ہو گئے حتے کہ ایک ریاست کی صورت نمایاں ہو گئی اور محمد ابن عبدالوہاب اون کا امام قرار پایا اور ابن سعود اوس کے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا اور مدینہ و جبہ اونھوں نے اپنا دارالسلطنت معین کیا اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مرتب کر کے اپنے ملک و دولت کی توسیع میں سامی ہوا۔ مگر حیات نے وفا نہ کی اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب کامل نہ ہو سکے کہ ابن سعود کا بیٹا عبدالعزیز اوس کا جانشین ہوا جو کہ شجاعت اور ہمت میں اپنے باپ سے بڑھکر نکلا اور محمد ابن عبدالوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوت دین وہابیہ پر دشمشیر شروع کر دی۔ پس جبکہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اولاً کسی ایک کو اوس کی تفہیم کے لئے بھیجتا تاکہ وہ اوسکے اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اوس کا اعتقاد قبول کر لیتا تو اوسکو امن دیدیتا ورنہ اوس کی تیغ و تبر دا کو بھیڑ کر اوس کی تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا لیکن بچوں اور عورتوں کا تعرض نہیں کرتا تھا اور مطیع قبیلوں سے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف و اکناف تک پہنچ گئی حتے کہ عبدالعزیز ابن مسعود کے مرنیکے بعد تاریخ ۱۰ محرم ۱۲۱۸ھ سعود ابن عبدالعزیز ایک لشکر کثیر کے ساتھ کعبتہ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ میں خونریزی کی جسکی شان بقول قرآن ہے کہ من دخل فیہ فکان اٰمنا۔ لیکن اسنے اس کو غیر امن بنا دیا اور حدود حرم جس میں جنگلی بھیڑ یا بھی قدرتی ادب کی لحاظ سے ہرن کا تعاقب بجرد داخل ہونیکے چھوڑ دیتا ہے اس وہابی بھیڑیئے کے پنجہ سے حرم حل ہو گیا اور چاروں مصلے جلا دئے گئے اور قبے گرا دئے گئے اور اون میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اوس نے ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا اہل مکہ کیطرف بطور حجت و دعوت بھیجا جس کی اصل عبارت کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ اوس کے دیکھنے سے مشتے نمونہ خروار عبرت کا باعث ہو۔ چنانچہ لکھا کہ "فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم نبی فیطلع ھو علیہ صار مشرکا وھذا الاعتقاد شرک سواء کان مع نبی او ولی او ملک او جنی او صنم او وثن وسواء کان یعتقد حصول ہذا انہ او باعلام اللہ تعالی بای طریق کان یصیر مشرکا۔ ومن اعتقد النبی وغیرہ ولیا وشفیعا فھو وابو جہل فی الشرک سواء۔ اما السابقون فاللات والعزی واما اللاحقون فمحمد وعلی وعبدالقادر ومن لم یقبل فی حاجتہ یا اللہ وقال یا محمد وان اعتقد عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکا وکفاک قدوۃ فی ذلک شیخنا تقی الدین ابن تیمیہ وقد ثبت ان السفر الی قبر محمد ومشاھد وآثار وقبری نبی او ولی وسائر الاوثان شرک اصغر یعنی جو کوئی یہہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اوپر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یہہ اعتقاد کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن بھوت یا ضم یا بت کے ساتھ ہو پھر خواہ یہہ اعتقاد کرے کہ اسکا علم اوس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالی کے اعلام سے۔ الغرض جس طریق سے یہہ اعتقاد ہو اوس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے بت لات اور سواع اور عزی تھے لیکن پچھلے بت (دیکھو حاشیہ صفحہ آیندہ)

کعبہ مین خونریزی کی اور آل واصحاب کے قبون کو مسمار کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کو بت

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۳) محمد اور علی اور عبد القادر ہین۔ جو شخص اپنی حاجت کیوقت یا اللہ نہین کہتا اور یا محمد کہتا ہی اور اگرچہ اوس کو ایک بندۂ عاجز سب باتون مین اعتقاد کرتا ہے لیہی مشرک ہوجاتا ہے اور تجھے اس باب مین ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ محمد کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے فرشتون کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے۔

پس مکہ کو غارت کرکے اوسنے ۱۸۰۴ء مین مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارک کو توڑ کر ذخائر بیشمار لیگیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹون پر لاد کر لیگیا۔ چنانچہ عبد اللہ بن سعود بن عبد العزیز نے جسکو وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کرکے لایا گیا تو اوس کے پاس سے ایک صندوق ملا جس مین سو تین سو لولوے آبدار کلان اور کئی دانے زمرد کلان سے نکلے اور اقرار کیا کہ یہہ صندوق یہی حجرہ نبویہ مین سے اوس کے والد سعود نے نکالا تہا۔ پس سعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبۂ مولد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر الصدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہم کے قبے بھی گرادئے۔ اس خیال سے کہ یہہ بہی اصنام ہین اور روضۂ رسول کریم کے گنبد پر چڑہکر جب گرانی لگا تو عجب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ ساری وہابی سرنگون گرکر مرے اور اوسی اشنا مین آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جسنے بہتون کو جلایا اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسیٰ کے اژدہا کی طرح نکلا جسنے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا اور اتنے مین حکیم سلطان معظم محمد علی پاشا خدیو مصر مظفر ہوا اور اوس کا بیٹا طوسون جسکے ساتھ سید احمد طہطاوی محشی درمختار بہی عسکر مین آئے تب بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازہ پر وہابیہ کی تحکینی کے لئے آپہونچا اوس وقت عثمان مضایقی سپہ سالار وہابیہ مدینہ کے دروازے بند کرلئے۔ لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سرنگ لگائی اور اتفاق سے ایک حصہ دیوار کا گر گیا اور طوسون نے اندر گھسکر نجدیون پر قیامت برپا کردی اور نقید وہابیون کے کان کترے گئے اور مدینہ منورہ ۱۲۱۸ھ مین وہابیون کے وجود سے پاک ہوگیا اور ۱۲۲۰ھ مین عثمان مضایقی بہی گرفتار ہوکر قسطنطنیہ مین قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۲۲۹ھ مین سعود کے فوت ہونیکے ساتھ ہی اوس کا بیٹا عبد اللہ بن سعود اوس کا جانشین ہوا اور آخر کار وہی حروب کثیر کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کی ماتہون ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ مین مدینہ درعیہ پایۂ تخت وہابیان فتح ہوکر گرفتار ہوگیا اور بتاریخ ۱۹ محرم ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ مین باب ہمایون پر قتل کیا گیا اور وہابیون کی قوت اور دولت کا خاتمہ ہوا اور اس فرقہ کے لوگون کو پوری پوری سزائین بطور تعزیری گنہگارون یعنی مقید کئے گئے اور کان کترے گئے اور اسن وامان قایم ہوا اور پہر از سر نو مکہ اور مدینہ مین چار مذہبون کے مصلے قایم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہوگیا۔ وہابی نامہ مین ہے کہ عرب مین اس فرقہ کی اتنی طول پیعاد ہونیکا باعث یہی ہے کہ ابتداء غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد جلد نوت ہوتے رہے اور اون کو تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہوا اور یہہ فرقہ زور پکڑ گیا۔

مگر خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس فرقہ کا داعیہ ہندوستان و پنجاب مین منتقل ہوگیا۔ گویا خدا کے غضب نے اس (دیکھو حاشیہ صفحہ آیندہ)

ٹھیرا کر مُنہدم کرنے لگا۔ لیکن خدا نے اوس فرقہ کو زیادہ مہلت ندی اور سوا سو برس کے اندر اوس کا خاتمہ خدیو مصر محمد علی پاشا کے ہاتھوں ہوگیا اور اون کا سب سے پہلا امام یعنی عبداللہ بن سعود ابراہیم پاشا کے ہاتھ سے درعیہ پایۂ تخت نجدیان مین گرفتار ہوکر قسطنطنیہ مین قتل کیا گیا۔ پس یہی تجدید دین کی آڑ ہے جسکی اوٹ مین ایسے اشخاص اپنی کامرانی کو موقوف سمجھے۔ لیکن تعجب اس مین ہے کہ ہمارے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو درحقیقت اسی فرقۂ نجدیہ کے مُمتاز کہلاتے ہین کیون اونہون نے اپنے اسلاف کا وہ طریقۂ دعوت اختیار کیا جو تاریخی شہادت کے مُلاحظہ سے قابل نفرت اور مطعون اور مُشتبہ دیکھا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ بھی بتقاضای فطرت مجبور رہے اور بقول حضرت روم ؎ لئے کہ ہر دم نغمۂ آرائی کند۔ فی الحقیقت از دم نائی کند۔ اپنے نائی جناب حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی جو ایک مشہور غیر مقلد ہین اور جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تائید سے اُمت محمدیہ کے حنفاء اور دیگر اُمم کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے دعوت دی۔ گویا یہی دو ملایکہ تھے جن کے پَرون پر ہاتھ رکھکر وہ بصورت مسیح موعود آسمانون سے اترے اور انبیاء علیہم السلام کیطرح اپنے کو ملہم اور مورد وحی ربانی قرار دیکر باواز بلند پکار اوٹھے کہ "وہ خدا کی طرف سے نور اور شفا ہے سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو"۔ براہین احمدیہ صلا۵۔ اور لکھا کہ "میرے پاس خدا کی گواہی ہے یعنی خداوند تعالی کا اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبرین بتلانا اور مختلف زبانون مین الہام

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۴) ملک مین مشہور کیا۔ چنانچہ پنجاب مین اس مذہب کی اشاعت مولوی عبدالحق غزنوی کے وجود سے ہوئی۔ جو اسی مذہب کی بدولت غزنی سے بہت رسوائی کے ساتھ نکالا گیا اور آولاً بصورت درویشان حضرت کوٹھہ والے ایک بزرگ نقشبندی کی صحبت مین رہا مگر آخر کار وہان سے بھی اوس کو نکلنا پڑا اور حضرت اخوند صاحب کے فتوون اور مریدون سے ڈر کر امرتسر مین جا گزین ہوا لعدد وہابیت کا بیج بو دیا۔ غالباً اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام کے صلا۳۱۸ مین اپنی الہامی تفسیر کے اثبات مین نقل کیا کہ عبدالحق غزنوی کو ایک دفعہ الہام ہوا کہ ربّ فلنی مقال صدق وادخلنی مخرج صدق اور اس سے مُراد اسکے اصلی معنی نہ تھے بلکہ یہ مُراد تھی کہ مولوی صاحب کو ہندستان ریاست کابل سے پنجاب کے ملک مین بزیر سلطنت برطانیہ آنا ہوگا اور یہی مولوی غزنوی ہین جن کا ایک کشفی قول قادیانی صاحب نے اپنے دعوی کی صداقت کے لئے ازالۃ الاوہام کی جلد ثانی مین نقل کیا ہے پس پنجاب مین اس وقت تک جسقدر وہابی مولوی ہین وہ سب اسی غزنوی مولوی کے متبع اور مُقلد ہین اور ہمکو اون کے فروعی اعتقادات اس موقع پر نقل کرنیکی ضرورت نہین کیونکہ وہ اسقدر مشہور و معروف ہین کہ عورت اور بچے بھی اوس سے ناواقف نہین اور خدا ہمکو اور ہمارے دوستونکو اون کے شر سے بچاوے اور صلح اور خیر کے حنفی راستے پر قایم رکھے۔ آمین یارب العالمین۔ مؤلف۔

دینا اور معارف اور حقایق الٰہیہ سے اطلاع بخشنا جسکو قبول کرنا ایماندار دن کا فرض ہے" (براہین صـ۵۵۶)
اور خدا نے مجھے کہا ہے کہ "تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے"۔ براہین صـ۴۸۹ - یعنی اوس کا
منکر خدا کی توحید کا منکر ہے (فیض الحسن شفاء الصدور) - اور آیہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد
میں محمد و احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے وہ اسی (غلام احمد قادیانی) سے متعلق ہے - اور آیہ ھو
الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق (حقیقت اسی مسیح ابن مریم (قادیانی) کے زمانہ سے تعلق ہے
(ازالہ اوہام صـ۶۶۷ - ۶۸۱ -) اور جیسے کہ مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے چودہ سو
برس کو حضرت موسیٰ کے بعد آیا اسی طرح یہ (قادیانی) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کہ مثیل موسیٰ ہیں -
چودھویں صدی کے سر پر مثیل عیسیٰ ابن مریم ہو کر اس امت کے مفسد طبع لوگوں کی اصلاح کرنے آئے جن کو
حق تعالیٰ نے یہودی بگڑے کران کا نام مسیح ابن مریم رکھدیا - اور انجام اتھم کے صـ۲۱ میں نہایت جلی قلم سے امت
محمدیہ کے علماء کو باین الفاظ ندا کی کہ "اے بدذات فرقہ مولویان! تم کبتک جن کو چھپاؤ گے - کبھی وقت
آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بڑا ایمانی کا پیالہ پیا وہی
عوام کالانعام کو بھی پلایا"۔ اور مخاطبین علماء اور مشیوخ کی ایک فہرست بھی اوس کے اخیر میں دی جن کو مباہلہ
اور مباحثہ کی دعوت بھی دی جو ہند و پنجاب میں حنفاء کے مقتدا ہیں اور ازالۃ الاوہام کی جلد اول میں ایک قصیدہ میں لکھا

چون کافر از ستم بپرستند مسیح را	غیوری خدا لبرش کرد ہمنوا
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	عیسیٰ گجاست کو بنہد پا بسمنم
واللہ ہمچو کشتئ نوحم ز کردگار	بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

اور ایسا ہی عیسیٰ ابن مریم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات احیاء اموات اور اخبار مغیبات کی تصحیک کے
علاوہ دیگر انبیاء کرام کی توہین بھی کی حتنے کہ آنحضرت خاتم النبوت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو حضرت
موسیٰ صلوات اللہ علیہ کا مثیل کہا اور اپنے کو کل انبیاء اولوالعزم علیہم السلام کا مثیل ہونا بیان کیا - دیکھو
ازالہ صـ۲۵۳ -

پس انہیں وجوہ سے ان کی تمہید اول جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور اُن کی اتباع و اشاعت نے

قادیانی صاحب سے علیحدگی اختیار کرلی اور بجاے مقتضاے فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ کلمہ ما فکروا کفروا بہ کے مستحق ہوگئے اور انہون نے نہ فقط اسی انکار پر کفایت کی بلکہ یہان تک نوبت پہونچی کہ گورنمنٹ کے مجسٹریٹ نے ازروی دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری بتاریخ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء دونون سے مچلکہ لے لیا۔

ان بزرگون کے رسائل جوابی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چونکہ اصول غیر مقلدی مین از یکدگر جدا نہ تھے اور اون کے رسائل بھی بنیک نیتی پر نہ لکھے گئے لہذا اون کے رد و قدح اور تحریرات جوابی نے اظہار فساد اور تائید اسلام مین کوئی مفید نتیجہ نہ بخشا۔ ہان سچ تو ہے کہ ؎ گور بگرفت مگر آنکہ دوید۔ لیکن ؎ نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت۔

پس مین نے حسبتہً للہ بمحض اس فتنہ و فساد سیحی کے مٹانیکے لئے جسکی مشن شمال و جنوب کی اُمم کو باد سموم کی طرح اپنے زہریلے اثر سے مسموم کر رہی ہے بخوف حدیث الجام ہمہ تن حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوکر قادیانی صاحب کے جملہ دعاوی کا ردا یسے طریق احسن پر لکھا کہ جس سے سارے اصول غیر مقلدی تار عنکبوت کی طرح درہم و برہم ہوگئے اور جن کے توڑنے سے مجھپر اپنے خدا اور رسول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا منکشف ہوگئی اور بمقتضاے ؎ و من دق باب الکریم الفتح۔ میری کوشش نے فتوحات ربانی کے دروازے کھولدیئے۔ اور میرے دوڑتے گھوڑے کو نہ چھوڑا۔ اور مین اگرچہ بذات خود بالکل عدیم الفرصت اور کم استطاعت تھا لیکن روح القدس کی تائید ساتھ ساتھ رہی ؎

حکمت محفل است گر لطف جہان آفرین	خاص کند بندہ مصلحت عام را

اور چونکہ مین حامی اسلام شہنشاہ یعنی حضرت احمد شاہ درانی طاب ثراہ کے خاندان سے ہون اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب کا نام دِرَّۃُ الدُّرَّانِی عَلٰی رَدِّ الْقَادِیَانِی رکھا جائے اور اس کو چند مقدمات اور دو دعوون پر منقسم کیا جاوے جو کہ قادیانی صاحب کے طیران کے لئے بمنزلہ دو جناح اور رگ و ریشہ کے ہین۔

مقدمۂ اوّل

(براہین احمدیہ کی وجہ تالیف اور قادیانی صاحب کے فطرتی جذبہ میں)

پہلا کام جو قادیانی صاحب کے وجود موجود سے نمایاں ہوا وہ اون کا ایک فطرتی جذبہ ہے جو ہنود کے فرقہ آریا یعنی دیانند سرسوتی کے بالکون اور قلیل البضاعت کرسٹانون کر مقابلہ ۱۸۸۰ء م ۱۲۹۷ھ میں ظاہر ہوا یعنی اون کے رد میں اونہون نے ایک کتاب بنام براہین احمدیہ لکھی۔ اور اگرچہ اس کتاب کی دو جلدون میں نفس الہام اور کتاب اللہ کے الہامی ہونیکے ثبوت میں اونہون نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لیکن بمقتضاے (ع) ہر چہ گیرد علتے علت شود۔ اونھون نے بالآخر آریہ اور نصاریٰ کو کہہ اور غیر مہذب طور سے مخاطب کرنیمین سبقت کی اور اون مخالفین کی زبان و قلم سے جو جو اسلام کی بانی سبانی یعنی خدا اور خدا کے کلام اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین ہوئی وہ اس سے بڑھکر کیا ہو سکتی ہے کہ دیانند سرسوتی کے بالکے لیکھرام پشاوری نے خبط احمدیہ ایک کتاب اوس کے جواب میں لکھی جس میں دید اور قرآن کا مقابلہ اور دیانند اور نبی الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا مفاضلہ نہایت ہی زبون صورت مین دکھلایا گیا اور اوسنے ہر نا گفتنی بات جن کو کوئی رزیل سے رزیل ہی زبان پر نہین لا سکتا اُمہات المومنین علیہا السلام کی نسبت برملا افترا کین جن کے پڑھنے اور سُننے سے مُردۂ صد سالہ بھی جوش غیرت سے چونک اوٹھے اور جسکا نور ایمان اگرچہ ہزارہا تاریکیون اور پردون مین چھپا ہوا وہ بھی تو ایک بار تموج مین آجائے۔ مگر بفحواے (ع) ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ اونکو کیا کہنا چاہیے اسکا وبال بخر قادیانی صاحب کی گردن کے کیسے سکتا ہے؟ لیکن جائے افسوس تو یہ ہے کہ قادیانی صاحب نے ایسی تصنیف اور ایسی دعوت کے وقت قرآن کریم کی تعلیم کو ملحوظ نہ رکھا جو ارشاد فرما رہا ہے کہ اے ایمان والو جو محمدؐ پر ایمان لائے ہو تم اُن لوگون کو گالی مت دو جو غیر اللہ کو پکارتے ہین تاکہ وہ نادانی سے خود اللہ کو گالی نہ دین۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم	قرآن کریم۔

اور خود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص

قد ثبت فی الصحیح ان رسول اللہ صلی اللہ	

ملعون ہے جو دوسروں کے ماں باپ کو گالی دینے سے اپنے ماں باپ کو گالی دلائے	علیہ وسلم قال ملعون من سب والدیہ قالوا یا رسول اللہ کیف یسب الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فتح البیان

مقدمہ دوم

(حقیقت الہام اور ائمہ کشف و مذہب کے بیان میں)

مگر قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کی تصنیف کیوقت قرآن کریم کے الہامی ہونیکے اثبات پر ہی کفایت نہ کی بلکہ الہام کو مرادف وحی قرار دیکر اپنے کو الہام کی اون متعدد صورتون کے ساتھ مورد وحی ہونا قرار دیا جن کے ساتھ جبریل علیہ السلام کا نزول نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا رہا (براہین ص۲۲۵) بلکہ توضیح مرام کے متعدد صفحات مین اس سے بھی ترقی کرکے لکھدیا کہ "جبریل کہی اپنے ہیڈکوارٹر اور روشن میز سے جدا نہین ہوا" حالانکہ جبریل کا متعدد صورتون مین زمین پر اُترنا قرآن و حدیث دونون سے منصوص و مضبوط ہے۔ اور اس سے بھی ترقی کرکے جبریل کی حقیقت بیان کی کہ "خدا اور بندہ کی محبت کی نر و مادہ سے جو تیسری چیز پیدا ہوتی ہے اوسی کا نام روح القدس ہے اور وہی روح امین ہے اور اوسی کا نام شدید القوی ہے اور اوسی کا نام ذوالافق الاعلیٰ ہے اور اسی کا نام رائے مارائے ہے۔ اور جبریلی نور آفتاب کی طرح ہر ایک انسان پر اوس کے حسب استعداد اپنا اثر ڈالتا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا مین ایسا نہین کہ بالکل تاریک ہو حتیٰ کہ مجانین پر بھی جبریل کا اثر فی الواقع ہے اور جس سے کوئی فاسق اور پرلے درجے کا بدکار بھی باہر نہین حتیٰ کہ کنجیان بہی۔ پس ادنے سے ادنے مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر بھی وہی ڈالتا رہا ہے اور فرق صرف آرسی کے شیشے اور بڑی آئینہ کا ہے" (توضیح المرام مختصراً) اور براہین احمدیہ ص۲۲۹ مین لکھا کہ "الہام جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے اوسکو معجب علم

لہ دیکھو بخاری کی پہلی حدیث جس مین ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا فغطنی فبلغ منی الجہد یعنی جبریل نے رسول اللہ کو سینہ سے لگا کر ایسا بھینچا کہ آپ کو اذیت پہنچی پسینہ پسینہ ہوگئے اور طاقت پوری صرف ہوگئی اور خود حدیث حفظہ مین صاف الفاظ ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ فالقی فی نفسی ہیذا علی تبعث علی ما تکلمون عندی وفی الذکر بصاحبکم الملیکۃ علی نوشکم وفی طرقکم ولکن یا حنظلہ ساعۃ وساعۃ ثلوث مرات فاشار الی الاحوال الاقدام یعنی تمہاری حالت اگر ویسی ہی ہمیشہ رہے جیسی کہ میرے حضور مین رہتی ہے تو ملائکہ تمہارے بچھونون اور تمہارے راستون مین تم سے

قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے بلکہ تجربہ صحیحہ اور آیات فرقانی اس کے ابطال پر دلایل قایم کرتی ہین" اور اسی براہین کے صـ۲۳۴ مین لکھا کہ یہہ وہم کہ اگر الہام اولیاء شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پھر کیا کرین یہہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو کیا کرین؟ اور ممکن نہین کہ ایسا کامل النور الہام شریعت محمدیہ سے مخالف ہو" اور ازالۃ الاوہام کے صـ۱۵۱-۱۵۲ مین اسی کی تایید کے لیے اپنے موید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا قول نقل کیا جو انہون نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مین قادیانی صاحب کی تایید مین بحوالہ امام شعرانی اون کی کتاب میزان کبری سے نقل کیا ہے کہ فرمایا انہون نے ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہین جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی۔ کیونکہ کشف کی خود شریعت موید ہے۔ انتہی۔

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان جملہ ہفوات کا جواب دین جو انہون نے الہام اور جبریل

الہام شیطانی اور الہام رحمانی کا معیار

کی حقیقت کے متعلق لکھا ہے ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ اولاً عارف شعرانی رضی اللہ تعالی عنہ کی میزان کبری سے جو اسوقت ہمارے سامنے ہے کشف اور الہام کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ یا منجانب شیاطین ہونیکا ایک معیار پیش کرین۔ کیونکہ خدا تعالی کے اس ارشاد کے مطابق کہ ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم یعنی شیطان بالضرور اپنے دوستون کو القا اور بحار کرتے ہین۔ لازم ہوا کہ الہام شیطانی اور وحی ربانی کی تفریق کے لیے کوئی میزان معین ہو پس اسی میزان کے متعلق عارف شعرانی میزان کبری کے صـ۱ مین لکھتے ہین کہ غیر معصوم کا کشف کبھی قطعی نہین ہوتا کیونکہ صاحب کشف کو کشف مین تلبیس ابلیس کا دخل بھی ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے ابلیس کو یہہ قوت دی ہے۔ جیسے امام غزالی وغیرہ نے کہا ہے کہ ابلیس کبھی صاحب کشف پر اون مقامات کی صورت کہڑی کر دیتا ہے جس سے کہ وہ علوم اخذ کرتا ہے آسمان ہو یا عرش یا کرسی یا قلم یا لوح۔ پس کبھی کشف

واما عند عدم القطع بعصمتہ ای ذالک المکاشف فمن حیث عدم عصمۃ الاخذ لان ذالک العلم قد یکون ان دخل کشفہ التلبیس من ابلیس فان اللہ تعالی قد اقدر ابلیس کما قال الغزالی وغیرہ علی ان یقیم للمکاشف صورۃ المحل الذی یاخذ علمہ منہ من سماء او عرش او کرسی او قلم او لوح فربما ظن المکاشف ان ذالک العلم عن اللہ فاخذ بہ فضل وضل فمن ھنا اجیب اعلی	

والون کو اس سے گمان ہو جاتا ہے کہ وہ علم اللدنی کی طرف سے ہو اور اسی وجہ سے اوسکو اخذ کر لیتا ہے اور خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے پنجم اسی وجہ سے اہل کشف پر واجب کیا گیا ہو کہ وہ اپنے کشفی علم کو اوسپر عمل کرنے کے قبل کتاب اور سنت کے سامنے لاوے - پس اگر وہ کشفی علم کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے موافق ہو تو وہ عمل کے قابل ہے ورنہ اوسپر عمل کرنا حرام ہے - پس اس سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص اپنا علم عین الشریعت سے اخذ کرتا ہے - بغیر اس کے کہ اوس کے طرق کشف میں تلبیس ابلیس کا دخل ہو پس اوس کو کبھی رجوع ہونا صحیح نہیں کیونکہ وہ اوس شریعت نبویہ کے موافق ہوتا ہے جو بطریق نقل ہمارے سامنے ہے بوجہ اس کے کہ یہ ضروری امر ہے کہ کشف صحیح کبھی شریعت منقولہ سے باہر نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ شریعت منقولہ کے موافق ہوتا ہے جیسے کہ علماء اُمت کے نزدیک معہود ہے -

المکاشف انه لیعرض ما اخذه من العلم من طریق کشفه علی الکتاب والسنة قبل العمل به فان وافق فذاک والا رده علیه لا یعمل به فعلم ان من اخذ علمه من عین الشریعة من غیر تلبیس فی طریق کشفه فلا یصح منه الرجوع عنه ابدًا ما عاش لموافقة الشریعة التی بین الظهرانا من طریق النقل ضرورة ان الکشف الصحیح لا یاتی دائمًا الا موافقًا للشریعة کما هو مقرر بین العلماء والله اعلم - میزان ص۱

حضرت صدیق کے کشف کے سوا کسی کا کشف قطعی نہیں

اور اسی کی ہو بہو بلکہ کسیقدر پر لطف قول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کا ہے جو جلد اوّل کے مکتوب ۴۹ میں فرماتے ہیں کہ "نظر علماء از صوفیہ بلند آمدہ و موافقت معارف باطن با علوم شرعیہ ظاہر بتمام و کمال ہمچو یکہ در حقیر و فقیر محال مخالفت نماند در مقام صدیقیت است کہ بالاتر مقام ولایت است - فوق مقام صدیقیت مقام نبوت است - علوم کہ نبی را علیہ الصلوٰۃ والسلام بطریق وحی آمدہ است صدیق را بطریق الہام منکشف گشتہ است - درمیان این دو علم غیر از فرق وحی و الہام نیست - پس مخالفت را چہ مجال باشد - و در ما دون مقام صدیقیت ہر مقامے کہ باشد نحوے از سکر متحقق است چنانچہ در مقام صدیقیت ست و بس - و فرق یکدیگر درمیان این دو علم آنست کہ در وحی قطع است و در الہام ظن زیرا کہ وحی بتوسط ملک است و ملائکہ معصوم اند از احتمال خطا در ایشان نیست - و الہام اگرچہ محل عالی وارد کہ آن قلب است کہ آن از عالم امر ست اما قلب را با

عقل نفس نحوے از تعلق متحقق است و نفس ہرچند بتزکیہ مطمئنہ گشتہ است امّا ہرچند کہ مطمئنہ گردد ہرگز از صفاتِ خود نگردد - پس خطا را دران موطن مجال پیدا شد"

پس امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ظاہر ہے کہ غیر معصوم کا کشف اور الہام کبھی قطع اور یقین کا افادہ نہیں دے سکتا اور نہ کامل روشنی حاصل کر سکتا ہے جبتک کہ شریعتِ منقولہ کے معیار سے اوس کا کھرا کھوٹا نہ معلوم ہو لے اور میزانِ کتاب و سُنّت کی کسی پلّہ پر نہ رکھا جائے - کیونکہ یہ ضروری امر ہے کہ صحیح کشف اور صحیح الہام کبھی ظاہری شریعت کی مخالف نہیں ہو سکتا - اور امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے صریح ہے کہ (۱) علماء شریعت کا پلّہ صوفیہ کے پلّہ سے ہمیشہ غالب رہا اور اون کی نظر صوفیہ کی نظر سے ہمیشہ بلند رہی ہے کیونکہ علوم الہامی کا علوم ظاہرہ شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنےٰ امر مین بھی مخالفت نہ ہو - یہ فقط اونہین افراد کے علوم مین ہے جو کہ بعد از نبی لسان صلے اللہ علیہ وسلم سے مقام صدیقیت سے مُبشّر ہوئے اور صدیقیت کے مقام سے ہر مقام تحتانی مین ایک قسم کا سُکر متحقق ہے جس مین خطا کا آنا بالکل بجا ہے - اور جبتک کہ شریعت منقولہ کی مطابقت نہ ہو غیر صدیق کا الہام کبھی مقطوع الافادہ نہیں ہو سکتا اور اسی وجہ سے چاروں مذہبوں کے اماموں نے

چاروں مذہبوں کے امام صاحب کشف تھے

باوجودیکہ وہ مقام کشف مین درجہ اعلیٰ رکھتے تھے لیکن بقول عارف شعرانی اونہوں نے اپنے اپنے مذاہب کی تائید قواعد شریعت اور قواعد حقیقت ہر دو پر چلنے سے کی اور باوجودیکہ اون کو قدرت تھی کہ ہر ایک امام اپنے مذہب کے ادلّہ کے علاوہ دوسرے ائمہ مذاہب کے ادلّہ بھی امر حق کے وزن کرنے کے لئے مرتب کرتے تاکہ بعد ازان کوئی بھی کسی دوسرے امام کے قول کا محتاج نہ رہے لیکن چونکہ وہ اہل انصاف اور اہل کشف ہونیکے سبب سے جانتے تھے کہ یہ امر اللہ تعالیٰ کے علم

ومن ثم نعتقد فی ذلک نعم جاہل بمقام الائمۃ قولہ اللہ تعالیٰ کانوا علماء بالحقیقۃ والشریعۃ معاً وان فی قدرۃ کل واحد منہم ان یتشرا لہ ادلۃ الشرعیۃ علی مذھبہ ومذھب غیرہ کما یحکم مرتبتی ھذہ المیزان فلا یحتاج احد بعدہ الی النظر فی اقوال مذاھب اٰخر لکنہم رضی اللہ عنہم کانوا اھل انصاف وکشف فکانوا یعرفون ان الامر ایتعرفی علم اللہ تعالیٰ علی علاقۃ ما فی ھذا المذھب مخصوصۃ او علی مذھب واحد فابقی کل واحد منہم بعدہ علاقۃ مسائل عرف من طریق کشفہ انہا تکون من جملۃ ما ذھب غیرہ فترکہا لاخرین

مین چند مخصوص مذاہب مین جداگانہ طور سے مرتب ہونا
قرار پاچکا ہے۔ پس ہر ایک نے اپنے اپنے کشف کے مقتضا
پر اپنے مذاہب کے مسائل ہی مرتب کئے اور یہی مراد اللہ کی
تھی پس اونہون نے (جیسے کہ مین نے اپنے سید اور پیشوا
علی خواص سے کہتے سُنا ہے) اپنے اپنے مذاہب کی تائید
قواعد حقیقت کیساتھ قواعد شریعت پر چلنے سے اسلئے کی
تاکہ اون کے مقلدین کو معلوم ہو کہ اون کے ائمہ دونون
طریقون کے علماء تھے اور علی الخواص فرمایا کرتے تھے کہ
ان ائمہ مجتہدین کا قول تمام اہل کشف کے نزدیک یہی
شریعت سے باہر ہونا صحیح نہین اور کیونکر شریعت سے باہر ہوسکتا
ہے جبکہ وہ اپنے اقوال کے سوا وہی جو کتاب وسنت اور
اقوال صحابہ سے واقف ہونیکے باوجود اون کو روحانی معیت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے ساتھ ہوتی رہی اور
وہ ہر امر متوقف علیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بالشافہ اور بیداری کی حالت مین پوچھتے رہے کہ یا رسول اللہ
کیا یہ آپکا قول ہے یا نہین؟ - اور یہی ائمہ درحقیقت علم

ائمہ مذہب ہی دراصل علوم دین محمدی کے وارث ہین

احوال وعلم اقوال ہر دو مین رسول اللہ کے وارث
تھے اور بعض بناوٹی صوفیون نے جو کہا ہے کہ
مجتہدین فقط علم قال کے وارث ہین سو قول
اون صوفی کا ہے جو کہ ان ائمہ مذاہب کے احوال سے جاہل ہے
جو کہ زمین کے اوتاد اور دین کی قواعد اور بنیاد ہین اور جسکا

بعامن باب الانقیاد والاتباع لما اطلعهم الله تعالی علیه من
طریق کشفهم انه مراده تعالی - وسمعت سیدی علیا الخواص
یقول انما ایدنا ائمة المذاهب مذ اهبهم بالمشی علی قواعد
الحقیقة مع الشریعة اعلاما لاتباعهم بانهم کانوا علماء بالطریقین
وکان یقول لا یلیح خروج قول من اقوال الائمة المجتهدین
عن الشریعة ابدا عند اهل الکشف قاطبة وکیف یصح خروج
عن الشریعة مع اطلاعهم علی مرادالهم من الکتاب والسنة
واقوال الصحابة ومع الکشف الصحیح ومع اجتماع روح
احدهم بروح رسول الله وسؤالهم عن کل شئ لو تفاوتا فیه
من الادلة فهل هذا من قوله یا رسول الله او لیقظة
ن مشافهة بالشروط المعروفة بین اهل الکشف - و
کان ائمة المذاهب رضی الله عنهم وارثین لرسول الله
صلے الله علیه وسلم فی علم الاحوال وعلم الاقوال معا خلافا
ما یتوهمه بعض المتصوفة حیث قال ان المجتهدین لم
یرثوا من رسول الله الا علم القال فقط وهذا کلام رجل
باحوال الائمة الذین هم اوتاد الارض وقواعد الدین
وکل من نوره الله تعالی قلبه وجعله من اهل الاجتهاد ین و
اتباعهم کلها تنفصل برسول الله من طریق السند الظاهر
بالصفة ومن طریق امداد قلبه صلے الله علیه وسلم بحیث حال
علماء امتة - میزان ص ۳۴-۳۸

ان الله تعالی لما من علی بالاطلاع علی سر الشریعة رأیت

دل اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہو وہ پالیتا ہے کہ مجتہدین اور اون کے تابعین کے مذاہب سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بسند ظاہر اور متصل بھی پہونچتے ہین اور نیز بطریق سلسلۂ روحانی اور قلبی بھی پہونچتے ہین۔ اور اسی میزان کے صہ ۲۵ مین امام شعرانی خود اپنا مکاشفہ بیان کرتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ عین الشریعت پر آگاہی کی اکرام فرمایا تو مین نے دیکھا کہ کل مذہب ان الائمہ کے سب عین الشریعت کے ساتھ پیوستہ ہین اور مین نے چاروں مذہبون کی نہرین جاری دیکھین اور یہ بھی دیکھا کہ وہ تمام مذہب جو پرانے اور بوسیدہ ہو گئے ہین وہ پتھر بن گئے ہین اور سب سے لمبی نہر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی دیکھی۔ اور اس سے چھوٹی نہر امام مالک کی اور اوس سے چھوٹی امام شافعی کی اور اوس سے چھوٹی امام احمد بن حنبل کی اور سب سے چھوٹی نہر امام داؤد کے مذہب کی جو پانچوین قرن مین ختم ہوگیا۔ پس اس کی تاویل مین نے یہہ کی کہ طول نہر سے مراد اون کے مذاہب پر عمل کی طولانی ہے جو زمانہ طویل تک ہوگا اور قصر سے مراد قصر عمل ہے جو ایک زمانہ قلیل تک رہیگا۔

المذاهب كلها متصلة بها ورأيت مذاهب الائمة الاربعة بحرى جداول لها كلها ورأيت جميع المذاهب التي الان درست قد استحالت حجارة ورأيت طول الائمة جدولا امام ابوحنيفة يليه الامام مالك ويليه الامام الشافعي ويليه الامام احمد بن حنبل واقصرهم جدولا مذهب الامام داؤد وتمثل القرض في القرن الخامس فمات ذلك بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصر فكان مذهب الامام ابي حنيفة اول المذاهب مدونة تدوينا فكذلك يكون آخرها القراضا وبذلك قال اهل الكشف۔

امام ابوحنیفہ کا مذہب قیامت تک رہے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کا احکام اسی مذہب کے موید ہونگے

پس جس طرح کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب باعتبار تدوین کے سب سے اوّل ہے اسی طرح باعتبار انقراض کے سب سے آخر ہے اور یہی قول جملہ اہل کشف کا ہے۔ انتہیٰ۔

اور امام شعرانی کے اس قول کی تصدیق کہ آخر مذہب امام ابی حنیفہ کا ہوگا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ہوتی ہے جو مکتوب ۴۲ جلد اوّل مین تحریر فرماتے ہین کہ "نیز معلوم شد کہ کمالات ولایت را موافقت بہ فقہ شافعی ست و کمالات نبوت را مناسبت بفقہ حنفی اگر غرض اصلی دین امت پیغمبر ے مبعوث بمشرب موافق فقہ حنفی عمل بیکرد و در بیوقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فصول ستہ نقل کردہ اند کہ حضرت عیسیٰؑ بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ عمل خواہد کرد

اور جلد ثانی کے مکتوب (۵۵) مین اوس کی تشریح اس طرح فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود واتباع سنت آن سرور علیہ السلام خواہد کرد نسخ این شریعت مجوز نیست - نزدیک ست کہ علماء ظواہر مجتہدات اورا از کمال وقت وغموض ماخذ انکار نمایند ومخالف کتاب وسنت دانند - مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی ست کہ ببرکت ورع وتقویٰ بدولت متابعت سنت درجۂ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجز ند ومجتہدات اورا بوا سطۂ وقت معانی مخالف کتاب وسنت دانند واورا واصحاب اورا اصحاب رائے پندارند وتمام ذلک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراستہ - امام شافعی بکثرۂ از دقت فقاہت او در یافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ - وائے ارچہ انتہای قاصر نظران کہ قصور خود را بدیگری نسبت نمایند وبوا سطۂ ہمین مناسبت کہ بروح اللہ دارد توانند اینچہ خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہؒ عمل خواہد کرد - یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد کہ شان او ازان بلند ترست کہ تقلید علماء امت فرماید - بے شائبۂ تکلف وتعصب گفتہ میشود کہ نورانیت این مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریای عظیم مینماید وسائر مذاہب در رنگ حیاض وجداول بنظر می درآیند وبظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ میآید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان - واین مذہب باوجود کثرت متابعان در اصول وفروع از سائر مذاہب متمیز است ودر استنباط طریق علیحدہ دارد - وایمنی منبئی از حقیقت است عجب معاملہ است امام ابوحنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیشقدم است واحادیث مرسل را در رنگ احادیث مسند شایان متابعت میداند وبر رائے خود مقدم میدارد وہمچنین قول صحابہ را بوا سطۂ شرف صحبت خیر البشر - ودیگران نہ چنین اند - معذالک مخالفان اورا اصحاب رائے میدانند والفاظے کہ منبئی از سوء ادب اند باو منتسب میسازند - جماعۃ کہ این اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر این اعتقاد دارند کہ ایشان برائے خود حکم میکردند ومتابعت کتاب وسنت نمی نمودند پس سواد اعظم بزعم فاسد ایشان ضال ومبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اسلام بیرون بوند - این اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از اہل خود بیخبر است یا زندیقے کہ مقصودش

ابطالِ دین ست - ناقصے چند احادیث چند را یاد گرفتہ اند و احکام شریعت را منحصر دران ساختہ ماورائے معلوم خود را نفی مے نمایند و انچہ نزد ایشان ثابت نشدہ منتفی میسازند ؎

چو آن کرمے کہ در سنگے نہان ست		زمین و آسمانِ او ہمان ست	"

پس امام شعرانی اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہما کے اقوال کشفیہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ ائمہ مجتہدین علی الخصوص امام ابوحنیفہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال عین شریعت اور حقیقت سے ہین اور ان کے اقوال کا انکار خود شریعتِ نبوی کا انکار ہے - چنانچہ اسی امر کے متعلق امام شعرانی

بقول ابن خرم ائمہ مجتہدین کے مسائل اجتہادیہ میں خطا کی نسبت کرنا گمراہی ہے

میزان کبریٰ کے صـ۱۶ مین لکھتے ہین کہ ابن خرم کہا کرتا تھا کہ مجتہدین نے جو کچھ استنباط کیا ہے وہ سب شریعت مین ہی محسوب ہے - اگرچہ عوام پر اوس کی دلیل مخفی ہو اور جو کوئی کہ ان کا منکر ہے اوسنے درحقیقت ائمہ کی طرف خطا کی نسبت کی اور اون کو اعتقاد کر لیا کہ وہ اللہ کے غیر ماذون امر کو شریعت بناتے ہین - حالانکہ قائل کا یہ کہنا راہ حق سے گمراہی ہے اور امر حق یہی ہے کہ ہر ایک کو یہی اعتقاد کرنا واجب ہے کہ اگر وہ اس امر مین کسی دلیل کو نہ دیکھتے تو ہرگز اوس کو مشروع نہ رکھتے -

وکان ابن خرم یقول جمیع ما استنبطہ المجتہدون معدود من الشریعۃ وان خفی دلیلہ علی العوام ومن انکر ذلک فقد نسب الائمۃ الی الخطاء وانہم یشرعون مالم یاذن بہ اللہ وذلک ضلال عن قائلہ عن الطریق الحق لانہ یجب اعتقادہم لو لا دراکنا فی ذلک دلیلا ما شرعوہ - میزان کبریٰ صـ۱۶

ائمہ مذاہب کے وہ اجتہادات جو علت اشیاء کو احکام قرآن اور آثار اور کشف صحیح سے ادراک کیے

پھر امام شعرانی میزان کبریٰ کے صـ۵۰ مین لکھتے ہین اگر کوئی کہے کہ مجتہدین نے ایسی اشیاء کی تحریم کی ہے جن کی تحریم اور تحلیل کے متعلق شارع نے کوئی تصریح نہین کی اور ان ائمہ نے کسی کو حرام بتا دیا اور کسیکو واجب کہدیا - پس اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ ادلہ کے قراین سے اون کی حرمت اور وجوب نہ معلوم کر لیتے تو ہرگز نہ کہتے اور قراین نہایت سچے دلایل ہین اور باوجود اسکے کبھی وہ حرمت اور وجوب کشف سے

فان قیل ان المجتہدین قد صرحوا باحکام فی اشیاء لم تصرح الشریعۃ بتحریمہا او ایجابہا فحرموا واوجبوا فالجواب انہم لو لا علمہم من قرائن الادلۃ تحریمہا او ایجابہا ما قالوہ والقرائن عند اہل الادلۃ من قبیل العلوم وقد بینا الکشف ایضا فتاید بالقرائن

(میزان کبریٰ صـ۵۰)

بھی معلوم کر لیتے ہین اور اس سے قرائن کو زیادہ تر تائید ہو جاتی ہے - پھر امام شعرانی نے میزان کے صفحہ ۲۶ مین لکھا کہ یہ امر معلوم ہے کہ مجتہد لوگ صحابہ کے طریق پر ہی چلے

وعلوم ان المجتهدين على مدرجة الصحابة سلكوا فلا تجد مجتهداً الا وسلسلته متصلة لصحابي قال لقوله او بجماعة منهم - میزان ص۲۶

ہر مجتہد کا سلسلہ رسول اللہ تک پہونچتا ہے

پس کوئی مجتہد ایسا نہین کہ اوس کا سلسلہ کسی صحابی یا جماعت صحابہ سے نہ ملتا ہو اور اسی میزان کے صفحہ ۲۷ مین لکھا ہے

اجمع اهل الكشف ان المجتهدين هم الذين ورثوا الانبياء حقيقة فى علوم الوحى وكما ان النبى معصوم كذلك وارثه محفوظ من الخطا فى نفس الامر فقام اجتهادهم مقام نصوص الشارع فى وجوب العمل به فانه صلى الله عليه وسلم ابا ح لهم الاجتهاد فى الاحكام تبعا لقوله تعالى لعلمه الذين يستنبطونه منهم ومعلوم ان الاستنباط من مقامات المجتهدين فهو تشريع عن امر الشارع فكل مجتهد مصيب من حيث تشريعه بالاجتهاد الذى اقره الشارع عليه كما ان كل نبى معصوم فيحشر علماء هذه الامة حفاظ ادلة الشريعة المطهرة العارفون بمعانيها فى صفوف الانبياء والرسل لا فى صفوف الامم فما من نبى او رسول الا ويجانبه عالم من علماء هذه الامة او اثنان او ثلثة او اكثر اه ملخصاً - میزان ص۲۷

کہ اہل کشف کا اس پر اجماع ہے کہ مجتہد ہی درحقیقت علوم وحی مین انبیاء علیہم السلام کے وارث ہین - پس جیسے کہ نبی معصوم ہے اسی طرح اوس کا وارث نفس الامر مین خطا سے محفوظ ہے اور اوس کا اجتہاد نص شارع کے قایم مقام ہوتا ہے کیونکہ شارع ہی نے اوس کو اجتہاد کی ہدایت کی ہے جیسے کہ آیہ استنباط سے ظاہر ہے اور معلوم ہے کہ امر استنباط مجتہدین کے مقامات مین سے ہے - پس وہ تشریع حقیقت مین شارع کے امر سے ہے - پس ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین

ہر مجتہد نفس الامر مین صواب پر ہے

صواب پر ہے - جیسے کہ ہر نبی ابلاغ مین معصوم ہے - اسلئے کہ مجتہد کی تشریع اپنے اجتہاد سے اسی وجہ سے ہے کہ شارع نے اوس کو اوسپر کھڑا کیا ہے پس اس اُمت کے علما جو شرائع کے ادلہ کے حفاظ ہین اور جو اون کے معانی کے عارف ہین اون کا حشر قیامت کے دن انبیا اور رسولون کی صفون مین ہوگا نہ کہ اُمتیون کی صفون مین لہذا کوئی ایسا نبی اور رسول نہین کہ اوس کی جانب اس اُمت کا ایک ایک عالم ضرور ہی یا اس سے زیادہ

اور عارف شعرانی نے اسی امر کی تائید مین کہ ہر مجتہد صواب پر رہتا ہے میزان کے صفحہ ۲۶ مین لکھا ہے

کہ جو شخص کہ ابھی حالت سلوک مین ہوتا ہے وہ چشمہ اولیٰ پر واقف نہونیکے باعث اس معنی کے تعقل کے لئے قدرت نہین رکھتا کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین صواب پر ہوتا ہے برخلاف اوس شخص کے جسکا سلوک ختم ہوگیا ہو کیونکہ وہ یقیناً مشاہدہ کرتا ہے کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین صواب پر ہوتا ہے اور جب وہ اس معنی کو اون عامی مقلدون پر ظاہر کرتا ہے جو ابھی اجتہاد کے درجہ مین مثل اوس کے نہین ہین تو وہ اوسپر انکار کرنے لگتے ہین - پس وہ ایک وجہ سے اگرچہ معذور ہین لیکن اس وجہ سے کہ اونہون نے اوس کی علم کو اللہ کی طرف نہین سونپا وہ معذور نہین ہین - کیونکہ ایسی صورت مین ہمارے پاس ہمیشہ کے لئے کوئی دلیل واضح نہین ہوسکتی جو اس قسم کے اہل کشف کے کلام کو رد کرتی ہو نہ عقلاً اور نہ نقلاً اور نہ شرعاً - کیونکہ ایسا کشف کبھی شریعت کی ساتھ موید ہونی بغیر نہین آسکتا - کیونکہ کشف کے بجز اس کے اور کوئی معنی نہین کہ وہ ایک امر کی واقعی حالت کا اخبار ہے اور یہی معنی عین شریعت ہے - انتہی -

ان کل من کان فی حال السلوک فهم لم یقف علی العین الاولی فلا یقدر علی ان یتعقل ان کل مجتهد مصیب بخلاف من انتهی سلوکه فانه یشهد یقینا ان کل مجتهد مصیب حینئذ یکثر الانکار علیه من عامة المقلدین حتی یرجع لهم بما یعتقدونه لحجابهم عن مشهود المقام الذی وصل الیه فهم معذورون من وجه غیر معذورین من وجه آخر حیث لم یریدوا صحة علم ذلک الی الله تعالی فانه ما ثم لنا دلیل واضح یرد کلام اهل الکشف ابدا لا عقلا ولا نقلا ولا شرعا لان الکشف کما یاتی الا موئیدا بالشریعة دائما انما هو اخبار بالامر علی ما هو علیه فی نفسه وهذا هو عین الشریعة - میزان کبری ص۲۶

حقیقت کشف کے نقل کرنیمین قادیانی صاحب کی تحریف

پس ناظرین پر واضح ہوگا کہ قادیانی صاحب کا بحوالہ میزان امام شعرانی علے الاطلاق کشف کی نسبت یہ لکھنا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہین جو کلام اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی - کیونکہ کشف کی خود شریعت موید ہے" کسقدر بے سروپا اور سیودانہ تحریف سے بھرا ہوا ہے - کیونکہ عارف شعرانی کا یہہ قول اوس اہل کشف کے کشف کے متعلق ہے جو حالت سلوک مین ہر مجتہد کو صواب اور حق پر دیکھتا ہے اور ایسی کی نسبت لکھتے ہین کہ ایسا کشف ہمیشہ شریعت کے ساتھ موید ہوتا ہے بلکہ وہ عین

شریعت ہو نہ کہ ہر کشف خواہ شریعت اوس کی موید نہ بھی ہو جیسے کہ قادیانی صاحب کا منشا اس سے پورا
اور محرف نقل سے پایا جاتا ہے۔ حالانکہ عارف شعرانی اس کتاب کے ص۱۲ میں قاعدہ کلیہ تصریح
فرما چکے ہیں کہ غیر معصوم کا کشف صحیح کبھی نہیں ہو سکتا جبتک کہ شریعت کے ساتھ موافق نہ ہو اور اوس وقت
تک جائز العمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شریعت اوس کی صحت پر فتویٰ نہ دے۔ اور یہ امر معلوم ہے کہ
طریق الہام یعنی طریق القاء اور ایماء مین انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی شخص بھی تلبیس ابلیس سے مامون
اور محفوظ نہیں کیونکہ شیاطین بھی اپنے دوستون کو القاء اور ایما کرتے ہین۔ پس قادیانی صاحب کا
یہہ قول بھی بالکل لغو ہے جو براہین کے ص۲۳۴ و ۲۳۹ مین لکھتے ہین کہ "جیسے ایک نبی کا الہام دوسرے
نبی کے الہام سے مخالف نہیں ہوتا اوسی طرح الہام اولیاء شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف
نہیں ہو سکتا اور اوس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے"۔ کیونکہ قادیانی صاحب کے اس
قول سے وہ تفریق بھی اوٹھ جاتی ہے جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور اون کے القاء اور ایماء مین حق
تعالیٰ نے ودیعت فرمائی ہے۔ اور قطع نظر اس کے ہمارے پاس سینکڑون ثبوت موجود ہین کہ اولیاء اللہ
کے القاء مین تلبیس ابلیس کا دخل ہوا۔ ہمارے منہ خود قادیانی صاحب کے اپنے الہامات مین تناقض اور
تلبیس ابلیس موجود ہے۔ مثلاً براہین احمدیہ کے ص۴۹۰ اور ص۵۰۰ مین اولاً قادیانی صاحب یہہ لکھتے ہین کہ
"کیا ارسل رسولہ اور آیۃ عیسیٰ رتکلم کا ظاہری اور جسمانی طور پر حضرت مسیح مصداق ہے
اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر۔ اور وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام
نہایت جلالت کیساتھ دنیا پر اوترین گے"۔ لیکن اس الہام کو بیس بائیس برس کے بعد ازالہ اوہام کے
ص۳۰۲ مین لکھتے ہین کہ "اب جو امر خدا تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے وہ یہہ ہے کہ وہ مسیح موعود مین ہی
ہون"۔ اور ازالہ کے ص۱۹۶ مین لکھتے ہین کہ "ہان براہین مین جو کچھ مین نے مسیح ابن مریم کے دوبارہ
دنیا مین آنیکا ذکر لکھا ہے وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے۔ اور یہ براہین صرف اوس سرسری
پیروی کی وجہ سے ہو جو علماء کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے"۔
پس قادیانی صاحب نے خود ہی اپنے الہامات مین تناقض اور کذب ثابت کر دیا اور خود ہی اپنے غیر

نبی اور ولی کے الہام مین مساوات غلط ہے

قادیانی صاحب کا الہامات مین تناقض اور وسوسہ شیطانی خود بقول قادیانی

الہام کو ظاہر آثار مروجہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف بتا دیا۔

توفی کے معنی قادیانی نے خود اپنے الہام میں رفع اور اتمام اور اکمال کے لئے۔

اور اسی طرح قادیانی صاحب نے خود ہی اول براہین احمدیہ کے ۵۱۹ میں اپنی الہامی عبارت یعنی اِنِّی مُتَوَفِّیْكَ کے معنی تجکو پوری نعمت دون گا اور اپنی طرف اوٹھاؤن گا لکھے اور ۵۵۵ میں توفی کے معنی یہ عبارت لکھو کہ اے عیسیٰ میں تجھے کامل جزبخشون گا اور اپنی طرف اوٹھاؤن گا۔

ثم لا یمکن بعد ان یاتی باثر من الصحابۃ او حدیث من خیر البریۃ فی تفسیر لفظ التوفی لغیر معنی الاماتۃ ابدا ولو ماتی بالحری

لیکن اس کو بیس بائیس برس بعد اپنے الہامی مکتوب عربی کو ۱۳۳۳ میں لکھا کہ اگرچہ حسرت کے ساتھ مرجاوین تو بھی توفی کا معنی بغیر اماتت یعنی موت دینے کے سمجھنے کے نہ ملیگا۔ پس قادیانی صاحب کو اون کے الہام اخیر نے جھوٹا بنا دیا اور اون کے سارے الہامات کو اضغاث واحلام اور تلبیس شیطانی ہونا ثابت کر دیا۔ کیونکہ

ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کاذبون۔ ای الافاکون یلقون السمع الی الشیاطین فیتلقون منھم ظنونا واماما ت فتقصان علمھم کما فی الحدیث الکلمۃ یخطفھا الجنی فیقرھا فی اذن ولیہ فیزیدون فیھا اکثر من مائۃ۔ بیضاوی سورہ شعراء

کریم اپنے کلام پاک میں اس کی ایک نشانی اس طرح بیان فرماتا ہے کہ میں تمکو آگاہ کرتا ہون کہ کس شخص پر شیطان اوترتے ہین؟ سو بیشک وہ اوسی شخص پر اوترتے ہین جو جھوٹا اور بدکار ہو اور وہ جو شیطانون کی طرف اپنے کان رکھکر اون سے ظنون اور امارات کی تلقی کرکے اور اون کے ساتھ سو جھوٹ ملاکر پیشینگوئیان کرتے ہین اور پھر وہ جھوٹے نکلتے ہین جیسے قادیانی صاحب کی پیشینگوئیون کا کذب اون کے حریف لیکھرام کی کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جسکا قادیانی صاحب نے کوئی رد نہ کیا۔ اور خود آتھم کی موت اون کی پیشینگوئی کی میعاد سے چھ مہینے بعد ہوئی۔

قادیانی نے اپنے الہام کا مختلف ہونا مان لیا

اور خود اونہون نے انجام آتھم کے ۲۸-۲۹-۳۱ میں داماد احمد بیگ کی نسبت اقرار کر لیا کہ داماد احمد بیگ کی نسبت جو پیشگوئی تھی اوس کی میعاد گذر چکی اور اوس کے برسر ہونیکا اقرار کرتے ہوئے کہہ گئے کہ سنۃ اللہ کے مطابق اس وعید کی میعاد مین تخلف ہوگیا۔ اور اپنا دروغ چھپانے کے لئے نہ فقط

بقول قادیانی چار سو نبی کو الہام شیطانی نے دھوکا دیا

وعید مین تخلف کرنا سنۃ اللہ قرار دیا بلکہ ازالہ الاوہام کے ۶۲۸ میں بحوالہ توراۃ چار سو نبی کے متعلق ایک قصہ لکھا کہ ایک بادشاہ کیوقت مین اونہون نے اوس کی فتح کے

بارہ مین پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی - اور اس کی توجیہہ یہہ بیان کی کہ
درحصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا - نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تہا - اور ان نبیون
نے دھوکا کھاکر ربّانی سمجھہ لیا تہا - انتہیٰ - پس اسی ایک قصہ سے صداقت پسند دوستون کو معلوم ہوگا کہ
قادیانی صاحب اپنے اُس دعوی مین کسقدر سچے ہوسکتے ہین جو اونہون نے براہین کی ص۲۲۹ مین کیا
کہ الہام جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے اوس کو موجب علم قطعی نہ جاننا وسوسہ ہے - اور نیز اس دعوی مین جو اُنہون نے
اپنا حرز جان بنا رکہا ہے کہ اونکو الہام الٰہی سے معلوم ہوا کہ وہ ہی عیسیٰ موعود ہے اور یہہ کہ حدیث شریا

رجل فارس سے مُراد ابوحنیفہ ہین قادیانی

مین رجل فارس سے مُراد یہی قادیانی صاحب ہین اور نبی کریمؐ
اپنی حدیث مین اس شخص کے لئے اشارہ فرما چکے ہین - مگر

کان الایمان معلقا بالثریا
لنالہ (رجل من فارس) ایرانی ص۲۹۸
ازالۃ الاوہام ص۶۵۳

قادیانی صاحب نطفۂ پنجاب ہوتے ہوئے عقل باور نہین کرسکتی کہ وہ کیونکر
رجل فارس ہوگئے - باوجودیکہ محدثین کبار مین سے بُخاری اور مُسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ
اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی بھی سب کے سب رجل فارس تھے - اور اسی طرح فقہاء مین سے ابوالطیب اور
شیخ ابوحامد اور شیخ ابواسحٰق شیرازی اور جوینی اور امام الحرمین اور امام غزالی بھی رجل فارس ہوئے ہین
اور اسی طرح اکثر شیوخ طریقت - لیکن ان مین سے کوئی بھی اس حدیث کا مصداق نہ ہوسکا پھر ایک
جہلی قادیانی جو کاف کادیانی پر اپنے سوید اوّل مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ لڑمرا اور اپنے کو مجرم
بنالیا کیونکر مصداق ہوسکتا ہے - حالانکہ اوّل تو جو الفاظ اس حدیث کے اونہون نے نقل کئے ہین

لو کان الایمان عند الثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس ؓ طبرانی ابن مسعود
لو کان العلم معلقا سعد بن عبادہ
لتناولہ العرب لتالہ قیس طبرانی
والذی نفسی بیدہ لو کان الدین
معلقا بالثریا - لتناولہ رجال من فارس
بیہقی عن ابی ھریرہ

کسی حدیث کی کتاب مین نہین کیونکہ طبرانی کی عبارت مین ایک لفظ ہے
اور شیخین کی عبارت مین جدا الفاظ ہین اور ہر ایک روایت قادیانی صاحب کی
الہام کی مغائر ہے - معہذا حافظ سیوطی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیخین
کی روایت ایسی اصل صحیح ہے کہ اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
ذات بھی اشارہ ہونا معتمد علیہ ہے اور یہی باعتبار صحت کے متفق علیہ ہے
اور حاشیہ مشکوٰۃ المسمی مین حافظ سیوطیؒ کا تلمیذ لکھتا ہے کہ ہمارے شیخ نے

جو امام ابوحنیفہ کا اس حدیث سے مُراد ہونا اعتقاد کیا ہے
وہ ایسا ظاہر ہے کہ جس مین کوئی شک نہین - کیونکہ ابنائے
فارس مین سے کوئی بھی باعتبار علم کے اون کے مرتبہ
کو نہین پہونچا - اور صاحب درمختار لکھتے ہین کہ جرجانی
نے سہل بن عبداللہ تستری سے روایت کی ہے کہ وہ کہا
کرتے تھے کہ اگر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی اُمتون مین ابوحنیفہؒ
کی طرح کوئی فرد اُمت ہوتا تو وہ ہرگز یہودی اور نصرانی نہوتین
اور یہی سہیل بن تستری ہین جو کہا کرتے تھے کہ مین اوس
میثاق کو یاد کرتا ہون جو اللہ تعالےٰ نے مجھ سے عالم الذر
مین لیا اور مین اوس کی رعایت کرتا ہون -

امام ابوحنیفہ کو حضرت صدیق اکبر سے تشبیہ اور حقیقت مذہب

الحال امام ابوحنیفہؒ ہی ہین جنہون نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح امر شوریٰ سے کام لیا - جبکہ صریح کتاب و سُنّت سے کسی مسئلہ کا حکم نہ ملتا تھا اور ایسے کسی مسئلہ مین وہ تنہا پیشقدمی نہ فرماتے جیسے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن مین اور دیگر اقضیہ مین صحابہ کے شوریٰ سے کام لیا - پس امامؒ نے اپنا مذہب شوریٰ کے ساتھ وضع کیا اور ہر امر کو اونہون نے مناظرہ اور تصفیہ کے بعد لکھایا

اصحاب ابی حنیفہ کا کوئی قول امام کے قول سے باہر نہین

اور اصحاب ابی حنیفہؒ کہا کرتے تھے کہ ہمارا کوئی مسئلہ نہین جو امام صاحب سے اوس مین روایت نہ ہو اور اسی پر اونہون نے حلفین دین میزان کے صفحہ ۵۲ مین ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے

قال الحافظ السیوطی هذا الحدیث الذی رواه الشیخان اصل صحیح یعتمد علیه فی الاشارة لابی حنیفة وهو متفق علی صحته وفی حاشیة الخیر البسیی وعن تلمیذ الحافظ السیوطی قال ما جزم به شیخنا من ان ابا حنیفه هو المراد من هذا الحدیث ظاهر لا شك فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغه احد اه شامی وروی الجرجانی فی مناقبه بسنده لسهل بن عبد الله التستری انه قال لو کان فی اُمتی موسیٰ وعیسیٰ مثل ابی حنیفة لما تعصوا ولما تنصروا - مختار تنا الامام ابوحنیفہؒ

وهو کالصدیق رضی الله عنه وجه الشبه ان ابابکرؓ ابتدع جمع القرآن بعد وفاته صلے الله علیه وسلم بمشورة عمر وابا حنیفة ابتدع تدوین الفقه (شامی) وکان یجمع العلماء فی کل مسئله لم یجد صریحة فی الکتاب والسنة ویعمل بما یتفقون علیه فیها (کابی بکر رضی الله عنه) وقد وضع مذهبه شوریٰ ولم یستبد بوضع المسائل ویناظر اصحابه حتی یستقر احد القولین فیثبته ابو یوسف ونقل عن اصحاب ابی حنیفه کابی یوسف وصحح نوادرهم انهم کانوا یقولون ماقلنا فی مسئلة قولا الا ماروینا عن ابی حنیفه واقسموا علی ذلک الیمین

امام ابی حنیفہؒ کی طرف لکھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتا ہے۔ تو اس کے جواب مین ارشاد فرمایا اے امیرالمومنین تجھے غلط خبر ملی ہے مین اولاً کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتا ہون پھر سنت رسول اللہ کے مطابق پھر ابی بکر و عمر و عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے فیصلجات کے مطابق پھر باقی صحابہ کے احکام کے مطابق۔ پھر اگر ان مین سے کوئی فیصلہ نہ ملے تو مین اختلافی امر مین اپنے قیاس سے کام لیتا ہون اور اللہ اور اوس کے بندون مین کوئی قرابت نہین۔

پھر عارف شعرانی اسی کتاب کے ص۶۳ مین لکھتے ہین کہ امام ابوحنیفہ پر کسی کو اعتراض نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہی سب ائمہ کے سردار ہین اور سب سے اول اونہون نے ہی فقہ کی تدوین کی اور اونہین کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے قریب ہے اور وہی سب سے اول اکابر تابعین کے افعال کو دیکھنے والے ہین اور تجکو خائضین اور معترضین کی صحبت سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ امام رضی اللہ عنہ کتاب اور سنت کے مقید تھے اور رائے سے برئیت کرتے رہے۔ اور ایسے امام اعظم ایسی باتون سے پاک ہین بلکہ یہی امام اعظم ہین جن کا مذہب سب مذہبون کے انقراض اور ختم ہوجانیکے بعد بھی رہیگا جیسے کہ مجھے بعض صحیح کشف والون نے اس سے اطلاع دی ہے اور اوس کے تابعین اور مقلدین ہمیشہ ترقی پذیر

مغلطہ - میزان ص۵۱ وکان کتب الخلیفۃ ابو جعفر المنصور الی الامام ابی حنیفہ یلحق انک تقدم القیاس علی الحدیث فقال لیس الامر کما بلغک یا امیر المومنین انما اعمل اولاً بکتاب اللہ ثم بسنۃ رسول اللہ فما لم اجد فی قضیۃ ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم فما قضیۃ یفتیہا الصحابۃ ثم اقیس بعد ذلک اذا اختلفوا ولیس بین اللہ وبین خلقہ قرابۃ - میزان ص۵۵

فلا ینبغی لاحد الاعتراض علیہ لکونہ من اجل الائمۃ واقدمہم تدوینا المذہب واقربہم سنداً الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مشاہداً لافعال اکابر التابعین وایاک ان تخوض مع الخائضین کان الامام رضی اللہ عنہ کان مقیداً بالکتاب والسنۃ متبرئاً من الرای کما قد منا لک وحاشی ذلک الامام الاعظم من مثل ذلک حاشا بل ہو امام اعظم متبع غیر منقراض المذاہب کما اخبرنی بہ بعض اہل الکشف الصحیح واتباعہ لن یزالوا فی ازدیاد کلما تقارب الزمان فی من یعتقد فی اقوالہ و افعالہ اتبعہ - میزان ص۶۳

رہین گے - اور جون جون قرب ساعت ہوتا جائیگا اوس کے اقوال اور اوس کے تابعین کے اقوال
مین اعتقاد بھی اُمت کا زیادہ ہوتا جاویگا - انتہیٰ ملخصاً - پس وہ بالکل سچ ہے جو عبداللہ ابن مُبارک
سے دُرمختار مین منقول ہے کہ اوس شخص پر خُدا کی لعنت ہو جسنے
امام ابوحنیفہ کے قول کو رد کیا - جب کہ امام شافعی رض جیسے مُستند
امام اون کی مدح مین لکھہ رہے ہین کہ اُمّت کے سب ائمّہ علم
فقہ مین ابوحنیفہؒ کے عیال ہین - پس ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے اس کثرت مناقب سے سُراغ لیجا سکتے ہین
کہ جہل فارس سے بجز ان کے اور کوئی مُراد نہین ہو سکتا -
اور اب اسیقدر پر اس مقدمہ مین کفایت کرتے ہین - کیونکہ جبریل

وقد قال ابن ادریس مقالا
صحیح النقل فی حکم لطیفه
بان الناس فی فقه عیال
علی فقه الامام ابی حنیفه
فلعنة ربنا اعداد رمل
علی من ردّ قول ابی حنیفه
عبد الله ابن مبارک تابعی - درمختار

اور ملائکہ کرام کی حقیقت کے مُتعلق اور اون کے القاء اور ایماء کے مُتعلق جو کچھہ کہ قادیانی صاحب نے

وجود جبریل اور ملائکہ مین خود قادیانی کے اقوال مین مخالف

توضیح المرام کے متعدد صفحات مین لکھا ہے وہ اسقدر جلی الکفر ہے کہ جمیع انبیاء
علیہم السلام کی اُمتون کے افراد کے مذاق کے مخالف ہے اور قُرآن وسنّت
اور اصل امر ثبوت ہی اس کی تکذیب پر بآواز بلند فتویٰ دے رہا ہے - بھلا کوئی نادان سے نادان مُسلمان
بھی یہہ لفظ زبان سے نکال سکتا ہے کہ ملائکہ کرام کا وجود حقیقی بجز اسکے کوئی نہین کہ وہ ایک قسم کی محبت
ہے جو بندہ اور خدا کی محبّت کے نرومادہ کے ملنے سے پیدا ہو جاتی ہے - مگر خُدا کی قُدرت ہے کہ (ع)
چراغِ کذب را نبود فروغے - توضیح المرام کے بعد اونہون نے اپنے ازالۃ الاوہام کے ص۶۵۱ و ۶۵۲ مین اسکی
برخلاف خود ہی اپنی تکذیب باین الفاظ کردی کہ " اس زمانہ مین ایک گروہ مُسلمانون کا ایسا فلاسفہ
ضالہ کا مُقلّد ہو گیا کہ وہ ہر ایک امر کا عقل سے ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہین اون کا بیان ہے کہ اعلیٰ درجہ
کا حکم جو تصفیہ تنازعات کے لئے انسان کو ملا ہے وہ عقل ہی ہے - ایسے ہی لوگ جب دیکھتے ہین
کہ وجود جبرائیل وعزرائیل اور دیگر ملائکہ کرام جیسا کہ شریعت کی کتابون مین لکھا ہے اور وجود جنت وجہنّم جیسا
کہ قُرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے - اور یہہ تمام صداقتین عقلی طور پر بپایہ ثبوت نہین پہونچتین تو فی الفور اون سے

مُنکر ہوجاتے ہین اور تاویلات رکیکہ شروع کردیتے ہین کہ ملایک سے صرف قوتین مُراد ہین اور وحی رسالت صرف ایک ملکہ ہے اور جنت و جہنم صرف ایک روحانی راحت یا رنج کا نام ہے۔ انتہیٰ۔ پس ہم اس مُقدمہ کو اسی پر ختم کرتے ہین اور ملائکہ کے وجود کے متعلق مزید بحث اس کتاب مین نہین کرنا چاہتے کیونکہ وہ ایک غامض مسئلہ ہے اور بوجہ اتم اوس کو حضرت ولی اللہ نے حجۃ البالغہ مین لکھدیا ہے۔

مُقدّمہ سوم

(قادیانی صاحب کے الہامات و آیات محرفہ کے بیان مین)

اس کے بعد قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کے متعدد صفحات مین ایک فہرست آیات قرآنی کی دی جو بعینہا یا بصورت تحریف اون پر وقتاً فوقتاً بطریق ایجاد نازل ہوتی رہین جیسے کہ ہماری اس کتاب کے اخیر مین وہ سب درج ہون گی اور بجاے اس کے کہ ان آیات کی منزل علیہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہین قادیانی صاحب نے ظلی طور پر اُن آیات کا مخاطب اپنے کو تصور کیا اور خود ہی اپنے مطلب کے موافق اُن آیات کی تفسیر کردی۔ چنانچہ ہم بطور نمونۂ خروار چند الہامی آیات یہان پر نقل کرتے ہین تاکہ قبل از شروع مقاصد کتاب اس کی مُقدمات پر ہمارے صداقت پسند دوست حاوی ہوجائین اور اون کو قادیانی صاحب کے متعلق اون کی کلمات الہامیہ کے بخوبی سمجھنے سے صحیح نتیجہ نکالنے کے لئے عُمدہ موقع ملے۔ مثلاً قادیانی صاحب کا براہین احمدیہ کے صہ ۵۵۸ مین یہ الہام کہ کیا ہمنے تیرا سینہ نہین کھولا؟ کیا ہمنے

الم نشرح لک صدرک الم نجعل لک سہولۃ فی کل امر بیت الفکر و بیت الذکر و من دخلہ کان اٰمنا۔ براہین احمدیہ صہ ۵۵۸

ہر ایک بات مین تیرے لئے آسانی نہین کی کہ تجکو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا اور خود ہی قادیانی صاحب نے

قادیانی کی مسجد اور چوبارہ بیت الحرم ہے

ان ہویت کی یہہ تعبیر کی کہ بیت الفکر سے مُراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس مین یہہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہو اور بیت الذکر سے مُراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو مین بنائی گئی ہے اور و من دخلہ کان اٰمنا اس مسجد کی صفت بیان فرمائی گئی ہے یعنی جو کوئی اس مسجد مین داخل ہوگا وہ امن کی حالت مین رہجائیگا۔ حالانکہ قادیانی صاحب کے اس الہام

کا پہلا فقرہ قرآن شریف کی آیت ہے جس مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب ہے اور اس کا اخیر فقرہ بھی قرآن شریف کی آیت مبارک ہے جو حق تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کی شان مین بیان فرمائی لیکن قادیانی صاحب نے اپنی قادیانی مسجد کو کعبۃ اللہ کے ساتھ برابر کر دیا۔

قادیانی کو ابراہیم اور سلیمان نبی سے مشابہت دی

اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ براہین کے صلا۵ مین اپنے حق مین یہ الہام اوتارا کہ وہ نشانی سلیمان کو سمجھائی یعنی اس عاجز (قادیانی) کو۔ سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم کا طریقہ حقہ کہ جو حال کے زمانہ مین اکثر لوگون پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیون کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکون کی طرح مخلوق پرستی تک پہونچ گئے ہین۔ یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندہ سے دریافت کر لین اور اوسپر چلین۔ پس قادیانی صاحب نے یہ دونون آیتین جو قرآن کریم مین جدا جدا ترتیب پر بیان فرمائی گئی ہین اون کو ایک جگہ جمع کر کے ایک ہین سلیمان سوا اپنے کو تعبیر کیا اور دوسری آیت مین ابراہیم سے اپنے کو معبر کیا اور جو مشارکہ حق تعالیٰ کا اس آیت کو نازل فرمانیکا تھا کہ امت محمدیہ مقام ابراہیم کو اپنا جاے نماز بنائین یعنی کعبۃ اللہ کی طرف آئین اوس کے برخلاف قادیانی صاحب نے یہ الہام اپنے حق مین اوتار کر لکھا کہ مقام ابراہیم مصلی مین مجکو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم بنایا ہے اور ساری خلقت کو میری اتباع کرو اسطے فرمایا ہے۔

فقومناها سليمان فاتخذوا من مقام ابراهيم مصلى۔ براهين ط۵۱۷

قادیانی صاحب پر وحی اوترتی ہے

پھر براہین کے صلا۵ مین اپنے حق مین اس آیت مبارک کو اوتارا کہ کہدے مین صرف تمھارے جیسا ایک آدمی ہون مجکو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمھارا معبود نہین وہی اکیلا معبود ہے جسکے ساتھ کسیکو شریک کرنا نہین چاہیے۔ انتہیٰ بلفظہ۔ پس اس آیت مبارک مین قرآن مجید نے یہہ تمام اعزاز حضرت نبی کریم کو بخشا اور جو نبی کو غیر نبی سے جدا کرتا ہے قادیانی صاحب نے اس مین اپنے کو سہیم و شریک بنا دیا اور منجانب اللہ انپر بھی وحی اوترنے لگی۔

قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي انما الهكم اله واحد۔ ص۵۱۱

قادیانی کی وحی قرآن کی طرح وحی متلو ہے

پھر براہین کے صفحہ ۲۴۲ مین اپنی وحی کے متلو ہونے کے متعلق یہہ آیت اوتاری کہ پڑھ اوپر جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف

واتل عليهم ما اوحي اليك من ربك۔ براهين ص۲۴۲

تیرے رب سے۔ پس قادیانی صاحب کے اس الہام نے جو قرآن شریف کی آیت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اس نئے قرآن کی طرح قادیانی صاحب کے الہامات کو بھی وحی متلو بنا دیا۔ مگر اس خوفناک اور ڈراؤنے معنی سے قادیانی صاحب کے چیلے بھی چونک اٹھیں گے کہ قرآن کے مقابل قرآن کیطرح یہ کہاں کی وحی متلو آگئی؟ اور قرآن قادیانی یہ جدید قرآن کہاں سے آگیا؟۔

قادیانی اور زوجہ قادیانی کو جنت کی بشارت

اور براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں یہہ فقرات اپنے حق میں اوتار کر ان کے معنی خود ہی اس طرح لکھے کہ اے آدم تو اپنی زوجہ سمیت بہشت

یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ نفخت فیک من الذی ندعوہ الصدق۔ (براہین ص۴۹۶)

مین رہ۔ اے احمد تو اپنی زوجہ کے ساتھ بہشت مین مکان پکڑ اور آدم اور مریم اور احمد سے اپنے کو مُراد رکھا اور زوج سے مُراد اپنے رفیق اور جنت سے مُراد جنت کے وسایل یعنی اے آدم۔ اے مریم۔ اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت مین یعنی نجات حقیقی کے وسایل مین داخل ہو جاؤ۔ انتہی بلفظہ۔

قادیانی کے مُریدین عذاب اور بلا سے محفوظ ہیں

پھر براہین کے صفحہ ۵۱۲ مین اس آیت مُبارک کو جو خواص رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے ہے بلفظی اور معنوی تحریف کیساتھ اس طرح اُتارا کہ جس قوم مین تو (قادیانی) آیا ہے اون کو اللہ تعالےٰ ہرگز عذاب نہ دیگا اور ضرور اللہ تعالیٰ اون کو عذاب نہ دیگا درحالیکہ وہ اللہ سے بخشش مانگتے ہین۔ حالانکہ قرآن شریف مین دوسرے لفظ لیعذبہم کی جگہ لفظ معذبہم آیا ہے۔

وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وما کان اللہ لیعذبہم وہم یستغفرون۔ (براہین ص۵۱۲)

قادیانی رحمۃ للعالمین ہے

اور براہین کے صفحہ ۵۰۶ مین یہہ الہام اوتارا کہ کُل جہانیون کے حق مین رحمت ہو۔ حالانکہ رحمۃ للعالمین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے۔

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ (براہین ص۵۰۶)

قادیانی کو کسی کلام پر مواخذہ نہین اور جو چاہے کرے

اور براہین کے صفحہ ۵۶۰ مین یہہ الہام اوتارا کہ (اے قادیانی) تو جو چاہے سو کر بیشک ہمنے تجھے بخش دیا ہے۔ مگر قادیانی صاحب کے کسی الہام سے یہہ نہ معلوم ہو سکا کہ اون کو اسقدر آزادی اور بیباکی خدا تعالیٰ نے کیون دی؟ جو کسی

اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک (براہین ص۵۶۰)

نبی کریم کو بھی حاصل نہ ہوئی۔ اور جبکہ بمقتضاے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی دین محمدی کامل ہو چکا اور نعمت خداداد مین کوئی کمی نرہی تو ان آیات اور نعمات ربانی کا محرف ہوکر قادیانی صاحب پر اونزنا اس سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ بجز اسکے کہ دین محمدی کو ناقص سمجھا جائے اور نعمت خداداد کو غیر مکمل خیال کیا جائے۔ حالانکہ سفیر رب العالمین یعنی حضرت جبریل جو ایسی آیات کے ساتھ اللہ کی طرف سے آنے کے لئے معہود ہین اوسے قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کے صـ۵۸۳ مین بایں الفاظ آنے سے روک دیئے ہین کہ "یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبریل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے"۔ انتہی۔

پس ہمکو قادیانی صاحب کے ایسی صریح کفریات اور مزخرف الہامات مین مزید کلام کرنیکی ضرورت نہین ہان ہمکو بحث ہے تو فقط اس مین ہے جو قادیانی صاحب کے موید اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعت السنہ مطبوعہ ۱۳۰۱ھ کے صـ۲۶۳ وغیرہ مین ان آیات کی تاویل اور تائید کے لئے اور نیز ان سے تحریف کا الزام اوٹھا دینے کی غرض سے لکھتے ہین کہ "آیات قرآنی جب آنحضرت یا دوسرے انبیاء علیہم السلام کے خطاب مین نازل ہوئی ہین تو اون کا نام قرآن تھا اور جب انھین آیات سے اللہ تعالیٰ نے غیر انبیا مثل صاحب براہین قادیانی کو مخاطب فرمایا تو ان کا نام قرآن نہین رکھا جاسکتا" بلکہ صـ۲۶۴ وغیرہ مین صاف صاف لکھدیا کہ "ایک ہی کلام کو ایک ہی وقت مین مخاطب یا متکلم کے لحاظ سے قرآن اور غیر قرآن کہنا اہل علم کے نزدیک متبعد اور محال اعتراض نہین۔ چنانچہ کبھی ایک کلام جبکہ اوس کا متکلم مثلاً خدا تعالیٰ ٹھیرایا جائے کلام رحمانی کہلاتا ہے کبھی وہی کلام جب اوس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھیرایا جائے تو شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے۔ پس وہ کلام جیسے انا خیر منہ خلقتنی من نار جو ابلیس نے کہا یا جیسے انا ربکم الاعلے جو فرعون نے کہا تو یہہ کلام شیطانی اور فرعونی کہلاتے ہین۔ اور اسی صفحہ کے حاشیہ مین لکھا پھر وہ خواہ کسی زبان مین ہو قرآن نہین کہلاتا"۔ انتہی بلفظہ۔ پس اگر قادیانی صاحب کے ان موید اول کی تاویلات فاسدہ کو تسلیم کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ اس سے نہ راہا آیات

جو آیات قرآنی کہ قادیانی پر اُتری ہین اُنکا نام قرآن نہین

بقول قادیانی صاحب وہ خدا کا کلام نہین جسکا متکلم زبان مین شیطان یا فرعون کہا گیا ہے

فُرقانی قرآن ہونے سے خارج ہوجائینگے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تمام آیات کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں اور قطع نظر اسکے خود ائمہ اسلام نے تصریح کردی ہے جیسے کہ فقہ اکبر میں ہے

تمام قرآن کلام خدا ہے

وما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن عن موسیٰ وغیرہ من الانبیاء علیہم السلام وعن فرعون وابلیس فانّ ذلک کلہ کلام اللہ تعالیٰ انتہی فقہ اکبر

کہ جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل میں حضرت موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور ایسا ہی فرعون اور ابلیس وغیرہ کے مقالات بیان فرمائے ہیں یہ سب اللہ کا کلام ہے جو سب ارشاد خداوندی لوح الٰہی میں محفوظ ہے اور کسی کے بدلانے

بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ رسولہ بیع

سے نہیں بدل سکتا - کیا یہ ممکن ہے کہ اگر کسی شخص کو مثلاً امرأ القیس کا یہ شعر قفا نبک من ذکریٰ حبیب ومنزلِ ۔ الہام ہو تو یہ شعر امرأ القیس کا نہ کہلائیگا - پس خدا کا کلام اوس کے علم کی طرح ازل سے ابد تک اوس کی ایک صفت قدیم اور بسیط ہے - اور جیسے اوس نے ایک ہی آن بسیط میں معلومات ازل وابد کو اون کے احوال مناسبہ اور صفات متضادہ کیساتھ جان لیا - مثلاً زید کو اوسی آن میں موجود بھی جان لیا اور معدوم بھی اور جوان بھی اور بوڑھا بھی اور ہنستا بھی اور روتا بھی اور جنتی بھی اور دوزخی بھی - یا کہ مثلاً زید ہزار برس کے بعد پیدا ہوگا اور بکر اتنے ہزار برس کے بعد مریگا - اسی طرح حق تعالیٰ نے ایک ہی آن بسیط میں جمیع کتب سماویہ کو ساتھ بے کیف تکلم فرمایا - چنانچہ اسی معنی کے متعلق امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اوّل کے مکتوب (۲۶۶) میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمچنین کلام او تعالیٰ یک کلام بسیط است کہ از ازل تا ابد بسان یک کلام گویاست - اگر امر است از انجا ناشی است واگر نہی است ہم از انجا - اگر اعلام است ہم از انجا ماخوذ است واگر استعلام است ہم از انجا - اگر تمنی است ہم از انجا مستفاد است واگر ترجی است ہم از انجا - جمیع کتب منزلہ وصحف مرسلہ وقتیکہ از ان کلام بسیط - اگر توریت است از انجا انتساخ یافتہ است واگر انجیل است ہم از انجا صورت بلفظی گرفتہ است - اگر زبور است ہم از انجا مسطور گشتہ - واگر فرقان است ہم از انجا تنزل فرمودہ ۔ واللہ کلام حق کہ علی الحق یک است وبس ۔ پس در نزول مختلف آثار آمدہ - پس اس صورت میں ہم بقول امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت وثوق کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی حکایات یا فرعون

ابلیس کے منازعات کو جس طرح کہ حق تعالیٰ نے اپنے علم بسیط کے ساتھ ایک ہی آن مین بصورت متضادہ جانا اوسی طرح وہ اپنے کلام بسیط مین ان کے مقالات کیساتھ گویا ہوا۔ پس وہ اوسی کا کلام ہے جو ابلیس نے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ یا فرعون نے کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی۔ ہرچند کہ قادیانی صاحب خواہ انہین دو کلمات کے ساتھ ملہم کیون نہون کبھی ان کلمات کا کلام ربانی ہونے سے انکار نہ ہوسکیگا۔ علی الخصوص جبکہ خود قادیانی صاحب ان کلمات فرقانی کو خدا کی طرف سے الہام ہونیکے قایل ہین۔ پس اللہ تعالےٰ کا یہ محفوظ کلام جملات قرآنی ہون یا ان کے معانی نظم موجودہ کے ساتھ کبھی کسی دوسرے کا کلام نہین بن سکتا نہ متکلم کے تبدل کے لحاظ سے اور نہ مخاطب کے تغیر کے اعتبار سے دُر صفت آنکہ گفت ؎ گرچہ قرآن از لب پیغمبر است ٭ ہر کہ گوید حق نہ گفت او کافر است۔

مقدمہ چہارم

(قادیانی صاحب کی رسالت اور انکی فطرت حضرت مسیح کی فطرت سے متشابہ بلکہ متحد ہونیکے بیان مین)

قادیانی صاحب نے اس آیت مبارک کو جس مین اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین غلبہ دین کا وعدہ دیکر ارشاد فرمایا ہے کہ وہی خدا ہے جسنے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اوس کو سب دینون پر غالب کردے۔ براہین احمدیہ کے حصہ ۴۹۰ مین اپنے الہامات کی فہرست مین داخل کرکے لکھا ہے کہ جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور چونکہ یہہ خاکسار مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کی دو پھل ہین اور بحد اتحاد ہے کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔ اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی مین ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کرکر کہا ہے یعنی حضرت مسیح کی پیشگوئی متذکرہ بالا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ سورہ توبہ رکوع

سب دینون پر غلبہ حضرت مسیح کے وقت مین ہوگا جب وہ جسمانی طور سے دنیا پر دوبارہ آئینگے

جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو - انتہی بلفظہ مختصراً -

پس ہمکو اس چوتھے مقدمہ مین انصاف پسند دوستون کو یہہ دکھلانا منظور ہے کہ اوّلاً اس آیت کریمہ کا مصداق تاریخی واقعات کو کسکو بنایا ؟ - دویم یہہ کہ مسیح قادیانی حضرت مسیح ابن مریم صلوات اللہ علیہ کے ساتھ تشابہ فطرت کے دعوے مین کہان تک سچے ہین ؟ -

پس امر اوّل یعنی اس آیۂ کریمہ کا مصداق کہ کس زمانہ مین دین حق کا غلبہ حسب وعدۂ ربانی ہوا یا ہوگا سو اسکے متعلق فقط ایک ہی مفسر ضحاک کا قول ہے قال الضحاک ذلک عند نزول عیسیٰ علیہ السلام (ازالہ اوہام ص۳۴۳) کہ یہہ غلبہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے وقت مین ہوگا - لیکن علامہ ذہبی نے میزان مین اور سیوطی نے لآلی مصنوعہ مین تصریح کردی ہے کہ ضحاک ایک نہایت ضعیف الروایت مفسر ہے جسکے مرویات قابل غور ہین - مگر قطع نظر اسکے ضعف کے جب ہم تاریخی واقعات پر نظر کرتے ہین تو وہ ہمکو یقین دلاتی ہین کہ اس غلبہ کا ظہور اور وعدہ الٰہی کا وفا بوجہ اتم خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے زمانہ مین ہوچکا کیونکہ غلبۂ تام کا معنی بجز اسکے اور کوئی نہین کہ دین کفر کا بیضہ اور اوس کا مرکز ٹوٹ جاوے اور اوسکے حامی پھوٹ جاوین یہان تک کہ اوس کا کوئی داعی باقی نرہے اور اوس کا شرف مطلقاً نرہے مگر یہہ معنے خلفاء ثلاثہ کے وقت حاصل ہوا - کیونکہ اوس وقت تمام روے زمین فقط دو ہی ذی شوکت بادشاہون یعنی کسریٰ اور قیصر کے قبضہ مین تھی اور انہین ہر دو بادشاہون کا دین باقی ادیان پر غالب تھا - چنانچہ روس اور روم اور فرنگ و جرمن اور افرنقیہ اور شام اور مصر اور بعض بلاد مغرب اور حبش کے ملکون مین قیصر کی متابعت اور موافقت سے دین نصرانیت تھا اور خراسان اور توران اور ترکستان اور زابلستان اور باختر وغیرہ ملکون مین کسریٰ کی متابعت سے دین مجوس بڑھا ہوا تھا اور باقی ادیان جیسے دین یہودیت اور دین مشرکین اور دین ہنود اور دین صابئین ان ہر دو بادشاہون کی شوکت سے پائمال ہوکر ضعیف ہوگئے تھے اور ان ادیان کے متدین نہایت ہی زبون حالت کے ساتھ پراگندہ ہوچکے تھے - پس داعیۂ الٰہی ان راہ ہدایت سے بھٹکے ہوؤن کو پنجۂ خلق سے چھڑانے

کے لئے جوش دین آگیا اور اوس نے دولتِ کسریٰ اور قیصر کو فتوحاتِ اسلام کا آشیانہ بنا دیا اور ان دونون بادشاہون کے ادیان درہم و برہم ہونے سے اسلام کی شوکت نے باقی ادیان کو بھی پامال کرلیا - پس اگر ہرمزان وزیر کسریٰ کے قول پر نظر کی جاوے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اوس وقت کی آبادی زمین کا نقشہ یون بیان کیا کہ تمام زمین اس وقت بمنزلہ ایک مُرغ کے تھے کہ جسکا سر تو عراق ہے اور اوس کے دو بازو فارس اور روم اور دو پانون ہند اور فرنگ ہین تو تاریخ شہادت دیدیگی کہ عملاً اس مُرغ کا سر کسنے چھاڑا اور اوسکے دو بازو کسنے توڑے ؟ اور فتح فارس اور روم کی بُنیاد کسنے رکھی اور اوس کا وقوع کسکے ہاتھ سے ہوا اور اوس کی ایک ٹانگ فرنگ کسنے توڑی ؟ - یعنی بجز خلفاے ثلاثہ کے کوئی اس دولت سے بہرہ ور نہ ہوسکا - یہی ایک ٹانگ یعنی مُلک ہند باقی تھا جو عملاً اوس وقت مفتوح نہوا - لیکن حسب بشارت نبوی مُرغ کی دوسری ٹانگ بھی سُلطان

محمود غزنوی اور عیسیٰ ابن مریم کے حق میں بشارت

قال رسول اللہ خیر امتی عصابتان عصابۃ تغزوا الھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

محمود غزنوی کے ہاتھ سے توڑا دی گئی اور عرب وعجم کے شہرون مین اسلام کا رواج ہوگیا اور مسجدین بنا ہوگئین اور اللہ اکبر کی آواز گھر گھر مین اور اوس کی صدائین کوہ و دشت مین گونج اوٹھین

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی راست آئی جو فرمایا کہ روے زمین پر کوئی گھر مدر اور وبر کا باقی نرہیگا کہ اوس مین اسلام کا کلمہ اللہ تعالیٰ داخل کریگا خواہ کسی عزیز کی

واخبر احمد عن المقداد انہ سمع رسول اللہ یقول لا یبقی علی ظھر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز او ذل ذلیل اما یعزھم فیجعلھم من اھلھا او یذلھم فیدینون لھا قلت فیکون الدین کلہ للہ - انالۃ اعلم -

عزت کے ساتھ یا کسی ذلیل کی ذلت کے ساتھ جنکو خدا عزت دیگا وہ اوس کلمہ کے اہل ہون گے اور جن کو ذلت دیگا وہ اوس کے مطیع ہون گے اور سب جگہ دین اللہ کا ہوگا -

پس کوئی وجہ نہین کہ اس آیۂ کریمہ کا مصداق بقول قادیانی صاحب قادیانی صاحب کا موجودہ زمانہ ہو جس مین چارون طرف سے کفر کا غلبہ ہونے سے دار الاسلام دار الکفر بلکہ دارب الحرب بنا جارہا ہے اور آجتک ۱۳۰۰ برس کے عرصہ مین کوئی بھی نصرانی یا یہودی یا مجوسی اون کے ذریعہ سے مسلمان نہوسکا

اور نہ اون کی تصنیفات اور تالیفات اور ترجمات الہامات اور خرافات دعویات بیجا کا ست دین کے کوئی فائدہ بخشا بلکہ اوسنے اول اُمت محمدیہ کو یہودیت کی نسبت دیدی اور اپنے لئے اون کی زبانی ملحد کا خطاب حاصل کرلیا اور بجاے اس کے کہ وہ قوم شرک وکفر مین برہمی پھیلاتے برعکس اس کے خود اُمت محمدیہ مین سے گروہ نیچریہ کیطرح ایک گروہ غیر مقلد قادیانی کھڑا کردیا۔

•	این قصہ عجب شنو کز بخت واژگون	مارا بکشت یار بانفاس عیسوی	

قادیانی کا دعوی تشابہ فطرت با مسیح

امر دوم یعنی قادیانی صاحب کا یہہ دعوی کہ اون کو حضرت مسیح علیہ السلام کیساتھہ بجہت اتحاد اور اون کی فطرت اور حضرت مسیح علیہ السلام کی فطرت ایسی متشابہہ واقع ہوئی ہے کہ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل ہین۔ پس قبل اس کے کہ ہم اس کی نسبت اپنی راے سے کوئی فتوی دین ضرور ہے کہ ہم اولاً حضرت مسیح ابن مریم صلوات اللہ علیہ کی صفات ذاتیہ جو اون کی نفس فطرت مین ودیعت کی گئین اور جو اون کو از جہت نبوت عطا کی گئین اور جن کا ثبوت قرآن وسنت سے پایا گیا ہے انصاف پسند دوستون کے پیش نظر کرین تاکہ مشبہ اور مشبہ بہ مین فرق کرنیکا پورا موقع ملے۔ پس پہلا وصف ذاتی جو

عیسے نبی اللہ کی فطرت

قرآن کریم عیسے صلوات اللہ علیہ مین ثابت کررہا ہے وہ یہہ ہے کہ وہ باعتبار فطرت اور نفس خلقت کے برخلاف جمیع انبیاء کرام اللہ تعالے کے کمال قدرت کی ایک آیت اور رحمت ہین جو بغیر کسی بشر کے چھونے کے مریم نا کتخدا کے بطن سے فقط حضرت جبریل علیہ السلام کے نفخ سے ایک ہی ساعت مین متکون ہوکر متولد ہوگئے۔ جیسے کہ یہی معنی خازن اور مدارک مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے لیکن افسوس کہ اون کے مثیل یعنی میرزاے قادیانی یہ وصف اپنے مین نہ دیکھکر حضرت مسیح کے اس وصف سے جسکو نفس فطرت سے تعلق ہے اور جس مین میرزاے قادیانی اپنے کو حضرت مسیح سے متشابہہ بالفطرت ہونیکا دعوی کرتے ہین منکر ہوگئے اور باتباع یہود جہود فرقہ نیچریہ

واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اهلها مکانا شرقیا فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا۔ قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا۔ قال انما انا رسول ربک لاهب لک غلاما زکیا۔ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔ قال کذلک قال ربک هو علی هین ولنجعله ایة للناس ورحمة منا وکان امرا مقضیا۔ فحملته فانتبذت	

کی طرح ایسے تولد کو خلاف قانون قدرت سمجھکر اپنے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۰۳ مین لکھدیا کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہین یعنی وہ بن باپ نہین پیدا ہوئے تھے بلکہ وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے - حالانکہ یہ امر شرعاً و عقلاً ثابت ہے کہ

قانون قدرت

جس طرح حق تعالی کی ذات غیر محاط اور ہمارے تعقل سے خارج اور وراء الوراء ہے اوسی طرح اوس کے افعال بھی غیر محاط اور ہمارے احاطۂ عقل سے باہر اور وراء الوراء ہین - پس یہہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایسی ذات کے افعال غیر محاط کو محاط بنانیکے لئے ایک ایسا قانون قدرت اختراع کیا جائے جس سے اوس ذات وراء الوراء کی قدرت غیر محاط اور غیر محدود محدود کیجا سکے - اور جسکو کہ وہ خود از روے رحمت بے نہایت اپنے نبی کریم اور کلام عظیم کے ذریعہ اپنے کمال قدرت کی ایک آیت بیان فرمارہا ہے اوس کی تکذیب کی جائے - ہان سچ ہے کہ سنۃ اللہ مین (بقول سید نیچری اللہ تعالے کے قانون قدرت مین) کوئی بھی تغیر و تبدل نہین کرسکتا - لیکن ساتھہ ہی اس کے یہہ بھی راست ہے کہ کوئی ناقص العقل اور کوئی چشم احول اوس ذات کے قانون قدرت پر اپنے استقراء سے احاطہ نہین کرسکتا ہے اور نہ اس صورت مین کوئی بھی اون اعجاز مغیبہ کی جو ایک اللہ کے معجز نما بندہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور اوس سے زیادہ تر معجز نما بندہ خدا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی خدا اون کی خبر دی ہو اپنے محدود شواہد پر قیاس کرکے تکذیب کرسکتا ہی پس ہمارے اس فرقہ کے امام سید کا سورۂ انعام کی تفسیر کے اخیر یعنی جلد سوم صفحہ ۳۹ مین اولاً اقرار کرنا کہ ہان یہہ بات سچ ہے کہ تمام قوانین قدرت ہمکو معلوم نہین ہین اور جو معلوم ہین وہ نہایت قلیل ہین اور اونکا علم بھی پورا نہین ہے بلکہ ناقص ہے - اور ثانیاً ایسے عجیب واقعہ کے متعلق کہ جسکے وقوع کا کافی ثبوت موجود

به مکانا قصیا - فاجاءها المخاض الی جذع النخلة قالت یلیتنی مت قبل هذا وکنت نسیا منسیا - فنادیها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا - وهزی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبا جنیا - فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا - فاتت به قومها تحمله - قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا - یا اخت هارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیه قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیا - قال انی عبد الله اتنی الکتاب وجعلنی نبیا - الایه - سورہ مریم

ہو اور گواہوں کے اختراعی اور معلومہ قانون قدرت کے مطابق نہ ہو۔ یہ لکھنا کہ ایسی صورت میں بلاشبہہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اوس کے وقوع کے لئے کوئی قانونِ قدرت ہی مگر اوس کا علم ہمکو نہیں اور پھر اوس کے برخلاف یون لکھنا کہ جب وہ کسی قانون قدرت کے مطابق واقع ہوا ہے تو وہ معجزہ نہیں۔ کیونکہ ہر شخص جسکو وہ قانون معلوم ہوگیا ہوگا اوس کو کرسکیگا۔ یہ انصاف پسند دوستون کے نزدیک ایک دیوانہ کی بڑ سے بھی زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک معجزہ خدا تعالیٰ کے اوس فعل کا نام ہے جو بندون کی قدرت سے بالاتر ہو پھر خواہ خدا کے ایسے فعل کا ظہور بلاواسطہ ہو اور یا اوس کے کسی خاص بندہ کیواسطے سے ہو جس کی کرامت اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو پھر اوس قانون کو معلوم کرلینے میں دوسرا کوئی کیونکر سہیم ہوسکیگا اور وہ فعل معجزہ کی حد سے کیون باہر ہوگا۔ پس سید کا اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل دور از ایمان ہے جو اونہون نے اس جلد کے صفحہ ۳۹ میں لکھا کہ ہماری سمجھ میں کسی شخص میں معجزے یا کرامت کو ہونیکا یقین کرنا ذات باری کی توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور ناکامل کردینا ہے اور اوس کا ثبوت پیر پرست دگور پرست لوگون کے حالات سے ظاہر ہے جو اسوقت بھی موجود ہین اور صرف معجزہ وکرامت کے خیال نے اون کو اسکی رغبت دلائی ہے اور خدائی قادر مطلق کے سوا دوسرے کی طرف اون کو رجوع کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے سچے ہادی محمد رسول اللہ نے اور ہمارے سچے خداوحدہ لاشریک نے صاف صاف معجزات کی نفی کردی انتہیٰ مگر ہمارا یہہ تمام کلام یاد رکھنے کے قابل ہے جو اوپر قانون قدرت کے متعلق لکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے عنقریب کام لینا ہوگا۔

عیسیٰ کے معجزات اسی طرح وصف دوم جو قرآن نے عیسیٰ ابن مریم صلوات اللہ علیہ کے لئے ثابت کیا وہ یہہ ہے جو سورۂ آل عمران مین خود عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کی زبانی اقرار ہے کہ اونہون نے ان علامات کے ساتھ بنی اسرائیل کی طرف اپنی رسالت کا دعویٰ کیا کہ مجکو میرے رب نے یہہ نشانی دی ہے کہ مین مٹی کے پُتلے بناکر اون مین پھونک مارتا ہون اور وہ اللہ کے

انی جئتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین	
کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ	
وابرء الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ	
وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم	
ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مومنین (آل عمران	
یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا	

حکم سے پرندے ہوجاتے ہین - اور اللہ کے اذن سے مادرزاد اندھے
اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہون اور مُردون کو زندہ کرتا ہون اور جو
گھرون مین کھا پی کر اور نیز ذخیرہ رکھکر آتے ہو اوس کو جانتا ہون
اور تمکو بتا سکتا ہون - چنانچہ اسی کے مطابق حق تعالی نے
سورہ مائدہ مین اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی اطلاع
دی کہ قیامت کے دن جبکہ وہ سب رسولون کو جمع کریگا اور ہر ایک
کی اُمت کی سرگذشت اون سے پوچھیگا اور وہ اوس کا علم خدا کی
طرف تفویض کرین گے تو اوس وقت خدا تعالی اپنی نعمت کی
یاددہانی جو حضرت عیسیٰ اور اون کی والدہ پر کی ہے اس طرح پر
کریگا کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرے احسان کو یاد کر جو تجھپر اور تیری

	لتعلم انا انک انت علام الغیوب اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینات فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین - (مائدہ)

مان پر ہوا جبکہ مین نے تجکو روح القدس کے ساتھ تائید دی اور تو لوگون سے حالت مہد یعنی مان کی گود
مین اور بڑی عمر مین یکسان باتین کرتا تھا اور جبکہ مین نے تجھے کتاب اور حکمت اور توریت وانجیل سکھلائی
اور جبکہ تو میرے اذن کیساتھ جانور کی تمثال بناکر اوس مین پھونک مارتا تہا اور وہ میرے ہی اذن سے
پھر پرند بن جاتے تھے اور تو میرے ہی اذن سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا تھا اور جبکہ تو میرے ہی
اذن سے مُردون کو قبرون سے زندہ نکالتا تہا اور جب کہ مین نے بنی اسرائیل کو تیرے قتل سے ہٹا رکھا جبکہ
تو اون کی طرف معجزات کیساتھ گیا لیکن وہ لوگ جو اون مین سے کافر ہوگئے وہ بول اوٹھے کہ یہ سب بجز
صریح جادو کے اور کچھ نہین -

قادیانی صاحب کا ایسے کے معجزات سے انکار

لیکن ہاے افسوس کہ اون کے مثیل میرزا قادیانی نے جبکہ اپنے کو حضرت مسیح کے اس
وصف سے بھی بے بہرہ پایا تو اُن کفار کی طرح براہین احمدیہ کی تمہید پنجم مین ان معجزات کو
باین علت محجوب الحقیقت کہا کہ وہ بظاہر صورت مکروں سے مُشابہ ہین اور پھر صاف صاف لکھدیا کہ عند العقل
یہہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اندھون لنگڑون کو شفا حاصل ہوئی

ہے تو بالیقین یہہ نسخہ حضرت مسیح نے اوسی حوض سے اوڑایا ہوگا جو عبرانی مین بیت حُدا کہلاتا تہا اور جس کا پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اوس مین اترتا کیسی ہی بیماری مین کیون نہو اوس سے چنگا ہوجاتا تہا اور جسپر کہ حضرت مسیح اکثر جایا ہی کرتے تھے - اور ازالۃ الاوہام کے صہ ۳۲۲ مین لکہا کہ یہہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اوڑاون مین پہونک مارکر انہین سچ مچ کے جانور بنادیتا تھا - نہین بلکہ صرف عمل الترب تہا جو روحی قوت سے ترقی پذیر ہوگیا تہا - یہہ بہی ممکن ہے کہ اسی کام کیلئے اوس تالاب کی مٹی لاتا تہا جس مین روح القدس کی تاثیر رکہی گئی تہی - بہرحال یہہ معجزہ صرف ایک کہیل کی قسم مین سے تہا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ - اگر یہہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجہتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُسید قوی کہتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا - اور حضرت مسیح کی پیشگوئیون کو براہین احمدیہ کی تہید ششم مین باین علت محجوب الحقیقت کہا کہ وہ نجومیون اور رمالون اور کاہنون اور سورخون کے طریقہ بیان سے مشابہ ہین اور کہا کہ سچی وہ ہین جن کے ساتھ ان لوگون کا شریک ہونا ممتنع اور محال ہو انتہی اور نیز ازالۃ الاوہام کے صہ ۳۱۱ و صہ ۳۱۲ مین لکہا کہ حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مُردے جو زندہ ہوجاتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ مین مرجاتے تھے - اور یہہ جو مین نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکہا ہے یہہ الہامی نام ہے جو خدا تعالیٰ نے مجہپر ظاہر کیا - انتہی -

پس اگر قادیانی صاحب کے ان اقوال کو صحیح مان لیا جاوے اور سامری کی گوسالہ کی طرح ان معجزات کو محجوب الحقیقت اور ایک کہیل تصور کیا جاوے تو پہر حق تعالیٰ کا یہ احسان جتلانا کیا معنی رکہتا ہے؟ اور وہ اللہ کی آیات اور نعمات کیونکر ہوسکتے ہین؟ اور ان کو سحر کہنے والے کُفر کی طرف کیون منسوب کئے جاتے؟ اور اگر موتی سے مُراد حقیقی موت اور اون کی احیا سے حقیقی حیات مقصود نہوتی تو بار بار (لفظ اذنی) یعنی خدا کے اذن کی اوسمین کیا ضرورت تہی اور نیز لفظ اخراج جو قبرون سے مُردون کے نکالنے پر دلالت کرتا ہے اذن اللہ کے ساتھ کیون مستعمل کیا گیا؟ اور اگر عیسیٰ نبی اللہ نجوم یا رمل وغیرہ کے ذریعہ سے پیشگوئیان کرتے تھے یا کسی نسخہ یا عمل الترب کے ذریعہ سے بیمارون کو اچہا کرتے تھے تو نبی اور ساحر مین فرق کیا رہا؟ - الحاصل قادیانی صاحب کے یہہ سارے بذیانات

نہ فقط قرآن کریم کے مخالف ہین بلکہ خدا و رسول اور ائمہ مقبول کی تکذیب بھی کرتے ہین اور اون کفار کے قول سے بھی بدتر ہین جنہون نے اون کو سحر کہا۔

عیسیٰ کی عمر

وصف سوم جو حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ کی نسبت قرآن کریم نے بیان فرمایا وہ یہہ ہے کہ اونکی عمر اس دنیا مین زمانہ کہولت کو تجاوز نہ کریگی اور نہ وہ کہولت کے قبل مرین گے جیسے کہ مظہری مین ہے اور بالتفصیل آیندہ اس کا بیان آئیگا۔ مگر افسوس کہ اون کے مقلد نے اپنی عمر کی نسبت ازالۃ الاوہام کے صہ ۶۳۵ مین الہامی پیشگوئی کردی ہے کہ اون کی عمر اسی برس یا اسکے قریب قریب یعنی سن شیخوخت تک پہونچیگی۔

عیسیٰ کا قیامت کے قبل اور اور اوس پر اہل کتاب کا ایمان لانا

وصف چہارم جو حضرت مسیح کی متعلق قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ یہہ ہے کہ آیندہ کسی زمانہ مین ہر ایک اہل کتاب عیسیٰ پر ایمان لائیگا۔ قبل اس کے کہ مرے اور قیامت کے دن عیسیٰ اون کے ایمان کی شہادت دیگا۔

وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا۔ (سورہ نسا)

مگر افسوس کہ حضرت مسیح کے مثیل مرزای قادیانی حضرت مسیح کو ایسا منصب حاصل نہین کرنے دیتے اور ازالۃ الاوہام کے متعدد صفحات ایک طویل لیکچر مین تحریر فرمارہے ہین "کہ کوئی اہل کتاب ایسا نہین جو اپنے مرنیکے قبل مسیح علیہ السلام کی طبعی موت کیساتھ مرنے پر یقین نہ کرتا ہو اور اس آیت مین ایک بھی ایسا لفظ نہین جو اسکو کسی خاص محدود زمانہ سے متعلق اور وابستہ کرتا ہو"۔

لیکن قادیانی صاحب کو آیت کریمہ مین لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ کا صیغہ استقبال نظر نہ آیا جو مؤکد بنون تاکید ثقیلہ اور لام جواب قسم کے ساتھ حرف نفی یعنی حرف اِن کے بعد واقع ہوا۔ اور کتب اصول نحو مین مذکور ہے کہ حرف اِنْ لام قسم اور نون تاکید اور بقول سیبویہ ما مانافیہ کی طرح صیغہ مضارع کو خالص استقبال کے لئے مخصوص کردیتا ہے۔ پس یہہ صیغہ صریح النص ہے کہ اس آیت مبارک کے نزول کو قبل کے اہل کتاب یا وقت نزول کے اہل کتاب کی متعلق خبر نہین دی گئی کہ وہ ایمان لاچکے ہین یا لائینگے بلکہ یہہ اون اہل کتاب کے ایمان کی متعلق پیشگوئی ہے جو نزول عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے وقت موجود

ہون گے اور اون کے ایمان پر قیامت کے دن حضرت عیسیٰ شہادت دین گے جیسے کہ یہی مذہب مفسرین کی ایک جماعت کا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ دیکھو جمل صـ۵۶ - اور نیز شہید کے اصل معنی بھی یہی ہین یعنی حاضر نہ کہ غائب - کیونکہ غائب کو شہید نہین بولا جاتا - اسی واسطے اون لوگون سے جنھون نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد اون کی غیبت کے زمانہ مین اون کو اور اون کی والدہ کو خدا کہا حضرت عیسیٰ اون کی نسبت قیامت کے دن اس طرح تبرے کا اظہار فرمائین گے کہ اے خدا جبتک کہ مین اون کے درمیان تہا تو مین اون کا شہید اور رقیب تھا لیکن جب تو نے مجھے اُن کے درمیان سے اوٹھا لیا تو پھر تو ہی ان کا رقیب تہا اور تو ہی ہر شے کا شہید ہے - پس سورہ مائدہ مین اُن کا فردن کے متعلق حضرت عیسیٰ کا شہید اور رقیب ہونے سے انکار کرنے اور سورہ نسا مین حق تعالیٰ کا اون کو شہید بیان فرمانے کے معنی بجز اس کے نہین کہ ان ایمان لانیوالون کے درمیان حضرت عیسیٰ اوسی طرح شہید ہون گے جس طرح کہ رفع کے قبل اپنی قوم مین شہید ہونیکا اقرار سورہ مائدہ مین فرما رہے ہین اور یہی معنی ہین کہ احادیث صحیحہ جسکی موید اور مثبت ہین جیسے کہ بالتفصیل اس کا بیان آئیگا - اور یہہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قادیانی صاحب بیس بائیس برس تک قبل اس کے قرآنی آیات سے حضرت مسیح کی حیات اور جسمانی نزول کے قایل ہو چکے ہین -

ماسوا ان چہار اوصاف منصوصہ کے بہت سے اوصاف احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہین جیسے اون کا بعد نزول دجال کو قتل کرنا اور بظاہر سلطنت وحکومت خلیفہ رسول اللہ ہونا اور بجز دین محمدی کے کسی دین کا باقی نہ رکھنا اور سب کا ایک ہی ملت پر ہو جانا اور خنازیر کو قتل کرنا اور صلیب کو توڑنا یعنی دین نصاری کو نیست ونابود کرنا اور اسکے بعد زمین مین ایسا امن ہو جانا کہ بھیڑیا اور بھیڑ ملکر چرین گے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک مین صاحبین اور رسول اللہ کی قبر شریف کے درمیان اون کی قبر ہونا -

قادیانی صاحب کا دعوے تشابہ فطرتین کی بہتیرا

مگر افسوس ہے کہ ہم قادیانی صاحب کو باوجود دعوای تشابہ فطرت ان سب اوصاف حضرت

سبح سے خالی بلکہ اون کا سنکر دیکھتے ہین اور جو شخص کہ اون کو اون کے ہزلیات کا جواب دیتا ہے اوسکے مقابل ملاعنہ اور مباہلہ کے ساتھ وہ کھڑے ہوجاتے ہین اور بدمعاشون کی طرح گالی گلوچ پر آمادہ ہوجاتے ہین۔ چنانچہ اون کا عربی مکتوب ابتدا سے انتہا تک لعنت اور پھٹکار سے بھرا ہوا ہے۔ حالانکہ ایک خاص وصف عیسیٰ علیہ السلام کا جیسے کہ انجیل مین ہے یہ بھی تھا کہ فرمایا اونہون نے مین توریت کو ابطال کے لئے نہین آیا بلکہ اوس کی تکمیل کے لئے آیا ہون۔ صاحب توریت نے کہا کہ نفس کو مقابل نفس اور آنکھہ کے مقابل آنکھ اور ناک کے مقابل ناک اور کان کے مقابل کان اور جروح کے لئے قصاص ہے لیکن مین کہتا ہون کہ جب تیرا بھائی تیرے سیدھے گلہ پر تھپڑ مارے تو تو بایان گلہ بھی اوس کے سامنے رکھہ۔ یعنی تواضع اور انکسار اور عفو اور ایثار عیسےٰ علیہ السلام کا ایک خاص وصف تھا جو اون کی اُمت کیلئے بمنزلہ شریعت ہوگیا۔

حدیث "علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل" کی شرح

اور نیز تقدیر صحت حدیث علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل جس سے قادیانی صاحب اپنے متعدد رسایل مین اپنی صحت مثیل ہونے پر استدلال کرتے ہین۔ اس کی معنی یہی بجز اسکے اور کچھہ نہین کہ علماء اُمت کے بعض افراد کو علے سبیل التفاوت انبیاء بنی اسرائیل مین سے کسی ایک نبی کے ساتھ تشبیہ اور مناسبت بعض خصوصیات ذاتیہ مین ہوجاتی ہے جیسے کہ یہی معنی کاف تشبیہ کا ہے اور اوس نبی کی وہ خصوصیات اوس عالم اُمت مین علی سبیل الظل ظاہر ہونے لگتی ہین اور اوس وقت وہ نبی اوس عالم اُمت کا مُربّی کہا جاتا ہے اور اوس عالم کو کہا جاتا ہے کہ وہ زیر قدم فلان نبی ہے اور وہ عیسوی المشرب ہے یا موسوی المشرب اور وہ آدمی المشرب ہے یا ابراہیمی المشرب۔ پس اوس عالم مین اوس وقت اوس نبی کی صفات خاصہ حسّاً متحقق ہونے لگتی ہین جیسے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ عیسوی المشرب تھے

ابویزید عیسوی المشرب ہونے سے ایک چیونٹی کو قتل کرکے زندہ کیا

اونہون نے اس معنی کو جان لیا جبکہ اونہون نے ایک چیونٹی کو قتل کرکے اور پھر اوس مین پھونک مارنے سے دوبارہ اوس مین جان ڈال دی۔ اور جیسے حضرت شاہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو مؤلف کے دادا پیر ہین اونکی

وھذہ مسئلۃ لا یمکن ان تصرف الا ذو تکامل فی یزید حین نفخ فی النملۃ التی قتلھا فحییت فعلم عند ذلک انہ کان عیسوی المشھد۔ (نصوص الحکم ص۱۵۴)

نسبت ہمارے پیر حضرت شاہ غلام نبی احمدی للہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ وہ موسوی المشرب ہے ایک مرتبہ کسی مخالف سے ایک مسئلہ میں کچھ بحث ہی اور طرف ثانی مسئلہ تسلیم نہ کرتے تھے۔ حضرت کے سامنے فقہ شریف کی کتاب رکھی تھی۔ جلالیت میں آکر وہ کتاب بزور اوٹھا کر زمین پر دے ماری اور یہ فعل اُن سے بعینہٖ ایسا ہی سرزد ہوا جیسے کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ سے وقوع میں آیا کہ اونہوں نے توریت کو اوٹھا کر دے مارا۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ عالم اُمت ترقی کرکے نبی بن جائے جیسے کہ قادیانی صاحب نے کہدیا کہ میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی۔ ہاں یہ عالم اُمت کبھی انبیا کی طرح ایک مشرب سے دوسرے بالاتر مشرب کی طرف ترقی کر جاتا ہے۔ جیسے کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے نزول کو متعلق حضرت مجدد الف ثانی

علماء ورثۃ الانبیا کی حقیقت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۶۹ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "چون حضرت عیسیٰ علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول خواہد فرمود و متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود از مقام خود عروج فرمودہ بتبعیت بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید و تقویت دین او علیہما الصلوات والتحیات خواہد نمود" اور کبھی یہ عالم ایک مشرب کے علاوہ دیگر مشارب سے بھی مشرب فیض کرتا ہے۔ چنانچہ یہی معنی ہیں اوس حدیث کی جو فرمایا آنحضرتؐ نے کہ علما ہی انبیا علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور یہی معنی ہیں اوس حدیث کے جو فرمایا آنحضرتؐ نے اے علیؓ تجھ میں عیسیٰ کی مثال ہے کہ یہود نے اوس کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ اوس کی ماں پر بہتان لگائے اور نصاریٰ نے اوس کیساتھ ایسی محبت کی کہ اوس کو ایسا مرتبہ دیدیا جو اوس کا نہیں۔ چنانچہ خارج میں آنحضرتؐ کی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی اور خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی عداوت کی کہ بدگوئی تک پہونچگئے۔ اور شیعہ نے اون کی دوستی میں یہاں تک غلو کیا کہ اون کے بعض نے اون کو ابن اللہ بنا دیا اور نیز جیسے کہ عیسےٰ علیہ السلام کی بدولت یہودیوں کے اکہتر فرقے ہوگئے اور نصاریٰ کے بہتر اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بدولت خوارج کے اکہتر فرقے ہوگئے اور شیعہ کی بہتر جن کے اکثر تو عبدالکریم شہرستانی نے بالتفصیل اپنی کتاب الملل میں لکھدیا ہیں اور اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اوس

ابوذر صحابی سے زیادہ کسیکو زہد و فقر میں عیسےٰ بن مریم سے نسبت دیتے ہیں

حدیث مشکوٰۃ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں سایہ کیا

عن ابی ذر تعالیٰ قال رسول اللہ ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ اصدق ولا اوفی من ابی ذر شبہ عیسیٰ بن مریم الخ فی الدر (۶۷ ۱۲ ۱۴۴۸ھ)

آسمان نے اور نہین اوڑھایا زمین نے کسی ذی زبان کو جو ابی ذرؓ سے اصدق اور اوفی باعتبار نسبت عیسےٰ ابن مریم کے ہو۔ لمعات مین ہے کہ خارج مین ایسا ہی ہوا کہ وہ کبھی اداے حق مین پیچھے نہ رہے اور زہد و عکوف مین ایسے ہوئے جیسے کہ عیسےٰ علیہ السلام تھے اور اس حدیث نے یہہ بھی بتا دیا ہے کہ ابی ذر سے بڑھکر صدق اور وفا اور زہد و تجرد مین عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی شخص دنیا مین شبیہ نہوگا۔ اور اسی معنی کے متعلق ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اول کے مکتوب ۲۵۱ مین اشارہ فرماتے ہین کہ حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ باوجود حصول کمالات محمدی و وصول بدرجات ولایت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام درمیان انبیاء ماالقدم درطرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیمؑ دارند و درطرف نبوت کہ مناسب مقام نبوت است مناسبت بحضرت موسیٰؑ دارند۔ وحضرت ذی النورینؓ درہر دو طرف مناسبت بحضرت نوحؑ دارند و حضرت امیرؓ درہر دو طرف مناسبت بحضرت عیسیٰؑ دارند۔ وچون حضرت عیسیٰ روح اللہ است و کلمہ ولاجرم طرف ولایت در ایشان غالب است از جانب نبوت و در حضرت امیرؓ نیز بواسطہ آن مناسبت طرف ولایت غالب است" انتہیٰ۔ اور یہہ یعنی علم سیر کے جاننے والون سے مخفی نہین۔

پس جبکہ ہم ایسی ہی امثال کو پیش نظر رکھکر قادیانی صاحب کے دعوی تشابہ فطرت اور اتحاد طینت اور اون کے حالات پر غور کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ وہ اپنے اصیل یعنی حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ کے کسی وصف خاصہ کے ساتھ متصف نہین ہین بلکہ ان سب اوصاف کا ابطال اور انکار کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ وہ معاملات جو وحدۃ الطینت اشخاص مین باہم ہونے چاہئین وہ اون مین بالکل معرا ہین تو اس وقت ہم نہین یقین کر سکتے کہ وہ اپنے اس دعوی مین کسی طرح بھی سچے ہو سکتے ہین کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نے اون مین برروز کیا۔ سچ ہے (ع) درکلبہ گدایان سلطان چہ کار دارد۔

اتحاد طینت کی حقیقت

اور دعوی اتحاد طینت کے متعلق صحیح نتیجہ نکالنے کے لئے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے معاملات انصاف پسند دوستون کو بس ہین جن کی طینت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طینت کا بقیہ ہونا ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے حلف کے ساتھ بیان فرماتے ہین اور

قال ابن سیرین لو حلفت حلفت صادقا بارا غیر شاک ولا مستثن ان اللہ ما خلق محمدا صلے اللہ علیہ وسلم ولا ابا بکر ولا عمر الا

خطیب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی مولود ایسا نہیں جس کی ناف مین اوس مٹی کا کوئی حصہ نہ ہو جس سو کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے پس جبکہ وہ ارزل عمر کو پہنچتا ہے تو اوسی مٹی کی طرف لٹایا جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا ہے اور اوسی مین دفن کیا جاتا ہے - اور مین اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہین اور اوسی مین دفن کیے جائین گے -

من طینۃ واحدۃ ثم ردہم الی تلک الطینۃ

عینی شرح بخاری

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ما من مولود الا وفی سرتہ من تربۃ التی یولد بہا فاذا رد الی ارزل عمرہ رد الی تربتہ التی خلق منہا یدفن فیہا وانی وابا بکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ وفیہا ندفن - (خطیب بہ بحوالہ تزیین)

اور کوئی کمال نبوت ایسا نہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمن مین شیخین رضی اللہ عنہما نے اوس سے حظ وافر حاصل نہ کیا ہو - اور غالباً یہی سر ہے جو عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نزول کے بعد بقول حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے مقام عیسوی سے حقیقت محمدی کی طرف عروج فرمائین گے اور یہی بھید ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم میرے ساتھ میرے مقبرہ مین دفن ہوگا اور مین اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابی بکر اور عمر کے درمیان اوٹھین گے -

پس اتحاد طینت اور تشابہ فطرت کے ایسے ہی خواص ہوتے ہین جو باہمی تشابہ فطرت مین بروز کرآتے ہین حتے کہ انواع نباتات مین بھی جیسے کہ حدیث اکرام نخلہ سے ثابت ہی اور اس مقدمہ کو ہم اسی پر ختم کرتے ہین -

مقدمہ نہم

(خدا کے وعید مین تخلف ہو جانے کے بیان مین)

بقول قادیانی عدم وعدہ کے وعدے مین تخلف سنت اللہ ہے

قادیانی صاحب نے اپنی پیشین گوئون کا جھوٹ چھپا دینے کے لئے خدا کو اور خدا کے رسولون کو بھی اپنے ساتھ اس جھوٹ مین شریک بنانا چاہا اور انجام آتھم کے صفحات ۲۸ - ۲۹ - ۳۱ مین وعید مین تخلف سنت اللہ ہونا لکھدیا اور اس کی شہادت مین حضرت یونس علیہ السلام

کا قصہ بحوالہ تفسیر دُرِّ منثور ابن عباس سے نقل کیا کہ خدا نے یونسؑ نبی پر یہہ وحی نازل کی کہ فلان تاریخ اُنکی قوم پر عذاب نازل کرون گا - سو اون لوگون نے خدا کی طرف تضرع کی اور رجوع کیا سو خُدا نے اون کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت پر عذاب ڈالدیا - تب یونسؑ کہنے لگا کہ اب مین کذّاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہ جاؤن گا اور دوسری راہ لی - حالانکہ اس عذاب کے وعید مین کوئی شرط نہ تھی آہا!

مگر قادیانی صاحب کو خدا کا یہہ کلام یاد نہ رہا جو فرمایا ہے کہ وعید پہلے ہی سے مُقرر ہو چکی ہے اور اوس کے کسی قول مین تبدیل نہیں ہو سکتی

ما یبدل القول لدیّ وما انا بظلام للعبید (قرآن کریم سورہ ق)

اور وہ اپنے وعدون مین جو اپنے رسولون سے کرتا ہے ہرگز تخلّف نہین کرتا - امام ربّانی فرماتے ہین کہ وعد رسل وعد اور وعید ہر دو کو

فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ - (قرآن کریم سورہ ابراہیم)

شامل ہے اور یہہ کسقدر شناعت کی بات ہے کہ خُدا اپنے رسولون سے وعدا ور وعید کے عہد مین تخلف کرے جو عقلًا اور شرعًا ہر طرح سے شنیع اور قبیح ہے اور جیسے کہ شامی کی جلد اوّل مین علامہ تفتازانی وغیرہ نے اور نیز علّامہ نسفی نے تصریح کر دی ہے کہ "وعید مین تخلف محققین نے ہرگز جایز نہین رکھا اور لقانی نے اُبیّ اور امام نووی سے نقل کر دیا ہے کہ علاوہ کفّار کے ایمان والے گنہگارون پر بھی وعید کا نفوذ ہوگا اور اسی پر اجماع کا انعقاد ہے" -

اور قطع نظر اسکے قوم یونس کے مُقدمہ کا فیصلہ تو خود خدا نے کر دیا -

فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس لما اٰمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوٰۃ الدنیا (سورہ یونس)

اور صریح ارشاد فرما دیا کہ کیون نہ وہ ویران شُدہ بستیان معائنہ عذاب کے قبل سچّا ایمان لے آئین تاکہ اون کا ایمان اون کے رفع عذاب کا نفع دیتا اور طلول عذاب کے انتظار مین نہ رہتین جیسے کہ فرعون نے کیا - مگر برخلاف ان کے فقط ایک قوم یونس ہی تھی جو نزول عذاب کے قبل سچّا ایمان لے آئی اور ہمنے دُنیا کی زندگانی مین ہی اون سے ذِلّت کا عذاب اوٹھا دیا - پس کلام اللہ کی یہی آیت بتلا رہی ہے کہ حلول عذاب کے وعید مین عدم ایمان ہی ہمیشہ کیلئے سُنّۃ اللہ مین شرط رہا - اور قطع نظر اسکے یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک اولوالعزم نبی اللہ اپنے اللہ کی نسبت ایسا ظن کر کے بھاگ نکلے -

حالانکہ تفسیر خازن مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہہ قصہ اس طرح پر بھی منقول ہے کہ حضرت جبرئیل یونسؑ نبی کے پاس آئے۔ اور کہا کہ نینوا مین جاکر اہل نینوا کو ڈرا۔ اسپر یونس نے کہا کہ مجھے ایک سواری چاہئے۔ جبرئیل نے کہا یہ کام جلدی کا ہے۔ اسپر یونسؑ غصہ ہوکر کشتی کی طرف چلے گئے۔

عن ابن عباس انی جبریل یونس فقال انطلق الی اهل نینوا فانذرهم فقال التمس دابة قال الامر اعجل من ذلک فغضب وانطلق الی السفینة۔

اور ایک روایت مین ابن عباس سے یہہ بھی ہے کہ یونس اپنی قوم کی معیت مین فلسطین مین رہا کرتا تہا کہ اتفاقاً کسی بادشاہ نے اون پر فوجکشی کرکے اون کے بارہ سبطون مین سے ساڑھے نو سبط قید کرلئے اور باقی صرف اڑھائی سبط رہگئے اسپر خدا نے شعیا نبی کو وحی کی کہ حزقیل بادشاہ کو جاکر کہہ کہ وہ کسی قوی نبی کو اوس ظالم بادشاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ کرے اور مین بنی اسرائیل کے دلون مین اوس کے ساتھ جانے کے لئے القا کردون گا۔ حزقیل نے شعیا نبی سے پوچہا کہ تیرے خیال مین کسکو بھیجون۔ کیونکہ اوس وقت وہان پانچ نبی موجود تھے تو شعیا نے رای دی کہ یونس ہی قوی اور امین ہے۔ پھر حزقیل نے یونس کو بلاکر فہمایش کی اسپر یونسؑ نے پوچہا کہ کیا خدا نے میرے جانیکا تجھے حکم کیا ہے؟ حزقیل بولا نہین۔ پھر یونسؑ نے کہا کہ کیا خدا نے میرا نام لیا ہے؟ حزقیل بولا نہین۔ پھر یونس بولا کہ یہان میرے سوا دوسرے قوی انبیاء موجود ہین۔ لیکن سب نے یونس ہی کو مجبور کرنا چاہا۔ مگر وہ شعیا نبی

قال ابن عباس فی روایة عنه کان یونس وقومه لیسکنون فلسطین فغزاهم ملک فسبی منهم تسعة اسباط ونصفا وبقی منهم سبطان ونصف فاوحی الله الی شعیاء النبی ان اسر الی حزقیل الملک وقل له یوجه نبیا قویا فانی القی فی قلوب اولئک حتی یرسلوا معه بنی اسرائیل۔ فقال له الملک فمن ترون کان فی مملکته خمسة من الانبیاء قال یونس انه قوی امین فدعا الملک یونس وامره ان یخرج فقال یونس هل الله امرک باخراجی قال لا قال فهل سماني الله لک قال لا قال فمهما یغری انبیاء اتی یأبی فالحوا علیه فخرج غاضبا للنبی وللملک وقومه واتی بحر الروم فرکب۔ (خازن)

اور حزقیل اور قوم سے رنجیدہ ہوکر بحیرہ روم کی طرف چلا گیا اور کشتی پر جا سوار ہوا۔ انتہی۔

بقول قادیانی چار سو نبی کو شیطان نے دھوکا دیا اور وحی میں دخل دیا

مگر قادیانی صاحب نے اسی پر اکتفا نہ کیا اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۲۲ میں لکھا کہ کبھی شیطانی دخل انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے اور اوس کی سند میں وہی توریت کا قصہ لکھا کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اوس کی فتح کے بارہ میں پیشینگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ اوسی میدان میں مر گیا اور اوس کی توجیہ یہہ بیان کی کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا۔ نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا۔ اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔

انبیاء کو خطرات شیطانی وسوسہ بالا وقف اوٹھا دیا جاتا ہے

حالانکہ قرآن کریم قادیانی صاحب کے اس منقولہ قصہ کی تکذیب کر کے گذشتہ نبیوں اور رسولوں کا اس بہتان سے ابراء فرما رہا ہے۔ دیکھو سورہ حج میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ہے کہ اے محمد ہمنے تیرے قبل ایسا کوئی نبی اور رسول نہیں بھیجا کہ اوس کو یہہ حالت پیش نہ آئی کہ جب اوسنے (اپنی طبعی خواہش سے) کوئی خیال اپنے نفس میں گذرانا تو شیطان نے اوس میں وسوسہ ڈال دیا اور معاً بلا توقف اور بلا مہلت اوسی دم اللہ تعالیٰ نے شیطانی وسوسہ کا ازالہ فرما دیا اور اپنی نشانیوں کو محکم کر دیا اور یہہ معنی نہیں کہ شیطانی وسوسہ دیر تک قایم رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی استواری میں کوئی عرصہ لگا ہو یا اخیر دم تک اوس کا ازالہ نہ ہوا ہو اسلئے کہ حرف (فاء) قاعدہ نحو کے مطابق کلام عرب میں ترتیب بلا مہلت کا افادہ دیتا ہے اور حرف (ثم) تراخی باعتبار زمانہ کے علاوہ اکثر تراخی باعتبار رتبہ کے لئے بھی آتا ہے خواہ ارتفاعاً ہو یا انحطاطاً پس آیت مذکورہ میں حرف (ثم) تراخی زمانہ کے لئے نہیں کیونکہ القاء شیطانی کے ازالہ اور آیات رحمانی کے استحکام میں بظاہر نظر فقط رتبۃً فرق ہے۔ اسلئے کہ ازالہ وسوسہ شیطانی کو استحکام آیات رحمانی لازم ہے اور یہہ وہ آیت ہے کہ جسکی تفسیر میں کوفیوں نے جھوٹی کہانیاں اختراع کر لیں۔ چنانچہ کسی نے یہہ کہا

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ اٰیاتہ۔ (سورہ حج)

الفاء للترتیب بلا مھلۃ وثم للتراخی زمانًا او رتبۃ ارتفاعا او انحطاطًا حتی جاء الجیش ثم الامیر اذا جائ معا او جاء الامیر سابقا لکن الاخر لافادۃ الترتیب بحسب الرتبۃ (متن متین و منہل)

کہ آنحضرتؐ جب سورۂ نجم کی آیت افرأیتم اللات والعزیٰ پڑھ رہے تھے تو شیطان نے بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے یہہ فقرات نکلوا دیئے ؎ تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ۔

بیضاوی مین ہے کہ یہہ قصہ محققین کے نزدیک قبول نہین۔

ھو مردود عند المحققین بیضاوی

خازن مین ہے کہ اس قصہ کو کسی ثقہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت نہین کیا۔ بلکہ اس کو اون سورخون اور مفسرون نے بیان کیا ہے جو کہ صحت وسقم مین تمیز نہین کر سکتے۔ اور کسی نے یہہ کہا کہ (تمنّٰی) کے معنی قرأت اور تلاوت ہے۔ بیضاوی مین ہے کہ یہہ معنی وثوق قرآن کے مخل ہین کہ شیطان رجیم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صوت کا محاکی بنے

لاسند صحیح اوسلیم متصل دائما رواہ المفسرون والمورخون المولعون بکل غریب الملفقون من الصحیح وسقیم۔ (خازن)

پس صحیح معنی وہی ہین جو بیضاوی اور خازن مین ہین، یعنی اپنی طبعی خواہش کے مطابق کوئی خیال دل مین لاوے۔ پس یہی آیت دلیل اتم ہے کہ انبیا علیہم السلام بعد بعثت الی الخلق کبھی شیطان کے دام مین نہین آسکتے اور ہمیشہ اون کی حرکات وارادات اور اقوال وافعال ارادہ الٰہی کے تابع رہتے ہین اور وہ کوئی کام اپنی خواہش کے مطابق نہین کر سکتے۔ بلکہ اون کی مثال ایسی ہے جیسے نے کی آواز لفظ نائی کی تابع بایں حرکت حجر سخر بایں رامی کا ثمرہ ہے۔

(تمنی) ذکر فی نفسہ ما یھواہ بیضاوی

(تمنی) خطر ببالہ وتمنی بقلبہ خازن

بقول قادیانی محدث کا الہام قطعی ہوتا ہے اور شیطانی دخل سے بالکل موقف اور اس کو الٰہیا جاتا ہے

زیادہ تر تعجب خیز یہہ امر ہے کہ قادیانی صاحب براہین احمدیہ کے صـ۵۰۴ مین اپنا الہام لکھ چکے ہین کہ وہ محدث بفتح دال ہین اور اس کی سند مین لائے ہین کہ ابن عباس کی قرأت مین جس کو بخاری نے بھی لکھا ہے اس آیت مین کلمہ ولا محدث بھی ہے اور بعد اسکے لکھتے ہین کہ محدث کا الہام قطعی اور یقینی ثابت ہوتا ہے جس مین دخل شیطان قایم نہین رہ سکتا اور وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے۔

ہم قادیانی صاحب سے معارضہ کر کے کہتے ہین کہ جب محدث کی یہہ شان ہے تو پھر انبیاء کے الہامات مین کیون غلطی ہونے لگی۔ قطع نظر اس کو ہم کہتے ہین کہ اون کے حوالہ کے مطابق بخاری مین یہہ کلمہ

بروایت ابن عباس نہیں ہے۔ ہاں تفسیر دُرِ منثور میں اس کلمہ کے نسخ ہونے پر تخریج ابن ابی حاتم شہادت موجود ہے۔ جیسے کہ کہا اخرج ابن ابی حاتم عن سعد بن ابراھیم بن عبد اللہ بن عوف قال ان فیما انزل اللہ وما انزلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث فنسخت۔ والمحدثون صاحب لیس ولقمان و ھو من آل فرعون وصاحب موسیٰ۔ در منثور ص۳۶۹

مقدمہ ششم

(محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد میں خطا اور وحی کو غلط سمجھنے میں اور غیر محمد و علوم رسول الثقلین)

اس کے بعد قادیانی صاحب نے اپنا جھوٹ چھپانے کے لئے خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی آریا اور کرسٹانوں کی طرح گستاخانہ کلمات کی پروانہ کی اور ازالۃ الاوہام کے ص۶۸۷ سے ص۶۹۲ تک متعدد مقامات میں لکھا کہ "ایسے امور میں جو عملی طور پر سکھلائی نہیں جاتے اور نہ اونکی جزئیات خفیہ سمجھائی جاتی ہیں انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکانِ سہو و خطا ہے۔ مثلاً وہ خواب جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور جو بعض مومنوں کے حق میں سوجب ابتلا ہوئی اور جس کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کتنے دن تکلیف اوٹھا کر گئے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اوس وقت اوس رویا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی۔ حالانکہ بلاشبہ رسول اللہ کا خواب وحی میں داخل ہے۔ لیکن اس وحی کی اصل معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ اور ایسا ہی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے آپکے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے تھے تو آپ کو اس غلطی پر تنبیہ نہیں کیا گیا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔ اور اسی طرح ابن صیاد کی نسبت صاف طور پر وحی نہیں کھلی اور آنحضرت کا اوّل یہی خیال تھا کہ ابن صیاد وہی دجال ہے۔ غرض آخر میں یہ رائے بدل گئی۔ اور ایسا ہی سورۂ روم کی پیشگوئی کے متعلق جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرط لگائی تھی آنحضرت نے صاف فرمایا کہ بضع کا لفظ لغت عرب میں نو برس تک اطلاق پاتا ہے اور میں بخوبی مطلع نہیں کیا گیا کہ نو برس کی حد کے اندر کس سال تک یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ اور ایسا ہی وہ حدیث جسکے یہ الفاظ ہیں

بقول خانہ ساز محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی اجتہاد میں خطا کی اور وحی کے معنے غلط سمجھے۔

فذهب وهلی الی انه الیمامة او الهجر فاذا هی المدینة یثرب - پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا اور حضرت مسیح کی پیشگوئیون کا سب سے عجیب تر حال ہے - بارہا اونھون نے کسی پیشگوئی کے کچھ معنی سمجھے اور آخر کچھ اور ہی ظہور مین آیا - بہرحال ان باتون سے یقینی طور پر یہ اصول قایم ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئیون کی تعبیر اور تاویل مین انبیاء علیہم السلام کبھی غلطی بھی کھاتے ہین - جسکو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور رسایل دینیہ سے ان کا کچھ علاقہ نہین ہوتا - یہہ ایک نہایت دقیق راز ہے جسکے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبۂ نبوت کی حاصل ہوتی ہے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر آنحضرت پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موجب کشف نہ ہوئی ہو نہ دجال کے سترباع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج و ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ کے طرز بیان مین اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہین اور اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائین تو شان نبوت پر کچھ حرف نہین -"

حقیقت نبوت اور غیر محدود علوم رسول اللہ کا بیان

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان ہزلیات کا جواب دین ہم بارگاہ نبوت مین نہایت ادب کے ساتھ التجا کرکے اس امر کے اظہار کیلئے مجبور ہین کہ ہر وہ شخص جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت فدائی رکھتا ہے اوس کا ایمان اوسکو ہرگز فتویٰ نہین دیسکتا کہ وہ قادیانی صاحب کے ان غلط افتراؤن کو ایک لحظہ کے لئے بھی صحیح مان لے جو اونہون نے حضرات انبیا خصوصاً خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ کی شان مین لکھی ہین اور جن کا صحیح مان لینا نہ فقط اون کی عصمت اور وثوق اور اصطفا اور اجتبا کا منافی ہے جو اللہ کے ایک مرسل بندہ کیلئے ضروری ہے بلکہ شان نبوت کے بھی مخالف ہے جسکے ساتھ وہ خدا کی بندون کو تاریکی سے روشنی کی طرف نکالنے اور ناپاک دلون کے تزکیہ اور طہارت اور اون کو لوث بشریت سے پاک و صاف کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہین - ورنہ (ع)

	آن کس کہ خود گم است کرا رہبری کند

نبی کی صورت بشریہ اور ملکیہ بشر اور ملک بالاتر ہے

مانا ہم نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صورت بشریہ مین ہمارے مماثل تھے لیکن طرف معنی اور وحی مین وہ ہماری مثل نہتے - پس ایک طرف سے اون کو نوع انسان کے ساتھ مشابہت رہی اور دوسری طرف سے اون کو نوع ملائکہ کے ساتھ مماثلت حاصل اور ان دونون مماثلتون کے اجتماع سے بشریت اون کے مزاج واستعداد مین نوع بشر سے فایق رہی اور ملکیت اون کی وحی ورسالت کے قبول وادا مین ملکیت نوع ملائکہ سے زاید رہی - لہذا ممکن نہین کہ طرف بشریت مین بنی نوع کی مثل اون کو ضلالت اور غوائیت ہو یا طرف ملکیت مین اون کو کسی قسم کی زیغ وطغاوت ہو - چنانچہ یہی حمایت ہے کہ جس کی رعایت سے کبھی تو وحی کا نزول صورت بشریہ مین ہوتا رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام سے حسًا اور عینًا مکالمہ اور مشاہدہ فرماتے اور کبھی صلصلۃ الجرس کی طرح وحی ربانی کی متسلسل آواز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک مین پہونچتی اور کبھی از روے ہتف اور کشف اور کبھی بطریق مراءت یا رؤیا معانی خفیہ کا القا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے شرح صدر کا باعث ہوتا اور اگر احیانًا حسی طور پر وحی کا انقطاع ہوا لیکن تائید اور عصمت الٰہی کبھی منقطع نہوئی جس سے آنحضرت کے افکار اور اقوال اور افعال مین استواری اور استحکام کا افاضہ ہوتا رہا -

مانا ہمنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت اس امر کے اقرار کیلیے مامور کیے گئے کہ مین بھی تمہاری مثل ایک آدمی ہون جو تم کھاتے پیتے ہو مین بھی وہی کھاتا پیتا ہون - لیکن دوسرے وقت وہ اس امر کی اطلاع کے لئے بھی مجبور ہوئے جبکہ صحابہ نے کھانا پینا ترک کرنا چاہا کہ مین تمہاری مثل نہین ہون - مین اللہ کے ہان مہمان رہتا ہون وہی مجھکو کھلاتا اور پلاتا ہے

انا بشر مثلکم اکل کما تاکلون و اشرب کما تشربون

انی لست کھیئتکم انی ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی انظار قال النبی لا تواصلوا قالوا انک تواصل قال انی لست مثلکم انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی - بخاری ص ۱۰۳ الجزء الثانی

مانا ہمنے کہ جب کفار نے آنحضرت سے چشمہ کے جاری کرنے اور کھجور اور انگور کا ایک ایسا باغ مہیا کرنے کے لئے جس مین نہرین جاری ہون اور آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرانے اور اللہ اور فرشتون کو سامنے لانے اور سونے کے گھر کے مہیا ہوجانے اور آسمان پر چڑھکر ایک کتاب

و قالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا

لانے پر ایمان لانا مشروط کیا - تو اوس وقت اون کے سوالات کے جواب مین آنحضرتؐ کو یہہ کہنے کا ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ کہدے اون کو کہ میرا رب ہر عجز و نقص سے پاک ہے اور مین اوس کا بندہ رسول ہون لیکن ساتھہ ہی اس کے ارشاد ہوا کہ ہمکو کسی شے کی ایسی آیات کے بھیجنے سے نہین روکا بجز اسکے کہ اگلے کفار نے تکذیب کی اور وہ ایمان نہ لائے - آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ اوس ذات کی قسم جسکے ہاتھہ مین میرا وجود ہے جو تمنے مجھہ سے مانگا ہے وہ مجھے اللہ نے دیدیا ہے اور اگر مین چاہون تو وہ ہو جاوے اور مجھے اللہ نے خبر دی ہے کہ اگر مین تمکو دیدون اور پھر تم انکار کرو تو وہ تمکو سب سے نرالا عذاب دیگا -

کسفا ان تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ - قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا - ای لا احول برقیک فالامر للتخییل فتح البیان - بنی اسرائیل

وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بھا الاولون - سورہ بنی اسرائیل

والذی نفسی بیدہ لقد اعطانی ما سألتم ولو شئت لکان واخبرنی انہ ان اعطاکم ذلک ثم کفرتم انہ یعذبکم عذابا لا یعذبہ احدا من العالمین - اعطاکہ تفسیر حافظ ابن کثیر - سورہ بنی اسرائیل

آنحضرتؐ کا نسیان مانا ہے کہ ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین بھی تمہاری مثل بھول جاتا ہون اور تمہاری مانند غصہ کرتا ہون لیکن دوسرے وقت یہہ افاضہ فرمایا کہ جو کوئی تم مین سے اپنا کپڑا بچھائے رکھے یہان تک کہ مین اوس کلام کو ختم کرلون اور وہ اوس کپڑے کو اپنے سینہ سے لگالے تو وہ کبھی میری احادیث کو نہ بھولیگا - چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور وہ کبھی آنحضرت کی حدیث مبارک کو نہ بھولے - یہی وجہ ہے کہ اکثر احادیث ابی ہریرہؓ سے ہی مروی ہین - اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سہو و غفلت کا انتساب نبی صلعم کی اوس حالت صحو و ہوشیاری کے مناسب ہے جسپر

انی انسی کما تنسون واغضب کما تغضبون وانہ لیس احد منکم لقی بثوبہ حتی اقضی مقالتی ھذہ ثم یجمعہ الی صدرہ فیبقی من مقالتی شیئا ابدا فبسط - ابوھریرہ فما انسی منہا شیئا - مشکوۃ بخاری

آنحضرتؐ کا دل بیدار امر نبوت کا کل دار و مدار ہے - اسیوجہ سے آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ اگرچہ میری آنکھ سو جاتی ہے لیکن میرا دل نہین سوتا - اسیوجہ سے جبکہ آنحضرتؐ سوئے ہوئے تھے ملائکہ نے ضرب المثل کے وقت کہا

تنام عینی ولا ینام قلبی - مشکوۃ

جاءت ملائکۃ الی النبی وھو نائم فقال بعضھم ان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا لہ مثلا فقال بعضھم انہ نائم وقال بعضھم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا مثلہ کمثل رجل الخ - مشکوۃ

کہ آنحضرتؐ کی آنکھ اگرچہ نیند مین ہے لیکن دل بیدار ہے اور آنکھہ کا نیند مین ہونا فہم وتفہیم سے مانع نہ ہوگا

آنحضرتؐ کا دل نور اور حکمت سے مملو کیا گیا

اور یہہ بالکل ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک چیر کر ایمان اور حکمت کے ساتھ پُر کر دیا گیا حتےٰ کہ سینون کی نشانیان قلب مبارک پر نمایان رہین پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے نبی پر غفلت اور ذہول طبعی کا غلبہ ہو

فظهرت الملائكة فشقت عن قلبه فملئة ايمانا وحكمة وذلك بين علائم المثال والمشاهدة فلان لك ايكن الشق في القلب اعلاكان قد بقي منه اثر الخيط ولكن كلما اختلط فيه علم المثال والمشاهدة جمعة البرزخ ملا

اور اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت مقام ہیبت اور عبودیت سے اطلاع دی کہ اللہ کی قسم مین اللہ کا رسول ہونے ہوئے بھی نہین جانتا کہ میرے اور تمھارے ساتھ کیا برتاؤ ہوگا - اور نیز وہ اس کہنے مین خاص طور سے مامور ہوئے لیکن آنحضرتؐ نے دوسرے وقت ملک وملکوت اور ناسوت

واللہ لا ادری واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما يفعل بي ولا بكم - مشكوة

قل ما كنت بدعا من الرسل وما ادري ما يفعل بي ولا بكم ان اتبع الا ما يوحى الي وما انا الا نذير مبين - احقاف ركنه

آنحضرتؐ کا علم تفاصیل ملک وملکوت

وجبروت کے موہوم اسرار کھول دیے اور اس کے بعد سورۂ مدنی مین خود خدا نے اپنے کلام مین فرمایا کہ اے محمدؐ ہر وہ چیز جو تجھے معلوم نہ تھی خدا نے تجھے بتلادی اور اوس کے سوا فن عمل کی توفیق بخشی - اور خود آنحضرتؐ نے اپنی حالت مخصوصہ سے اطلاع دی جو فرمایا کہ مین وہ دیکھتا سنتا ہون جو تم دیکھتے سنتے نہین - اور مین جانتا ہون کہ سب سے پیچھے کون جنت مین جائیگا اور کون دوزخ سے نکلیگا اور خدا نے میرے دونون کاندھون پر قدرت کا ہاتھ رکھا حتےٰ کہ مین نے اوس کی خنکی اپنے سینے مین پائی اور ہر شے مجھ پر کھل گئی اور مین نے پہچان لی - اور دوسری روایت مین ہے کہ مین نے زمین اور آسمان کی اشیاء جان لین -

وانزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما - اي العلم التفصيلي التام وعلم احكام التفاصيل وتجليات الصفات مع العمل به -
سورہ نساء مع تفسیر محی الدین ابن العربی

اني ارى مالا ترون واسمع مالا تسمعون مشكوة

واني لاعلم اخر اهل الجنة دخولا واخر اهل النار خروجا - مشكوة

فعلمت ما في السموات والارض - وفي رواية فوضع كفه بين كتفي حتى وجدت بردانامله بين ثديي فتجلى لي كل شئ وعرفت مشكوة باب المساجد ومواضع الصلوة

چنانچہ اسی حدیث کے تحت میں مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں ہے کہ این عبارت بہت از حصول تمام علوم جزوی وکلی واحاطہ آن وخواند آنحضرت مناسب این حال وبقصد استشہاد بر امکان آن این آیت را وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین - اور طیبی میں ہے

قال الطیبی المحبب علم الاشیاء وکلما فی الخلیل رأی ملکوت الاشیاء ولاحاجۃ الی ما قال الشیخ القاری ای ما اعلمہ اللہ مما فیہا من الملائکۃ والاشجار وغیرھا

حبیب نے سب اشیاء کو پہچان لیا اور خلیل نے اشیاء کی ملکوت کو دیکھ لیا - اور زرقانی اور رُوفی میں ہے کہ حق تعالیٰ نے شب اسرٰے میں علم ماکان اور مایکون آپ پر کھول دیا -

اور حدیث معراج میں ہے کہ بالائے عرش سے ایک قطرہ میری زبان پر اوترا جو برف سے خنک تر اور شہد سے ایسا شیرین تر تھا جو کسی نے ایسا شیرین تر کبھی نہیں چکھا - پس اُس قطرہ سے حق تعالیٰ نے مجھ پر اوّلین اور آخرین کا علم کھول دیا -

قال علیہ السلام فی حدیث المعراج نزلت قطرۃ من العرش فوضعت علی لسانی ابرد من الثلج واحلی من العسل فما ذقت الذ الیقون شیئا فطحلی منہا فانبانی اللہ بما علم الاولین والاٰخرین (زرقانی شرح مواہب اللدنیۃ احمد وترمذی)

اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کر دیا اور میں نے اوس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جسقدر زمین اکٹھی کی گئی ہے میری اُمت کا ملک وہاں تک پہونچیگا اور مجھے احمر اور ابیض دو خزانے دیے گئے -

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا وان اُمتی سیبلغ ملکہا ما زوی منہا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض - (مسلم)

اور فرمایا میں تمپر شاہد ہوں اور خدا کی قسم اس وقت میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں - اور مجھے زمین کی یا زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں -

انا شہید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض (بخاری) ص۹۷۵

اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا خیال ہے کہ میرے پر کوئی شے مخفی رہ سکتی ہے جو تم کرتے ہو - سو خدا کی قسم میں اپنے پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ سامنے سے دیکھتا ہوں -

انکم تزعمون انہ یخفی علی شیٔ مما تصنعون واللہ انی لاری من خلفی کما اری من بین یدی - رواہ احمد - مشکوٰۃ ص۵۱۲

حضرت خذیفہ جو صاحب سرِ رسول اللہ ہین فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کہڑے ہوکر اون سب شیاء کا بیان فرمایا جو قیامت تک ہونیوالی ہین اور کوئی بھی فروگذاشت نہ کی جسنے یاد رکھا اوس کو یاد ہین اور جسنے بھلا دیا اوسکو بھول گئین - چنانچہ میرے ہمراہی میرے ان ماجون کو معلوم ہے اور جب مین کوئی شے اوس مین سے بھول جاتا ہون تو وقوع مین آتی ہی اوسی طرح یاد آجاتی ہی جیسے کوئی آدمی کسی کا منہ ایک دفعہ دیکھتا ہی اور مدت کے بعد جب اُسکو دیکھتا ہے تو اوسکو پہچان لیتا ہے - اور نیز خذیفہ رضی اللہ عنہ حلف کے ساتھ کہتے ہین کہ قیامت تک کوئی ایسا سرغنہ فتنہ وفساد کا نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کی اطلاع ندی ہو - یہان تک کہ اوس کے اون ہمراہیون کی تعداد سے بھی اطلاع دی جو قلیل درجہ تین سو اور اوس سے زیادہ اوسکے ساتھ ہین گے اور اوسکا اور اوسکے باپ اور اوسکے قبیلہ کا نام بھی بتا دیا

عن خذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلعم مقاماً ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ - قد علمہ اصحابی ھؤلاء وانہ لیکون منہ الشئی قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راہ عرفہ - متفق علیہ

قال واللہ ما ادری انسی اصحابی ام تناسی واللہ ما ترک رسول اللہ من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ ثلاث مائۃ فصاعداً الا قد سماہ لنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ - (ابو داؤد)

شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ چونکہ سلسلہ تکوین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونا مقدر نتھا لہذا حکمت الٰہیہ کا اقتضا ہوا کہ اون واقعات کے احکام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہون جو قیامت تک ہونیوالے ہین اور اون کے متعلق حق تعالیٰ کی رضا یا عدم رضا بھی ظاہر ہو تاکہ نعمت الٰہی تمام و کامل ہو اور حجت قایم - پس وہ سب وقایع منکشف ہو گئے اور آنحضرت نے بعض کی نسبت تو اس طرح خبر دی کہ گویا بچشم سر دیکھ رہے ہین اور بعض کی نسبت حسب تقریبات اطلاع دی تاکہ آنحضرت کے بعد اُمت مرحومہ بالکل تاریکی مین نرہے - پس بموجب آیۂ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم - پہلا امر جو آنحضرت کے بعد ہونیوالا تھا وہ امر خلافت اور اوس کے

آنحضرت کا قیامت تک کے واقعات سے پیشگوئی کرنا

مستحقین کے تعین کا مسئلہ تھا سو اوس کی نسبت آنحضرتؐ نے مختلف طریقوں سے نسباً و ایماءً و قولاً و فعلاً تقریر فرمادی! ور اون کے مستقر سے بھی اطلاع دیدی اور اوس کے مرتبہ خاصہ سے بھی اس طرح آگاہ کردیا کہ وقت وفات اہل اہتمام کی ضرورت نرہی۔

ترمذی اور ابوداؤد مین ابی بکرہ اور عرفجہ اور سفینہ مولی ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کی عادت مبارک تہی کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہ کیطرف منہہ پھیرکر دریافت فرماتے کہ تم مین سے کسیںنے کوئی خواب دیکہا ہے؟ - پس ایک شخص نے عرض کی کہ اے رسول اللہ مین نے دیکہا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اوتری ہے اور آپ اور ابوبکر وزن کیے گئے اور آپکا پلہ غالب ہوا - پھر ابوبکر اور عمر تولے گئے اور ابی بکر کا پلہ غالب ہوا پھر عمر اور عثمان تولے گئے اور عمر کا پلہ غالب ہوا - پھر وہ ترازو اوٹھائی گئی - سفینہ فرماتے ہین کہ اس خواب کے سننے سے آنحضرتؐ کے چہرۂ مبارک مین کسیقدر تغیر آگیا - پھر فرمایا کہ یہہ سلسلۂ خلافت نبوت ہے جو تیس برس رہیگا اور اس کے بعد ملک و سلطنت ہوگی -

عن سفینة مولی ام سلمة قال کان رسول الله اذا صلی الصبح ثم اقبل علی اصحابه فقال ایکم رای رؤیا فقال رجل انا یا رسول الله کان میزانا نزل من السماء فوضعت فی کفة ووضع ابوبکر فی کفة اخری فرجحت بابی بکر فرفعت ونزل ابوبکر مکانه فجئی بعمر بن الخطاب فوضع فی الکفة الاخری فرجح ابوبکر ثم رفع ابوبکر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر ورفع المیزان - قال فتغیر وجه رسول الله ثم قال خلافة النبوت ثلاثون عاما ثم یکون ملک فاستاء لها رسول الله یعنی فساءه ذلک فقال خلافة نبوت ثم یؤتی الله الملک من یشاء - (مشکوٰۃ)

خلافت کے بعد سلطنت

مشکوٰۃ مین حذیفہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نبوت کے بعد خلافت منہاج نبوت کے مطابق رہیگی - اسکے بعد ملک عاض ایک زمانہ تک رہیگا - پھر اوسکو اوٹھا دیا جاویگا اور ایک زمانہ تک ملک جبریہ رہیگا اور اوسکے اوٹھائے جانیکے بعد پہر خلافت منہاج نبوت پر قایم ہوگی اسکے بعد آنحضرتؐ نے سکوت فرمایا

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تکون النبوة فیکم ما شاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالی ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ما شاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالی ثم تکون ملکا عاضا فتکون ما شاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالی ثم تکون ملکا جبریة فتکون ما شاء الله ان یکون ثم یرفعها الله تعالی ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ثم سکت (احمد بیہقی)

پھر مشکوٰۃ بین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت کا مستقر مدینہ ہے اور مُلک و سلطنت کا مستقر شام ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم الخلافة بالمدينة والملك بالشام۔ بيهقی فی الدلايل البنوة

اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ مین نے نور کا ایک ستون دیکھا ہے جو میرے سر کے نیچے سے نکلکر شام مین جا ٹھیرا۔

عن عمر قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم رأيت عمودا من نور تحت رأسی ساطعا حتے استقر بالشام۔ بيهقی

پس ان احادیث نے بتلادیا کہ آنحضرتؐ نے اپنی ریاست کے دو حصے فرمائے۔ ایک کا نام خلافت رکھا اور دوسرے کا نام مُلک اور واقعات نے بتلادیا کہ خلفاے ثلاثہ کے سوا کوئی بھی مدینہ مین آنحضرت کے بعد متوطن نہوا اور آنحضرتؐ نے ابن حوالہ کو خطاب کرکے فرمایا کہ اے ابن حوالہ جب تو خلافت کو دیکھیگا کہ بیت المقدس کی زمین مین اوترآئی ہے تو اوسکے ساتھ زلازل اور اندوہ اور امور عظام پیوستہ ہون گے۔ اور اس معنی کو آنحضرتؐ نے متعدد طریق سے بالتصریح بھی فرمایا کہ میرے بعد ابی بکر اور عمرؓ کا اقتدا کریو اور بالآخر آنحضرتؐ نے اخیر وقت مرض موت مین ابی بکر کو نماز مین اپنا امام بنایا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کہ اپنے باپ اور بھائی کو بُلا کہ مین لکھدون مبادا کوئی آرزومند کہے کہ وہ اولیٰ ہے۔ حالانکہ اللہ اور مومنین ابی بکرؓ کے ماسوا کا انکار کرتے ہین۔ اور اس مین ایک گونہ خلافت کے فیصلہ سے بھی آگاہ کردیا جو آنحضرتؐ کے بعد ہونے والا تھا اور سائلہ عورت سے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پاوے تو ابی بکر کے پاس آنا۔

اعدی لی ابابکر و اخاك حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قایل انا اولی و یابی الله والمومنون الا ابابکر عن عائشة مشکوٰۃ مجتبیٰ

قال ان لم تجدنی فاتی ابابکر۔ بخاری ج ۱ ص ۱۰۷

اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمادیا کہ اللہ نے ابابکرؓ کو میرا خلیفہ اللہ تعالیٰ کے دین اور وحی پر

قال ابن عباس جئت رسول الله صلے الله عليه وسلم فقال ان الله جعل ابابكر خليفتی علی دين الله و وحيه

بنا دیا ہے - وہی میرا وصی ہے اوسی کی اطاعت کریو -
اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! تو امیر بنایا جائیگا
خلافت کیلئے طلب کیا جاویگا اور تو قتل کیا جائیگا اور سر سے
ریش تک رنگا جائیگا - اور دیلمی مین علی رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ
معاویہ بالضرور سلطنت کا مالک ہوگا - اور ترمذی مین ہے
کہ آنحضرتؐ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق مین دعا دی کہ اے
خدا تو اوس کو قرآن کا علم سکھلا اور اوس کو ملک مین تمکنت
دے اور عذاب سے نگاہ رکھ -

و وصیہ و ھو منتص فاسمعوا لہ و
اطیعوا تھتدوا - ازالۃ الخفاء ص۲۵۵
اخرج الطبرانی عن حاضر بن سمرۃ قال
قال رسول اللہ لعلیؓ انک مؤمر مستخلف
و انک مقتول و ان ھذہ مخضوبۃ
من ھذہ یعنی لحیتہ من راسہ ازالۃ الخفا ص۱۴۵
لاتذھب الایام و اللیالی حتی یملک معاویہ
ازالۃ الخفا ص۳۱۲
اللھم علمہ الکتاب و مکن لہ فی البلاد
و قہ العذاب - (ترمذی)

پس جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے متصل واقعات سے آگاہ کیا اوسی طرح ہر ایک معظم
واقعہ سے بھی جو قریب یا بعید مین ہونے والے تھے اون کا ذکر فرمایا - لیکن ہم بخوف طوالت فقط اون چند
غیبیات کی پیشینگوئیون کا ذکر کرتے ہین جو آنحضرتؐ نے اپنی آخری اُمت کے باب مین ارشاد فرمائی ہین
اور جن کا تعلق آخری زمانہ سے ہونیوالا تھا - پس آنحضرت

دجال کا خروج

صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث ابن صیاد مین
جو عبداللہ بن عمرؓ سے مشکوٰۃ مین مروی ہے آگاہ فرمایا کہ مین
تمکو ڈراتا ہون اور کوئی نبی نہین گذرا جسنے اپنی قوم کو دجال سے
نہ ڈرایا ہو - چنانچہ نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اوس سے ڈرایا اور مین
تمکو اوس کی ایک خاص علامت بتاتا ہون جو کسی نبی نے نہین بتائی کہ وہ کانا ہے اور خدا کانا نہین اور
ابن صیاد اوس کا ایک نمونہ دکھایا گیا حتے کہ بعض صحابہ نے شدت مشابہت کے دیکھنے سے یقین کر لیا
کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے - یہان تک کہ جابر بن عبداللہ نے حلف اوٹھایا اور بقول اون کے عمرؓ نے
بھی - مگر آنحضرت نے اس سے انکار فرمایا - باین ہمہ ابن صیاد نے بھی خود اون کے اس زعم کی تردید ابی سعید

ثم ذکر الدجال فقال انی انذرکموہ و
ما من نبی الا و قد انذر قومہ لقد انذر نوح
قومہ و لکنی سا قول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ
تعلمون انہ اعور و ان اللہ لیس باعور -
مشکوٰۃ متفق علیہ - از ابن عمر

ابی سعید خدری کے سامنے کردی اور کہا کہ اے ابی سعید کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال

کی اولاد نہ ہوگی - حالانکہ میری اولاد ہے - کیا نبی نے نہیں کہا کہ وہ کافر ہے اور میں مسلمان ہوں - کیا نبی نے نہیں کہا کہ وہ مکہ اور مدینہ کو داخل نہیں ہوگا اور میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ کو جارہا ہوں - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کو ابن صیاد کے قتل سے منع کردینا اسکے یہ معنی نہیں جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اوس کی نسبت کچھ اخفا ہوا ہو بلکہ جایز ہے کہ کسی مصلحت سے آنحضرتؐ نے اس معنی کو مبہم رکھا ہو - کیونکہ عبیدہ بن جراح سے مشکوٰۃ میں مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بعض ہیری دیکھنے والی یا فرمایا بعض میرے کلام سننے والے عنقریب دجال کو پالیں گے - چنانچہ آنحضرتؐ کی اس پیشینگوئی کا ظہور خود آنحضرتؐ کے وقت میں ہوگیا جیسے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ثابت ہے کہ تمیم الداری نے دجال سے ملاقات کی اور اوسکی زبانی اطلاع دی کہ وہی مسیح الدجال ہے اور وہ مشرق سے نکلنے کے لئے مامور ہوگا اور وہ مکہ اور مدینہ کے سوا تمام زمین پر چالیس راتون مین گشت کرجائیگا - چنانچہ خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کرکے اس واقعہ کو سنایا اور اوس کی تصدیق فرمائی اور اپنے علم کے مطابق اس خبر کو پایا اور تمیم الداری کے بیان کے مطابق دابۃ الجلب یعنی جساسہ کی تصدیق بھی فرمائی اور فرمایا کہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہون گے - اور

عن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مکۃ فقال لی ما لقیت من الناس یزعمون انی الدجال الست سمعت رسول اللہ یقول انہ لا یولد لہ وقد ولد لی لیس قد قال وھو کافر وانا مسلم الیس قد قال لا یدخل المدینۃ ولا مکۃ وقد اقبلت من المدینۃ وانا ارید مکۃ - (مشکوٰۃ)

عن عبیدۃ ابن الجراح قال سمعت رسول اللہ یقول انہ لم یکن نبی بعد نوح الا انذر الدجال قومہ وانی انذرکموہ فوصفہ لنا قال لعلہ سیدرکہ بعض من رانی او سمع کلامی - (مشکوٰۃ)

قال رسول اللہ ولکن حبستکم لان تمیم الداری حدثنی حدیثا وافق الذی کنت احدثکم بہ عن المسیح الدجال - فلقیتہم دابۃ اھلب وقالت انا الجساسۃ - (مسلم مشکوٰۃ) وانی مخبرکم عنی انا المسیح الدجال وانی یوشک ان یوذن لی فی الخروج فاخرج فاسیر فی الارض فلا ادع قریۃ الا ھبطتہا فی اربعین لیلۃ غیر مکۃ وطیبۃ وھما محرمتان علی کلتاھما کلما اردت ان ادخل واحدا منہما استقبلنی ملک بیدہ السیف صلتا یصدنی عنہا وان علی کل نقب منہا ملائکۃ یحرسونہا قال رسول اللہ صلعم طعن بحربۃ فی المنبر ھذہ طیبۃ ھذہ طیبۃ یعنی المدینۃ الا ھل کنت حدثتکم ذلک الناس فانہم وانہ فی بحر الشام او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما ھو واومأ بیدہ الی المشرق (مشکوٰۃ)

مشکوۃ کی کتاب الرقاق کی فصل ثانی مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ انتظار کرے تم مین سے کوئی کسی چیز کا مگر غنا کا جو طغاوت کا باعث ہوگی اور فقر و فاقہ جو خدا سے بھلا دیگا یا بڑھاپا جو مکروہ ہنر سکھلائیگا یا موت جو توبہ کی مہلت ندیگی یا دجال جو سب سے زیادہ شر والا غائب اور منتظر ہے یا قیامت جو نہایت تلخی رکھتی ہے پس دجال اون غایب اشیاء مین سے شریر تر ہے جن کا انتظار بقول نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ منہ

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ما ینتظر احدکم الا غنیً مطغیا او فقراً منسیاً او مرضاً مفسداً او هرماً مفنداً او موتاً مجهزاً او الدجال فالدجال شر غایب ینتظر او الساعة والساعة ادهی و امر۔ مشکوۃ ترمذی

خلیفۂ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلیگا اور اوس کے تابع ایک قوم ہوگی جن کے منہ تہہ بتہہ سپرون کی طرح ہون گے۔

عن ابی بکر الصدیق قال حدثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الدجال یخرج فی ارض بالمشرق یقال لها خراسان یتبعه اقوام کان وجوههم المجان۔ (ازالۃ الخفا ص۲۲۹)

اور معاذ ابن جبل سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی ایک بڑے ملحمہ اور فتنہ کے ظہور کی علامت ہے۔ اور اس فتنہ کا ظہور قسطنطنیہ کی فتح ہے اور فتح قسطنطنیہ خروج دجال کی علامت ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے میری ران (یا کاندھے) پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہہ امر اسی طرح حق ہے جیسے تو یہان ہے اور یا جیسے تو بیٹھا ہے۔

اخرج البغوی من حدیث جبیر عن نفیر عن مالک بن یخامر عن معاذ ابن جبل ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال عمران بیت المقدس من خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطنیه وفتح القسطنطنیه خروج الدجال ثم ضرب علی فخذی الذی حدثه یعنی معاذ ابن جبل او علی منکبه ثم قال ان هذا لحق کما انت ههنا او کما انت قاعد

دجال نے کیون ابتک خروج نہین کیا؟

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخفا مین اس عقدہ کی شرح اس طرح فرماتے ہین کہ:۔

"بیت المقدس اینجا کنایہ از اقلیم شام است زیرا کہ افضل و اقدم بقاع اوست نشست انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام و ملک ایشان آنجا بود۔ و عمران شام در زمان خلافت حضرت عثمانؓ و

امارت معاویہ ابن ابی سفیان از جانب حضرت عثمان واقع شد و خراب یثرب قتل حضرت عثمان و برآمدن آنحضرت مرتضیٰ بجانب عراق و خروج طلحہ حرب جمل و صفین است و فتح قسطنطنیہ در زمان امارت معاویہ بن ابی سفیان بظہور آمد۔ اینجا چرتے بیرسد کہ خروج دجّال را متعاقب قسطنطنیہ آوردہ شد حالانکہ زیادہ از ہزار سال از فتح قسطنطنیہ گذشت و ہنوز بوے از خروج دجّال بمشام نرسید و ہمچنین در حدیث خذیفہ مذکور شد۔ لا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا اماما کم و تختلف و اباسیافکم این لفظ مبنی ست از انکہ واقعہ قتل امام و اختلاف باسیاف علامت قیامت است۔ حالانکہ زیادہ از ہزار سال منقضی شد و ہنوز اثرے از ساعت ظہور نکرد و ہمچنین لبعثت انا و الساعۃ کہاتین و ہمچنین آیۂ اقتربت الساعۃ و انشق القمر۔ الی غیر ذلک و جوابش آن است کہ خروج دجّال و قیام ساعت باہر فتنہ کہ مذکور شد ربطے دارد۔ ربطے دارد مانند ربط نشاندن نہال بہ بار آوردن آن نہال گویا ابتداے آن حرکت این فتنہ است و غائت آن خروج دجّال و قیام ساعت ولہذا حضرت نوح علیہ السلام انذار قوم خود فرمود بدجّال باوجود بُعد حضرت نوح بزمان ظہور دجّال۔ و قتیبکہ کہ شخصے نہالے مینشاند میگوید کہ عقب نشاندن آن نہال بار آوردن است و ہر سعی کہ میکند از سقی و ساختن شربت تخلہ و غیر آن غائیتش بار آوردن است سخن ہر جا منتہی میشود و آخر آن خروج دجّال است۔ و اینجا سرّیست دقیق کہ بدون تمہید مقدمات نتوان بآن زبان کشود و لیس ہذا مقامہ۔ انتہیٰ "

عیسےٰ کے نزول کی بشارت

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم نبی اللہ کے نزول کی بشارت دی اور فرمایا کہ اوس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین میرا وجود ہے کہ ضرور تم مین ابن مریم کا نزول بصورت حاکم عادل ہوگا اور وہ صلیب کو توڑیگا اور خنازیر کو قتل کریگا اور جزیہ رکہدیگا یعنی اوٹھا دیگا اور مال بہا دیگا۔ یہان تک کہ کوئی اوسکو قبول نہ کریگا۔ اوس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ ابوہریرہؓ نے اس کی تصدیق کے لئے یہ آیت پیش کی کہ کوئی اہل کتاب

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا و ما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ فاقرءوا ان شئتم وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای موت عیسیٰ بن مریم ثم یعیدہا ابو ہریرۃ ثلاث مرات۔ بخاری مسلم عبد بن حمید ابن ابی شیبہ درمنثور ج ۲ ص ۲۴۳

ایسا نہین رہیگا جو کہ عیسےٰ پر قبل از موت عیسیٰ کے اوسپر ایمان نہ لاوے اور اسکا تین بار اعادہ فرمایا۔ گویا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنکا دامان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم نبوت سے لبالب فرمادیا تہا وہ تصریح فرمارہے ہین کہ عیسیٰ بن مریم سے مراد اس حدیث نبوی مین وہی عیسےٰ بن مریم نبی اللہ ہے جسکا ذکر قرآن کریم کی اس آیت مبارک مین ہے۔ اور نیز اس آیت مبارک کی تفسیر سے بہی آگاہ فرمارہے ہین کہ موت سے مراد عیسے بن مریم سے جو آیندہ کسی زمانہ مین ہونیوالی ہے۔ اور اوس وقت کی جملہ اہل کتاب اون کے مرنے سے اون پر ایمان لے آئین گے۔

اور نیز اسی جلیل القدر صحابی ابی ہریرہ سے ایک دوسری حدیث مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کل انبیا باپ کی طرف سے بھائی ہین اور مائین اون کی جدا جدا ہین اور دین اون کا ایک ہی ہے اور مین عیسیٰ بن مریم سے قریب تر ہون کیونکہ اوس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہین گذرا (جو اولوالعزم ہو) اور وہ میری اُمت پر میرا خلیفہ ہے اور وہ اوترنے والا ہے پس جب تم اوسکو دیکھو گے تو اوس کو پہچانیو کہ وہ ایک میانہ قد کا آدمی سُرخ اور سُفید رنگ کا ہے جسپر دو زرد رنگ کے کپڑے ہون گے اور اون کے سر پر سے قطرات ٹپکتے ہون گے اگرچہ اوسکو نمی نہین پہونچی ہے پس وہ صلیب توڑیگا اور خنزیر قتل کریگا اور لوگون کو اسلام کی طرف بُلائیگا اور اللہ تعالیٰ اوسکے زمانہ مین اسلام کے سوا باقی تمام ملتون کو نیست و نابود کردیگا اور اوسی کے زمانہ مین مسیح الدجال کو ہلاک کریگا پھر زمین پر ایسا امن ہوگا کہ شیر اور اونٹ بلکہ اور چیتے اور گائین بلکہ اور بھیڑیئے اور بکریان بلکہ چرینگے

عن ابی هریرة ان النبیؐ قال الانبیاء کلهم اخوات لعلات امهاتهم شتی ودینهم واحد وانی اولی الناس بعیسی بن مریم لانه لم یکن بینی وبینه نبی وانه خلیفتی علی اُمتی وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض علیه ثوبان ممصران کان راسه یقطر وان لم یصبه بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویدعو الناس الی الاسلام ویهلک الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام ویهلک الله فی زمانه المسیح الدجال ثم تقع الامنة علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذیاب مع الغنم وتلعب الصبیان بالحیات لا تضرهم فیمکث اربعین سنة ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون ویدفنونه۔

(ابن ابی شیبه - احمد - ابو داؤد - ابن جریر - ابن حبان)

اور چھوٹے بچے سانپوں کے ساتھ کھیلینگے اور وہ اون کو ضرر نہ دینگے - پس چالیس برس تک عیسیٰ زمین پر رہیگا اور پھر فوت ہوگا اور مسلمان اوس پر نماز جنازہ پڑھکر اوسکو دفن کرینگے -

پس اس حدیث مبارک نے نہ فقط عیسےٰ بن مریم نبی اللہ کے نزول کی بشارت دی بلکہ صاف صاف بتلادیا کہ عیسےٰ نبی اللہ کے وقت مین خدا تعالیٰ کی ایک ایسی رحمت اور رافت کا نزول ہوگا کہ ہر موذی شے مین رافت اور حمیت بہر آئیگی حتےٰ کہ شیر چیتے - اور سانپ بھیڑیے مین - جیسے کہ حدود حرم مین ایک خاص رحمت اور رافت ہے کہ ہر کے حدود حرم مین داخل ہوتے ہی بفحواے من دخل فیہ فکان اٰمنا بھیڑیا اوس کا تعاقب چھوڑ دیتا ہے - اور بجز اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہیگا - وغیرہ وغیرہ

عیسیٰ کی قبر رسول اللہ کی قبر کے ساتھ ہوگی

پھر اس معنی کی تاکید کہ عیسیٰ بن مریم ابھی نہین مرا اور وہ نزول کے بعد مریگا اس کی نسبت ابن جوزی کتاب الوفا مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف اوتریں گے اور نکاح کرینگے اور اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک زندہ رہکر فوت ہون گے اور میرے ساتھ میری قبر مین یعنی میرے مقبرہ مین دفن ہون گے - اور مین اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر مین ابی بکر اور عمر کے درمیان اوٹھینگے

قال رسول اللہ صلعم ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت ویدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر

مشکوٰۃ - ابن جوزی از عبد اللہ بن عمر

یدفن عیسیٰ بن مریم مع النبی وصاحبیہ و یکون قبرہ الرابع - بخاری - طبرانی - دمر و منثور

اور اس کی شرح امام بخاری اپنی تاریخ مین اور طبرانی عبد اللہ بن سلام سے اس طرح کرتے ہین کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صاحبین کے ساتھ دفن ہون گے اور اون کی قبر چوتھی ہوگی -

چنانچہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابو سودود سے نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک مین ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور سعید بن مسیب لکھتے ہین کہ عیسیٰ ابن مریم وہین دفن ہون گے

محمد بن عبد الوہاب اور فرقہ وہابیہ کا خروج

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گروہ نجدیہ یعنی فرقہ وہابیہ کے خروج اور حدوث کی اطلاع فرمائی اور نجد کے حق مین دعا

عن ابی عمر قال قال النبی اللھم بارک لنا فی شامنا

نہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ نجد مین سے ہی زلزلے اور
فتنے اوٹھین گے - اور وہین سے قرن الشیطان نمودار
ہوگا - اور خارج مین ایسا ہی ہوا کہ ۱۱۵۸ھ مین عبدالوہاب
نجدی پیدا ہوا - جسکی پشت سے اوس کا بیٹا محمد بن
عبدالوہاب آگ کے شعلہ کیطرح نکلا - اسکا دعوی تہا کہ وہ

اللھم بارک لنا فی یمننا - قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا
قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی
یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال
فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع
قرن الشیطان - بخاری - مشکوۃ ص۵۵۸

بھی محمد کا ہمنام اللہ کا رسول ہے اور اس لئے بہیجا گیا
ہے تاکہ لوگون کو شرک سے بچائے اور نبی الانبیا حضرت
خاتم النبیین کی نسبت کہا کہ وہ اگرچہ اللہ کا رسول ہے
لیکن اوس کی مدح اور تعظیم کرنا لایق نہین کیونکہ مدح
اور تعظیم صرف خدائے قدیم کے لئے شایان ہے - لہذا
کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے - پس جس کسی نے
میری دعوت کو قبول کرلیا وہ دوستون مین سے ہے اور
جسنے قبول نہ کیا - وہ عذاب کا مستحق ہے اور اوس کو بغیر
کسی شک و شبہہ کے قتل کرنا واجب ہے - دیکھو جغرافیہ عمومیہ
مولفہ ملطرون کی جلد (۳) صفحہ ۱۰۱-۱۰۲ - اور اوس نے
اپنے احباب کے سوا سب کو مشرک بتایا - علی الخصوص اہل
مکہ اور اہل مدینہ کی تکفیر ہی کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
روضۂ مبارک کو بت کہا اور اصحاب کبار کے قبون کو
شکستہ کردیا اور تقلید کو اوڑا دیا اور شفاعت کا منکر ہوگیا
چنانچہ اوسنے اپنے ایک رسالہ مین جو محرم ۱۲۱۶ھ مین سعود
کی طرف سے علماء مکہ کی طرف بہیجا گیا لکہا کہ جو کوئی یہہ

فاجزہم محمد باندہ قرشی من نسل النبی واسمہ کاسمہ وابیہ
اسم عقائد دینیۃ واصول کلامیۃ یتضمن عبادۃ الٰہ
واحد قدیم قادر حی رحمن یجیب المطیع ویعاقب
العاصی وان القران قدیم یجب ابتغاء دون الفروع
المستنبطۃ - وان محمد ارسول اللہ وحبیبہ ولکن
لا ینبغی وصفہ بأوصاف المدح والتعظیم اذ لا یلیق
ذلک الا بالقدیم وان ذلک من قبیل الاشراک
وان اللہ تعالی حیث لم یرض بھذا الشرک ارسلہ
لیھدی الناس الی سواء السبیل فمن لم یجابہ کان من
الاحیاء من عمی حق علیہ العذاب ووجب قتلہ بلا ارتیاب
جلد ۳ - جغرافیہ عمومیہ ملطرون ص۱۰۱-۱۰۲ -

فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم نبی فیطلع ہو علیہ
صار مشرکا وھذا الاعتقاد شرک سواء کان
ذلک النبی ولیا او ملکا او جنیا او صنما او وثنا
وسواء کان یعتقد حصولہ بذاتہ او باعلام
اللہ تعالی بای طریق کان ایضا مشرکا - مین

اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اوس پر مطلع ہوجاتا ہے تو وہ مشرک ہوجاتا ہے - پھر خواہ یہہ اعتقاد کسی نبی کیساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن یا بہوت یا صنم یا بُت کے ساتھہ ہو - پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اسکا علم اوس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے یہہ اعتقاد ہو اس سے مشرک ہوجاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی یا شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونون شرک مین برابر ہین پہلے بُت لات اور سواع اور عزّیٰ تھے - لیکن پچھلے بُت محمدؐ اور علیؓ اور عبدالقادرؒ ہین - جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہین کہتا اور یا محمد کہتا ہے اگرچہ اوس کو ایک بندہ عاجز سب باتون مین اعتقاد کرلیتا ہے تو یہی مشرک ہوجاتا ہے - اور تجھے اس باب مین ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے - اور یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ محمدؐ کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے بُتون کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے - انتہیٰ -

اعتقد النبی وغیرہ ولیہ وشفیعہ فھو کابی جہل فی الشرک سواء - اما السابقون فاللات والعزّیٰ واما اللاحقون فمحمد وعلی وعبدالقادر ومن لم یقل فی حاجتہ یا اللہ ویقال یا محمد وان اعتقد عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکا وکفاک قدوۃ فی ذلک شیخنا تقی الدین ابن تیمیۃ وقد ثبت ان السفر الی قبر محمد ومشاہدہ ومساجدہ وآثارہ وقبر ای نبی او ولی وسائر الاوثان شرک اکبر انتہی رسالہ محمد بن عبدالوہاب

اسی طرح اِس فرقہ وہابیہ کی ظاہری طاقت بہی بصورت حاکم جابر بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اکناف واطراف تک پھیل گئی - مگر بحمداللہ ۱۲۳۳ھ مین خدیو مصر کے ہاتہون اِس فرقہ کی طاقت کا قلع وقمع ہوگیا - لیکن اس فرقہ کا داعیہ ہند و پنجاب مین بہی سرایت کرگیا جو اب تک ہمارے مُلک مین اپنے کو موحد بتلاتے ہین اور مشہور غیر مُقلد اور وہابی کے نام سے ہین -

فرقہ قادیانی اور فرقہ نیچریہ کا خروج

اور انھین وہابیہ کا ایک صنف فرقہ نیچریہ اور فرقہ قادیانی ہے جسکی نسبت حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جو ترجمان غیب تھے اپنے ایک خطبہ مین پیشینگوئی فرمائی کہ اے لوگو! اس اُمّت مین سے ایک قوم پیدا ہونے والی ہے جو رجم کی تکذیب

عن ابن عباس قال خطبنا عمرؓ فقال یا ایہا الناس سیکون قوم من ہذہ الامۃ یکذبون بالرجم ویکذبون بالدجال ویکذبون بطلوع الشمس

کریگی اور دجّال معہود کا انکار کریگی - اور مغرب کیطرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو باطل کہیگی اور عذاب قبر کو جھٹلائیگی اور شفاعت کی منکر ہوگی اور اوس قوم کے امر سے انکار کریگی

من مغربها ویکذبون بعذاب القبر ویکذبون بالشفاعة ویکذبون بقوم یخرجون من النار یعبرما امتحشوا - (ازالۃ الخفاء ۱۸۱)

جو آگ مین جلنے کے بعد دوزخ سے نکالی جاویگی - پس اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پیشینگوئی مین غور کیا جاوے اور اس کو واقعات خارجیہ کے مطابق کرکے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ اسی فرقہ قادیانی اور نیچری نے امور خوارق عادات کا انکار کیا ہے اور علی الخصوص دجّال معہود کا انکار اسی قادیانی صاحب نے کیا ہے - چنانچہ وہ اپنے ازالۃ الاوہام کے ص۴۸۶ مین لکھتے ہین کہ دجّال جس کا ذکر فاطمہ بنت قیس کی حدیث مین زندہ موجود ہونیکا ہے وہ فوت ہوچکا ہے اور مراد اوس کا مثیل ہے جو گرجا سے نکلکر مشارق و مغارب مین پھیل گیا - یعنی گروہ پادریان"

دجّال معہود کے قبل تیس دجّال کا خرج

اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون تیس کذّابون کے وجود سے اطلاع دی جو کہ اپنے کو نبی اللہ کہنا زعم کرین گے اور نیز اون تیس دجّالون کے حدوث سے آگاہ فرمایا جو اپنے کو رسول اللہ ہونا زعم کرین گے - چنانچہ امر اوّل حدیث ثوبان

سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله - ثوبان - ابوداؤد - ترمذی - مشکوۃ - لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله - ابوهریرة - متفق علیه

سے ثابت ہے جو ابوداؤد اور ترمذی سے مشکوٰۃ مین ہے اور امر ثانی ابوہریرہ کی حدیث سے ثابت ہے جو بخاری اور مسلم مین مروی ہے - پس اگر اس پیشینگوئی کو بھی خارج مین مطابق کرکے دیکھا جائے تو مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی - اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب کے بعد یہی قادیانی صاحب ہین جنہون نے اپنے کو نبی ہونا کہا - اگرچہ مین وجہ کہا - اور انہون نے ہی اپنے کو ازالۃ الاوہام کے ص۶۷۵

قادیانی کا دعوی رسالت و نبوت

مین آیۂ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ کا مصداق بتایا اور لکھا کہ یہ آیت درحقیقت اسی مسیح ابن مریم (قادیانی) کے زمانہ سے متعلق ہے - اور اسی کو ص۶۷۳ مین آیۂ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ کے تحت مین لکھا کہ آئینہ لیکا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسی کے

مثیل کی طرف اشارہ ہے اور احمد اور عیسےٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہین اور آخری زمانہ مین برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے بھیجا گیا اور لکھا کہ کیا یہ حی و قیوم ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہین بنا سکتا؟ - اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۳۵ مین لکھا کہ "مین نبی بھی ہون اور اُمتی بھی" اور توضیح المرام کے صہ ۱۰ مین لکھا کہ "یہہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس اُمت کے لئے مُحدّث ہوکر آیا ہے اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے - گو اوس کے لئے نبوّت تامّہ نہین مگر تاہم وہ جزوی طور پر ایک نبی ہی ہے" پس ان تمام عبارات قادیانی صاحب سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مصداق اور مسیلمہ کذّاب کی طرح ایک فرد قادیانی صاحب بھی ہین - کیونکہ حضرت عُمر جو راس المحدثین ہین اور جن کی شان مین آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گذشتہ اُمتون مین چند لوگ محدّث ہوئے ہین جو نبی نہ تھے - پس اگر میری اُمّت مین کوئی ایسا مُحدّث ہی تو وہ عُمر ہے - اور فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ بالضرور عمر الخطاب ہوتا - پس جبکہ راس المحدثین یعنی حضرت عُمر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلب نبوّت فرمائی تو پھر دوسرا کون ایسا محدّث پیدا ہوسکتا ہے جسکو جزواً بھی نبی کہا جاسکے؟ -

لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدّثون من غیر ان یکون انبیاء فان یکن فی اُمتی احد فانہ عمر بخاری ازالۃ الخفا ص ۳۲۳ لو کان بعدی نبی لکان عمر - ابن جوزی احمد - ترمذی - حاکم - طبرانی -

عیسےٰ کعبۃ اللہ کا حج کریگا اور اصحاب کہف اوسکے رفیق ہونگے

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی معہود کی علامت سے آگاہ فرمایا - چنانچہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اصحاب کہف مہدی معہود کے اعوان و انصار ہون گے اور امام قرطبی لکھتے ہین کہ ایک بڑے فرقہ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ بن مریم بالضرور حج کرینگے اور اصحاب

قال القرطبی وروت فرقۃ ان النبی قال لیحجن عیسی ابن مریم ومعہ اصحاب الکہف فانہم لم یحجوا بعد ذکرہ ابن عبینۃ ونجد فی التوراۃ والانجیل وقد ذکرنا ھذا الخبر بکمالہ فی التذکرۃ - فعلی ھذا ہم ینامون ویموتوا ولا یموتون الی یوم القیامۃ ثم یبعثون قبل الساعۃ - انتہیٰ - فتح ص ۳۹۲

کہف اوس کے ساتھ ہون گے کیونکہ اونہون نے ابھی تک حج نہین کیا - اسکو ابن عینیہ نے ذکر کیا اور اسی طرح

مہدی موعود عیسیٰ کے ساتھ ہوگا

توریت اور انجیل مین ہے اور ہمنے اس خبر کو پورے طور سے تذکرہ مین لکھا ہے - پس اس بنا پر اصحاب کہف ابھی سوئے ہوئے ہین مرے نہین اور قیامت تک نہین مرین گے بلکہ ساعت مقررہ ہی پہلے فوت ہون گے

مہدی کی علامات

اور حاشیہ ابن ماجہ مین ابن حجر اور شیخ سیوطی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا اونہون نے اس باب مین احادیث متواتر ہین کہ مہدی معہود عیسیٰ کے ساتھ خروج کریگا اور باب لُدّ پر دجّال کے قتل کرنیمین عیسےٰ کا معاون ہوگا - اور دارقطنی مین محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی معہود

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ وابن مردویہ فی تفسیرہ عن ابن عباس مرفوعا اصحاب الکہف اعوان المہدی تشیید المبانی تخریج احادیث مکتوبات امام ربانی ج ۲ تواتر الاخبار واستفاض بکثرتہا ان المہدی یخرج مع عیسی فیساعدہ علی قتل الدجال بباب لُدّ - ابن حجر - سیوطی حاشیہ ابن ماجہ ان للمہدی اثنتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ - (دار قطنی - محمد بن علی)

کے ظہور کے لئے دو ایسی علامتین ہین جو ابتداے پیدایش آسمان وزمین سے کبھی نہ واقع ہوئین اور وہ یہ ہین کہ رمضان کی پہلی رات کو خسوف ماہتاب ہوگا اور نصف رمضان مین کسوف آفتاب ہوگا -

اور ابن جوزی نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مہدی معہود تمام روے زمین کا حاکم ہوگا جیسے کہ ذوالقرنین اور سلیمان علیہ السلام ہوئے - اور مسند ابونعیم مین ابن عمر سے مروی ہے کہ مہدی موعود کے سر پر ایک ٹکڑا ابر کا رہیگا جیسے کہ یہی علامات بوجہ اتم مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ مین بالتفصیل مذکور ہین -

اخرجہ ابن الجوزی فی تاریخہ عن ابن عباس مرفوعا - تشیید المبانی

امام ربانی مجدد الف ثانی کے وجود کی بشارت نبوی

اور اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالے عنہ کے وجود مسعود سے بشارت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری اُمت مین ایک مرد ہوگا

یکون فی امتی فیقال لہ صلۃ یدخل الشفاعۃ الجنۃ کذا ذکرہ - جمع الجوامع للسیوطی رضی اللہ عنہ

جسکو وصلہ کے نام سے پکارا جاویگا اور جس کی شفاعت سے اتنے اور اتنے جنت مین داخل ہون گے جسکی تصدیق حضرت مجدد جلد ثانی کے مکتوب (۶) مین اس طرح فرماتے ہین کہ الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین و مصلحا بین الفئتین و انچہ مقصود از آفرینش خودمی دانستم معلوم شد کہ بحصول پیوست و مسئول ہزار سالہ باجابت قرین گشت ۔ چنانچہ خارج مین ایسا ہی ہوا کہ حضرت مجدد بر سنت انبیای اولوالعزم ایک ہزار برس کی انتہا اور دوسرے ہزار کی ابتدا مین ایسے وقت پر پیدا ہوئے جبکہ جور و بدعت مین رواج اور علماء سوء کا غلبہ ہو چکا تہا اور ذات و صفات باری تعالے مین باہمی فرق ۔ علماء و صوفیہ مین افراط و تفریط پہیل گئی تہی ۔ ایک طرف سے فرقہ وجودیہ علم حال کو فلسفی رنگ آمیزیون سے قال مین لا رہا تھا ۔ چنانچہ اون کے متاخرین صوفیہ نے ممکن کو عین حق کہا اور ممکن کی صفات و افعال کو عین صفات و افعال خدائیتعالی جان کر بآواز بلند کہدیا ۔

ہمسایہ و ہمنشین و ہمراہ ہمہ اوست		در دلق گدا و اطلس شاہ ہمہ اوست	
در انجمن فرق و نہان خانۂ جمع		باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست	

فرقہ وجودیہ اور علماء ظاہر کے مذہب کی اصلاح

اور اس قول کی بنا بظاہر اسپر ہے جو شیخ محی الدین ابن العربی نے فرمایا کہ اسماء و صفات واجبی جل و علا عین ذات واجب اند تعالی و تقدس و ہمچنین عین یکدیگر اند مثلاً علم و قدرت چنانچہ عین ذات اند تعالے عین یکدیگر اند ۔ پس دران موطن ہیچ اسم و رسم تعدد و تکثر نباشد و تمائز و تباین خود نہ ۔ غایت مافی الباب آن اسماء و صفات باعتبار شیون و اعتبارات در حضرت علم تمائز و تباین پیدا کردہ اند ۔ اجمالاً و تفصیلاً اگر تمیز اجمالی است مجرد تعین اول است و اگر تفصیلی است مسمی بہ تعین ثانی ۔ تعین اول را وحدت نامند و آنرا حقیقت محمدی سید انند و تعین ثانی را واحدیت میگویند و حقایق سائر ممکنات می انگارند و این حقایق ممکنات را اعیان ثابتہ مے دانند و مے گویند کہ این اعیان بوے از وجود خارجی نیافتہ اند و در خارج غیر از احدیت مجردہ ہیچ موجود نے نیست و این کثرت کہ در خارج مینماید عکس آن اعیان ثابتہ است کہ در مرآت ظاہر وجود کہ خود او در خارج موجود نیست منعکس گشتہ است و وجود تخیلی پیدا کردہ و این متخیل و متوہم چون صنع خداوندی است برفع وہم و تخیل

مُرتفع نگردد وثواب وعذاب ابدی بران مترتب باشد - الیٰ غیر ذلک"۔

اور دوسری طرف سے علمار ظواہر کی تشکیکات نے برہمی پھیلادی جنہوں نے کہا کہ وجود ممکن اور وجود واجب تعالیٰ ہر دو وجود مُطلق کے افراد میں سے ہیں - پس اونہوں نے وجود واجب تعالیٰ کو اقدم اور اولیٰ کہا

پس حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ان دونوں فریق کے اقوال کی شناعت بآواز بلند ظاہر کردی جیسے کہ جلد ثانی کے مکتوب ثانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ممکن را عین واجب گفتن وصفات وافعال او را عین صفات وافعال او تعالیٰ ساختن سوء ادب است والحاد است در اسماء وصفات او تعالیٰ کن خس چیس کہ بنقص وخُبث ذاتی متّصف است چہ مجال کہ خود را عین صفات وافعال جمیلہ او تعالیٰ توہم کند - و ہمچنین ممکن را وجود ثابت کردن وخیر وکمال راجع باو داشتن فی الحقیقت بشریک کردن است او را در ملک وُملک حق جل سُلطانہ واین معنی موجب تشریک ممکن است بواجب تعالیٰ در کمالات وفضایل کہ از وجود ناشی گشتہ اند تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا - در حدیث قُدسی آمدہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری - اگر علمار ظواہر ازین دقیقہ آگاہ میگشتند ہرگز ممکن را وجود ثابت نمیکردند"۔

پس حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اُن ہر دو فریق کی اصلاح فرمائی اور اپنے اسی مکتوب میں شیخ عبدالعزیز جونپوری کو لکھا کہ "مخدوما صفات ثمانیہ واجب الوجود تعالیٰ وتقدس کہ نزد اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سعیہم در خارج موجود اند ناچار در خارج از ذات تعالیٰ وتقدس متمیّز باشند بتمیز یکی از قسم بیچونی و بیچگونگی بود وہمچنین این صفات از یکدیگر متمیّز اند بتمیز بیچونی بلکہ تمیز بیچون در مرتبہ حضرت ذات تعالیٰ وتقدس نیز ثابت است لانہ الی سبیل المجہول الکیفیۃ وتمیز یکہ فراخور فہم وادراک ماباشد از ان جناب قدس مسلوب است چہ تبعّض وتجزّی در انجا متصوّر نیست ترکیب وتحلیل را در ان حضرت بار نہ وحالیّت ومحلیّت را گنجایش نہ - بالجملہ آنچہ از صفات واعراض ممکن است از انجناب قدس مسلوب است لیس کمثلہ شیئ لا فی الذات ولا فی الصفات ولا فی الافعال - باوجود این تمیز بیچونی ووسعت بے کیفی اسماء وصفات واجبی جل سُلطانہ در خانہ علم نیز تفصیل وتمیز پیدا کردہ اند وُمنعکس گشتہ در ہر ہم

وصفت متمیز را مقابلے ست در مرتبۂ عدم و نقیضے ست دران موطن۔ مثلاً صفت علم را در مرتبۂ عدم مقابلے
است و نقیضے کہ عدم علم باشد کہ معبر بجہل است و صفت قدرت را مقابلیست عجز کہ عدم قدرت باشد
علی ہذا القیاس و آن عدمات متقابلہ نیز در علم واجبی جل شانہ تفصیل و تمیز پیدا کردہ اند و مرایائے
اسماء و صفات متقابلۂ خود گشتہ و مجائے ظہور عکوس آنہا شدہ۔ نزد فقیر عدمات بآن عکوس اسماء
و صفات حقایق ممکنات اند۔ غایتہ مافی الباب آن عدمات در رنگ اصول و مواد آن ماہیات
اند و آن عکوس ہمچو صور حالہ دران مواد۔ پس حقایق ممکنات نزد شیخ محی الدین ہمان اسماء و
صفات متمیزہ اند در مرتبۂ علم و نزد فقیر حقایق ممکنات عدمات اند کہ نقایض اسماء و صفات اند یا عکوس
اسماء و صفات کہ در مرایائے آن عدمات در خانۂ علم ظاہر گشتہ و با یکدیگر ممتزج شدہ۔ و قادر مختار
جل سلطانہ ہرگاہ خواست کہ ماہیتے را ازان ماہیات ممتزجہ بوجود ظلی آرد کہ پرتویست از حضرت وجود
برین متصف گرداند و موجود خارجی ساختہ مبدأ آثار خارجیہ گرداند۔ پس وجود ممکن در علم و در خارج
در رنگ سایۂ صفات او پرتویست از حضرت وجود و ظلے ست ازان کہ در مقابل خود منعکس گشتہ لیکن
نزد فقیر ظل شے عین شے نیست بلکہ شبحی ست و مثال آن شے و حمل یکے بر دیگرے ممتنع است پس
ہمہ اوست درست نباشد بلکہ ہمہ از وست۔ و چون عالم عبارت ازان عدمات است کہ اسماء و صفات
واجبی در خانۂ علم دراینجا منعکس گشتہ و در خارج بوجود ظلی موجود شدہ لاجرم در عالم خبث ذاتی پیدا شد
و شرارت جبلی ظاہر گشت و خیر و کمال ہمہ عاید بجناب قدس او شد۔ آیۂ کریمہ ما اصابک من حسنۃ فمن
اللہ و ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک مؤید این معرفت است۔ پس فقیر وجود ظلی در خارج اثبات
مے نماید و ایشانان وجود ظلی را در وہم و تخیل مے انگارند و در خارج جز احدیت مجردہ را موجود نمیدانند
و صفات ثمانیہ را کہ بآراے اہل سنت و جماعت رضی اللہ عنہم وجودانیہا در خارج ثابت شدہ است۔
نیز در علم اثبات نمیکنند۔ علماء ظواہر ایشانان رضی اللہ تعالیٰ عنہم دو طرف اقتصار را اختیار فرمودہ
اند و حق متوسط نصیب این فقیر بودہ کہ بآن موفق گشتہ۔ اگر ایشانان نیز این خارج را ظل آن خارج می
یافتند از وجود خارجی عالم انکار نے نمودند و بر وہم و تخیل اقتصار نمی فرمودند و اگر علماء نیز آگاہ میگشتند

ہرگز ممکن را وجود اصلی اثبات نمیکردند و بوجود ظلی اکتفا میفرمودند۔ انتہی ملخصاً۔

اسکے بعد جلد ثانی کے مکتوب ثانی مین قول فیصل لکھتے ہین کہ "حل این اشکال انچہ برین فقیر ظاہر ساختہ اند آنست کہ حضرت حق تعالیٰ بذات خود موجود است نہ بوجود کہ عین ہاشد آن وجود یا زاید بر وصفات واجب تعالیٰ بذات او تعالیٰ موجود اند نہ بوجود۔ زیرا کہ وجود را دران موطن گنجایش نیست۔ شیخ علاء الدولہ اشارتے باین مقام فرمودہ است آنجا کہ گفتہ فوق عالم الوجود عالم الملک الودود پس نسبت امکان و وجوب نیز دران موطن متصور نباشد چہ امکان و وجوب نسبتی است میان ماہیت و وجود فحیث لا وجود لا امکان و لا وجوب۔ این معرفت وراے طور نظر و فکر است۔ محجوبان عقیلہ عقل ازین معرفت چہ دریابند و غیر از انکار نصیب ایشان چہ بود الا من عصمہ اللہ سبحانہ۔

اور نیز جلد اوّل کے مکتوب (۲۸۷) مین لکھتے ہین کہ عالم چہ صغیر و چہ کبیر مظاہر اسماء و صفات الٰہیہ است تعالیٰ شانہ و مرایاے تجلیات و کمالات ذاتیۂ او سبحانہ گنجے بود مکنون و سرے بود مخزون خواست کہ خلا بملا دہد و از اجمال بتفصیل آرد۔ عالم را آفرید تا کہ دلالت کند بر اصلی خویش و علامت باشد بر حقیقت خود۔ پس عالم را با صانع بیچون ہیچ نسبتے نیست۔ الّا آنکہ عالم مخلوق اوست و دلیل است بر کمالات مخزونہ او تعالیٰ و تقدس۔ ماوراے این ہر حکمے کہ ہست از جنس اتحاد و عینیت و احاطہ و معیت از سکر وقت و غلبۂ حال است۔ اکابر مستقیم الاحوال کہ از قدح صہباے اشراق شربے ارزانی داشتہ اند ازین علوم متبرّی و مستغفر اند۔ اگرچہ بعضے ایشان را و اشاے راہ این علوم حاصل میشود امّا بالآخر ازینہا میگزرانند و مطابق علوم شریعت علوم ازلی بر ایشان ایراد میفرمایند۔ مثالے ازبراے تحقیق این مبحث بیان کنیم۔ عالمے بخیرے ذو فنونے کہ کمالات مخزونۂ خود را در عرصۂ ظہور آرد و فنون مکنونۂ خود را بر ملا جلوہ دہد ایجاد حروف و اصوات نماید تا در پردۂ حروف و اصوات آن کمالات را متجلّی سازد و آن فنون را اظہار نماید۔ پس در صورت این حروف و اصوات دوال را با معانی مخزونہ بلکہ بآن عالم موجد ہیچ نسبتے نیست الّا آنکہ آن عالم موجد اینہا است و اینہا دوال اند بر کمالات مکنونۂ او۔ و حروف و اصوات را عین آن عالم موجد یا عین آن معانی گفتن معنی ندارد۔ ہمچنین حکم باحاطہ و معیت درین حادثۂ غیر واقع است۔ معانی

ہمان صراحت مخزونہ اند۔ آرے چون درمیان معانی وصاحب معانی ودرمیان حروف واصوات مناسبت دالیہ ومدلولیت متحقق است بعضے معانی زایدہ غیر واقعہ در تخیل مے آید۔ فی الحقیقت آن عالم ومعانی مخزونہ اوازان نسب زایدہ منزہ ومبرا است واین حروف واصوات درخارج موجوداند نہ آنکہ آن عالم ومعانی موجوداند در آن حروف واصوات اوہام وخیالات اند۔ پس عالم کہ عبارت ازما سوا ہست درخارج موجود است بالوجود المطلق والکون الطبعی نہ آنکہ عالم اوہام وخیالات است۔ این مذہب بعینہ مذہب سوفسطائی ست کہ عالم را اوہام وخیالات میداند۔ آہ"۔

پس حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا ممنون ہونا چاہئے جنہوں نے ان ہر دو فریق صوفیہ وجودیہ اور علمائے شہودیہ مین صلح کرادی اور اون کی غلطیون کی اصلاح فرمادی اور سب دنیا اس وقت تک اون کے برکات طریقہ سے بہرہ مند ہے۔ الا وہ شپرک چشم جو نور آفتاب کی قابلیت نہین رکھتا محروم رہا اور اون کی قبولیت کی بڑی علامت یہہ ہے کہ اون کے خلفاء مسجد نبوی مین حلقہ کرکے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مین بالمشافہ اور بالمواجہ عرب اور عجم کے علماء اور طلبا کو توجہات فرمارہے ہین۔ حالانکہ بخارا کے یہ خصوصیت آجتک کسی دوسرے طریقہ کے صوفی کو حاصل نہوئی۔

طاعون بمبئی کی پیشین گوئی

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمبئی کے عالمگیر طاعون سے بھی متنبہ فرمایا اور نیز امت مرحومہ کی مشوش حالت سے بھی آگاہ فرمایا۔ جیسے کہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشکوٰۃ مین مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فئے کا مال حسب احکام قرآن تقسیم نہوکر ذریعہ دولتمندی ہوگا اور مال امانت مین خیانت ہوکر بمنزلہ غنیمت ٹھیریگا اور ادائے زکوٰۃ ایک تاوان کہلائیگا اور علوم دینیہ کی تعلیم سے دین مقصود نہوگا اور مرد اپنی عورت کی اطاعت کریگا اور مان باپ کی اطاعت نکرکے بجاے اوس کے اپنے دوستون کو چاہیگا اور مسجدون مین آوازین اونچی ہونگی اور قبیلہ مین سرداری فاسق کو نام اور قوم کی ریاست اور حکومت اون کے خس ارذل کو نام ہوگی اور آدمی کی تعظیم اوس کے شر کے خوف سے کیجائیگی اور گنجپنون کا ناچ اور گانے بجانیکے آلات کا ظہور علانیہ ہوگا اور شراب کا پینا کھلم کھلا ہوگا اور پچھلی امت کے نا خلف اپنے سلف کو لعن وسب کہین گے تو اوس وقت

تم منتظر رہو کہ سرخ باد یعنی طاعون اور زلزلے اور خسف اور مسخ اور قذف تم کو اس طرح احاطہ کرین گے اور متسلسل آئین گے جیسے ایک لڑی کا تار ٹوٹ جاوے اور اوس کے دانے منظوم پے در پے گرنے سے نہ رکین۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشینگوئی کی صداقت نے جو تیرہ سو اٹھارہ برس قبل آنحضرتؐ کی زبان غیب ترجمان سے ظاہر ہوئی۔ بمبئی کی اس عالمگیر طاعون کے تمامی عقدے حل کردئے جو اوس مین ملفوف ہین اور یہہ ایک ایسی لاعلاج طاعون ہے جسکے لئے قادیانی صاحب کا مرہم عیسےٰ مکتفی نہین ہوسکتا۔

نبی کریم کا کوئی فعل اور حکم علم کے خلاف نہیں

پس وہ نبیؐ کریم جسکو خطاب آلہی ہوا کہ اگر تو نہ ہوتا تو مین اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اور وہ نبی جس کا معلم شدید القوٰی ہے اور علم لوح وقلم جسکے علوم کا ایک جزو ہے اور وہ نبی جس کے سماوی مشیر و وزیر جبرئیلؑ اور میکائیلؑ ہون اور ارضی مشیر ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور وہ نبی جس کا دل نور حکمت و ایمان سے پُر کیا گیا اور جو دوسرون کی تطہیر اور اون کے مکارم اخلاق کی تتمیم اور انکو الواث بشریہ سے پاک وصاف کرنے اور اون کے امور معاش و معاد مین رسوم غیر مرضیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہو اوس کی نسبت عقل سلیم کبھی فتوٰی نہین دے سکتی کہ اوس کا فعل اور حکم علم کے مخالف ہو یا اوس کا علم بے تعلیم آلہی ہو یا اوس کا بولنا بے بُلائے ہو اور اوس کی رائے اور اجتہاد صیانت اور عصمت آلہی سے معلو نہو اور بقول کفار اوس سے ایسی حرکات مجنونانہ سرزد ہون کہ بے اعلام اور بغیر احکام آلہی فقط اپنے ہی خیال سے مومنین کی ایک جماعت کثیرہ کو مدینہ سے مکہ کی طرف فوج کشی کرکے گوناگون بلیات مین مبتلا کرے اور تائید آلہی اوس کے اس غلط خیال کی اصلاح نہ کرے۔ حالانکہ وہ خاص طور پر مامور ہوئے کہ اے نبی!

ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ (سورہ بنی اسرائیل)

غیر معلوم کا پیچھا نہ کر اور ناشنیدہ اور نادیدہ اور ناداستہ امور کا اتباع نہ کر۔ کیونکہ کان اور آنکھہ اور دل ہر ایک سے سوال کیا جاویگا۔ پس ایسے نبی کریم کے حق مین اس سے

فکل نبی معصوم من عملہ بوسوسۃ لا عن حضور۔ میزان کبری ص۱۳۷

ثبر بکر اور کیا شناعت ہو سکتی ہے کہ بقول قادیانی اوس کی رائے صائب نہو اور وہ اپنے خیال مین جھوٹا نکلے یا اپنے کسی اجتہاد مین غلطی کرے خواہ امر دین مین ہو یا امر دنیا مین - چنانچہ آیہ القی الشیطان کے تحت مین عارف شعرانی لکھتے ہین کہ "ہر نبی شیطان کے وسوسے کے مطابق عمل کرنے سے معصوم رہتا ہے"

اجتہادات نبی کریمؐ کے متعلق قادیانی کے تخلیط کے جوابات

پس وہ قرائی جواب جسکا ذکر قادیانی صاحب نے کیا ہے کہ وہ موجب ابتلا ہوا اور جسکے باعث آنحضرتؐ نے غلط فہمی سے تکلیف گوارا فرمائی اوس کی نسبت صحیح بخاری وغیرہ مین ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ رؤیا خواب نہ تھا بلکہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو شب معراج مین ہوا - فتح البیان مین ہے کہ یہی امر باعتبار کثرت اور صحت کے راجح ہے اور اسی پر جماعت کثیرہ کا اجماع ہے - ہان ایک ضعیف روایت مین ہے کہ آنحضرتؐ ایک خواب کی بنا پر مدینہ سے مکہ کو تشریف فرما ہوئے - لیکن سیرۃ ابن اسحاق مین ہے کہ ثقیف کے عین محاصرہ کیوقت آنحضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان فرمایا کہ اے ابوبکر مین نے دیکھا ہے کہ مسکہ سے پر ایک قاب مجھے ہدیۃً دی گئی ہے - پھر ایک مرغ نے اوس مین چونچ ماری اور سارا مسکہ گرا دیا" - ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اوس کی تعبیر عرض کی کہ آج کے دن مراد کا حاصل ہونا نہین پایا جاتا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین بھی یہی دیکھتا ہون اور عمر رضی اللہ عنہ کو رحیل کا امر فرمایا - پس اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے تو اپنی رائے سے مکہ سے مراجعت فرمائی اور نہ اپنی رائے سے چڑھائی کی بلکہ ہر دو باعلام الٰہی ہوئے - سو ہذا حافظ ابن کثیر آیہ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق کے تحت مین لکھتے ہین

عن ابن عباس وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس قال ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ لیلۃ اسری بہ - بخاری ص۶۸۶

احمد - ترمذی - نسائی - ابن جریر - ابن منذر ابن ابی حاتم - طبرانی - حاکم ابن مردویہ بیہقی در منثور

قال محمد بن اسحٰق وقد بلغنی ان رسول اللہ قال لابی بکر الصدیق وھو محاصر ثقیفا یا ابا بکر انی رایت انی اھدیت الی قعبۃ مملوۃ زبدا فنقرھا دیک فھراق ما فیھا فقال ابو بکر ما اظن ان تدرک منھم لو مک ھذا ما تریدہ فقال رسول اللہ وانا ادری ذلک ازالۃ الخفا ص۱۶۲ وقال عمر او ما اذن فیھم یا رسول اللہ قال لا قال افلا اذن بالرحیل قال بلی قال فاذن عمر بالرحیل - ازالۃ الخفا ص۵۰

کہ آنحضرتؐ نے عام حدیبیہ مین جبکہ صلح واقع ہوگئی عمر اور ابوبکر رضؓ کے جواب مین صاف صاف فرمادیا کہ مین نے ہرگز تمکو یہہ نہ کہا تہا کہ اسی سال مکہ مین داخل ہوکر طواف کروگے - بلکہ عام حدیبیہ کی نقل وحرکت سے بعض صحابہ نے بطور خود اعتقاد اور زعم کرلیا تہا کہ اسی سال فتح ہوگی اور اون کو ایک زمانہ تک یہہ معلوم نہوا کہ اس سال مین صلح کا واقع ہونا حکمت الٰہی مین ایک بیش بہا فتوحات مکیہ کا زینہ چڑہنا تہا -

کان رسول اللہ قد رأی فی المنام انہ دخل مکۃ وطاف بالبیت فاخبر اصحابہ بذلک وھو بالمدینہ فلما سار وا عام الحدیبیۃ لم یشک جماعۃ منھم ان ھذہ الرؤیۃ ستقضی ھذا العام فلما وقع ما وقع من قضیۃ الصلح ورجعوا عامھم ذلک علی ان یعودوا من قابل وقع فی نفس بعض الصحابۃ من ذلک شیٔ حتی سأل عمر ابن الخطاب فی ذلک فقال لہ فیما قال فلم تکن تخبرنا انا سنأتی البیت ونطوف بہ قال بلی افاخبرتک انک تاتیہ عامک ھذا قال لا قال صلی اللہ علیہ وسلم فانک آتیہ ومطوف بہ وبھذا اجاب الصدیق ایضا حذو القذۃ بالقذۃ

فتح البیان صلہ ۲۶ - ابن کثیر

بضع کی تحقیق اسی طرح فادیانی صاحب کا یہہ بہی بالکل افترا اور بہتان ہے جو اونہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کیا کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بضع کا لفظ لغت عرب مین نو پر تک اطلاق پاتا ہے اور مین بخوبی مطلع نہین کیا گیا کہ کس سال فتح ہوگی - پس اگر ساری کتب احادیث کو دیکھا جاوے تو کہیں یہ معنی نہ ملینگے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہو کہ مین بخوبی مطلع نہین کیا گیا - بلکہ ترمذی اور دارقطنی اور تاریخ بخاری مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ کو چہہ سال کی تعیین پر تشدید کے ساتھ فرمایا کہ کیون تو نے چہہ سال کی میعاد ٹہیرائی اور کیون نہ وہ مدت مقرر کی جو مین دیکہتا ہون فتح البیان مین ہے کہ آنحضرتؐ نے بضع کا لفظ (اگرچہ آپ کو معلوم تہا) اسلئے مبہم رکہا تاکہ

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر الا احتطت یا ابا بکر فان البضع ما بین ثلاث الی تسع - ترمذی - فقال ارجو علیہ رواہ احمد ابن کثیر - فتح البیان

وانما ابہم البضع ولم یبینہ وان کان معلوما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لادخال الرعب والخوف علیہم فی کل وقت کما یؤخذ ذلک من تفسیر الفخر الرازی فتح صلہ ۲۶

U 2172

کفار پر ہر وقت رعب اور خوف چھایا رہے۔

طول یدکے معنے

ایسا ہی قادیانی صاحب کا یہ کہنا بالکل بے ایمانی کی بات ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو جب آپ کی بیویوں نے ہاتھ ناپنے شروع کئے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہ کیا گیا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔" تعجب کا مقام ہے کہ نبی کریم اپنی زبان سے نکالی ہوئے الفاظ کے معنی نہ سمجھیں اور اپنی مادری زبان کے اون استعارات اور مجازات کو نہ جانتے ہوں جس میں وہ اعجاز کیساتھ مبعوث ہوئے ہوں اور غلطی بھی ایسی کہ مرتے دم تک اوس سے متنبہ نہ کئے گئے۔ یہ ایسا افترا ہے کہ اگر ایک لحہ کیلئے بھی اسکو صحیح مان لیا جاوے تو کارخانۂ نبوت ہرگز قایم نہیں رہ سکتا۔ اور کبھی کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ ایسا شخص جو اپنے منہ سے نکالی ہوئے الفاظ کے معنی سے بیخبر ہو وہ بھی جو ایک سوال کے جواب میں بیان کر رہا ہے اپنے دعوئ نبوت میں سچا ہو سکے۔

حالانکہ اصل واقعہ جو مشکوٰۃ میں بروایت بخاری حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ بعض ازواج نبی ؐ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون بی بی پیشتر آپ سے جا ملیگی؟ آپنے فرمایا وہ بی بی جس کا ہاتھ بہت طویل ہو اس کے بعد ازواج مطہرہ نے ؓ سے ہاتھ ناپنے شروع کئے اور حضرت سودہ ؓ کا ہاتھ لمبا نکلا۔ لیکن ہمنے بعد ازیں معلوم کر لیا کہ طول ید سے مراد حضرتؐ کی صدقہ تھا۔ اور ہم سب سے پہلے حضرت زینب ؓ آپ سے جا ملیں جو کہ صدقہ کو دوست رکھتی تھیں۔ یہ ازواج مطہرہ کی بسبب عورت ہونے کے کم فہمی تھی جنہوں نے دہلۂ اول میں نبی ؐ کے روزمرہ استعارہ کی کلام پر غور نفرمایا اور اس کے ظاہری معنی سمجھ لئے۔ ورنہ ید کا لفظ نعمت و محاورۂ عرب میں منت اور احسان اور طاقت اور قدرت کے معنے میں بکثرت شایع ہے اور ہر ایک کیلئے نظائر موجود اور اسی طرح (اطول یدا) کا لفظ صدقہ اور خیرات کے معنی میں۔ اور یہ ایسا لفظ ہے کہ اسکا ترجمہ یعنی فراخ دست ہماری زبان میں بھی صاحب خیرات اور صدقات

عن عائشۃ ان بعض ازواج النبی قلن للنبی ایتنا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذوا قصبۃ یذرعونھا وکانت سودۃ اطولھن یدا فعلمنا بعد انما کان طول یدھا الصدقۃ وکانت اسرعنا لحوقا بہ زینب وکانت تحب الصدقۃ

(بخاری۔ مشکوٰۃ)

کے لئے مستعمل ہے۔ اور اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے پایا جاوے کہ ازواج مطہرہ نے نبی کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے یا کہ آنحضرتؐ معنی مراد سے آگاہ نہ تھے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے۔

ابن صیاد کے متعلق نبی ﷺ کا علم

ایسا ہی ابن صیاد کے مقدمہ میں قادیانی صاحب کو کوئی ایسی حدیث نہ ملیگی جس میں آپنے ابن صیاد کا دجال معہود ہونا اپنے ظن میں ظاہر فرمایا ہو۔ وہی ابن عمر ہیں جنہوں نے بقول قادیانی حلف کیساتھ کہا کہ مجھے اس میں شک نہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور جابر بن عبداللہ نے اس حلف کا انتساب عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کیا لیکن وہی عمر اور ابن عمرؓ ہیں جو بخاری اور مسلم کی متفق علیہ طویل حدیث ابن صیاد میں بشہادت و روایت خود رسول اللہؐ کے خطبہ سے ابن صیاد اور دجال معہود کے درمیان تفریق فرما رہے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا دجال کانا ہے اور خدا کانا نہیں اور فرمایا کہ دجال خدا ہونے کا دعوی کریگا۔ لیکن ابن صیاد نے کبھی یہہ دعوی نہ کیا۔ بلکہ ابی سعید خدری کے سامنے اوسنے اپنے اسلام کا اقرار کیا اور آنحضرت نے اوس کے مشتبہ اقوال پر عمرؓ کو اوسکے قتل سے روکا۔

ہجرت از مدینہ کا حوالہ

ایسا ہی قادیانی صاحب کا حدیث ہجرت میں یہہ کہنا کہ جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔ یہہ بقدر تحریف یہودانہ سے بھرا ہے کہ کوئی اہل ایمان اس قسم کی تحریف پر جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ محاورات عرب میں لفظ وہل بسکون ہا جبکہ حرف آنے کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے تو اوس کے معنی ہرگز عمد اور قصد جازم کے نہیں ہوتے شراح میں سے وہل بالسکون دل بجاے رفتن کہ مراد آن نہاشد رفتہ ذہب وھلی الی الیمامۃ - پس دریں جا گمان من بالا قصد رفت پس

عن ابی موسیٰ اراہ عن النبیؐ قال رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انہ الیمامۃ او الھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب ورایت انی فی رؤیای ھذہ ھززت سیفا فانقطع صدرہ فاذا ھو ما اصیب من المومنین یوم احد ثم ھززتہ اخری فعاد احسن ما کان فاذا ھو ما جاء اللہ بہ من الفتح واجتماع المومنین ورایت فیہا ایضا وراللہ خیر فاذا ھم المومنون یوم احد واذا الخیر ما جاء اللہ بہ من الخیر بخاری صلاۃ

گمان بلا قصد کو قصد اور عمد کا حکم کیونکر دیسکتے ہین اور کیونکر کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خواب سے اوس امامہ تعبیر کی اور اوس تعبیر مین غلطی ہوئی بلکہ اگر طریق تعبیر کو جو اس حدیث مین آنحضرت نے متعدد جگہ کلمہ (فاذا) سے افادہ فرمایا ہے ملاحظہ کیا جاوے تو بالکل معلوم ہوجائیگا کہ یہہ خیال بلا قصد بھی خواب کا ایک جزو تھا جیسے کہ کلمہ (والدخیر) جو رویت بقر کے بعد آپنے فرمایا بدلیل تعبیر مابعد خواب کا ایک جزو کہا جاتا ہے - پس ہر دو صورت مین وہل کے لفظ سے جسکے معنے ابن بتین نے وہم کے لئے ہین اور مجمع البحار نے خیال اور حجۃ اللہ مین سیلان دل کے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اور اجتہاد مین غلطی کا انتساب کبھی نہین ہوسکتا - خصوصاً جبکہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت (ولا تقف) کو علوم نبوت کے سمجھنے کے لئے آئینہ بنایا جاوے تو یہہ معنی بالکل منکشف ہوجاوین گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رائے غیر معلوم سے کام نہ لیا اور اسیطرح دوسرے انبیاء کی مقدمہ

داؤد اور سلیمان نبی کا اجتہاد

وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ففہمناہا سلیمان وکلا اتینا حکما وعلما

غنم قوم مین اگرچہ سلیمان و داؤد علیہ السلام نے مختلف فیصلہ فرمایا لیکن حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین دونون کی نسبت شہادت دیکر فرمادیا کہ ہمنے ان دونون کو حکم اور علم دیا اور ان دونون نے علم کے مطابق فیصلہ کیا - پس بحکم وصطنعتک لنفسی انبیاء علیہم السلام جو بالکل جوارح الٰہی اور فانی از خود اور باقی بارادۃ اللہ ہین بلا تحریک الٰہی وہ خود بخود کسی کام پر حرکت نہین کرتے - حدیث قدسی مین ہے کہ جب میرا بندہ ادائے نوافل سے میرا قرب یہان تک حاصل کرتا ہے کہ مین اوس کو چاہنے لگتا ہون تو اوس وقت مین ہی اوس کا کان ہوجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور مین ہی اوس کی آنکھ ہوجاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور مین ہی اوس کا ہاتھ بن جاتا ہون جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور مین ہی اوس کا پاؤن بن جاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مجھہ سے کچھہ مانگتا ہے تو مین اوس کو دیدیتا ہون اور اگر

قال صلے اللہ علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا ولئن سألنی

میرے ساتھ پناہ مانگتا ہے تو مین اوس کو پناہ دیتا ہون۔ اور نفس مومن سے کسی شے کا تردد ظاہر ہونا وہ درحصل میرا تردد ہے جسکا مین فاعل ہون۔ وہ موت سے کراہت کرتا ہے اور مجھے اوس کی کرب وصعوبت نہین بھاتی۔

عبدی اعطیته ولئن استعاذ بی لاعیذنه وما ترددت عن شئی انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت واکره مساءته - بخاری - حجة الله - ابی هریرة رضی الله عنه

موسیٰ علیہ السلام کا بامر الٰہی تعلم اسرار رشد کے لئے خضر علیہ السلام کی صحبت وہمیت مین ایک عرصہ تک رہنا اور اولاً ایک کشتی جسپر کہ سوار تھے حضرت خضر کا اوسکو شگافتہ کردینا۔ پھر ایک معصوم بچے کو خضر کا قتل کردینا۔ پھر ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار کو بلا اجرت خضر کا کھڑا کرنا اگرچہ موسےٰ علیہ السلام کو اپنے علم کے مطابق نہ بھایا لیکن حضرت خضر نے ان تینون امور کے اسرار کھول کر اون سے کہدیا کہ مینے کوئی کام اپنی رائے سے نہین کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو اون کی بیصبری پر ملامت

قال له موسیٰ هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا - قال انک لن تستطیع معی صبرا وکیف تصبر علی مالم تحط به خبرا - قال ستجدنی انشاء الله صابرا ولا اعصی لک امرا قال فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شئی حتی احدث لک منه ذکرا - فانطلقا حتی اذا رکبا فی السفینة خرقها قال اخرقتها لتغرق اهلها لقد جئت شیئا امرا - قال الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا - قال لا تواخذنی بما نسیت ولا ترهقنی من امری عسرا - فانطلقا حتی اذا لقیا غلاما فقتله قال اقتلت نفسا زکیة بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا - قال الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا - قال ان سئلتک عن شئی بعدها فلا تصاحبنی قد بلغت من لدنی عذرا - فانطلقا حتی اذا اتیا اهل قریة استطعما اهلها فابوا ان یضیفوهما فوجدا فیها جدارا یرید ان ینقض فاقامه - قال لو شئت لتخذت علیه اجرا - قال هذا فراق بینی وبینک سانبئک بتاویل مالم تستطع علیه صبرا - اما السفینة فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبها وکان وراءهم ملک یاخذ کل سفینة غصبا - واما الغلام فکان ابواه مومنین فخشینا ان یرهقهما طغیانا وکفرا - فاردنا ان یبدلهما ربهما خیرا منه زکوة واقرب رحما - واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینة وکان تحته کنز لهما وکان ابوهما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدهما ویستخرجا کنزهما رحمة

لہ والتردد صفة الله عزوجل غیر جائز فتاویله علی وجهین احدهما ان العبد قد یثبت فی ایام عمره علی المهالک مرات ذات عدد من داء یصیبه وآفة تنزل به فیدعوالله عزوجل بشفیه منها ویدفع لمکرهه عنه فیکون ذلک من عمله کتردد ومن یرید امرًا ثم یبدو له فی ذلک فیترکه ویعرض عنه والاجل لمن لقائه اذا بلغ الکتاب اجله فانه قد کتب الفناء علی خلقه وهو اثر من آثار البقاء لنفسه وفیه وجه آخر کما روی من قبضة ملک الموت وما کان من بسط عیسیٰ موتردده الی الله مرة بعد اخری - التنبیه فی التنزیه ص ۱۸۹

کرکے مخصوص کردیا۔ یہ قرآنی قصہ ہے جس سے | من ربک وما فعلتہ عن امری ذلک تاویل مالم تسطع علیہ صبرا۔
منکشف ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے عقول وعلوم ایسی وراء الوراء ہین کہ عقل انسانی اون پر احاطہ نہین کرسکتی۔ اور اُن کو نوع انسان کیساتھ ایسی ہی نسبت ہی جیسے نوع انسان کو انواع حیوانات سے۔ پس جیسے کہ ہم موجودات کے اسماء سے واقف ہین اور حیوانات کو اون سے وقوف نہین اسی طرح وہ اشیاء کی خواص اور حقایق اور منافع اور ضرر اور حدود ومقادیر سے آگاہ ہین اور ہم آگاہ نہین۔ اور جیسے کہ نوع انسان باعتبار تسخیر کے ملک الحیوان ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام باعتبار تدبیر کے ملوک الناس ہوتے ہین اور جیسے کہ آدمیون کی حرکات حیوانات کے حق مین معجزات ہین اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی حرکات آدمیون کے حق مین معجزات ہین کیونکہ حیوانات کے لیے ممکن نہین کہ حرکات فکریہ کو پہونچکر حق اور باطل کے درمیان تمیز کرین اور نہ یہہ کہ حرکات قولیہ کو پہونچکر صدق اور کذب کو جدا کرین اور نہ یہہ کہ حرکات فعلیہ کو پہونچکر خیر اور شر مین تمیز کرین اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی حرکات فکریہ اور عقلیہ ایسی بالاتر ہوتی ہین کہ اون کے منتہا کو قوت بشریہ پہونچنے سے بالکل عاجز ہے حتی کہ اس مقام مین اون کا یہ کہنا مسلم ہے کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اور اسی طرح اون کی حرکات قولی اور فعلی ایسی مستحکم اور منتظم اور طریق فطرت پر جاری رہتی ہین جسکی غایت کو قوت بشریہ ہرگز نہین پہونچ سکتی پس حدیث

| عن رافع بن خدیج قال قدم النبی المدینۃ وہم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعہ قال لعلکم لو لم تفعلوا لکان خیرا فترکوہ فنقصت قال فذکروا ذلک لہ فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیء من رائی فانما انا بشر وقال عکرمۃ او نحو ہذا مسلم انما انا ظننت ظنا ولا تواخذونی بالظن ولکن اذا حدثتکم عن اللہ شیئا فخذوا بہ فانی لم اکذب علی اللہ انتم اعلمون

حدیث تابیر النخل | تابیر النخل مین جہان تک کہ ہمارا علم کارگر ہو آنحضرت نے وقت قدوم مبارک اصحاب مدینہ کو اس فعل کی تابیر کے ترک مین جو خیریت کا افادہ فرمایا تو وہ سنۃ اللہ کے مطابق محض ابتلا تھا جس مین وہ کھرے نکلے اور دین و دنیا کی خیریت سے مستفیض ہوئے اور اون کا ترک تابیر کے بعد نقص ثمر کا شاکی ہونا فقط اسلئے تھا کہ وہ اوس خیریت کے معنی سے آگاہ نہ ہوئے جو آنحضرت کے ارشاد مین

مصروف تھا اور اس معنی پر کوئی دلیل نہیں کہ ترک تابیر ہی
نقص ثمر کا باعث درحقیقت ہوئی۔ یا آنحضرتؐ کا ارشاد
ترک تابیر ازدیاد ثمر کے لئے پیشگوئی ہو۔ یا آنحضرتؐ کا
یہہ مسترد قول کہ اگر تم تابیر نہ کرو تو شاید اچھا ہو جسکو آنحضرتؐ
نے اپنا ظن بیان فرمایا۔ علم الٰہی پر مبنی نہو۔ معہذا عکرمہ جو

باموردنیاکم۔ مسلم۔ قال العلماء قولہ ﷺ انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیء من رأیی فانما انا بشر قال عکرمہ او نحو ھذا فلم یخبر بلفظ البتۃ ۱۲ محققا فلم یکن ھذا القول خبرا وانما کان ظنا کما بینہ فی ھذہ الروایات نووی ص۲۶۴

قصۂ افک میں تردد کا سبب

اس حدیث کا راوی ہے وہ اس کے اخیر میں لفظ او نحو ھذا لکھتا ہے جس سے بقول امام نووی علماء اُمت نے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ رائی کا لفظ آنحضرتؐ کا ارشاد نہیں۔ پس راوی نے محقق طور سے آنحضرتؐ کے لفظ سے خبر نہیں دی بلکہ اپنا ایک ظن بتا دیا ہے جیسے کہ اس حدیث کی مختلف روایات سے پایا جاتا ہے۔ دیکھو نووی ص۲۶۴۔ اور قصۂ افک میں اگرچند روز آنحضرتؐ نے اپنا تردد اور تشویش ظاہر فرمایا تو فقط اسی لئے کہ کوئی آسمانی فیصلہ نازل ہو جو قیامت تک اُمت مرحومہ کے درمیان قانون عادل رہے۔ امام ربانیؒ فرماتے ہیں کہ باوجود فنا و بقاے کامل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صفات بشریہ جیسے اکل و شرب اور راحت و رنج وغیرہ کیساتھ متصف ہونا فقط اسی لئے تھا تا کہ باب افادہ و استفادہ جو اس عالم میں تجنس پر موقوف ہے مفتوح ہو۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم کوئی فرشتہ بھی نبوت کے ساتھ اوتارتے تو ہم ضرور اوس کو بھی ایک مرد ہی کی صورت میں کرتے اور اون پر وہی اشتباہ رہتے جو

کہ اب کر رہے ہیں اور نیز اسلئے تا کہ پاک اور ناپاک

ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا وللبسنا علیھم ما یلبسون

کے درمیان موجب ابتلا ہو کر کاذب اور صادق کے درمیان موجب تمیز ہو۔

اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز میں سہو فرمانا اور ذوالیدین کا بار بار یاد دلانا اس لئے نہ تھا کہ درحقیقت آنحضرت پر سہو طاری ہو گیا تھا۔ سوا اللہ بنیہ میں ہے کہ آنحضرتؐ کا سہو اُمت مرحومہ پر منجملہ انعام نعمت اور اوراکمال دین تھا تا کہ اُمت مرحومہ کے لئے ایسے سہو کے

ثبت فی الصحیحین من قولہ انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی وقد کان سہوہ من انعام نعمۃ اللہ تعالیٰ علی اُمتہ واکمال دینہم

سو اقع مین آنحضرتؐ کا تشریعی عمل جراغ راہ ہوا اور وہ آدمی
کے موافق اقتدا کرین - اور یہی معنی اوس حدیث کے ہین جو
مؤطا مین ہے کہ مین اسی لئے بھولتا یا بھلایا جاتا ہون
تاکہ وہ سنت بنے اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس
لئے نسیان فرمایا کرتے تھے تاکہ اون کے سہو اور نسیان
پر اون احکام شرعیہ کا ترتب ہو جن کا قیامت تک سہو
اُمت پر جاری ہونا مقدر تھا - چنانچہ امام ربانی مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات کی جلد اول مکتوب
(۳۰۵) مین کہتے ہین کہ آنحضرت کا یہ سہو اللہ تعالیٰ

لیقتدوا به فیما یشرعه لهم عند السهو وهذا
معنی الحدیث الذی فی الموطا انما انسی
او انسی لاسن - وکان صلی الله علیه
وسلم ینسی فیترتب علی سهوه احکام شرعیة
تجری علی سهو امته الی یوم القیامة و
حاصل ما فی النهایة السهو فی الشئ ترکه
عن غیر علم والسهو عنه ترکه مع العلم وهو
فرق حسن دقیق - وبه یظهر الفرق بین
السهو الذی وقع من النبی غیر مرة - مواہب اللدنیہ

کے نزدیک اسقدر محبوب تھا کہ آنحضرت کا اقتدا کرنے والے صحابہ کو جنت کی بشارت دی گئی چنانچہ لکھا
"ولہذا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سہو حضرت پیغمبر را بہتر از صواب و عمدہ خود دانستہ طلب سہو او می
فرماید آنجا کہ گوید یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ سَهْوَ مُحَمَّدٍ آرزوے آن دارد کہ بکلیت خود سہو آن سرور باشد"
اور حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ غزوۂ اُحد مین امر انہزام فقط ابتلا تھا جو آنحضرت کے ارشاد کے
مطابق شعب جبال پر قیام نکرنے سے وقوع مین آیا اور جسکا علم حق تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہلے سے ہی دیدیا تھا اور دکھلا دیا کہ تلوار نکڑے ہوگئی اور گائے ذبح کی گئی -

پس بمقتضاے انزل الله علیک الکتاب والحکمة حق تعالیٰ نے آنحضرت کو قوانین ارتفاقات
سے کلاً و جزواً مطلع فرمادیا اور آنحضرت عقل کل اور راے محفوظ اور اجتہاد معصوم کے ساتھ اہل عالم
کی اصلاح ارتفاقات مین مصروف ہوئے - آداب معاش و معاد اور تدابیر منازل و سیاست مدن
اور سیر ملوک اور سیاست اعوان کے لئے ایسے قواعد تشریع فرمائے جو نہایت اعتدال اور سنن فطرت
پر مبنی ہین اور جس سے بہتر کوئی قوت بشری خیال مین نہین لاسکتی - حدیث و فقہ کے ابواب و
فصول اس باب مین شاہد عادل ہین - اور حوادث جو ہماری آنکھون اور کانون سے ناآشنا تھے اور رضا

یا عدم رضائے حق تعالیٰ جن کے ساتھ متعلق ہوئی اون کو آنحضرتؐ نے مختلف تقریبات اور مناسب تمثیلات کیساتھ بحدّے منکشف فرمایا کہ اون کے وجود کے متعلق ہمارے درمیان کوئی شک شبہہ نہ رہا۔ یہان تک کہ دجّال جسکے خروج کے متعلق نوحؑ نبی اللہ نے اپنی اُمّت کو انذار فرمایا اور جس کا قتل عیسےٰ نبی اللہ کے ہاتھون مقدر ہے جبکہ وہ آسمانون سے نزول فرمائین گے۔ اوس کی بہت شبیہہ مثال یعنی صورت ابن صیّاد پیش نظر فرمادی۔ حتّےٰ کہ بعض کو اوسی کا دجّال معہود ہونا مظنون ہوا بلکہ یقین بھی ہوگیا۔ اور یہہ امر بالکل منافی نبوّت ہے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے کہ ایسے حوادث کی اطّلاع مین کسی طرح کا بھی اہمال ہو جس سے اُمّتِ مرحومہ تاریکی مین اور نعمت الٰہی ناتمام رہے۔ ہان وہ رسوم جن مین ابھی اعوجاج اور کجی حادث نہوئی تہی اون کو اون کی حالت پر چہوڑا۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث تابیر النخل مین جو فرمایا انتم اعلمون بامور دنیاکم۔ اور وہ امور جن کا فہم ہمارے میزان عقل سے باہر تھا جو ہماری اصل فطرت مین ودیعت کی گئی ہے اور جن کے فہم کے لئے ہم اصول ہندسہ ہیئت اور دقایق فلسفیہ اور حکمت کی طرف محتاج ہین کمال شفقت اور لطف سے اون کے ضبط کے لئے اہتمام نفرمایا اور اوس عورت سوداء کے ایمان کی تصدیق فرمائی جس سے آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ تیرا خدا کہان ہے اور اوس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ ایسا ہی نماز کے استقبال کے لئے قبلہ کعبۃ اللہ کو شرط فرمایا لیکن معرفت استقبال کے لئے ہندسہ اور ہیئت کے مسائل کے حفظ کا امر نفرمایا بلکہ اوس شخص کے لئے جو کہ کعبہ کے شمال وجنوب مین ہے فرمایا کہ قبلہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

مقدمہ ہفتم

(نوع انسانی کی حقیقت اور قول قادیانی کہ وہ رحم کے اندر کا ایک کیڑا ہی)

نوع ایسا ہی جبکہ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما

کہ روح کیا چیز ہے؟ تو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے امر ہوا کہ کہدے اے محمدؐ اون کو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور اون کو بہت تہوڑا علم دیا گیا ہے۔ پس شارع علیہ السلام کا روح کی تشریح حقیقت سے سکوت فرمانا اسلئے تہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم یا اُمت مرحومہ کا کوئی فرد کامل اُس کے فہم سے عاجز ہے بلکہ شارع نے سکوت اس لئے کیا کہ روح کی معرفت ایسی دقیق اور غامض ہے کہ جمہور اُمت کو اوس مین غور و خوض کرنا مصلحت نہین۔ کیونکہ روح کا آشیانہ فوق العرش اوس عالم امر سے ہے جس کی موجودات ہمارے حس و خیال اور جہت و مکان اور تحیز سے باہر اور مساحت اور تقدیر اور کمیت اور تحدید سے مُطلق پاک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بقول فتح البیان روح کی تفسیر مین ایک ہزار آٹھ سو اقوال منقول ہوئے جو ہنوز امر حق سے بہت پیچھے رہے۔

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا وقرأ اعمش عن ابن مسعود وما اوتوا۔ بخاری۔ فالخطاب لليهود۔ حجة الله البالغة

وعالم الامر عبارة عن الموجودات الخارجة من الحس والخيال والجهة والمكان والتحيز وهو ما لا يدخل تحت المساحة والتقدير لانتفاء الكمية۔ عنه غزالی رسالہ روح

بقول قادیانی روح انسانی رحم کا ایک کیڑا ہے

اور اونھین سے قادیانی صاحب کا وہ مُلحدانہ اور مُلفق قول ہے جو اونہون نے لاہور کے جلسۂ مذاہب مین بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء بڑے زور کیساتھ بیان کیا کہ "روح کا الگ طور سے آسمان یا فضا سے نازل ہونا نہ یہ خدا کا منشا ہے اور نہ یہ خیال کسی طرح صحیح ٹہہر سکتا ہے بلکہ ایسے خیال کو قانون قدرت باطل ٹہہراتا ہے۔ ہم روز مشاہدہ کرتے ہین کہ گندے زخمون مین ہزارہا کیڑے پڑجاتے ہین سو یہی بات صحیح ہے کہ روح ایک لطیف نور ہے جو اوس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم مین پرورش پاتا ہے اور جسکا خمیر ابتدا سے نطفہ مین موجود ہوتا ہے اور وہ نطفہ کے ساتھ ایسا جزو ہوتا ہے جیسے آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے نہ جیسے جسم جسم کا جزو ہوتا ہے یا وہ باہر سے آتا ہے اور نطفہ کے مادہ سے آمیزش پاتا ہے۔ اور اسی سے اوس کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔"

پس قادیانی صاحب کے اس قول پر جاہلون نے تحسین کے نعرے بلند کیے اور اوس کے

مطالب پر غور نہ کیا جو بالکل امرِ نبوت کے مصادم اور کلام ربانی کے بالکل مناقض ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کے صریح الفاظ ناطق ہیں کہ روح رب تعالے کے (عالم) امر سے ہے نہ عالم خلق سے اور سنت صحیحہ سے ثابت ہے کہ رب تعالیٰ نے روح آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ یعنی جیسے[1] کہ حق تعالیٰ بیچون و بیچگون ہے اسی طرح روح آدم کو اس کا خلاصہ ہے نسبت بعالم الصورت بیچونی اور بیچگونی پیدا ہوئی اور جس طرح کہ حقتعالیٰ لامکانی ہے اسی طرح روح بھی لامکانی ہوئی۔ اور جیسے کہ رب تعالیٰ نہ عالم کے اندر ہے نہ باہر اور نہ متصل نہ منفصل لیکن نسبت قیومیت و معیت قایم۔ اسی طرح روح آدم بھی بدن انسانی سے نہ باہر ہے نہ اندر اور نہ متصل نہ منفصل معہذا بدن کے ہر ذرات کا قوام اسی سے اور ہر نبض کہ قیوم عالم کی طرف سے بدن پر وارد ہوتا ہے اسی کے واسطہ سے ہوتا ہے۔ اسی تشبیہ دقیق کا باعث ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب ۲۶۰ میں ارشاد فرمایا کہ "درین مقام سالک لگفتہ است کہ سی سال روح را بخدائی پرستیدم" اور اوس سالک نے دور از فہم تشبیہ کے باعث روح کو رب سے جدا نہ کیا اور نصاریٰ نے روح اللہ کو ابن اللہ کہدیا۔ اور اسی تشبیہ دقیق کے باعث حضرت آدم شایانِ خلافتِ رحمانی ہوئے۔ امام ربانی فرماتے ہیں "و بلے صورتِ شے خلیفۂ شے است تا صورت شے مخلوق نباشد خلافتِ شے را نشاید و تا خلافت راشایان نباشد تحمل بار امانت نتواند کرد بلے لیحمل عطایا الملک الا عطایاہ"

اور اسی دقت معنی کی طرف اشارہ ہے اوس حدیث میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

---

[1] عالم ارواح ماورا عالم جہات و ابعاد است چہ روح لامکانی است در مکان چگونہ۔ و روح را در ماورای عرش ثابت نمودن تُرا در وہم نیندازد کہ روح از تو بعید است و مسافت دور و دراز در میان تو و روح است۔ نہ چنین است۔ روح را نسبت باجمیع امکنہ باوجود لامکانی برابر است ماورا عرش گفتن معنی دیگر دارد تا بآنجا نرسی نتوانی دریافت۔ طائفہ کہ از صوفیہ بہ تنزیہ روحی رسیدہ اند فوق العرش تنزیہ یافتہ تنزیہ الٰہی جلت تقدسہ نمودہ اند و حق آنست کہ آن نور نور صنع است و چون روح لامکانی است و بصورت بیچگونی مخلوق لاجرم محل اشتباہ گردید باید دانست کہ روح ہرچند بنسبت بعوالم بیچون است الا حقیقت داخل دائرۂ چون است گویا برزخ است در میان عالم چون و میان حقیقی پس از یک سو در دائرۂ چون دارد و ہر دو اعتباری درست و صحیح است بخلاف بیچون حقیقی کہ چون را اصلا بآنجا راہ نیست۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول ۲۸۵۔ سولت۔

عائشہ صدیقہ رضؓ سے فرمایا کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا قریب ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے۔

مگر افسوس ہے کہ قادیانی صاحب نے روح کی خلقت اون ہزار باکٹیرون کی طرح اندرون رحم کی لطفہ سے ادراک کی جو گندے زخمون مین پڑجاتے ہین اور جسکی طرح بھی محل انوار الٰہی نہین ہو سکتے۔ اور نہ حامل بار امانت اور نہ جن کے لئے کوئی ثواب ہے نہ عذاب ۔ اور نہ حشر ہے نہ نشر۔ حالانکہ ارواح انسانی قبل از وجود عنصری بمقتضای انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا بار امانت اوٹھا چکی اور مستحق عذاب وثواب قرار پاچکی۔ اور میزان شعرانی کے صلا۱ مین ہے کہ اہل کشف کا اسپر

اجماع اہل کشف کہ روح بحالت بالغہ پیدا ہوئی اور وہی درحقیقت مکلف ہے لہذا بچے اور بوڑھے کی روح مین فرق نہین

اجماع ہے کہ روح بحالت بالغہ پیدا ہوئی جو کسی زیادتی کو قبول نہین کرتی اور وہی حقیقت مکلف ہے۔ لہذا شافعی کے نزدیک بچے اور بوڑھے کی روح مین کوئی فرق نہین۔ معہذا سنت صحیحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے ارواح کو دو ہزار برس قبل اجساد کے بلکہ مقادیر خلق کو پچاس ہزار برس قبل اجساد کے مخلوق فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ روحین رب تعالیٰ کی جنود مجندہ یعنی جموع مجتمعہ اور انواع مختلفہ ہین اور دنیا مین اون کا باہم تالف اور تخالف باعتبار اون کی اصل فطرت اور ابتدائی خلقت کے ہے۔ پس اچھی روحین اچھون کی طرف مائل رہتی ہین اور بری روحین بُرون کی طرف۔ اور اسی پر تفرع ہے وہ جو ارشاد ہوا کہ ان ارواح کے حال معدن ذہب وفضہ کیطرح مختلف معدنین ہین

عن عائشۃ رضؓ انہا قالت یا رسول اللہ متی یعرف الانسان ربہ قال اذا عرف نفسہ اداب الدنیا للماوردی۔ قال ابن حجر ومن کلام علیؓ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وذکرہ الغزالی مرفوعا فی المسائل الغامضۃ وغیرہ المناوی فی کنوز الحقائق فی حدیث خیر المخلوق الی الدیلمی تنبیہ الغبی

وقد اجمع اہل الکشف علی ان الروح خلقت بالغۃ لا تقبل الزیادۃ والتکلیف علیہا حقیقۃ بلا فرق بین روح الصبی والشیخ۔ میزان شعرانی ص۱۷۱

خلق اللہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام نعرانی رسالہ روح۔ فتح البیان۔ ان اللہ قدر مقادیر الخلق قبل خلق السمٰوٰت والارض بخمسین الف سنۃ زرقانی و مسلم

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الارواح معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا والارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف مسلم قال العلماء معناہ جمع مجتمعۃ او انواع مختلفۃ۔ واما تعارفہا فتقابل نہا موافقۃ صفاتہا التی جعلہا اللہ علیہا وتناسبہا فی شیمہا قیل لانہا خلقت مجتمعۃ ثم فرقت فی اجسادہا فمن وافق شیمہ الفہ ومن باعدہ ناقرہ وخالفہ وقال الخطابی وغیرہ

اور قرآن و سنت دونوں سے ثابت ہے کہ میثاق کے روز بقدرت کاملہ خداوندی عالم امر کی وہ تمام روحیں اور نسمات نورانی حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ذرات کی صورت میں نکل آئیں اور سب کی سب حضرت آدمؑ کے سامنے لائی گئیں جن میں سے ایک کی نسبت حضرت آدمؑ نے اپنے رب سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ یہ داؤدؑ ہے۔ پھر حضرت آدمؑ نے عرض کی کہ اے رب اس کی کتنی عمر ہوگی؟ ارشاد ہوا کہ ساٹھ برس کی پھر عرض کی کہ اے رب میری عمر میں سے اور چالیس برس اس کی عمر میں بڑھا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چالیس برس قبل جب ملک الموت حضرت آدمؑ کی روح قبض کرنیکے لئے آیا تو حضرت آدمؑ نے کہا کہ کیا ابھی میری عمر میں چالیس برس باقی نہیں؟۔ ملک الموت نے کہا کہ کیا تو نے اپنے فرزند داؤدؑ کو نہیں دیدئے ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ اون ارواح میں انبیا کی روحیں ستاروں کی طرح نورانی تھیں اور عیسیٰ بن مریمؑ کی روح بھی اونہیں ارواح میں تھی جسکو حق تعالیٰ نے مریمؑ کی طرف بھیجا اور وہ مریم کے اندر موضع کے راستے داخل ہوگئی۔

تا لغنها هو ما خلق الله عليه من السعادة او الشقاوة في الممتد وهي كانت الارواح قسمين متقابلين فاذا تلاقت الاجساد في الدنيا ائتلفت واختلفت بحسب ما خلقت عليه فيميل الاخيار الى الاخيار والاشرار الى الاشرار۔
نووی صلعم ۳۳ جلد ۲

عن ابی هریرة قال قال رسول الله لما خلق الله آدم مسح ظهره فسقط من ظهره كل نسمة هو خالقها من ذريته الى يوم القيامة وجعل بين عينى كل انسان منهم وبيصا من نور ثم عرضهم على آدم فقال اى رب من هؤلاء قال ذريتك فرأى رجلا منهم فاعجبه وبيص ما بين عينيه قال اى رب من هذا قال داؤد فقال اى رب كم جعلت عمره قال ستين سنة قال زده من عمرى اربعين سنة قال رسول الله فلما انقضى عمر آدم الا اربعين جاءه ملك الموت فقال اولم يبق من عمرى اربعون سنة قال اولم تعطها ابنك داؤد۔ اھ

وعن ابی بن كعب فى قول الله عز وجل واذ اخذ ربك من بنى آدم من ظهورهم ذريتهم عيسى ابن مريم كان فى تلك الارواح فارسله الى مريم عليها السلام فانه دخل من فيها۔ مشكوٰة

فتح البیان میں بحوالہ سلیمان الجمل لکھا ہے علی ابن ابی طالب یقول انی لا ذکر

منقول ہے کہ اونہون نے اُس عہد کے یاد ہونیکا اقرار کیا اور اسی طرح سہل بن عبداللہ تستری اور حضرت شیخ نظام الدین دہلوی سے بھی منقول ہے۔ آمام بیہقی قصۂ خلق آدمؑ مین ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کرکے ارشاد فرماتی ہین کہ وہ روح جو تسویۂ آدمؑ کے بعد اون کے جسد مین پہونکی گئی وہ اللہ تعالےٰ کی مخلوقات مین سے ایک مخلوق موجود تہی جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اجسام کی زندگی بنائی۔ اور بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مین دو ہزار برس قبل پیدایش آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے بصورت نورانی تسبیحین کہا کرتا تہا۔ اور زرقانی مین بروایت احمد و بخاری و ابونعیم وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مین اوس وقت نبی تھا جبکہ آدم ابہی روح اور جسد کے درمیان تہا۔ اسی کی نسبت امام سبکی آیۂ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم کے تحت مین لکہتے ہین کہ ہمارا گمان تھا کہ یہان تقدم علمی مُراد ہے۔ لیکن اب منکشف ہوگیا کہ تقدم علمی کے علاوہ تقدم وجودی بہی ہے۔ جیسے کہ ہم قبل اس کے بیان کرچکے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام کے قبل ارواح کو پیدا فرمایا۔

العہد الذی عہد الی ربی وکن اکان سہل بن عبد اللہ التستری یقول انتہی وکذا روی عن الشیخ نظام الدین دہلوی فتح البیان ص۴۰۰

اخرج البیہقی عن ابن عباس وعن ابن مسعود فی قصۃ خلق ادمؑ وفیہ ثم قال للملائکۃ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین فخلقہ اللہ بیدیہ لکیلا یتکبر ابلیس عنہ قال البیہقی فالروح الذی منہ نفخ فی ادم کان خلقا من خلق اللہ تعالےٰ جعل اللہ تعالےٰ حیوۃ الاجسام بہ وانما اضافہ الی نفسہ علی طریق الخلق والملک لا انہ جزء منہ التنبیہ فی التنزیہ

قال العلامۃ البکری فی تاریخ الخمیس وروی عن ابن عباس عن النبی ﷺ انہ قال کنت نورا بین یدی اللہ قبل ان خلق اللہ عزوجل ادم بالفی عام یسبح ذلک النور ویشملہ فی المواہب اللدنیۃ فی احکام ابن القطان وفی حدیث علی رض ان النور النبوی جسم قبل خلقہ باثنی عشر الف عام وفی روایۃ اربعۃ عشر الف عام وقال الزرقانی لا تنافی ما مر ان نورہ مخلوق قبل الاشیاء (التنبیہ)

قولہ کنت نبیا وادم بین الروح والجسد (رواہ احمد وابو نعیم فی التاریخ وابو نعیم وغیرہم) کنا نظن انہ مابعلم فبان انہ زاید علی ذلک (علی ما شرحناہ یعنی بقولہ اولا) انہ قد جاء ان اللہ خلق الارواح قبل الاجساد (زرقانی مقصد سادس شرح مواہب اللدنیۃ)

عالم مثال

پس جیسے کہ عالم خلق کے قبل عالم ارواح کا ہونا ثابت ہوگیا اوسی طرح قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ عالم اجسام کے قبل ایک عالم مثال بھی ہے جو عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان بصورت برزخ ہے کہ جس مین اون ارواح اور معانی کا تمثل اون کے ہم صفت اجسام عالم خلق کی صورت مین ہوتا ہے اور جسمانیات بقدرت خداوندی ہر شے کے لئے اس عالم عنصری مین موجود ہونیکے قبل ایک قسم کا ایسا تحقق ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم عنصری کی اشیاء درحقیقت وہی معانی ہین جو صورت عنصری مین متحقق ہوتے ہین اور یہہ بھی ثابت ہے کہ اکثر وہ اشیاء جنکے لئے عوام کے نزدیک کوئی جسم نہین اون مین صفت انتقال وغیرہ بھی متحقق ہے۔

چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث ابی ہریرہ مین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ جب اللہ تعالی مخلوقات کو پیدا فرما چکا اوس وقت رحم نے اٹھکر کمر گاہ رب العزت کو کولی مین لے لیا۔ رب العزت نے فرمایا صبر کر رحم نے عرض کی کہ اے رب العزت یہہ اوس کسی کی قیامگاہ ہے جو قطع کئے جانے سے تیری پناہ مانگے۔ یعنی اے رب مجھے قطع کئے جانے سے پناہ مین رکھ ا۔ چنانچہ یہی تمثل ہے اون ارواح اور نسمات کا جو میثاق کی روز بصورت ذرات آدم کی پشت سے لگائے گئے۔ اور اسی صورت مثالی مین وہ روح بھی جو رحم کے اندر داخل ہوگئی۔ اور اسی قسم مین سے آنحضرت کا ارشاد ہے کہ امر معروف و نہی منکر دو مخلوق چیزین ہین جو قیامت کے دن لوگون کے سامنے کھڑی کی جاوین گی۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ الخلق فلما فرغ منہ قامت الرحم فاخذت بحقوی الرحمن فقال مہ قالت ھذا مقام العائذ بک من القطیعۃ (مشکوۃ)

ان المعروف و المنکر لخلیقتان تنصبان للناس یوم القیامۃ (مشکوۃ)

ایک لاکھ آدم کی حقیقت

اور اسی قسم مین سے وہ حدیث نبوی ہے جسکو شیخ محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ مین بروایت ابن عباس نقل کیا ہے۔ کہ اللہ تعالی نے ایک لاکھ آدم مخلوق فرمائے۔ چنانچہ حضرت شیخ نے کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے عالم مثال مین دیکھا کہ اون کے ساتھہ ایک جماعت طواف

ان اللہ خلق مائۃ الف آدم۔ ابن عباس۔ فتوحات مکیہ۔ تشہید

کررہی ہے جنکو وہ نہین پہچانتے تھے اور اون مین سے ایک نے یہہ شعر کہا۔ ؎ لقد طفنا کما طفتم مینا ٭ بھذا البیت طرّاً اجمعینا۔ یہہ شعر سُنتے ہی شیخ کے دل مین گذرا کہ یہہ عالم مثال کے ابدان ہین۔ اور اسی کیساتھ ایک نے اون کی طرف نگاہ کرکے کہا کہ مین ہی تُمہارے اجداد مین سے ایک جد ہون۔ اوس وقت شیخ نے اوس سے پوچھا کہ تجھے وفات پائے ہوئے کتنے سال گذرے ہین؟ اوسنے جواب دیا کہ چالیس ہزار برس سے زیادہ۔ اوس وقت شیخ نے تعجب سے دریافت کیا کہ ابتدائے خلقت آدم ابوالبشر سے اس وقت تک تو اہی سات ہزار برس ہی نہین ہوئے۔ اوس وقت اوس نے شیخ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تو کس آدم کی نسبت کہہ رہا ہے؟۔ شیخ کو اوس وقت اوپر کی حدیث یاد آگئی جس کی نسبت، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جلد ثانی مکتوب (۵۸) مین تحریر فرماتے ہین کہ "مخدوما مکرما! اینہمہ آدم کہ پیش از وجود حضرت آدم گذشتہ اند وجود شان در عالم مثال بودہ است نہ در عالم شہادت۔ ہمین حضرت آدم است کہ در عالم شہادت موجود گشتہ است و در زمین خلافت یافتہ و مسجود ملایک شدہ۔ غایتہ مافی الباب آدم چون بر صفت جامعیت مخلوق گشتہ است و در حقیقت خود لطایف داوصاف بسیار دارد و پیش از وجود او لقرون متطاولہ در ہر وقتے از اوقات بصفتے از صفات یا لطیفۂ از لطایف او بایجاد خداوندی جل سلطانہ در عالم مثال موجود گشتہ است و بصورت آدم ظاہر شدہ و مسمّی باسم او گشتہ کاروبار آدم منتظر از وے بوقوع آمدہ حتّے کہ توالد و تناسل کہ مناسب عالم مثال ست نیز بظہور پیوستہ و کمالات صوری و معنوی مناسب آن عالم نیز یافتہ و شایان عذاب و ثواب گشتہ بلکہ در حق او قایم شد بہشتی بہ بہشت و دوزخی بدوزخ رفتہ بعد ازان در وقتے از اوقات بمشیت اللہ سبحانہ بصفتے یا لطیفۂ دیگر از صفات و لطایف او در ہمان عالم بمنصۂ ظہور آمدہ و کاروبارے کہ از ظہور اول بوجود آمدہ بود از ظہور ثانی نیز بوجود آمدہ و چون آن دورہ نیز تمام شدہ ظہور ثالث ازان صفات و لطایف او بحصول پیوستہ و چون آن ظہور نیز دورۂ خود را تمام کردہ ظہور رابع بثبوت پیوستہ الی ماشاء اللہ و چون دوایر ظہورات متناہیہ او کہ تعلق بصفات و لطایف او داشت تمام شد آخر الامر آن نسخہ جامعہ در عالم شہادت بایجاد خداوندی جل سلطانہ بوجود آمدہ و بفضل خداوندی جل سلطانہ معزز

دکم گشته - اگر صد هزار آدم باشند اجزاے همین آدم اند و دست و پا و بند و مقدمات وجود او بند
جدّ شیخ بزرگوار کر زیاده از چهل هزار سال قوت او گذشته است لطیفه بوده است در مثال از لطایف
چه شیخ که بعالم شهادت وجود داشته است و طوان بیت الله که میکرده در عالم مثال میکرده چه جسم
معظم را نیز در مثال صورتے و قشیبے بوده است که اهل آن عالم را قبله بوده - این فقیر درین باب نظر را دور
فرستاده و تعمق بسیار نموده در عالم شهادت آدم دیگر بنظر نیامده و غیر از شعبده هاے عالم مثال نیافته
و آنکه بدنِ مثالی گفته که من جدّ توام در زیاده از چهل هزار سال از قوت من گذشته است اوّل دلیل
است بر آنکه آدمها پیش از ظهور ات صفات و لطایف این آدم بوده اند نه آنکه خلقتِ علیحده داشتند
ازین آدم مبائن بودند چه مُبائن را با این آدم چه نسبت و چرا جسد بود و از خلقت این آدم هفت هزار
سال تمام نشده چهل هزار چه گنجایش دارد - و جماعه که در دلهاے ایشان مرض است ازین حکایات تناسخ
می فهمند و نزدیک است که بقدم عالم قایل گردند و از قیامتِ کبری انکار نمایند - و بعضے از ملاحده
که بباطل خود را بسند شیخی گرفته اند حکم بجواز تناسخ می نمایند و می انگارند که نفس تا زمانی که بجسدِ کمال
نرسد از تقلبِ ابدان او را چاره نبود میگویند چون بجسدِ کمال رسید از تقلب ابدان بلکه از تعلق فارغ
گشت و مقصود از خلقت او کمال اوست که میسّر شد و این سخن صریح کفر است و انکار است از انچه از دین
بتواتر ثابت شده - **سوال** از حضرت امیر کرّم الله تعالی وجهه از بعضے دیگر از اولیاء الله نیز منقول
است که بعضے از اعمال غریبه و افعال عجیبه پیش از وجود عنصری بقرون متطاوله از ایشان در عالم

ارواح اولیاء الله کا متجسد ہو کر عجیب افعال کرنا

شهادت بوقوع آمده است صحت آن بے تجویز تناسخ چگونه است - **جواب**
صدور آن اعمال و افعال از ارواح این بزرگواران است که بشیته الله سبحانه خود
متجسد باجساد گشته مباشر افعال عجیبه گشته اند جسد دیگر نیست که بآن تعلق گیرند تناسخ آن است که روح
پیش از تعلق باین جسد بجسد دیگر که مبائن و مغایر آن روح است تعلق گرفته باشد و چون خود متجسد
بجسد گردد تناسخ چه بود - چنانچه که متشکل باشکال میگردد و متجسد باجساد مختلفه درین اعمال
حال عجیبه که مناسب این اشکال و اجساد است بوقوع می آرند هیچ تناسخ نیست و هیچ حلولی نه

بارگاہ حضرتیان را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است و چہ احتیاج بہ بدن دیگر۔ ازین قبیلہ است آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن بر امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال متبائنہ بوقوع می آرند۔ اینہا نیز لطایف ایشان متجسد باجساد مختلفہ و متشکل باشکال متبائنہ باشند و ہمچنین عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد و از آن دیار سر برآوردہ است جمعے از حضرت مکہ معظمہ مے آیند میگویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چنان و چنین در میان ما و آن عزیز گذشتہ است۔ و جمعے دیگر نقل مے کنند کہ ما او را در روم دیدہ ایم و جمعے دیگر از بغداد دیدہ اند۔ اینہم متشکل لطایف آن عزیز است باشکال مختلفہ۔ گاہ است کہ آن عزیز را از ان تشکلات اطلاع نبود لہذا در جواب آن جماعت گاہ میگوید کہ اینہمہ بر من تہمت است من از خانہ نہ برآمدہ ام و حرم کعبہ را ندیدہ ام و روم و بغداد را نمے شناسم ولی دانم کہ شما چہ کسانید۔ ہمچنین ارباب حاجات از اعزہ احیاء و اموات در آن مخاوف و مہالک مدد ہا طلب مینمایند و می بینند کہ آن صور اعزہ حاضر شدہ رفع بلیہ از ینہا نمودہ است۔ گاہ است کہ آن اعزہ را از دفع آن بلیہ اطلاع بود و گاہ نبود۔ (ع) از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند۔ این نیز تشکل لطایف آن اعزہ است۔ و این تشکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال۔ چنانچہ در یک شب ہزار کس

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا

آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہ ہا مینمایند این ہمہ تشکل صفات لطایف اوست علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی۔ ہمچنین مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہا مینمایند و حل مشکلات مے فرمایند۔

ارواح اولیاء اللہ سے استمداد و طلب اعانت

چنانچہ بروایت بخاری زرقانی کے ص۳۲۵ مین ہے۔ استشفع عمر بالعباس فقال اللہم انا کنا اذا قحطنا توسلنا الیک بنبینا فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون۔ رواہ البخاری و ذکر الشتری عن معروف الکرخی انہ قال لتلامذتہ اذا کان لکم الی اللہ حاجۃ فاقسموا علیہ بی فانی الواسطۃ بینکم و بینہ الآن بحکم الوراثۃ عن المصطفیٰ۔ کما اخرج الترمذی وابن ماجہ والحاکم عن عثمان بن حنیف ان رجلا اعمی الخ ملخصاً۔

روح کی فلسفانہ طریق پر حقیقت اور ماہیت

پس جبکہ ثابت ہوچکا کہ روح آدم کی پیدایش ہزارہا سال قبل از وجود عنصری ہے نہ کہ رحم کے نطفہ مین سے اون ہزارہا کیڑون کی طرح اوس کی پیدایش ہے جو گندے زخمون مین پڑجاتے ہین جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے اور قادیانی بھی وہ قادیانی جو دعوی کرتا ہے کہ حضرت روح اللہ نے اون مین پھونکیا اور یہ اور وہ ہر دو گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہین - لہذا اب ضرور ہے کہ ہم روح آدم کے اوس تعلق کی کیفیت اور حقیقت بیان کرین جو اوسی بدن آدم کے ساتھ باوجود اتنے بُعد و مسافت کے ہے اور نیز ہر ایک مراتب تعلق کی طرف بھی اشارہ کرین تاکہ اہل بصارت پر اس کا انکشاف کماحقہ ہو اور قادیانی صاحب کی چشم بصارت سے غشاوت دور ہوکر اون کو اون کی جہالت اور ضلالت نظر آئے

پس معلوم کرنا چاہیے کہ دیباچہ اوّل مین روح کی حقیقت جو ادراک کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ زندہ اشیاء کی زندگی کا باعث ہے اوسی کے نفخ سے انہین زندگی حاصل ہوتی ہے اور اوسی کی مفارقت سے وہ مرجاتی ہین - پھر جبکہ ذرا غور سے نظر کیجاوے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ انسان کے دل مین اخلاط بدن کے خلاصہ سے ایک قسم کا ایسا بخار لطیف متولد ہوتا ہے جو بدن کی قوت حساسہ اور محرکہ اور مدبرہ غذا کے لئے حامل ہے - اور تجربہ طبی سے ثابت ہے کہ اسی بخار کی حالت رقت اور غلظت اور صفوت اور کدرت کا - ان قوتون اور ان کے افعال مین ایک خاص اثر ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ بدن کے کسی عضو یا تولید بخار پر کوئی آفت طاری ہوجانے سے اوس بخار اور اوس کے افعال مین تشویش اور فساد واقع ہوجاتا ہے - اور اسی بخار کا مکون حیات کا مستلزم ہے اور اوسی کا تحلل موت کا مستوجب ہے - پس گویا نظر اوّل مین یہی بخار روح دکھائی دیتا ہے - لیکن بخار نظر غور مین روح حقیقی کا طبقہ اسفل ہے - اور اس روح کی مثال بدن مین اس طرح ہے جیسے نمی گلاب مین اور جیسے آگ کوئلہ مین - پھر جبکہ اوّل سے زیادہ تر امعان کی نظر سے غور کیا جاوے تو منکشف ہوجاتا ہے کہ یہ روح بخاری جو دل کے اندر خلاصہ اخلاط سے متولد ہوتی ہے حقیقت مین روح حقیقی کا مطیہ اور اوس کے تعلق کے لئے بمنزلہ مادہ ہے - کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ طفل طفولیت

کی حالت سے شباب و شیب کی حالت بدلتا ہے اور اوس کے بدن کی خلطین بھی اوس کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہین اور ان اخلاط متبدلہ سے جو روح کہ متولد ہوتی رہتی ہے وہ زمانہ طفولیت سے ہزار ہا درجہ زیادہ ہوتی ہے - اور وہ کبھی چھوٹا ہوتا ہے اور کبھی بڑا اور کبھی کالا ہوتا ہے اور کبھی گورا اور ایک وقت جاہل ہوتا ہے اور ایک وقت عالم - لیکن باوجود ان تغیرات کے اوس کی شخصیت مین کوئی تغیر نہین آتا - پس معلوم ہوا کہ وہ شے کہ جسکے ساتھ اوس کی شخصیت قایم ہے وہ نہ تو یہ روح ہے اور نہ یہ بدن اور نہ یہ مشخصات جو بادی الرائے مین دکھائی دیتی ہین - بلکہ وہ روح حقیقی ہے جو حقیقت مین ایک حقیقت فردانیہ اور نقطہ نورانیہ ہے اور جسکا طوران الطوار متغیرہ اور متغایرہ سے بالاتر ہے اور وہ بڑے کے ساتھ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ چھوٹے کے ساتھ ہے - اور سفید کے ساتھ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ سیاہ کے ساتھ ہے اور اوس کو روح ہوائی یعنی نسمہ کے ساتھ بالذات ایک خاص تعلق ہے اور بدن کیساتھ جو کہ نسمہ کے لئے مطیہ اور بمنزلہ مادہ کے ہے بالعرض تعلق ہے - اور یہ روح حقیقی گویا عالم قدس کا روزن ہے جسکے ذریعہ سے نسمہ پر ہر اوس شے کا افاضہ ہوتا رہتا ہے جسکا وہ مستعد ہوتا ہے - چنانچہ حضرت مجدد جلد سوم کے مکتوب (۳۱) مین لکھتے ہین " بدانند کہ روح پیش از تعلق بہ بدن در عالم خود بودہ است کہ فوق عالم مثال است و بعد از تعلق بہ بدن اگر تنزل نمودہ است بعالم اجساد بعلاقہ جنسی فرود آمدہ است بعالم مثال کار ندارد نہ پیش از تعلق و نہ بعد از تعلق - " اور جلد اول کے مکتوب (۲۸۵) مین لکھتے ہین کہ :-

" روح را ماورائے عرش اثبات نمودن تر اردو ہم نیندازد کہ روح از تو بعید است و مسافت دور و دراز در میان تو و روح است نہ چنین است روح را نسبت باجمیع امکنہ باوجود لا مکانیت برابر است ماورائے عرش گفتن معنی دیگر دارد تا آنجا نرسی نتوانی دریافت - و باید دانست کہ روح ہرچند نسبت بعالم بچون است اما حقیقتہ داخل دائرہ چون است گویا برزخ است در میان عالم چون و جناب قدس حقیقی - پس رنگ ہر دو طرف دارد و ہر دو اعتبارے در وی صحیح است بخلاف بچون حقیقی کہ چون را اصلا بوئے راہ نیست - "

حقیقت موت اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں حقیقت موت کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ وجدانِ صحیح کے ساتھ ہمارے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ موت اسی نسمہ کا انفکاک ہے جبکہ بدن میں اوس کی تولید کی استعداد باقی نہیں رہتی۔ نہ کہ روحِ قدسی کا نسمہ سے منفک ہونا۔ اور جبکہ مُہلک مرضوں میں نسمہ میں تخلّل واقع ہو جاتا ہے تو حکمت الٰہی اوسقدر نسمہ ضرور باقی رکھتی ہے کہ جسکے ساتھ روح القدس کا تعلق صحیح ہو سکے۔ اور اس سے نفس ناطقہ یعنی روح الٰہی کو کوئی ضرر عائض نہیں ہوتا۔ ہاں اوس کی حالت ایسی ضرور ہو جاتی ہے جیسے ایک نہایت خوشنویس کاتب کے ہاتھ کاٹ دیئے جاویں لیکن اوس کے ملکۂ کتابت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یا نہم فیض روح الٰہی اوس نسمہ میں ایسی حسِ مشترکہ کا افاضہ فرماتی ہے جو بمد دعالم مثال بجائے سمع و بصر و نطق و کلام کفایت کرتی ہے۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے اوس حدیث میں جو فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میت قبر میں رکھنے کے بعد اوپر سے گذرنے والوں کی کفشوں کی آواز سُنتی ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالہم۔ (بخاری)

اور جب میت کو لوگ اپنی گردنوں پر اوٹھاتے ہیں تو اگر صالحہ ہو تو کہتی ہے کہ مجھے آگے رکھو۔ اور اگر صالحہ نہو تو کہتی ہے کہ ہائے مجھے کہاں لیجا رہے ہو؟۔ انسان کے سوا ہر چیز اوس کی آواز دردناک سُنتی ہے۔ کیونکہ اگر انسان اوس کی آواز سُنے تو بیہوش ہو جاوے۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم اذا وضعت الجنازۃ فاحتملہا الرجال علی اعناقہم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی وان کانت غیر صالحۃ قالت لاہلہا یا ویلہا این تذہبون بہا یسمع صوتہا کل شیٔ الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق۔ (بخاری)

پھر کبھی تو یہ نسمہ حسب مناسبت لباسِ نورانی کے لئے مستعد ہو جاتا ہے اور کبھی لباس ظلمانی کے لئے۔ اور اسی سے عالم برزخ کے عجائبات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اور اگرچہ اس عالم برزخ میں ارواح بنی آدم کے احوال بے نہایت طبقات پر مشتمل ہیں لیکن بادی النظر میں اون کی ایک صنف

بالکل جلی الحال ہے یعنی جن کی قوت بہیمیہ اور ملکیہ گو ہر دو ضعیف ہوں لیکن بعض اسباب جبلیہ اور کسبیہ کے باعث ملاء اعلیٰ کے ساتھ لاحق ہو جاویں۔ یعنی اون کی قوت ملکیہ اون کی قوت بہیمیہ سے آلودہ نہ ہوگئی ہو اور طہارت اور تقویٰ کی ملابست کے باعث اون کی قلوب الہامات الٰہیہ اور تجلیات ملکیہ کے آشیانہ بن گئے ہوں۔ پس ایسے صنف کی نسمات روحانی اور نفوس قدسی بدن سے انفکاک کے بعد ملائکہ کے ساتھ لاحق ہو کر اونہیں میں سے ہو کر اونہیں کی طرح ملہم ہوتے ہیں اور اونہیں کی طرح تدابیر عالم میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے جعفر ابن ابی طالب کو بصورت ملک دیکھا کہ جنت میں ملائکہ کے ساتھ دو پروں سے طیران کر رہا ہے۔ اور بیضاوی میں آیہ فالمدبرات امرا کے تحت میں ہے کہ یہ ہیں نفوس فاضلہ کی صفت ہے جو ابدان سے مفارقت کے بعد عالم ملکوت کیطرف عروج کر کے خیرہ القدس کیطرف سبقت کر کے اپنی شرافت اور قوت کو باعث مدبرات عالم میں سے ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی یہ نفوس قدسیہ اعلاء کلمۃ اللہ اور نصر حزب اللہ میں مشغول ہو جاتے ہیں چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ اکثر اولیاء اللہ سے بتواتر ثابت ہے کہ اون کی روحیں اون کے احباب کو نصرت کا افاضہ کرتی ہیں اور اون کے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور بمشیت اللہ طالبین کو اللہ کیطرف رہنمائی کرتی ہیں اور کبھی اوقات بعض نفوس قدسیہ منتشر جوہر فطرت صورت جسدیہ کی طرف مشتاق ہوتی ہیں اور اون کی قوت ملکی نسمہ ہوائیہ کے ساتھ ملکر جسد نورانی حاصل کرتی ہے۔ اور بعض اون میں سے طعام و شراب کی طرف مشتاق ہوتی ہیں جس کی نسبت حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بتاکید تمام ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد

رؤیت جعفر ابن ابی طالب ملکا یطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ

ارواح نفوس فاضلہ ملائکہ کی طرح بعد از موت مدبرات عالم میں سے ہو جاتی ہیں

اوصافا النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان نزعا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس فتشتاق الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی خطائر القدس فتصیر من مدبرات امر العالم (بیضاوی)

فقد تواتر عن کثیر من الاولیاء یعنی ارواحہم انہم ینصرون اولیائہم ویدمرون اعدائہم ویہدون الی اللہ تعالیٰ من یشاء اللہ۔ (مظہری)

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتاہم اللہ من فضلہ

ہرگز گمان تک نہ کر کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ مین قتل ہوئے درحقیقت وہ مُردہ ہین بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہین۔ اون کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ اللہ کے دیئے پر خوش ہین۔ یعنی اون کے ابدان بیکار ہونیکے بعد بھی وہ روحین حقیقی زندون کی طرح حفوظ ابدان سے محفوظ ہوتی رہتی ہین گو ہم اُن کے ابدان بظاہر نظر بوسیدہ اور بیجین دیکھتے ہین اور کبھی وہی ابدان اون ارواح کے لیئے بنزلہ آلہ جارحہ ہو جاتے ہین۔

انبیا اپنی قبرون مین نماز پڑھتے ہین

اور یہہ بالکل ثابت ہے کہ انبیا علیہم السلام اپنی قبرون مین نمازین پڑھتے ہین۔

الانبیاء یصلّون فی قبورہم۔ وخرج ابن مردویہ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی مررت موسٰی وھو قائم یصلّی فی قبرہ۔ زاد الحافظ الہیثمی

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب اسریٰ مین جب حضرت موسٰی علیہ السلام کی قبر پر گذر کیا تو اون کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا۔ اور اس مین کوئی شک نہین کہ اکثر شہدا اور احبار الٰہی کا بعد مرگ یہی طریقہ ہے

اولیا اللہ کا بعد مرگ تکلم کرنا

بتواتر ثابت ہے چنانچہ قشیری مین بو علی رضی اللہ عنہ کا چشمدید واقعہ منقول ہے کہ جب اونہون نے ایک فقیر مسافر کو لحد مین اُتارا اور اوس کا بند کفن کھولکر ننگا سر مٹی پر رکھا تاکہ اللہ تعالی اوسکی حالت ذلت پر رحم فرماوے تو اوس فقیر مسافر نے نہایت ہوشیاری سے دونون آنکھین کھولکر بو علی رض سے کہا کہ اللہ نے تو مجھے عزت دی ہے اور تو مجھے ذلت دیتا ہے۔ بو علیؒ نے نہایت معذرت کیساتھ اوس فقیر سے سوال کیا کہ اے میرے سرتاج! کیا مرنیکے بعد بھی جینا ہوتا ہے؟ اوسنے جواب دیا کہ ہان بیشک مین بھی زندہ ہون اور اسی طرح کل محبان الٰہی زندہ ہین۔ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اوس مین جو فرمایا کہ اللہ کے اولیا نہین مرتے اور ارشاد ہوا کہ تم ہمیشہ کی زندگی کیلیے پیدا کیے گئے ہو اور تم فقط ایک دار سے دوسرے دار کیطرف نقل مکانی کرتے ہو۔

وفی الرسالۃ للقشیری بسندہ عن الشیخ ابی علی الرودباری انہ الحد فقیرا فلما فتح راس کفنہ وضعہ علی التراب یرحم اللہ غربتہ قال ففتح لی عینیہ وقال لی یا ابا علی لاتتنی بین یدی من لا یبدلنی تقلب یا سیدی الحیاۃ بعد الموت فقال لی بل انا حی وکل محب اللہ حی لا نفرق بحالھی غدا۔ شرح صدور ص۔ مطبوعہ

الا ان اولیاء اللہ لا یموتون انما خلقتم للابد وانما تنقلون من دار الی دار۔

دلِ زندہ ہرگز نہ گردد ہلاک		تنِ زندہ دل گر بمیرد چہ باک	

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے اذان کی آواز آنا ثابت ہے

اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بتواتر آنا ثابت ہے۔ بلکہ سعید بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ ایام حرہ مین سعید بن مسیب تین دن تک اوقات نماز کی پہچان اوس آواز سے کرتے رہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے سنتے تھے۔

عن سعید بن عبد العزیز قال لما کان ایام الحرۃ لم یؤذن فی مسجد النبی ثلثا ولم یقم وکان سعید بن المسیب فی المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوٰۃ الا بہمۃ یسمعہا من قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ (مشکوٰۃ)

ایک شہید نے بعد از مرگ کلام کیا

ازالۃ الخفا مین حضرت ولی اللہؒ لکھتے ہین کہ در شواہد النبوت در کرامات حضرت عثمانؓ مذکور است کہ شہیدے از شہداء یمامہ بعد مردن تکلم کرد و گفت محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق۔ عمر الشہید۔ عثمان ذو النورین"

شہید کے بدن سے خون نکلنا

تفسیر خازن مین بعض کا قول ہے کہ شہید کے بدن کو مٹی نہین کھاتی اور نہ بوسیدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت معاویہؓ نے شہداء کی قبرون مین سے پانی نکالنا چاہا تو منادی کرادی کہ اولیاء اپنے اپنے مقتولون کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرین۔ جابر فرماتے ہین کہ ہمنے جاکر اون کو قبرون سے نکالا اور بدن اون کے پاک و صاف تھے۔ ایک کی انگلی پر تیشہ لگنے سے خون بہنے لگا۔

قیل ان الشہید لا یبلی فی قبرہ ولا تاکلہ الارض کغیرہ وروی انہ لما اراد معاویۃ ان یجری الماء علی قبور الشہداء امر ان ینادی من کان لہ قتیل فلیخرجہ ولیحولہ من ہذا الموضع قال جابر فخرجنا الیہم فاخرجنا وطاب الابدان فاصاب المسحاۃ اصبع رجل منہم فانبعث دما۔ (خازن)

ارواح کا ابدان کے ساتھ آسمان پر اوٹھایا جانا

اور کبھی یہ ارواح اپنے ابدان عنصری کے ساتھ آسمانون کی طرف اوٹھائی جاتی ہین چنانچہ شرح صدور مین شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ امام یافعی کی کفایت المتقدمین سے بروایت یافعی شیخ عمر بن فارض کا چشمدید واقعہ نقل کرتے ہین کہ شیخ عمر ایک ولی اللہ کے جنازہ پر جا پہونچے۔ چنانچہ شیخ عمر کہتا ہے کہ جب ہم نماز جنازہ ادا کر چکے

حکی الیافعی فی کفایۃ المتقدمین عن الشیخ عمر بن الفارض انہ حضر جنازۃ رجل من الصالحین قال فلما صلینا علیہ واذا بجوقد امتلأ بطیور خضر فجاءوا یطیرون کبیرہم فابتلعہ ثم طاروا قال فتعجبت من ذلک فقال لی رجل قد نزل من الہواء وحضر بصلوٰۃ الا تتعجب

تو کیا دیکھتے ہین کہ اسقدر سبز جانور آسمان سے اوترے ہین کہ
اون سے آسمان چھپ گیا - پس اون مین سے ایک بڑا جانور
الگ نیچے اوترا اور اوس نے اوس ولی اللہ کو اس طرح نگل لیا جیسے کہ
جانور ایک دانہ کو نگل لیتا ہے - اور آسمان کی طرف اُڑ گیا -
شیخ عمر کہتا ہے کہ مین اس واقعہ سے متعجب ہوا لیکن اتنے
مین ایک شخص میرے سامنے آگیا جو وہ بھی آسمان سے
اوترا تھا اور نماز مین شریک ہوا تھا اور اوسنے کہا کہ اے عمر!
اس واقعہ سے تعجب مت کر کیونکہ وہ شہید جنکی روحین جنت مین
سبز جانورون کے حوصل مین رہتی ہین وہ تلوار کے شہید ہین
لیکن محبت الٰہی کے شہیدون کے جسم روح کا حکم رکھتے ہین -

ایک ولی اللہ کا جنازہ آسمانون پر اوٹھایا گیا

شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ اسی کی مشابہ
ہے وہ قصہ جسکو ابن ابی الدنیا نے ذکر ہوتی
ہین زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک
شخص عابد و زاہد پہاڑون کے غارون مین عبادت
خداوند کیا کرتا تھا اور دُنیا کے لوگون سے کنارہ کش - اوسکے زمانہ کے لوگ قحط کے دنون مین
اوس سے دعا منگوایا کرتے تھے اور اوس کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ اون پر ابر رحمت برسایا
کرتا تھا - اتفاقاً وہ فوت ہوگیا - لوگ اوس کو غسل کی تیاری کرنے لگے کہ ناگہان ایک تخت
آسمان کی بلندی سے اوترتا ہوا نظر آیا - یہان تک کہ اوس ولی کے نزدیک آپہونچا اور ایک
شخص نے کھڑے ہوکر اوس تخت کو پکڑ لیا اور اوس ولی کو اوس تخت پر رکھا اور وہ تخت آسمان
کی طرف اوٹھتا گیا اور لوگ دیکھتے رہے کہ وہ ہوا مین اُڑا جاتا ہے - یہان تک کہ اون سے
پوشیدہ ہوگیا -

فان ارواح الشھداء فی حوصل طیر
خضر ترعی فی الجنۃ او لئک شھداء
السیوف واما الشھداء المحبۃ فاجسادھم
ارواح -

قلت ولیشبہ ھذا ما اخرجہ ابن ابی
الدنیا فی ذکر الموت عن زید بن اسلم
قال کان فی بنی اسرائیل رجل قد اعتزل
الناس فی کھف جبل وکان اھل زمانہ اذا
قحطوا استغاثوا بہ فدعی اللہ فسقاھم
فمات فاخذوا فی جھازہ فبینما ھم کذلک
اذا ھم بسریر یرفرف فی عنان السماء حتی
انتھی الیہ فقام رجل فاخذہ فوضعہ علی
السریر فارتفع السریر والناس ینظرون الیہ
فی الھواء حتی غاب عنھم - (شرح صدور ص ۱۳۵)

عامر بن فہیرہ کا آسمان پر اٹھایا جانا

شیخ سیوطی لکھتے ہیں کہ اس کا سویدہ واقعہ ہے جسکو بیہقی اور ابونعیم نے دلایل النبوۃ میں بروایت عروہ نقل کیا ہے کہ عامر بن فہیرہ غلام ابی بکر رضہ معونہ کے دن شہید ہوا اور عمرو بن امیۃ الضمری نے بچشم خود دیکھا کہ وہ اوسی وقت آسمانوں کی طرف اوٹھایا گیا۔ چنانچہ یہی عجیب و غریب واقعہ ضحاک بن سفیان کلابی کے اسلام کا باعث ہوا اور اوسنے عامر بن فہیرہ کے قتل اور رفع کا چشمدید واقعہ اور اوس پر اپنا اسلام لانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف لکھا۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ نے عامر بن فہیرہ کی جسم کو چھپا لیا اور اوسکو علیین پر جا اوتارا۔ اور یہی قصہ ابن سعد اور حاکم نے کبیر میں بطریق عروہ حضرت عائشہ رضہ سے بھی روایت کیا کہ عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف اوٹھایا گیا اور ملائکہ نے اوس کا جسم چھپا لیا۔ اور عامر بن طفیل بھی اپنا چشمدید بیان کرتا ہے کہ اوسنے عامر بن فہیرہ کا آسمان کی طرف اوٹھایا جانا دیکھا۔ اور اسیطرح خبیب بن عدی کی نسبت احمد اور ابونعیم اور بیہقی نے بروایت عمرو بن امیہ الضمری تخریج کی۔

شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ ابونعیم کے نزدیک خبیب بن عدی کا آسمانوں کی طرف مرفوع ہونا قطعی ہے۔ چنانچہ ابونعیم نے جواب و سوال کی صورت میں کہا کہ اگر یہ کہا جاوے کہ عیسیٰ علیہ السلام

والبیہقی کما ایضا ما اخرجہ البیہقی وابونعیم کلاھما فی دلائل النبوۃ عن عروۃ ان عامر بن فہیرۃ قتل یوم بئر معونۃ قال ای عمر بن امیۃ الضمری) فذھب بالرجل حتی ارتفع فی السماء حتی واللہ ما اراہ فاتی الضحاک بن سفیان الکلابی وقال دعانی الی الاسلام ما رایت من قتل عامر بن فہیرۃ ومن رفعہ الی السماء فکنت الضحاک اتی رسول اللہ صلعم باسلامہ وما رای من قتل عامر بن فہیرۃ فقال رسول اللہ صلعم فان الملائکۃ وارت جثتہ و انزل علیین واخرجہ البیہقی من وجہ اٰخر بلفظ فقال عامر بن الطفیل لقد رایتہ بعد ما قتل رفع الی السماء حتی انی لانظر الی السماء بینہ وبین الارض ثم قال البیہقی والحدیث اخرجہ البخاری فی الصحیح وقال فی اٰخرہ ثم وضع قال فحیل انہ وضع ثم وضع فقد بعد ذلک فقد رویناہ فی مغازی موسی بن عقبۃ فی ھذہ القصۃ فقال عروۃ بن الزبیر لم یوجد جسد عامر یرون الملائکۃ واللہ تعالی اعلم انتہی باختصار ۱۲

عیسیٰ نبی اللہ کی آسمان پر جانیسے کوئی فضیلت ثابت نہیں

آسمان کی طرف اوٹھائے گئے ہین تو ہم کہین گے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین سے بجائے نبی کے ایک قوم آسمانون کی طرف اوٹھائی گئی اور یہہ امر عیسےٰ علیہ السلام کے رفع سے بھی عجیب تر ہے۔ اور اسکے بعد عامر بن فہیرہ اور خبیب بن عدی اور علاء بن حضرمی کا قصہ بھی بیان کیا جس کی رفع دکا ذکر شیخ سیوطی نے باب احوال الموتےٰ فی قبورہم مین کیا۔

اسکے بعد شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ ایک مشہور حدیث سے جسکو نسائی اور بیہقی اور طبرانی وغیرہم نے بروایت جابر رضی اللہ عنہ تخریج کیا ہے۔ ان واقعات رفع کے غیر محال اور ممکن الوقوع ہونے پر استدلال کرکے کہا کہ غزوۂ اُحد مین جبکہ حضرت طلحہؓ نے لشکریون کے زخم کے درد سے کلمۂ حس (جو محاورۂ عرب مین شدتِ درد کے وقت زبان سے نکلتا ہے) کہا تو اوس وقت آنحضرت

طلحہؓ کو آنحضرتؐ کا فرمانا کہ لاملائکہ تحملینک الی السماء

صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ سے خطاب کرکے فرمایا کہ اے طلحہ اگر تو بجائے کلمۂ حس کے بسم اللہ کہتا تو ملائکہ بالضرور تجھے اوٹھالیجاتے اور لوگ تیری طرف دیکھتے رہجاتے یہان تک کہ تو وسط آسمان مین جا پہونچتا۔

وھما یقول قصۃ الرفع الی السماء ما اخرجہ النسائی والبیہقی والطبرانی وغیرہم من حدیث جابر ان طلحۃ اصیبت انامل یوم احد فقال حس فقال رسول اللہ صلعم لو قلت بسم اللہ لرفعتک الملائکۃ والناس ینظرون الیک حتی تلج بک فی جو السماء (شرح صدور ص ۱۳۰)

قادیانی کا عیسیٰ نبی اللہ کے آسمان پر اوٹھائے جانے پر تمسخر آمیز کلام

مگر افسوس کہ قادیانی صاحب نے بقولے "کس نباشد در سرا موش باشد کدخدا" میعاد الٰہی کے وقفۂ دراز کو اپنے دعوے مسیحیت کے لئے مہلت جان کر عیسےٰ نبی اللہ کو اون موتےٰ لایرجون مین داخل کردیا جو اپنے اعمال کے محاسبہ مین دُنیا کی ہوا سی ہمیشہ کے لئے محروم کئے گئے۔ بلکہ کسی فرد بشر کا اس جسم عنصری کیساتھ آسمانون پر جانا ہی محال کہدیا اور کبھی مضحکہ انگیز الفاظ مین کہا کہ اگر حضرت مسیح مرے نہین اور اسی دُنیوی زندگی کیساتھ کسی آسمان پر بیٹھے ہین تو کیا تمام لوازم جسم خاکی کے اون مین خصوصیت کیساتھ موجود ہین جو دوسرون مین نہین پائے جاتے؟ کیا وہ کبھی سوتے اور کبھی جاگتے ہین؟ اور کبھی اُٹھتے

اور کبھی بیٹھتے ہین اور کبھی دُنیوی شراب و طعام کو کھاتے ہین۔ اور کیا وہ اوقات ضروریہ مین پاخانہ پھرتے اور پیشاب بھی کرتے ہین؟۔ اور کیا وہ ضرورتون کے وقت ناخنون کو کٹاتے اور بالون کو مُنڈاتے یا قصر شعر کراتے ہین؟۔ کیا اُن کے لیٹنے کے لئے کوئی چارپائی اور کوئی بستر بھی ہے؟۔ کیا وہ ہَوا کے ساتھہ دم لیتے اور ہَوا کے ذریعہ سے سونگھتے اور ہَوا ہی کے ذریعہ سے سُنتے اور روشنی کے ذریعہ سے دیکھتے ہین؟۔ اور کیا وہ زمانہ کے اثر سے اب بُڈھے ہوگئے ہین؟ ازالہ ۴۳۱

اور کہیں تمسخر آمیز الفاظ مین کہا "اگر ہم فرض محال کے طور قبول کرلین کہ حضرت مسیح اپنے جسم خاکی سمیت آسمان پر پہونچگئے ہین تو اس صورت مین اوّل تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ اپنی عُمر کا دورہ پورا کرکے آسمان پر ہی فوت ہوگئے ہون اور کواکب کی آبادی جو آجکل تسلیم کیجاتی ہے اوسی کے کسی قبرستان مین دفن کئے گئے ہون اور اگر پھر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا اون کا تسلیم کرلین تو کچھہ شک نہین کہ اتنی مُدّت کے گذرنے پر سرپھر تو ہوگئے ہون گے اور اس کام کے ہرگز لایق نہین ہون گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کرسکین۔ پھر ایسی حالت مین اون کا دُنیا مین تشریف لانا بجز ناحق کی تکلیف کے اور کچھہ فایدہ بخش معلوم نہین ہونا۔" ازالہ صفحہ ۵۷۔۴۷۔

آسمانون سے مایدہ کا اوتارا جانا

مگر افسوس کہ قادیانی صاحب نے حواریین عیسےٰ علیہ السلام کی طرح ہی اپنا ایمان ثابت نہ کیا۔ جنہون نے بغرض اطمینان قلب حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا تیرا رب قدرت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان سے مایدہ (یعنی خوان نعمت) اتارے۔ تو عیسےٰ نے کہا کہ اگر تم اپنے ایمان مین سچے ہو اور میری نبوت کی صحبت سے متاثر ہو تو اللہ سے ڈرو اور ایسے سوال مت کرو۔ اونھون نے عرض کی کہ ہم اوس خوان سے کھانیکی

اذقال الحواریون یا عیسی ابن مریم ہل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین۔ قالوا نرید ان ناکل منہا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیہا من الشاہدین۔ قال عیسی ابن مریم اللہم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا وآیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین قال اللہ انی منزلہا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العلمین۔

خواہش رکھتے ہین - اور نیز خواہش رکھتے ہین کہ ہمارے
قلوب کو اوس کے کمالِ قُدرت پر اطمینان ہو - اور
تیری سچائی کو ہم یقیناً جان لین اور ہم بھی اوس پر
گواہی دین - عیسےٰ بن مریم نے اوس وقت اللہ سے
دُعا کی کہ اے رب ہمپر آسمانون سے خوان نعمت اُتار
جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلون اور پچھلون کے
لئے عید ہو جاوے اور وہ تیری ایک نشانی تیری
قُدرت کاملہ اور میری صحت نبوت پر حُجت ہو - اللہ نے
اوس کے اوتارنیکی بشارت دیکر کہا کہ جو اسکے بعد کفر
کریگا اوس کو ایسا عذاب دونگا جو دوسرے اہل
عالم مین سے کسی کو نہ دونگا - حضرت ابن عباس
فرماتے ہین کہ فرشتے آسمانون سے ایسا خوان اوتار
کر لائے جسپر سات روٹیان اور سات مچھلیان تھین
اور وہ پیٹ بھر کھائین - شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ مائدہ
مین گوشت اور روٹی کا اوترنا حدیث (عمار بن یاسر
ترمذی) سے ثابت ہے اور خیانت اور ذخیرہ کرکے
رکھنے کے باعث مائدہ کا اوترنا موقوف ہوگیا اور خائن
بندر اور خنزیر کی صورت پر مسخ ہوگئے - شمعون نے
حضرت روح اللہ سے دریافت کیا کہ یہ طعام دُنیا کا ہے
یا آخرت کا ؟ - حضرت روح اللہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ
طعام نہ دُنیا کا ہے نہ آخرت کا بلکہ وہ ایک نعمت الٰہی ہے

فنزلت الملائکۃ بہا من السماء علیہا سبعۃ ارغفۃ
وسبعۃ احوات فاکلوا منہا حتی شبعوا - قال ابن
عباس وفی حدیث (عمار بن یاسر) قال فقال
رسول اللہ (ص) انزلت المائدۃ من السماء خبزاً ولحماً
فامروا ان لا یخانوا ولا یدخروا لغد فخانوا
وادخروا فمسخوا قردۃ وخنازیر رجلا بین مشکرۃ
وروی انہا نزلت سفرۃ حمراء بین غمامتین و
ہم ینظرون الیہا حتی سقطت بین ایدیہم فبکی
عیسیٰ علیہ السلام وقال اللہم اجعلنی من الشاکرین
اللہم اجعلہا رحمۃ ولا تجعلہا مثلۃ وعقوبۃ ثم
قام وتوضا وصلی وبکی ثم کشف المندیل وقال
بسم اللہ خیر الرازقین فاذا سمکۃ مشویۃ بلا
فلوس وشوک یتبتل وسمار وعندراسہا ملح و
عند ذنبہا خل وحولہا من الوان البقول ہا
خلا الکراث واذا خمسۃ ارغفۃ علی واحد منہا
زیتون وعلی الثانی عسل وعلی الثالث سمن وعلی الرابع
جبن وعلی الخامس قدید فقال شمعون یا روح اللہ
امن طعام الدنیا ام من طعام الاخرۃ قال لیس
منہما ولکنہ شیٔ اخترعہ اللہ تعالی بقدرتہ
کلوا ما سألتم واشکروا یمدکم اللہ ویزدکم من
فضلہ فقالوا یا روح اللہ لو رأینا من ہذہ الآیۃ

جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا۔ پس وہ خدا جسنے قوم موسیٰ پر آسمانون سے من وسلویٰ اوتارا اور حواریین عیسیٰ کیلئے مائدہ۔ اور وہ خدا جسکے گھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مہمان ہوکر ہمارے طعام وشراب سے مستغنی رہتے۔ اگر وہ اپنے روح اللہ کو اپنے قرب مین رکھکر دنیا کی حاجات سے اور اس عالم کی لوازمات اور ہمارے اجسام کے لوازمات سے مستغنی کردے تو کوئی محال استعجاب نہین اور یہ اصطلاح فیہ مین ہمارا حوال النفس کی ایک حالت ہے جو غنیبت کہلاتی ہے۔ جو شہوات نفسانی اور حاجات انسانی سے بے پروا کردیتی ہے۔ اوس وقت دل ودماغ اللہ کے نور سے بھر جاتا ہے اور سب حاجات کو قایم مقام ہوجاتا ہے اور صورت ملکیت خواص بہیمیت کو معدوم کردیتی ہے بلکہ اوسی کے تابع ہوجاتی ہے۔ اوسی طرح جس طرح کہ پانی حرارت کے پہونچنے سے صورت ہوا رکھکر بلندی کی طرف صعود کرتا ہے پس ایسی حالت مین انسان کامل بلا اکل وشرب اور بلا بھوک وپیاس اور بلا خواب وغفلت ملائکہ کی طرح تسبیحات ربانی کے ساتھ اوسی طرح زندگانی بسر کرتا ہے جیسے کہ اکل شجرہ کے قبل حضرت آدم اپنی زندگانی ملائکہ کیطرح تسبیحات اور تحمیدات مین بسر کرتے تھے اور جیسے کہ ملائکہ کا کسوت انسانی کے اوڑھنے سے انسانی جوارح کے ساتھ متلبس ہونا قرآن وسنت سے ثابت ہے اوسی طرح انسان کامل کا جن کا قول ہے کہ اردا احنا اجنادنا اجسادنا اردا احنا بصورت ملائکہ متلبس ہوکر ملائکہ کیطرح زندگی بسر کرنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ مشکوۃ باب علامات الساعت فصل دوم مین اسماء بنت یزید سے اور کتاب الیواقیت والجواہر مین امام عبدالوہاب شعرانی حدیث مرفوع ذکر کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال ایسے آوینگے کہ جن کے اخیر مین آسمان سے بالکل بارش اور زمین سے نباتات کا امساک ہوجائیگا۔ اسماء بنت زید نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم آٹا گوندتے ہین اور روٹی تیار ہونیکے قبل ہی بھوک شروع ہوجاتی ہے پھر اوس وقت مومن کیا کرینگے؟ آنحضرتؐ

انسان کامل ملائکہ کیطرح اکل وشرب سے مستغنی ہوتا ہے

آیۃ اخری فقال یا سمکت آجی باذن اللہ فاضطربت ثم قال لھا عودی کما کنت فعادت مشویۃ ثم طارت المائدۃ ثم عصوا بعدھا فمسخوا۔ (بیضاوی)

نے فرمایا یجزیہم ما یجزی اھل السماء من التسبیح و التقدیس یعنی اون کو بھی تسبیح اور تقدیس ملائکہ کی طرح بجاے طعام کفایت کریگی - چنانچہ شیخ ابوطاہر کا چشمدید واقعہ ہے کہ اونہون نے ابہر مین ایک شخص خلیفۃ الخراط نامی کو دیکھا جسنے تیئیس برس تک کچھہ نہ کھایا اور شب و روز بغیر کسی ضعف کے اللہ کی عبادت کرتا تھا - پس کچھہ بعید نہین کہ حضرت عیسیٰ کی قوت تسبیح اور تہلیل ہو - انتہے - پس کوئی معنی نہین کہ حضرت روح اللہ قرب الٰہی مین کروبیون کی طرح بلا حاجات انسانی عمر بسر کرین اور اس عالم کے اثر سے محفوظ نہ ہین - اور اس مین کوئی شک نہین کہ حضرت روح اللہ کی نفس فطرت ہی روحانی ہوئی اور بلا مس بشر حضرت مریم کے بطن سے فقط حضرت جبریل کی نفخ سے پیدا ہو گئے - پس جس ولد کا والد جبرئیل ہو اور جس کا جسم کلمون نفخ جبریل کی مائیت سے ہو اوس کی آسمانون پر جانے مین کیا محال ہوا - اور اس مین شک کرنیکی کیا مجال ؟ - اور اوس کی سر لا بیہ ہونے مین کیا شبہہ - مگر افسوس کہ ہمارے کجبخت قادیانی نے بتقلید سید احمد مستزلی قرآن محمدی کو چہوڑ کر انجیل نصاریٰ کے ساتھہ تمسک کرکے حضرت روح اللہ کا باپ یوسف نجار قرار دیا - اور ازالۃ الاوہام کے صہ ۳۰۳ مین لکہدیا کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کیساتہہ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بہی کرتے رہے ہین - حالانکہ قرآن کریم اس کی تکذیب کرتا ہے

سورۂ آل عمران مین ہے کہ جب فرشتون نے کہا اے مریم ! اللہ تعالیٰ تجہے اپنے ایک حکم کی بشارت دیتا ہے جسکا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے جو دنیا اور آخرت مین بڑے مرتبہ والا اور مقربین مین سے ہے - اور جو ماں کی گود مین اور حالت کہولت مین لوگون سے باتین کریگا اور ہوگا وہ نیکوکارون مین سے - یہ سنکر مریم نے کہا اے رب کہان سے میرے لڑکا ہوگا حالانکہ کسی بشر نے مجہے ہاتہہ نہین لگایا - رب تعالیٰ نے کہا اسی طرح رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اوسکو موجود ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے -

اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی بن مریم وجیہا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المہد وکہلا ومن الصالحین - قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون - (جزو سوم)

اِن تمام بیانات سے ناظرین پر واضح ہوگا کہ انسان کامل بقدرتِ خداوندی جسکا قانون قدرت ہمارے عقولِ ناقصہ سے بالکل باہر ہے بلاقبول تحویلات عالم زندہ رہ سکتے ہین جیسے بقول قادیانی صاحب حضرت عزیر یا اور کوئی نبی سو برس تک بیہوش رہے اور نہ اون کے جسم مین کوئی تغیر آیا اور نہ اون کے

حضرت عزیر کا سو برس تک بغیر کھانا پینے کے زندہ رہنا

طعام و شراب مین کوئی تغیر آیا - ازالہ ص۹۴۲ اور اقرار کیا کہ درحقیقت وہ مرے نہ تھے - اسی طرح اصحاب کہف کا قصہ ہے جو سینکڑون برس تک سوتے رہے اور بلاخورد و نوش زندہ رہے اور ہین جن کی نسبت خدا خود گواہی دیتا ہے کہ اے محمدؐ! کیا تجھے معلوم ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری قدرتون اور نشانیون مین

او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ - قال کم لبثت قال لبثت یوماً او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک و شرابک لم یتسنہ - (جزو سوم)

اصحاب کہف کا کئی سو برس تک بغیر کھانا پینے کے زندہ رہنا

سے ایک عجیب نشانی ہین؟ - جب وہ جوان غار کی طرف گئے بولے اے رب ہمارے دے ہمکو اپنی پاس سے رحمت اور آمادہ کر ہمارے کام مین راہ یابی پھر سُلا دیا ہمنے اون کو اوس غار مین سالہا معدود - پھر اون کو اوٹھایا ہمنے اوس نیند سے تاکہ معلوم کرین کہ اون کے دو فریقون مین سے کسنے یاد رکھی ہے وہ مدت جس مین کہ غار مین رہے

اصحاب کہف کا قصہ

اس کے بعد حق تعالیٰ اون کا تفصیلی قصہ اپنے کلام پاک مین یون بیان فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! ہم اون کی سچی خبر تجھکو سُناتے ہین کہ وہ کئی جوان ہین جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہمنے اون کو زیادہ ہدایت بخشی اور اون کے دلون کو محکم رکھا جبکہ وہ کھڑے ہوکر کہنے لگے کہ رب ہمارا وہی ہے جو زمینون اور آسمانون کا رب ہے - ہم اوس کے سوا کسیکو معبود نہ کہین گے - کیونکہ ہمارا ایسا کہنا دور از عقل ہوگا - ہماری اس

ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا - اذ اوی الفتیۃ الی الکھف فقالوا ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا - فضربنا علی اذانھم فی الکھف سنین عددا - ثم بعثناھم لنعلم ای الحزبین احصی لما لبثوا امدا - (سورۂ کہف)

نحن نقص علیک نبأھم بالحق انھم فتیۃ اٰمنوا بربھم و زدناھم ھدی و ربطنا علی قلوبھم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السمٰوٰت والارض لن ندعو امن دونہ الٰھا لقد قلنا اذا شططا ھٰؤلاء قومنا اتخذوا من دونہ اٰلھۃ لولا یاتون علیھم بسلطان بین - فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا - واذ اعتزلتموھم وما

قوم نے اوس رب کے سوا دوسرے معبود بنا لیے ہین کیون
نہین اون کی خدائی پر کوئی دلیل واضح پیش کرتے ؟
پھر بولے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے
اے یارو اجب تم نے اون سے اور اون کے معبودون سے
بجز خدائے یگانہ کے کنارہ کشی کر لی تو اوس غار مین آرام لو
رب تمھارا تمپر اپنی رحمت پھیلا دیگا اور تمھارے لئے تمھارے
کام مین منفعت مہیا کر دیگا - اور اگر تو دیکھے تو دیکھ لیگا کہ جب
آفتاب نکلتا ہے تو اون کے غار سے سیدھی جانب جھکا
رہتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو دہوپ اون کی بائین طرف
سے کترا جاتی ہے اور وہ اوس غار کی کھلی جگہ مین ہین - یہہ
اللہ کی نشانیون مین سے ہے جسکو اللہ دکھاوے وہی
دیکھتا ہے اور جسکو دیکھنے کی توفیق نہین دیتا اوس کو کوئی
رفیق نہین دکھا سکتا - اے محمد ! تو جانے وہ جاگتے ہین حالانکہ
وہ سوتے ہین اور ہم ہی اون کو دائین اور بائین کروٹ دلاتے
ہین اور کتا اون کا دونون ہاتھ کھولے دروازہ پر ہے اور
اگر تو اون کو جھانک کر دیکھے تو اون سے پیٹھ دیکر بھاگے اور
اون کی دہشت تجھ مین بھر جاوے - اسی حالت مین تھے
کہ ہمنے اون کو جگا دیا تا آپس مین پوچھنے لگے - ایک بولا کتنا تم
کتنی دیر ٹھیرے ؟ - بولے ہم ایکدن یا اوس سے کم ٹھیرے ہین -
پھر بولے تمھارا رب بہتر جانتا ہے کہ کتنی دیر تم اس غار مین
رہے ہو - اب بھیجو اپنے مین سے ایک کو یہہ روپیہ دیکر شہر کو

یعبدون الا اللہ فاووا الی الکہف ینشر
لکم ربکم من رحمتہ ویہیئ لکم من امرکم مرفقا -
وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کہفہم
ذات الیمین واذا غربت تقرضہم ذات الشمال
وہم فی فجوۃ منہ ذلک من ایات اللہ ط -
من یہد اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد
لہ ولیا مرشدا - وتحسبہم ایقاظا وہم رقود
ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال وکلبہم
باسط ذراعیہ بالوصید لو اطلعت علیہم لولیت
منہم فرارا ولملئت منہم رعبا - وکذلک بعثنہم
لیتساءلوا بینہم قال قائل منہم کم لبثتم قالوا لبثنا
یوما او بعض یوم - قالوا ربکم اعلم بما لبثتم
فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ الی المدینۃ فلینظر ایہا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ
ولیتلطف ولا
یشعرن بکم احدا - انہم ان یظہروا علیکم
یرجموکم او یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا اذا
ابدا - وکذلک اعثرنا علیہم لیعلموا ان
وعد اللہ حق وان الساعۃ لا ریب فیہا اذ
یتنازعون بینہم امرہم فقالوا ابنوا علیہم بنیانا
ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علی امرہم
لنتخذن علیہم مسجدا -
وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارا ولملئت منہم رعبا

تاکہ جونسا ستھرا کھانا ہو اوس شہر سے دیکھکر تمہارے لئے لاوے اور ضرور ہے کہ نرمی سے جاوے اور کسیکو تمہاری خبر نہ جتاوے کیونکہ اگر شہر کے لوگ تمہاری خبر پا گئے تو تمکو یا تو پتھروں سے ماریں گے اور یا تمکو اپنی ملت پر پھیر لیں گے اور اوس وقت تمہارے لئے ہمیشہ کیلئے فلاحت اور بھلائی باقی نہ رہیگی اور اوسی حالت نیند مین تھے کہ ہمنے اون کی خبر کھول دی تاکہ جانین کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور قیامت کے آنیمین کوئی شک نہین جبکہ وہ آپس مین اون کی بابت جھگڑ رہے تھے تو بعض نے کہا کہ ان پر عمارت بناؤ (اونکی حالت اونکا رب ہی خوب جانتا ہے) اور بعض جو زبردست ہوگئے بولے ہم اون پر مسجد بنائینگے۔ انتہیٰ۔

تسعا۔ قل اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض۔ (سورۂ کہف)

اخرج البزار والطبرانی باسناد صحیح حسن عن النعمان بن بشیر انہ سمع النبیؐ یذکر الرقیم قال انطلق ثلاثۃ فکانوا فی کہف فدخل الجبل علی باب الکہف فارصد علیہم۔ الحدیث (فتح الباری برحاشیہ بخاری ص۴۹۳)

اور اسی طرح سنت صحیحہ سے بالکل ثابت ہے کہ امام مہدیؓ اور عیسیٰؑ ملکر حج کعبۃ اللہ کرینگے اور اصحاب کہف اون کے ساتھ ہونگے۔ اور ابن عباسؓ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ اصحاب کہف اعوان مہدی ہونگے اور ابن عینیہ اور قرطبی نے سنت صحیحہ سے ثابت کیا ہے کہ اصحاب کہف ابھی مرے نہین اور قیامت تک جیتے رہینگے جیسے کہ ہم قبل اس کے بیان کر چکے ہین۔ اور یہی معنی سورۂ کہف کی ان آیات سے واضح ہین۔

قادیانی صاحب کا اجیاء اصحاب کی تاویل کرنا

مگر قادیانی صاحب نے اون آیات کی تاویل کرنے مین بہت کوشش کی جن مین اموات کا زندہ ہوجانا کہلم کہلا ثابت ہے اور جن کو خدا نے جلایا اون کو مارنے مین سعی کی اس غرض کے لئے کہ بفرض محال وہ قول ٹھیک ہوجائے جو کہا گیا ہے کہ عیسیٰؑ تین ساعت یا تین دن تک مرے رہے پھر زندہ ہوکر آسمان کو گئے۔ گو ہمکو اس قول سے کوئی بحث نہین لیکن اس سعی مین ہم قادیانی صاحب کی تائید نہین کر سکتے۔ جبکہ اون کا پہلا قول اون کی تائید نہین کرتا جس مین قایل ہین کہ خدا تعالےٰ کے کرشمۂ قدرت نے ایک لمحہ کے لئے عزیر کو زندہ کر کے دکھلا دیا۔ مگر وہ دنیا مین آنا صرف عارضی تھا اور دراصل عزیرؑ بہشت مین ہی موجود تھا۔ ازالہ ص۳۶۵۔ پھر ص۳۹۳ مین لکھا کہ مسیحؑ کا یہ کہنا کہ مین تین دن تک

مردن گا حقیقت پر محمول نہین بلکہ اس سے مجازی موت مُراد ہے جو سخت غشی کی حالت تھی۔ اور صلیب پر چڑھائے جانیکے بعد بھی زندہ رہے جیسے یونسؑ نبی مچھلی کے پیٹ مین زندہ رہا اور مرا نہین۔ بلکہ ہم کہتے ہین کہ خداوند کریم اپنے کلام پاک مین قادیانی صاحب کے اس پہلے اور پچھلے دونون قولون کی تائید نہین کرتا۔ کیونکہ عُزیر نبی اللہ نے بطریق استبعاد عادی تعجب کی نظر سے کہا جبکہ ایک شہر سے گُذرے جس کی چھتون پر اوس کی دیوارین گری پڑی تھین اور سڑے ہوئے ابدان کی طرح نفوس بشریہ سے ویران اور مسکن حشرات الارض بنا ہوا تھا کہ ایسے مرے ہوئے اور ویران شُدہ شہر کو اللہ تعالی کہان سے چلا دیگا (شاید قادیانی صاحب کی طرح بے ملاحظہ عظمت قُدرت حق اون کو بھی عادۃً محال معلوم ہوا) اوس وقت غیرت الٰہی جوش مین آئی اور بجاے اس کے کہ اوس شہر ویران کو آباد کیا جاتا جو بالکل آسان تھا خود حضرت عُزیر کو سو برس تک مُردہ رکھکر اوٹھایا۔ جو باصطلاح قادیانی فرقۂ قانون قُدرت سے باہر تھا

قانون قُدرت

کہ اون کو عظمت قدرت ربانی کا ملاحظہ ہوا اور معلوم ہو کہ اللہ کی قُدرت پر ہمارا کوئی قانون اختراع کردہ محیط نہین ہو سکتا اور جیسے کہ وہ ورا الورا ہے اوسی طرح اوس کے افعال اور قُدرت ہمارے افہام وعقول سے بالکل ورا الورا ہین جسکو نہ کوئی قانون ہمارا احاطہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی استقرار۔ اور یہہ بڑے کُفر کی بات ہے کہ ہم اللہ کی قدرت عظیمہ کو اپنے استقرار ناقص کے تابع کر کے اوس کا نام قانون قُدرت رکھین اور اوس کی قُدرت غیر محدود کو محدود بنا دیوین اور جن امور کے ادراک سے ہمارے حواس قاصر ہون اون کو ہم محال اور قانون قُدرت الٰہی سے باہر خیال کر کے اوّل خدا کے افعال کو ناقص اور دویم واقعات حقہ کی تکذیب کرین جن کی صحت پر قرآن وسُنّت شہادت دین۔ یہی قانون قُدرت کے اختراعی معنی ہین جو اون لامذہبون نے اپنے دل سے نکالکر اوس کی رو سے انبیاء علیہم السلام کے اون کل معجزات کا انکار کر دیا جو ہماری عقول ناقصہ سے باہر اور اوس قادر قوی کے افعال مین سے ہین جس کے افعال اور جس کی قُدرت ہماری عقول سے ورا الورا ہے اور جن کا ہم عنقریب ثبوت دین گے۔

عزیر نبی کا قصہ

پس حق تعالیٰ نے حضرت عزیر ہی سے پوچھا کہ تو کتنی دیر یہان رہا؟ عزیر نے جواب دیا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ حق تعالیٰ نے فرمایا نہین بلکہ تو سو برس رہا۔ اپنا کھانا اور پینا دیکھ کہ وہ سڑا تو نہین

اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ کس طرح اوس کی ہڈیان بوسیدہ ہوگئین - اور تجھے لوگون مین ہم اپنی ایک نشانی بناتے ہین اور دیکھہ ہڈیان کہ ہم کس طرح اون کو پہلے ابھارتے ہین اور پہر اون پر گوشت پہناتے ہین؟ جب جلال حضرت عزیر پر واضح ہوگیا تو بولے کہ مین نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے - پس اگر ہم سورہ بقر کی اس آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالین اور حضرت ابراہیم کے قول کو ملاحظہ کرین جو کہا کہ ربی الذی یحیی ویمیت کہ میرا رب وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور کہا کہ ادنی کیف تحیی الموتی - یعنی اے رب دکہا مجکو تو کیسے مُردون کو زندہ کریگا - اور حضرت عزیر کے اوس تعجب بہرے قول پر غور کرین جو ویران اور گرے پڑے شہر کو دیکہکر کہا کہ انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا تو صاف صاف منکشف ہوجاتا ہے کہ حضرت عزیر کی موت و حیات سے کلام ربانی کا منشا حقیقی موت و حیات ہی ہے نہ مجازی - اور اس مین کوئی شک نہین کہ ایک لمحہ کے لئے بہی روح انسانی کا بعد مفارقت اور دخول جنت پہلے بدن کی طرف عود کرنا اور تعلق پکڑنا بمذہب قادیانی صاحب حق تعالیٰ کی اوس حلف کے لئے حانث ہوجائیگا جسکو قادیانی صاحب استدلال کی طور پر پیش کرتے ہین کہ حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون -

عہد شد از کردگار ہیچگون	غور کن در انھم لا یرجعون

اور ہم یہہ بہی بیان کئے بغیر نہین رہ سکتے کہ قادیانی صاحب کا یہہ بہی خدا اور خدا کے رسول پر افترا ہے کہ خدای تعالیٰ کے ایک کرشمۂ قدرت نے ایک لمحہ بہر کے لئے عزیر کو زندہ کرکے دکہلادیا - کیونکہ ایک لمحہ ایک بہت قلیل زمانہ ہے جو ایک چشم زدن مین تمام ہوجاتا ہے اور بعد از حیات وہ تکلم جو بہ العزت اور عزیر علیہ السلام کے درمیان ہوا ایک لمحہ مین تمام ہوجانا بالکل محالات عادی سے ہے اور آیۃ للناس ہونے کے لئے بہی کافی نہین ہوسکتا - معہذا اگر قادیانی صاحب سے اس قول کی علت استفسار کی جاوے جو یہود نے حضرت عزیر کے حق مین کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے جسکو حق تعالیٰ نے سورہ توبہ مین حکایۃً ارشاد فرمایا کہ قالت الیہود عزیر ابن اللہ تو اوس وقت قادیانی صاحب کو صفحات کتب سماویہ و غیر سماویہ کے دیکہنے سے بجز اس کے اور کوئی جواب دینا ممکن نہ ہوگا کہ یہود نے حضرت عزیر کو ابن اللہ اس لئے کہا کہ بخت نصر کی ناہنجار

وانما قالوا ذلک لانہ لم یبق فیھم بعد وقعۃ بخت نصر من یحفظ التوراۃ وھو انما احیاہ اللہ بعد مائۃ عام امام علیہ التوراۃ	

بیت المقدس ویران ہونے کے ستّر برس بعد تک کوئی اون مین باقی نہ رہا تھا جسکو توریت حفظ ہو اور جب حق تعالیٰ نے حضرت عزیر کو ستّر برس کے بعد زندہ کرکے اون کی طرف بھیجا اور حضرت عزیر نے اون کو اپنے حفظ سے توریت لکھا دی تو وہ متعجب ہوکر بولے کہ اس سوا ایسا ہونا بجز اس کے نہین کہ یہ ابن اللہ ہے - ایک حدیث مین ہے کہ عزیر جب اپنے گھر واپس گئے تو اوس وقت جوان تھے اور اون کی اولاد پیر و فوت ہوگئی تھی اور جب اونہون نے اون سے کوئی واقعہ بیان کیا تو کہنے لگے کہ یہ سو برس کا واقعہ ہے - قاضی بیضاوی لکھتے ہین کہ یہود کے مابین اس قول کے ہونے پر یہی دلیل ہے کہ یہ آیت اون پر پڑھی گئی اور اونہون نے اوس کو نہ جھٹلایا باوجودیکہ وہ جھوٹ کی نسبت پر جان دیدیتے تھے -

پس اس جواب سے جس طرح ظاہر ہے کہ حضرت عزیرؑ زندہ ہونے کے بعد مدت تک اپنی قوم مین رہے نہ کہ وہ ایک لمحہ کے لئے زندہ ہوئے یا کہ مطلق زندہ ہی نہ ہوئے - جیسے کہ قادیانی صاحب کا دعم فاسد ہے -

الوف کا بدعا حضرت حزقیل نبی زندہ ہوجانا

اسی طرح اون الوف کا بدعا حضرت حزقیل زندہ ہونا جو موت سے ڈر کے مارے داور دان سے نکل بھاگے اور آٹھ دن تک مرے رہے - اون کی نسبت قرآن کریم نہایت صریح الفاظ مین ارشاد فرما رہا ہے کہ اے محمدؐ! کیا تجھے معلوم نہین - نہین وہ ہزارون لوگ جو اپنے گھرون سے موت کے ڈر کے مارے نکلے اور کہا اللہ نے اون کو مرجاؤ - پھر اون کو اللہ نے زندہ کیا - شیخ جلال الدین اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ یہ الوف زندہ ہونیکے بعد ایک زمانہ دراز تک زندہ رہے - لیکن اون پر موت کا اثر باقی رہا جو کپڑا کہ وہ پہنا کرتے - کفن کی طرح ہوجاتا اور یہ حالت اون کے تمام قبایل مین باقی رہی

حفظا فتعجبوا من ذلک وقالوا ما هذا الا لانه ابن الله و الدلیل علی ان هذا القول کان فیهم ان الایة قرئت علیهم فلم یکذبوا مع تهالکهم علی التکذیب - توبہ و روی انه اتی قومه علی حماره وقال انا عزیر فکذبوه فقرأ التوراة من الحفظ ولم یحفظها احد قبله فعرفوه بذلک وقالوا ابن الله وقیل لما بعج الی منزله کان شاباً واولاده شیخاً فاذا احدثهم بحدیث قالوا حدیث مائة سنة بیضاوی بقرہ

الم تر الی الذین خرجوا من دیارهم وهم الوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم احیاهم بعد ثمانیة ایام او اکثر بها علم نبیهم حزقیل فعاشوا دهرا علیهم اثر الموت لا یلبسون ثوبا الا عاد کالکفن واستمرت فی اسباطهم جلا بین

پس یہ آیت بدلالت سیاق دلالت کرتی ہے کہ اون کی موت سے حقیقی موت اور اون کی دوبارہ حیات سے حقیقی حیات مقصود ہے۔ کیونکہ وہ آسی حقیقی موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے نکل گئے تھے جبکہ بقولے اون مین طاعون کی بیماری آگئی اور بقولے جبکہ اون کے بادشاہ نے اون کو جہاد کے لئے دعوت دی۔ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ مین زرنیت بن برشلا وصی عیسےٰ روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز دینا اور سعد بن ابی وقاص سے باتین کرنا اور حضرت عمرؓ کو سلام بھیجنا اور حضرت عمرؓ کا جواب سلام کہنا اور وصی عیسیٰ کا تا نزول عیسیٰ زندہ رہنا یہ سب ازالۃ الخفا مین مذکور ہے جیسے کہ عنقریب اوسکا بیان آویگا

خود بقول قادیانی المسیح کی لاش سو برس تک بدبودہ نہ ہوگی

اور طرفہ تر یہ ہے کہ خود قادیانی صاحب ازالہ کے صہ ۳۰۹ مین لکھتے ہین کہ المسیح کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اوس کی ہڈیون کے لگنے سے ایک مُردہ زندہ ہوگیا۔ مگر چوہڑون کی لاشین مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہوسکین۔ اور خود ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین سے ہے کہ آنحضرتؐ نے کئی ایک مُردون کو زندہ کیا اور اون سے تکلم فرمایا اور اونہون نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دی۔ چنانچہ بخاری مین بروایت قتادہ ہے کہ وہ چوبیس سردار قریش کے جو بدر کے کنوؤن مین پھینک دیگئے تھے اون کو اللہ تعالیٰ نے بدعوت نبی صلے اللہ علیہ وسلم زندہ کردیا اور آنحضرت کا ارشاد اون کو نوبیخاً و حسرۃً سنادیا اور نظم الدرر وغیرہ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کی دختر فلانہ کو جو ایک وادی مین گرادی گئی تھی آنحضرتؐ نے آواز دی کہ اے فلانہ اللہ کے اذن سے زندہ ہوجا! اور وہ لڑکی وادی سے نکل آئی اور لبیک اور سعدیک کہا آنحضرتؐ نے اوس سے ارشاد فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ مین تجھے تیرے ماں باپ کی طرف

و اذا البخاری قال قتادۃ احیاہم اللہ حتی سمعوا قولہ توبیخاً و تصغیراً لنقمۃ و حسرۃ و ندما - (مشکوۃ - حکم الاسلام)

و من اعلامہا ما روی الحسن قال النبی ص یا فلانۃ احیی باذن اللہ فخرجت الصبیۃ وہی تقول لبیک و سعدیک فقال لہا ان ابویک قد اساءا فان احببت ان ادرک علیہما فقالت لا حاجۃ لی فیہما وجدت اللہ خیرا لی منہما - وہذا نظیر ما فعلہ عیسیٰ علیہ السلام من احیاء الموتیٰ - الجواب الفصیح لعلامۃ ابی البرکات خیر الدین افندی

تو نالیجاؤن؟ اوس نے عرض کی کہ مجھے کوئی حاجت نہین۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین کا دوبارہ زندہ ہونا

اور متاخرین کے نزدیک بالکل ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین پر دعوت آنحضرتؐ زندہ کئے گئے اور آنحضرتؐ کے دین کو قبول کیا۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو بوجہ اتم لکھا اور سواہب لدنیہ اور نظم الدرر مین اس کی تشریح کردی گئی۔ چنانچہ علامہ شامی نے بھی فتاوی شامی کی جلد دوم باب المرتدین علامہ قرطبی اور ابن ناصر الدین حافظ الشام سے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور یہ کوئی محال نہین۔ چنانچہ در المعارف مین شاہ رؤف احمد صاحب تفسیر رؤفی

بعض اولیا، اللہ کو مکونین کی قدرت دی جاتی ہے

جناب قطب الاقطاب حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ دہلوی کے ملفوظات سے نقل کرتے ہین کہ حضرت غوث الثقلین برائے زیارت خانہ کعبہ رفتہ بودند بے زاد و راحلہ ناگاہ شخصے دیگر در راہ ملاقی شد۔ پرسیدند کجا میروی؟ آن شخص گفت من بہ نیت حج میروم۔ ارادہ کردہ ام کہ تنہا بے زاد و راحلہ بروم۔ حضرت فرمودند من ہمچنین کردہ ام۔ غرض آن شخص ہمراہ حضرت بمقامی رسید۔ ناگاہ عورتے بر ہوا پرواز نمودہ نزد ایشان آمد و گفت من از حبش نور شما مشاہدہ نمودہ ام۔ امروز دعوت شما بر ماست۔ ایشان قبول کردند۔ چون وقت طعام آمد دیدند کہ یک خوان طعام از آسمان بر زمین فرود آمد۔ در وے شش نان و سہ ظروف ادام و سہ کوزہ آب۔ پس آن زن سہ حصہ ساخت یک حصہ خود گرفت و دو حصہ ایشان را داد و گفت الحمد للہ حق تعالیٰ پرداخت مہمانان ما ساخت۔ پس آن عورت بر ہوا پرواز نمود و حضرت مع آن شخص دیگر در خانہ کعبہ رسیدند۔ بعد ازان از قضاے الٰہی آن شخص دیگر در انجا فوت شد۔ باز دیدند کہ ہمون عورت حبشی بر ہوا مے آید حتے کہ بر خانہ کعبہ فرود آمدہ نزد حضرت حاضر شد و گفت کہ یا محی الموتی زندہ کن این شخص را۔ پس از حکم الٰہی جل شانہ آن شخص زندہ گشت و بر خاست"۔

بلکہ فتوح الغیب مین حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہین کہ اصول فنا و اتم چوکہ غایت احوال ابدال و اقطاب ہے۔ کبھی عارف کو تکوین کی قدرت بھی دیدی جاتی ہے اور اللہ کے اذن سے جو چاہے اوس کو موجود کر لیتا ہے اور بہجۃ الاسرار مین ہے جسکو شیخ عبد الحق محدث دہلوی اسرار الاسرار مین نقل کرتے

ثم یرد اللہ التکوین فیکون ما یحتاج اللہ باذن اللہ تعالیٰ۔ (فتوح الغیب)

کہ حضرت شیخ نے اپنی زبان درفشان سے فرمایا کہ مین نائب رسول اللہ اور اوس کا وارث ہون - مجھے الہام کیا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تو کچھ مانگ مین اوس کو قبول کرون گا اور پھر الہام کیا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تجھے اپنی ذات کی قسم تو طلب کر مین تجھے رد کرنے سے امن دون گا - اللہ کی قسم مین کوئی کام نہ کیا جبتک کہ مجھے اوس کا امر نہ ہو لیا - چنانچہ بہجۃ الاسرار مین حضرت کی ہاتھون کئی ایک جانورون کا زندہ ہونا بھی بیان کیا گیا - اور اوس پیرزن کا قصہ تو ہر چھوٹے بڑے کی زبان زد ہے کہ حضرت کی دعا کی برکت سے بارہ برس کے بعد اوس کا بیٹا مع برات دریا مین ڈوبا ہوا زندہ نکل آیا - حضرت شیخ محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی کی آخری خلیفہ تھے اور مقام علمی اور عملی مین علاوہ قطب الوقت ہونیکے بینظیر تھے - اونہون نے اس واقعہ کو ایک نہایت شیرین اور پُر درد نظم مین لکھا جسکو ہم تبرکاً درج کرتے ہین تاکہ اولی الابصار کے لئے موجب اعتبار ہو -

بارہ برس کے بعد بیٹا شیخ عبدالقادر جیلانی زندہ ہونا

انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ و وارثہ فی الارض یقال لی یا عبدالقادر تکلم یسیع منک تقال لی یا عبدالقادر یخفی علیک تکلم منتک من الرد و اللہ ما اعذبک شیئاً حتی امرت بہ - بہجۃ الاسرار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گویم بخستین حمد حق آن خالق ارض و سما	قیوم و قادر مقتدر اہل طلب را رہنما
زان پس درود مصطفےٰ گویم بصد صدق و صفا	فخر الرسل خیر الوریٰ ہادی السبل نور الہدیٰ
بر آل و بر اصحاب او بر جملۂ احباب او	بر داخلان باب او گویم زجان و دل ثنا
مدح جناب محی دین آن غوث اعظم بالیقین	محبوب رب العالمین تن را تو ان جان را جلا
دادش خدا قرب آنچنان کس نیست یارای بیان	پای شرفیش را مکان بر گردن کل اولیا
باشد کرامت ہا ے او چون معجزات مصطفےٰ	خارج زحد بیرون زعد حدش ندانند جز خدا
مشتے ازان خروار ہا یک دانہ زان انبار ہا	سر ے ازان اسرار ہا ظاہر بسازم بر ملا
روزے بطور خوشدلی آن پیشوا ے ہر ولی	بہر تفرج شد خلی در طرف صحرا ے فضا
ناگہ گذشتہ سیر او بر ساحل بحر نکو	یک پیرہ زن شد رو برو نالان و گریان ہا ے ہا

قدش کمان زه از عصا تیرش زآه جان گزا — اشکش روان چو سیلها از زان دلغزان سست پا

پرسید پرسش از کرم از باعث آن درد و غم — او خواند و حرفی پر الم از دفتر آن ماجرا

گفتا که از باغ جهان یک داشتم سرو روان — یعنی که فرزند جوان بود دست در پیری عصا

تابنده رو فرخنده خو خوشبو سیه چون نافه مو — یک جلوه دیدار او صد در و صد ان را دوا

جود و جمالش آیتی حسن و سخایش غایتی — مشتاق او ذو رایتی محتاج او اهل لوا

از خون دل دادم لبن جادادش بر جان و تن — فارغ نه زو یک دم زدن در خدمتش صبح و مسا

دندانش چون شد دانه خا کردم ز شیر او را جدا — هر چیز کم دادی خدا مصروف کردم در غذا

چون دیده کردم پرورش نادیده ها دادم خورش — سندیل در زین بر سرش نعلین سیمین زیر پا

پوشاک آن پاکیزه تن مشروع ململ گلبدن — زر لفت چین خز فتن دیبا باعلام طلا

بودم بر و پیش شادمان داخل بسلک ببغمان — یا دم نه در روز و شبان جز بشغل آن راحت فزا

چون شد بقوت بال او حیران جهان بر حال او — شیر ژ ژان پامال او همدست شد با اژدها

گفتم بدل از بند او بینم رخ فرزند او — دادم ازان پیغام او با خاندان ذو العلا

رسم شگون شد ساخته اسباب شد پرداخته — قصر سرور افراخته کردم برا تش را بنا

گشته برات اوروان با کرّ و فر خسروان — آلات شادی در میان دف و دهل قرنا و نا

دادم بسی همراه را یکسر گدا و شاه را — چون قطع کردم راه را آسودم از رنج و عنا

آن طرف ثانی یکطرف در ها گشادند از صدف — دادند سیم و زر بکف کردند مهمان را عطا

کردند حاضر اطعمه شیرین و شوریني همه — شامی کباب و کوبه حلوای چین رومی پلا

شیرین بر خ انبار ها حلوا و نان خروار ها — بادام و شکر بار ها مهماز آچار و ابار

داده جهاز آن ذو القدر زیور فزون آذر ندر — صد نافه ر مشک تتر صد نیفه ثوب صفا

اسپان مرصع زین و قش استر شتر ها بار کش — دا هان غلام ماه وش دیگر نفائس بے بها

چون سه بر آمد شد قرین در ساعت نیکو ترین — گشتیم زانجا رهگزین با صد هوس با صد رجا

در کشتی این بحر خون آمد برات از نخبت دون
کشتی چو گردون شد نگون شد غرق طوفان فنا

نوشه عروس و همرهان در طرفة العین ناگهان
گشتند در دریا نهان گویا نبودند گهه لبتا

یک من بماندم زان همه بیشه نشانی از رمه
در روز و شب ماتم هر دم هیهات و واویلا و وا

زین زندگی در دو رخم از باغ عشرت شد خم
هر دم شود افزون نه کم سوز و گداز جان گزا

شد سالها اثنا عشر کافتاده دور من شرر
روز و شبم در شور در شر یک دم نیم از غم جدا

آن شه که حکمش بود کن در گوش چون کرد این سخن
از قصهٔ زال کهن زد جوش دریای عطا

گفت ای غمخواره در دشت غم آوارهٔ
سازم برایت چاره خواهم ز حق بهرت دعا

تا زنده گردد پور تو ظاهر شود مستور تو
آسان شود معسور تو از قدرت رب السما

پس پیر پیران صفا در سجده شد پیش خدا
با عجز و زاری و بکا شد همتش شکلک شا

یارب مر آن اسوات را در جوف حوت اقوات را
هر جزو جزو اشتات را از فضل خود زنده نما

سر بر سجده همچنان کز جای غرق آمد فغان
کشتی پر از مردان زنان پیدا شده بر روی ما

شد اهل کشتی را گذر سالم به ساحل بحیطر
در غرق مردن بحیطر با آن جلو با آن جلا

نوشه بآن تاج و کمر در دست او تیغ و سپر
با لوشته حجله در پیشش پرستاران بپا

قوال و مطرب بذله گو نقال در نقل نکو
خمارے ریز از سبو یاران بدند در هو و ها

مادر پسر شد مجتمع غمها ز دل شد منقطع
این قصه را شد مستمع هر کس ز ذکران و نسا

ظاهر چو شد این طرفه سر یار منکر شد مقر
گشتند کافر منکر شد هو منان را اعتلا

چون این کرامت شد مبین شد خلق را راسخ یقین
بر وعد رب العالمین بر حشر و نشر و بر جزا

اے محی دین عالیقدر ے قبلهٔ جن و بشر
سوے غلام خود نگر از راه الطاف و عطا

غرقم بدریاے بدی حرقم بنیران خودی
یا بلتجائی خندیی اخرج منی امواج اهوا

شیطان نمود اشتلم از راه نیکی کرد گم
از غفلتم نوشاند خم کردست سرمست خطا

نفس است اندر کشتی در بخل و حرص و زرکشی
دارد بغیر حق خوشی دائم بدام ما سوا

اے صاحب ارشاد مِن درگوش کُن فریاد مِن	میخواہ از یزدان داد مِن دردِ مرا درمان مُنا
ہستم قصوری درلقب سازم حضوری یاادب	از فیض شاہان کے عجب بخشش بمسکین و گدا

یونس نبی کا کتنے دنوں تک مچھلی کے شکم مین اور دریا مین زندہ رہنا

اور یہ کوئی محال نہین جبکہ خود قرآن سے ثابت ہی کہ حضرت یونسؑ مچھلی کے شکم مین دریا کی تہ مین کئی دن تک رہے اور زندہ نکلے۔ اور اگر وہ بطن حوت مین خدا کی یاد نہ کرتے رہتے تو وہ قیامت تک اوسی کے بطن مین زندہ رہتے اور جیسا کہ خود قادیانی صاحب بھی ازالہ کے ص۹۴۳ مین قایل ہین کہ یہہ بھی بالکل ممکن اور جایز ہے کہ خدا تعالیٰ کسی حیوان یا انسان یا پرند کو ایسی حالت مین بھی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جاوے حقیقی موت سے بچاوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔ اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد اور وعدہ کے برخلاف کوئی بات نہین کرتا اور سب کچھ کرتا ہے پس ہم قادیانی صاحب کے ہمصفیر ہوکر اور حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو نہایت ہی وسیع اعتقاد کرکے اوس کی اس قول کی تصدیق کرتے ہین جس مین اوس نے اپنی ایک صفت قدیمہ کا اظہار کیا کہ اگر یونسؑ خدا کی یاد کرنے والون مین سے نہ ہوتا تو قیامت تک بطن حوت مین رہتا۔ پس جبکہ اوس قادر مطلق کی یہہ شان ہے جس کا اوس نے اپنے یونس نبی کی نسبت اظہار کیا تو معلوم نہین کہ حضرت روح اللہ کو زندہ آسمانون پر اوٹھانے اور اون کو مسیح دجال کے وقت تک زندہ رکھنے مین قادیانی صاحب کیون قادر مطلق کے حق مین بدگمانی کرنے لگے ہین اور اوس کی قدرت کاملہ کو اپنی ایک اختراعی اور ناقص قانون قدرت کے تحت مین لاکر ناقص اور محدود بناتے ہین۔ جبکہ ہمارے سامنے بہت سی منصوص نظائر موجود ہین جیسے اصحاب کہف کا تین سو نو برس تک بغیر اکل و شرب کے زندہ سوتے رہنا بلکہ بصراحت سنت صحیحہ ظہور مہدی موعود تک زندہ رہنا اور اسیطرح زیت بن برعثملا وصی عیسےٰ روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز دینا اور سعد بن وقاص سے باتین کرنا اور حضرت عمرؓ کو سلام بھیجنا اور حضرت عمرؓ کا جواب سلام کہنا اور دجال کا عیسیٰ روح اللہ کے دوبارہ دنیا مین آنے اور آسمانون سے اوترنے تک زندہ رہنا اور سند جید کے ساتھ

وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی الفلک المشحون فساھم فکان من المدحضین فالتقمہ الحوت وھو ملیم فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون۔ (صافات)

(حیا) فنبذناہ بالعراء وھو سقیم۔ (بھاوی صافات)

خضر کا زندہ ثابت ہونا جیسے کہ فتح الباری اور زرقانی مین ہے۔

قادیانی جنت کا ایک اور کرشمہ کہ کیون اونہون نے عیسیٰ روح اللہ کے مارنے مین اسقدر کوشش کی اون کی اپنی ایک تحریر سے ملتا ہے جسکو

ہان قادیانی صاحب کی اس بدگمانی اور اس بیجا کوشش کا راز کہ کیون اونہون نے عیسیٰ روح اللہ کے مارنے مین اسقدر کوشش کی اون کی اپنی ایک تحریر سے ملتا ہے جسکو وہ ایک راز کی بات بتاتے ہین۔ چنانچہ وہ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۵ مین لکھتے ہین کہ "اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہون اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے اون تمام مناظرات کا جو عیسائیون سے تمہین پیش آتے ہین پہلو بدل لو اور عیسائیون پر یہہ ثابت کردو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہوچکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس مین فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روی زمین سے صفحہ لپیٹ دوگے۔ جبتک اون کا خدا فوت نہو اون کا مذہب بھی فوت نہین ہوسکتا۔ اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوچکا ہے اور اوس کے رنگ مین ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"۔

پس قادیانی صاحب نے اپنے لئے اس الہام مین دو دعوے قایم کئے:۔ ایک یہہ کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت ہوچکا ہے۔ دوم یہہ کہ عیسےٰ موعود خود قادیانی ہے۔ اور ان ہر دو دعاوی کے اثبات مین انہون نے کئی ایک طریق سے تائید چاہی۔ لیکن کسی طریق نے بھی سچائی کے ساتھہ اون کا ساتھہ نہ دیا۔ ؎

لقد طفت فی تلک المعاھد کلھا		وسرت طرفی بین تلک المعالم	
فلم ار الا واضعاً کف حائر		علی ذقن او قارعا سن نادم	

پس ہم حسب ذیل ہر ایک دعوے اور طریق تائید کو بیان کرکے اوس کا کافی جواب دیتے ہین تاکہ قادیانی صاحب کے اس مسیحی فتنہ سے اُمت محمدیہ کو نجات ملے۔

قادیانی صاحب کا دعوی اوّل:۔ عیسیٰ نبی اللہ فوت ہوچکا ہے

طریق اوّل:۔ (کسی بشر کا آسمان پر جانا محال ہے اور معراج جسمانی سے انکار)

قادیانی قصب کا انکار معراج جسمانی اور آنحضرت کے جسم کے ساتھہ کسی طرح کی نسبت

پس اہل اسلام کے اس اعتقاد مستلزم نزول روح اللہ کی نفی کے لئے کہ وہ آسمان پر اوٹھائے گئے۔ قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام وغیرہ مین صراحت کردی کہ کسی بشر کا

اس جسم کے ساتھ آسمانون پر اوٹھایا جانا خلاف قانون قدرت اور خلاف سنت اللہ ہے - اور آیۂ او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کو اونہون نے اپنا دستاویز بنایا اور اسی کے اقتضاء سے اونہون نے ازالۂ الاوہام کے صفحہ ۳۴ مین ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج مع الجسم کا بھی انکار کردیا اور صاف لکھدیا کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہین تھی بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفون مین مؤلف (یعنی قادیانی صاحب) خود صاحب تجربہ ہے - انتہیٰ-

شہادت کسی خاص نبوہ کا آسمان پر اوٹھایا جانا کوئی محال نہین

ہم قبل اس کے بتحقیق شیخ جلال الدین سیوطی ثابت کرچکے ہین کہ اجسام کا آسمان پر جانا محال نہین جیسے کہ اون کا آسمان سے آنا محال نہین اور ملائکہ کا کسی بشر کو آسمان پر اوٹھا لیجانا سنۃ اللہ کے مصادم نہین بلکہ سنت اللہ اور قانون قدرت اللہ اسقدر وسیع اور ورا الورا ہے کہ کسی مخلوق کی عقل اوس کے احاطہ پر قادر نہین - چنانچہ اس کا اقرار خود سرسید نیچری اپنی تفسیر مین کرچکے ہین اور یہ بھی ثابت کرچکے ہین کہ کئی ایک صحابہ کا جسم عنصری مرنے کے بعد بھی آسمانون پر اوٹھایا گیا - پس وہ جسم جو بغلبۂ روحانیت روح اللہ ہوگیا اور بالکل روح کے رنگ مین منصبغ ہوگیا اوس کے آسمانون پر جانے اور آنے مین کیا استبعاد ہونے لگا - حالانکہ وہ فرقانی آیۂ مبارک جسکو قادیانی صاحب اپنی دستاویز بناتے ہین وہ خود اون کا ساتھ دینے سے انکار کررہی ہے - اور خود اوسی سے ثابت ہے کہ کسی بشر مبشر کا آسمان پر جانا محال نہین حتی کہ اوس وقت کے موجودہ کفار کو بھی اس سے انکار نہتا جنہون نے بطور تعجیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم تجھپر ایمان نہ لاوین گے جبتک کہ تو زمین پھاڑ کر (حضرت عیسیٰ کی طرح) ہمارے لئے پانی کا چشمہ نہ نکالے - یا تیرے لئے (ابراہیم کی طرح جسپر کہ آتش نمرود باغ ہوگئی) ایک باغ ہو کھجور اور انگور کا جسکے بیچ تو زور سے بہتی ہوئی نہرین نکالے یا تو ہمپر آسمان کے

لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیرا - او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا -

ٹکڑے اپنے زعم کے موافق گرائے (جیسے کہ بنی اسرائیل پر کوہ طور اوٹھایا گیا تھا) یا تو خدا اور اوس کے فرشتوں کو
اپنے ساتھ ہمارے سامنے لاوے (جیسے کہ حضرت موسیٰ سے بھی یہی کہا گیا) یا تیرے لئے کوئی سُنہری گھر
ہو (جیسے ادریسؑ کے لئے بہشت بین ہوا) یا تو آسمان پر چڑھ جائے (جیسے حضرت عیسےٰ آسمان پر چڑھ گئے)
اور ہم تو تیرے آسمان پر چڑھنے پر ہرگز یقین اور ایمان نہ لاوین گے یہان تک کہ تو (الواح موسیٰ کی طرح)
آسمانون سے کوئی ایسی کتاب اوتار لاوے جسکو ہم پڑھ سکین۔ اسپر خدا نے اپنے نبی کو کفار کے ان سوالات
کے جواب مین یہہ کہنے کا حکم دیا کہ کہدے اے محمدؐ! اون کو کہ پاک ہے میرا پروردگار ہر عجز سے اور مین بذات
خود نہین ہون تجز اسکے کہ اوس کا بندہ پیغمبر ہون۔ فتح البیان مین اس آیۂ مبارک کے کلمۂ "لرقیک" کے
تحت مین یون تفسیر کی گئی ہے کہ واللام للتعلیل ای لاجل رقیک یعنی کفار کا یہ کہنا اس طرح پر تہا کہ ہم تیرے
اوپر اوسی وقت ایمان لاوین گے جبکہ تو آسمان مین چڑھ جائے اور چونکہ تو چڑھ جائیگا لہذا تیرے چڑھنے
پر ہمارا ایمان لانا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ تو آسمان سے کوئی ایسی کتاب بھی الواح موسیٰ کی طرح اوتار
لائے جسکو ہم خود پڑھ لین۔ لیکن اس کے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی کہنے کا امر تعبدی ہوا
کہ کہدے اون کو میرا اللہ عجز اور نقص سے منزہ ہے کیونکہ سبحان کا اطلاق ہر جگہ اسی معنی مین ہوا جیسے
سبحان ربی الاعلیٰ یا جیسے سبحان ربی العظیم اور اسی طرح ایک امر مستبعد کے ایقاع اور اوسپر قدرت
ہونیکے مقام مین اطلاق ہوا۔ جیسے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ
کیونکہ ایک رات مین سیکڑون کوسون کی سیر بالکل مستبعد اور محال عادی ہے۔ لیکن اس مستبعد امر کو خدائے
تعالیٰ نے بالکل ایقاع فرمادیا اور اس امر سے عاجز نہ ہونے پر دلالت کرنیوالا کلمہ سبحان اوّل مین لایا گیا
جو کہ ایک امر عظیم الشان کے وقوع پر دلالت کرتا ہے۔ پس اگر یہہ سیر کوئی کشفی سیر تہی یا کہ کوئی خواب تہا
جو آنحضرتؐ کو واقع ہوا تو یہ کوئی ایسا امر مستبعد اور محال نہین تہا جس مین کہ خود قادیانی صاحب بہی شرکت کا
دم مار رہے ہین کہ کفار کے لئے موجب فتنہ ہوتا یا اسپر کلمۂ سبحان کا اطلاق کیا جاتا۔ اور آنحضرتؐ کو اپنی
نسبت خدا کا پیغمبر اور بندہ ہونیکا اقرار کا حکم ہونے سے بقول قادیانی اور اون کے مقلد محمد احسن امروہی
یعنی نہین نکلتے کہ کسی بشر رسول کو یہ نشان نہین دیا گیا اور آنحضرتؐ نے اپنا عجز ظاہر کیا اور فرمایا کہ یہ

سوال محض بیجا ہے - حالانکہ خود اونہین کفار کے سوال سے آیت مذکور بتلا رہی ہے کہ اون کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر چڑھ جانا کوئی امر مستبعد نہتا کیونکہ اون کو قبل از محمد صلے اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیا مین سے علی الخصوص حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہما کا آسمان پر اوٹھایا جانا معہود تھا اسی لئے اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دعوی اور اپنے ایمان لانیکی ایک دوسری معہود شرط لگادی کہ ہم تیرے پر اوسی وقت ایمان لاوین گے جبکہ تو آسمان پر چڑھنے کے باوجود پھر کتاب بھی اوتار لاوے جیسے کہ اون کے پہلے نبی حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ پر الواح آسمانون سے اوترتی رہین - معہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھہ سے ان تمام آیات اور معجزات افتراحی کے ممکن الصدور ہونے پر خود خدا کا کلام گواہ ہے جو قبل ازین ایسی سورۂ بنی اسرائیل مین واقع ہوا کہ ہمکو ایسی آیات کے ساتھہ اپنے نبی (محمد) صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے سے کسی نے نہین روکا - بجز اس کے کہ پہلے انبیا جو ایسی آیات اور معجزات کے ساتھہ آئے اون کی تکذیب کی گئی - پس یہہ آیۂ مبارک بھی صریح اس معنی پر دلالت کرتی ہے کہ انبیا علیہم السلام کو ایسے معجزات دیے گئے - اور اوس کے پیغمبر بندے آسمانون پر گئے اور خدا تعالی ایسے امور پر قدرت رکھتا ہے اور وہ ہر عجز سے پاک ہے - اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم مخیر کیے گئے جیسے کہ عطا کی حدیث سے ظاہر ہے - چہ جائیکہ نبی الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی قدرت کو ناقص ٹہیراتے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے - ۵

	نقل للعیون الرمد ایاک ان تری		سنا الشمس استغشی ظلام اللیالیا

۵ جسم مبارک کو کثیف کہنا اور کثافت کی نسبت کرنا	مگر اس کور دل قادیانی کی احول چشمی قابل غور ہے جسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو کثیف کہا اور کثافت کی نسبت کی جن کو حق تعالی نے تمام کثافت اور اوناس اور الوث بشریہ سے پاک اور صاف بنا دیا اور یہہ طرفہ سر ہے کہ آنحضرت کے جسم مبارک کا سایہ

وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بها الاولون - (بنی اسرائیل) وعن ابی عطا عن النبی ص قال والذی نفسی بیدہ ما سالتم ولو شئت لکان ولکنه خیرنی بین ان تعجل لی ما اخرتم اه - ابن کثیر	

کبھی زمین پر نہ دکھائی دیا اور نہ آنحضرتؐ کا فضلہ بطن زمین نے اپنے منہ پر دیکھنے دیا - اور بول نبی عنبر کی طرح اوس شخص کے حق مین موجب تعطر اور تنور ہوگیا جسنے اندھیری رات مین پانی کے خیال سے نوش جان کیا - تحفہ رسولیہ مین قاضی عیاض کی شفا سے منقول ہے - ؎

سایہ نبود شش بزمین اے فلان	سایہ ندیدست کس از روح وجان
عرق تنش طیب تر از مشک چین	فضلہ دگر با ہمین حکم بین
عائط وخون بول نبی طاہر است	گفت چنین آنکہ بدین ماہر است
در شب تاریک یک آزادہ مرد	بول نبیؐ با شبہہ آشام کرد
شام دلش صبح شد و پاک شد	جملہ تنش صاف و عطر ناک شد
آنکہ چنین فضلہ او نادر است	ذات مبارک چہ بود برتر است

منہذا شفاے قاضی عیاض مین ہے کہ جو کوئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین کسی قسم کی بے ادبی کرے خواہ طرز بیان مین خواہ عبارت مین یا اشارت مین جس سے آنحضرتؐ کی طرف کوئی نقص عاید ہوتا ہو خواہ جہالت یا عمد سے اوسنے ایسا کیا ہو یا طرز بیان مین بے پرواہی اور جرأت کی ہو ان سب مین اوس کو شاتم النبی کہا جائیگا جس کی سزا قتل ہے - کیونکہ کفر کے ارتکاب مین عذر جہالت اور عذر لغزش زبان وغیرہ قبول نہین جبکہ اوس کی عقل باعتبار فطرت کے درست ہو اور وہ مجنون نہین -

من سب النبی او الحق بہ نقصا فی نفسہ او فی شیء من اعراضہ او صفاتہ او اومأ الیہ او بسبہ من القول فی عبارۃ او تعییر او تشبیہ او بلقب او بغمیزۃ او بایماء او بلسانہ او بکتابہ او بتعریض او بمحاکاۃ او بالقاء شبہ او بالکلام المدخل او بالاشارۃ الخفیۃ او بالحکایۃ او بالمحاکاۃ فی فعلہ او مشیہ او ضحکہ او بالتعجب من ذکرہ او بذکر بعض الاشیاء معہ او بالاضافۃ الی امر او نسبۃ او بالغفلۃ عن توقیرہ او بالتشاغل عن حقہ او بالتہاون بامرہ او بالاصغاء الی قول الساعی فیہ او بالاغضاء عن حقہ او بالتہاون بامرہ او بالاصغاء الی قول الساعی فیہ او بالاغضاء عن تنقص

برآن است کہ بے ادبی ہر کس از انبیا کفر است - خواہ فاعل او حلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ انتہی

پس بقول حضرت نظامی - ؎

تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست	بیک لحظہ گر آمد و شد بجاست

ہمکو بطریق عقل تو ایک جسم نہ ہی کا آسمان پر آنے جانمین کوئی محال نظر نہین آتا - لیکن ہمکو بحیثیت اس مین جو سرسید نیچری اور قادیانی صاحب نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی کو متعلق بزعم خود مختلف الالفاظ احادیث کے مردی ہونے سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ اُن کی تعارض نے اون کو اعتبار کو کہو دیا - دیکھو خطبات احمدیہ ص۶۱۴ اور ازالۃ الاوہام قادیانی ص۹۳۲

مگر عجب تر یہ ہے کہ قادیانی صاحب اس باب مین سرسید سے بھی چار قدم آگے ہو گئے - کیونکہ سرسید تو اس بحث کی اخیر مین قایل ہو گئے کہ اگرچہ بتقدیر صحت جملہ روایات ان مین جمع ہونا متعذر ہے لیکن تعدد معراج کے قول پر کوئی تعذر نہین - اسی طرح اگر بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیجائے جیسے کہ لمعات مین ہے -

وعلی تقدیر صحۃ الروایات یتعذر الجمع الا ان یقال بتعدد المعراج او یرجح بعض الروایات علی بعض والارجح ھو روایۃ الجماعۃ کذا قال الشیخ - (لمعات)

معراج جسمانی کے محال ہونے پر قادیانی صاحب کے اعتراضات

لیکن برخلاف اس کے قادیانی صاحب نے تعدد معراج کے قول کو بھی باطل بنا دیا جسکو لمعات مین ارجح اور وہی مذہب جماعۃ المسلمین کہا گیا ہے - پس اونہون نے ازالۃ الاوہام کے اخیر مین تعدد معراج کے ابطال پر یہہ تین دلایل پیش کئے کہ اوّل انمین احادیث سے ثابت ہو کہ انبیاء کے لئے خاص خاص مقامات آسمانون مین مقرر ہو گئے ہین جن سے وہ آگے نہین بڑھ سکتے - چنانچہ آنحضرت صلعم ساتوین آسمان سے آگے جانے لگے تو موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب مجھے یہہ گمان نہتا کہ مجھ سے بھی زیادہ کسی کا رفع ہوگا - اب ظاہر ہے کہ اگر موسیٰ کے اختیار مین نہتا کہ کبھی پانچوین آسمان پر آجاتے اور کبھی چھٹے پر اور کبھی ساتوین پر تو یہ گریہ و بکا کیسا نہتا جیسے پانچوین سے یا چھٹے سے ساتوین پر چلے گئے ویسا ہی آگے بھی جا سکتے تھے - دوم (بقول ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ) ماسوا اس کے پانچ معراجون کے ماننے سے یہ اعتقاد ہونا چاہئے کہ پانچ ہی دفعہ اوّل نماز مین پچاس مرتبہ رکعتین اور پھر پانچ

اعتراض اوّل

اعتراض دوم

منظور کی گئیں جس سے قرآن کریم اور خدائیتالے کے احکام مین محض بیجا اور لغو طور پر منسوخیت مانی پڑتی ہے

اعتراض سوم

سوم - بلکہ یہہ حدیث جو بخاری کے صفحہ ۱۱۲ مین ہے خود اپنے اندر تعارض رکھتی ہے - کیونکہ ایک طرف تو یہ لکھدیا کہ بعثت کے پہلے یہ معراج ہوئی تھی اور پھر اوسی حدیث مین یہ بھی لکھا ہے کہ نمازین پانچ مقرر کر کے پھر آخرکار ہمیشہ کے لیے پانچ مقرر ہوئین - اب ظاہر ہے کہ جس حالت مین یہ معراج نبوت سے پہلے تھی تو اسکو نمازون کی فرضیت سے کیا تعلق تھا ؟ اور قبل از وحی جبریل کیونکر نازل ہوگیا ؟ اور جو احکام رسالت سے متعلق تھے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر کئے گئے - انتہی بلفظہ مخصراً -

قادیانی صاحب کے اعتراضات کا جواب

پس ہم قادیانی صاحب کے اعتراض اوّل کو نظرانداز کر کے اول اعتراض ثانی کو باطل کرتے ہین جو اونہون نے تعدد معراج کے ابطال مین بیان کیا اور جو دراصل ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ

دوسرے اعتراض کا جواب

کا ایک کہنہ اور بوسیدہ اعتراض ہے اور جسکو قادیانی صاحب نے غیر مہذب الفاظ ملاکر اپنی

تعدد معراج کا ثبوت

طرف منسوب کرلیا ہے اور ہم اس اعتراض ثانی کے باطل کرنے کے لئے فتح الباری شرح صحیح بخاری کو بطور سند پیش کرتے ہین جو کہ ایک سلمہ کتاب ہے -

وجنح الامام ابو شامۃ الی تقویۃ المعراج مرارا وتمسک الی ما اخرجہ البزار وسعید بن منصور من طریق ابن عمران الجونی عن انس رفعہ قال بینا انا جالس اذ جاء جبریل فوکز بین کتفی فقمت الی شجرۃ فیہا مثل وکر الطائر فقعدت فی احد سماء فتعد جبریل فی الاخری فارتفعت حتی سددت الخافقین - اھ وفیہ ففتح لی باب من السماء فرأیت النور الاعظم واذا دونہ حجاب رفرف الدر والیاقوت وقال العلامۃ ابن حجر ورجالہ لا باس بہم - الا ان الدارقطنی ذکر لہ قصۃ اخری - الظاہر انہا وقعت بالمدینۃ ولا بعد فی وقوع امثالہ

پس احمد عسقلانی اپنی کتاب کی جلد ہفتم کے صفحہ ۱۵۲ مین لکھتے ہین کہ امام ابو شامہ کا میلان اسی طرف ہے کہ معراج مین تعدد ہوا اور کئی دفعہ واقع ہوا - چنانچہ امام ابو شامہ نے اس کے ثبوت مین اس حدیث سے تمسک کیا جسکو بزار اور سعید ابن منصور نے ابی عمران الجونی کے طریق سے حضرت انس سے مرفوعاً تخریج کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے مین بیٹھا ہوا تھا کہ جبرئیل آگیا اور میرے دونون کاندھون کے درمیان زور سے ہاتھہ مارا اور ہم دونون ایک درخت کی طرف کھڑی ہوئی جس مین پرندکے دو آشیانون کی طرح کچھہ تھا - ایک مین جبرئیل بیٹھا اور دوسرے مین مین بیٹھا اور وہ درخت اونچا

ہوتا گیا یہاں تک کہ اوس نے خافقین کو روک لیا - اور سر
مین ہے کہ میرے لئے آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا
اور مین نے نورِ اعظم کو دیکھا جس کی پستی مین حجابِ نور
تھا جو موتی اور یاقوت سے تھا - علامہ ابن حجر کہتا ہے کہ اس
حدیث کے رجال ایسے ہین جن سے کوئی خوف نہین مگر دارقطنی
نے اس کے متعلق ایک دوسرا قصہ بیان کیا ہے - اور
ظاہر یہی ہے کہ یہہ واقعہ مدینہ مین واقع ہوا اور ایسے وقایع
کے وقوع مین کوئی استبعاد نہین - ہان مستبعد تو وہ تعدد

وانما المستبعد وقوع التعدد فی قصة المعراج
التی وقع فیها سوال الامم عن کل نبی وسوال الاصل کل
باب بل لبعث الیه وفرض الصلوٰة الخمس وغیر
ذلک فان تعدد ذلک فی الیقظة لا یتحمل حتی
رد بعض الروایات المختلفة الی بعض او الترجیح
الا انه لا بعد فی وقوع جمیع ذلک فی المنام ثم
ثم وقوعه فی الیقظة علی وفقه کما قال منه
فتح الباری جلد (۷) صفحہ ۱۵۲

ہے جو اوس قصہ معراج مین واقع ہوا جس مین ہر نبی سے آنحضرتؐ کا پوچھنا اور ہر دربان آسمان کا پوچھنا واقع ہے کہ کیا یہ نبی مبعوث ہو چکا ہے اور کیا پانچ نمازین فرض کی گئی ہین؟ - کیونکہ حالت بیداری مین ایسے امور کا تعدد موزون نہین ہے - پس یہی معین ہے کہ بعض مختلف روایات کو بعض کی طرف رد کیا جاوے یا بعض کو بعض پر ترجیح دی جاوے - مگر ان تمام امور کا تعدد حالت خواب مین واقع ہونا کوئی مستبعد نہین کہ خواب مین ان امور کا متعدد طور سے وقوع بطریق توطیہ ہو - اور پھر اسی کے مطابق حالت یقظہ مین ہو جیسے کہ قبل ازین بیان ہو چکا ہے کہ مہلب نے ایک طائفہ سے اور ابو نصر بن القشیری اور ابو سعید نے شرف المصطفےٰ مین کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کئی معراجین ہوئین - بعض تو اُن مین سے حالت یقظہ مین ہوئین اور بعض حالت خواب مین - معہذا قطب الوقت شیخ محی الدین ابن العربی

محی الدین ابن العربی کا قول تعدد معراج اور جسمانی معراج کا ثبوت

رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کے بقیہ جلد سوم کے صفحہ ۳۴۴ اور باب (۳۶۷) مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج مع الجسم کے اثبات مین توضیح دلایل کے ساتھہ فرماتے ہین کہ کل مواطن مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم مبارک کے ساتھہ معراج ہوئی وہ ایک ہی بار ہوئی اور کل چونتیس بار جو آنحضرتؐ کو معراج ہوئی اون مین سے ایکبار کے سوا باقی ہر دفعہ فقط روح کے ساتھہ معراج ہوتی رہی - چنانچہ اس قصہ کو اس طرح شروع فرماتے ہین فلما اصبح ذکر ذلک للناس فالمومن به

کہ جب صبح ہوتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات
کی اسریٰ کا واقعہ لوگوں سے بیان فرمایا تو ایمان والوں
نے تصدیق کردی اور جنہیں ایمان نصیب ہوا انہوں نے
آنحضرتؐ کے اس بیان کی تکذیب کی۔ اور جو بین بین
تھا یعنی نہ پورا مومن اور نہ پورا کافر اوسنے اوس کی
تصدیق میں شبہہ رکھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس قافلہ کا ذکر کیا اور نیز اوس شخص کا بیان فرمایا جو
وہ کر رہا تھا یہاں تک کہ قافلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے ارشاد کے مطابق بتاریخ مقرر آپہنچا اور کفار
نے اوس شخص سے حضرت کے ارشاد کی تصدیق چاہی
پس اوسنے ویسے ہی پیالہ پانی کا اولٹ جانیکا اقرار
کیا جیسے کہ آنحضرت نے بیان فرمایا تھا۔ پھر کفار میں سے
ایک شخص نے جو بیت المقدس کو دیکھے ہوئے تھا آنحضرتؐ
سے بیت المقدس کا نقشہ دریافت کیا۔ حالانکہ شب
اسریٰ میں آنحضرتؐ نے بیت المقدس کا اوسی قدر حصہ
دیکھا تھا جسقدر حصہ میں کہ آنحضرت نے رفتار کی اور نماز پڑھی
لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آنحضرت کی آنکھوں
کے سامنے کردیا اور نقشہ بیان فرمانا شروع کردیا اور کوئی
انکار نہ کرسکا۔ پس اگر اسراء فقط روح کو ہوتی اور ایک
ایسی ہی رویاء ہوتی جیسے کہ کوئی سویا ہوا خواب دیکھتا ہو
تو کوئی بھی انکار نہ کرتا اور نہ کوئی جھگڑا کرتا بلکہ کفار کا انکار

صدقہ وغیر المومن بہ کذبہ والشاک ارتاب فیہ ثم
اخبرہم بحدیث القافلۃ وبالشخص الذی کان
بینہ وبینہ اذا بالقافلۃ قد وصلت کما قال فسألوا
الشخص فاخبرہم بقلب القدح کما اخبرہم رسول اللہ
وسالہ شخص من المکذبین ممن رأی بیت المقدس
ان یصفہ لہم ولم یکن رأی منہ صلی اللہ علیہ وسلم
الا قدر ما مشی فیہ وحیث صلی فرفعہ اللہ لہ حتی
نظر الیہ فاخذ ینعتہ للحاضرین فما انکر من نعتہ
شیئا ولو کان الاسراء برؤیا رؤیا رآہا
کما یری النائم فی نومہ ما انکرہ احد ولا نازعہ احد
وانما انکروا علیہ کونہ اعلمہم ان الاسراء کان
بجسمہ فی حضرۃ المواطن کلہا وانہ صلی اللہ علیہ
وسلم اربعۃ وثلاثون مرۃ الذی اسریٰ بہ منہا
اسراء واحد بجسمہ والباقی برؤیا رآہا
واما الانبیاء فلہم اسراءات روحانیۃ برزخیۃ
یشاہدون فیہا معانی منجلاۃ فی صور محسوسۃ
للخیال یعطون العلم بما تتضمنہ تلک الصور من
المعانی ولہم الاسراء فی الارض وفی الہواء غیر انہم
لیست لہم قدم محسوسۃ فی السماء وبہذا زاد
علی الجماعۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باسراء
الجسم واختراق السماوات والافلاک حسا وقطع

اور استبعاد اسی وجہ سے تھا کہ آنحضرتؐ نے اول کو یہی اطلاع دی تھی کہ آنحضرتؐ کو سب مواطن میں جسم کے ساتھ اسرا ہوئی ہے۔ اور آنحضرتؐ کو کل چونتیس مرتبہ معراج ہوئی۔ لیکن جسم کیساتھ ایک ہی مرتبہ اسراء ہوئی اور باقی معراجین فقط روح کے ساتھ ہوئین۔ اور قطع نظر اس کے اولیاء اللہ کے لئے یہی روحانی اور برزخی طور سے اسرائین اور معراج ہوا کرتی ہین لیکن وہ اُن اسراءات مین اون معانی متجسدہ کا مشاہدہ کرتے ہین جو اُن کی قوتِ خیالیہ مین بصورِ محسوسہ متجسد ہوتے ہین اور اون کو اُن معانی کا علم حاصل ہوجاتا ہے جو اون صورتون کے اندر بقوت ہوتے ہین۔ اور علاوہ اسکے اولیاء اللہ کو رؤیا مین اور ہواجس مین بھی اسراء ہوتی ہے مگر آسمان مین اون کا قدم محسوس نہین ہوتا اور اسی ایک بات مین اولیاء اللہ کی جماعت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو تشرف ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو اسراء ہوئی اور حسًّا اور عیناً آسمانون مین خرقِ ہوا اور مسافات حقیقیہ اور محسوسہ قطع ہوئین اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثون کے لئے معنًی ہے نہ حسًّا۔ پس اولیاء اللہ کی سر جمعین روحی اور رؤیۃ قلوب اور صور برزخیہ اور معانی متجسدہ ہین اور جب مجھے معراج ہوئی وہ یہی اسی قسم کی تھی جسکو ہمنے اپنی کتاب الاسراء و ترتیب الرحلہ مین ذکر کیا ہے۔ اور ہم عنقریب اہل اللہ کی اسراء کا ذکر کرتے ہین جو مجھے علی الخصوص اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اطلاع دی۔

مسافات حقیقیۃ محسوسۃ و ذلک کلہ لورثتہ معنی لا حسا من السموات فما وقع فلنذکر من اسراء اھل اللہ ما اشعرنی اللہ خاصۃ من ذلک فان اسراءاتہم مختلفۃ لانہا معانی متجسدۃ تختلف الاسراء المحسوس فمعارج الاولیاء معارج ارواح و رؤیۃ قلوب وصور برزخیات و معان متجسدات - فما شہد تہ من ذلک وقد ذکرتہ فی کتابنا المسمّٰی بالاسراء و ترتیب الرحلۃ فتوحات مکیۃ باب (۶۳۷) ۳ بغیہ جلد ۳

واسری بہ الی المسجد الاقصیٰ ثم الی السدرۃ المنتہیٰ والی ما شاء اللہ وکل ذلک بجسدہ علی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ ولکن ذلک فی موطن ھو برزخ بین المثال والشہادۃ جامع لاحکامہما فتظہر علی الجسد احکام الروح وتمثل الروح والمعانی الروحیۃ اجساداً ولذلک بان لکل واقعۃ من تلک الوقائع تعبیر وقد ظہر لی تاویل رؤیا یوسف وغیرہم علیہم السلام نحو من تلک الوقائع وکذلک لاولیاء الامۃ لیکون علو درجاتہم عند اللہ کما ہم فی الرؤیاء واللہ اعلم - اما شق الصدر وملأہ ایماناً فحقیقۃ عملیۃ الواردۃ الملکیۃ و

کیونکہ اون کی اسرائین مختلف ہین اس لئے کہ وہ برخلاف اسرار محسوس کے معانی متجسدہ ہوتی ہین - پس حضرت شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تمام بیان سے ہمارے مولٰنا

شاہ ولی اللہ کا قول جسمانی معراج کی نسبت

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے اوس قول کمشوف کی حقیقت کھل گئی جو حقیقتِ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اونہون نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو لیقظہ مین پہلے مسجد اقصٰی پھر سدرۃ المنتہٰی پہر ماشاء اللہ تک اسرا ہوئی - لیکن یہ سب ایسے مواطن مین ہوئی جو مثال اور شہادت کے مابین برزخ اور ہر دو کے احکام کے لئے جامع ہے - چنانچہ آنحضرتؐ کے جسد پر روح کے احکام ظاہر ہوگئے اور روح اور معانی روحیہ کا تمثل بصورت اجساد ہوگیا اور اسی سے ہر اوس واقعہ کی تعبیر ظاہر ہوتی ہے جو اسرا مین پیش آئے - اور بغیر اسکے کہ اسی قسم کے وقائع بصورت مثالی حضرت خرقیل اور موسٰی وغیرہ صلوات اللہ علیہم پر بھی ظاہر ہوئے اور اسی طرح اوپر امت کے لیئے تاکہ عند اللہ اون کے علو درجات ویسے ہی ہون جیسے کہ وہ رویا مین دیکہین اسکے بعد علی الاتصال حضرت شاہ ولی اللہ نے اون تمام وقائع کی تعبیرات بیان کین جو اسرا کے وقت پیش آئے - جیسے شق الصدر اور رکوب براق اور ملاقات انبیا اور رقی سماوات اور سدرۃ المنتہٰی اور انار لبن خمر اور اخیر مین صلوات خمسہ کے امر کے متعلق کہا کہ وہ باعتبار ثواب کے خمسون ہی ہین اور اللہ تعالٰی نے تدریجاً اپنی مراد کا اظہار فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ حرج مقصود نہین اور نعمت کامل ہوچکی ہے اور اس

حضرت موسٰی کو لبکا کی وجہ

معنی کا تمثل حضرت موسٰی کی طرف اسلئے مستند ہوا کہ سب انبیاء علیہم السلام سے زیادہ اون کو اپنی امت کیساتہ معاملہ پڑا اور سیاست امت کے امور مین سب سے زیادہ معرفت رکہتے تہے اور موسٰی کا

انطفاء لہب الطبیعۃ وخضوعہا لما یفیض علیہا من خیرۃ القدس وامارکوبہ علی البراق فتحقیقتہ استواء نفسہ الناطقۃ علی نشاتہ اللتی ہی الکمال الحیوانی فاستوی راکبا علی البراق کما غلبت احکام نفسہ الناطقۃ علی البہیمیۃ وتسلطت علیہا واما تخییر صلوات بلسان الحجوز لانہا خمسون باعتبار الثواب ثم اوضح اللہ مراحۃ تدریجا لیعلم ان الحرج مدفوع وان النعمۃ کاملۃ وتمثل ہذا المعنی مستند الی موسٰی علیہ السلام فانہ اکثر الانبیاء معالجۃ للامۃ ومعرفۃ ببیاستہا واما بکاء موسٰی فلیس بجید ولکنہ مثال لفقدہ عموم الدعوۃ وبقاء کمال لم یحصلہ ہو فی حیاتہ

حجۃ اللہ ص ۳۸۵

رونا اس جسم کیساتھ نہتا بلکہ وہ مثال تھی اور رونا اس معنی پر متمثل ہوا کہ اون کو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح دعوت عامہ حاصل نہوئی اور اون کو وہ کمال نہ ملا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اون کو بالمواجہ دکھائی دیا۔ مؤلف کہتا ہے کہ بیشک رونیکی علت وہی ہے جو حضرت ولی اللہ نے بیان کی اور اسی معنی کی طرف اوس حدیث نبوی مین اشارہ ہی جو ارشاد ہوا کہ اگر موسیٰ زندہ رہتا تو میری اتباع بغیر اون کو چارہ نہتا اور اسی سے قادیانی صاحب کا اعتراض اوّل باطل ہوجاتا ہے جو اونہون نے حضرت موسیٰ کی بُکا اور تعین مقامات انبیا کے ساتھ کیا ہے۔ جیسے کہ اوس کا بیان آئیگا۔ اور اگر ہمارے فہم نے غلطی نہین کی تو ہم حضرت ولی اللہ کے قول سے قطعاً استنباط کرتے ہین کہ اونہون نے حضرت ابن العربی کی طرح اور اونہین کے مسلک پر ہماری نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسراء جسدی کا اقرار کر لیا۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ سوا اون معراج مین آنحضرت کو روح اور دیگر معانی روحیہ باجساد مثالی ظاہر ہوئے جیسے کہ حضرت خرقیل اور موسیٰ وغیرہ انبیا علیہم السلام اور دیگر اولیاء کرام کو ایسے وقایع عالم رؤیا یا عالم کشف القلوب مین بصورت مثالی و برزخی نظر آئے اور فقط اون کی روحون کو معراجین ہوئین نہ اجساد کو چنانچہ (تورات سفر تکوین باب ۲۸ درس ۱۲ - ۱۷ امین) معراج یعقوبؑ کی نسبت لکھا ہے کہ "پس بخواب دید

حضرت یعقوبؑ کی معراج

کہ اینک نردبانے بزمین برپاگشتہ سرش بآسمان می خورد و اینک فرشتگان خدا ازان بہ بالا و زیر میرفت ند و اینک خداوند برآن ایستادہ میگفت من خداوند خدائے پدرت ابراہیمؑ و ہم خدائے اسحٰقؑ ام این زمینیکہ برآن میخوابی بتو و بہ ذریت تو میدہم و ذریت تو مانند خاک زمین گردیدہ بمغرب و مشرق و شمال و جنوب منتشر خواہند شد و اینک من باتوام و ہر جائیکہ میروی ترا نگاہ داشتہ باین زمین باز پس خواہم آورد تا بوقتیکہ آنچہ بتو گفتہ ام بجا آورم ترا در ان جا ہم گذاشت و یعقوبؑ از خواب خود بیدار شدہ گفت بدرستیکہ خداوند در ین مکان است و من ندانستم۔ پس ترسیدہ گفت کہ این مکان چہ ترسناک است این نیست مگر خانہ خدا و این است دروازۂ آسمان"

مگر جاے غور ہے کہ ایسی معراج مین کیا تفوق ہے اور ایسے خوابون کو معراج نبوی سے کیا نسبت؟ اور حضرت شاہ ولی اللہ کا رتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ قادیانی صاحب یا سید احمد خان کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو ایک خواب یا رویا قلب یا معراج روحی کہین جو بقول حضرت ابن العربی بوجہ اتم و بطریق محقق بصورت برزخیہ و معانی متجسدہ اکثر اولیاء اللہ کو اور خود اون کو ہوئی۔ اور اگر ہمارا فہم غلطی کرے اور بقول سید احمد خان صاحب ہم فرض کرلین کہ حضرت شاہ ولی اللہ کا منشا اس قول سے ویسا نہین ہے جیسا کہ حضرت ابن العربی کا ہے اور اونہون نے اسراء نبوی کو حضرت خرقیل اور موسیٰ اور دیگر اولیاء اللہ کو وقایع کی طرح ایک رویا روحی اور معنی برزخی خیال کیا ہے تو ہم بلا شبہہ کہہ اوٹھین گے کہ یہ حضرت ولی اللہ کی خود اپنی معراج مکشوفہ ہے جسپر اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو قیاس کرلیا جسکے کوئی معنی نہین اور کوئی وجہ نہین کہ اون کے کشفی قول کو اون مشاہیر اور جماہیر صحابہ کے قول پر ترجیح دی جاے جنہون نے نور نبوت سے بالمشافہ اس معنی کا استفاضہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج بالجسد بحالت یقظہ ہوئی اور آنحضرت کی روح مبارک جسم کے ساتھ پہلے بیت المقدس پھر آسمانون پر اوٹھائی گئی

چنانچہ شفاے قاضی عیاض مین ہے کہ معظم سلف اور مسلمین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسد کے ساتھ اور بحالت یقظہ اسراء ہوئی اور یہی حق ہے اور یہی قول ابن عباس اور جابر اور انس اور حذیفہ اور عمر اور ابی ہریرہ اور مالک بن صعصعہ اور ابی حبۃ البدری اور ابن مسعود اور ضحاک اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور ابن سیب اور ابن شہاب اور ابن زید اور حسن اور ابراہیم اور سدی اور مجاہد اور عکرمہ اور ابن جریج کا اور یہی عائشہ کا مذہب مختار ہے اور یہی قول طبری اور ابن حنبل اور

(اور یہی یا رویا یا بعین الرضا ہے مذہب مسلمین کے اسا جنہون نے جسمانی معراج ہونا کہا)

وذهب معظم السلف والمسلمين الى ان اسراء بالجسد في اليقظة وهو الحق وهذا قول ابن عباس وجابر وانس وحذيفة وعمر وابى هريرة ومالك بن صعصعة وابى حبة البدرى وابن مسعود وضحاك وسعيد ابن جبير وقتادة وابن المسيب وابن شهاب وابن زيد والحسن وابراهيم وسدى ومجاهد وعكرمة وابن جريج وهو دليل قول عائشة وهو قول الطبرى وابن حنبل وجماعة عظيمة من المسلمين وهو قول اكثر المتاخرين من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين والمفسرين وحذيفة بن اليمان قال

مسلمین کی جماعت عظیمہ کا ہے۔ اور یہی قول اکثر متقدمین کے فقہا اور محدثین اور متکلمین اور مفسرین کا ہے۔ یہانتک کہ حذیفہ بن یمان نے حلف کے ساتھ کہا کہ جبرئیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسراء سے واپس ہونے تک براق کی پشت سے جدا نہوئے۔ بلکہ یہی قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اسی کی تصدیق سے اون کا لقب صدیق اکبر ہوا۔ پس قول اسراء روحی اور رویائے روحی جس کی بنا فقط دو صحابہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے قول پر کہی جاتی ہے وہ ان جماہیر صحابہ کے اقوال کا مقابلہ نہیں کرسکتا خصوصاً اوس صورت میں جبکہ ہم خود علاوہ اسراء جسدی کے اسراء روحی کے بھی قایل ہیں اور نیز قاضی عیاض شفا میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ کے مقصد خامس میں تصریح فرمارہے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے مذکور حدیث کا مروی ہونا باطل اور غیر ثابت ہے۔ کیونکہ اول تو اس حدیث کے راویوں میں انقطاع ہے اور ثانیاً معراج کے وقت بھی حضرت عائشہؓ پیدا بھی نہوئی تھیں اور بقولے وہ اوسوقت

حضرت عائشہ کا قول چہارگونہ صحیح نہیں

و اللہ ما زال عن ظہر البراق حتی رجعا۔ (شفاء قاضی عیاض)

عن عائشہ ما فقدت (ما فقد) جسد رسول اللہ ﷺ وبیلما ما روی انہم یدخل بہا الا بعد الہجرۃ والاسراء انما کان بمکۃ بعد خمس سنین من البعثۃ فعائشہ لم تحدث بہ عن مشاہدۃ لانہا لم تکن حینئذ زوجہ ولا فی سن من یضبط ولعلہا لم تکن ولدت بعد علی الخلاف فی الاسراء متی کان فان الاسراء کان فی اول الاسلام علی قول الزہری ومن وافقہ بعد المبعث بعام ونصف وکانت عائشۃ فی الہجرۃ بنت نحو ثمانیۃ اعوام۔ وقد قیل کان الاسراء بخمس قبل الہجرۃ وقیل قبل الہجرۃ بعام والاشبہ انہ بخمس والحجۃ لذلک تطول لیست من غرضنا۔ فاذا لم تشاہد ذلک عائشہؓ ولم یحدث بذلک عن غیرہا فلم یصح خبرہا علی خبر غیرہا یقول خلافہ مما وقع نصا فی حدیث ام ہانی وغیرہ۔ وایضا فلیس حدیث عائشۃ بالثابت والاحادیث الاخر اثبت لبسنا یعنی حدیث ام ہانی وما ذکرت فیہ خدیجۃ بل الذی یدل علیہ صحیح قولہا انہ بجسدہ لا انکارہا ان تکون رویاہ لربہ رؤیا عین ولو کانت عندہا منامًا لم تنکرہ۔ شفاء قاضی عیاض۔

حضرت عائشہؓ پیدا بھی نہوئی تھیں

والمروی عند ابن اسحٰق حدثنی بعض آل ابی بکر وان عائشۃ کانت تقول (ما فقد جسدہ البراق) ولکن اسری بروحہ قال الشامی لکن انی تفوت

الجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
عقد مبارک مین ہی نہ آئی تھین
اور ان کی عمر اوس وقت آٹھ
برس کی تھی وہ اس قابل نہ تھین
ایسے واقعہ کو ضبط کے ساتھ روایت
کرتین پس ممکنہ انہون نے اپنے

علیہ من نسخ السیر فقد بالبناء للمفعول وفی سندہ من انقطاع ورجال
مجہول - وقال ابن وحیۃ فی النتف ہذا نہ حدیث موضوع علیہا - وقال
فی معراجہ الصغیر قال امام الشافعیۃ ابو العباس بن سریج ہذا حدیث
لا یصح وانما وضع ردا للحدیث الصحیح - وقال التفتازانی فی الجواب علی
تقدیر الصحۃ ای ما فقد جسدہ عن الروح بل کان مع روحہ وکان المعراج
للجسد والروح جمیعا - (زرقانی - مقصد خامس صفحہ)

مشاہدہ کی روایت نہین کی بلکہ غیر کی روایت بیان فرمائی تو کوئی وجہ نہین کہ اونسے ضبط اور احفظ اور اثبت احادیث کو ترک کر دیا جاوے - خصوصاً ام ہانی کی وہ حدیث جس مین تصریح ہے کہ جسم مبارک کے ساتھ آنحضرت کو معراج ہوئی کیونکہ اوس مین انکار کیا گیا ہے کہ آنحضرت کو اللہ تعالے کو ان آنکھون سے نہ دیکھا - پس اگر وہ معراج روحی کی قائل ہوتین تو ہرگز صراحت کیساتھ رویائے عین کا انکار نہ کرتین کیونکہ روحی اور حالت منام کے واقعہ مین ایسا انکار بے وجہ ہے - اور زرقانی مین ابن وحیہ سے منقول ہے کہ اونہون نے تصریح فرمادی ہے کہ عائشہ کی یہ حدیث موضوع ہے اور امام الشافعیہ ابو العباس فرماتے ہین کہ صحیح حدیث کے رد کرنے کے لئے یہ حدیث وضع کی گئی ہے - اور شامی لکھتا ہے کہ ابن اسحٰق وغیرہ کی روایت مین لفظ ما فقد بصیغۂ مفعول جو مروی ہے یہی اکثر نسخ سیر مین پایا گیا ہے اور بتقدیر صحت اس حدیث کی علامہ تفتازانی نے اس کی اس طرح تاویل کی ہے کہ آنحضرت کا جسم مبارک روح سے مفقود نہوا - بلکہ جسم اور روح دونون ساتھ ساتھ تھے - اور بظاہر یہی مقصود صحیح معلوم ہوتا ہے - کیونکہ حضرت عائشہؓ کی دوسری حدیث مین جسکو

خود عائشہؓ کی حدیث سے معراج جسمانی کا ثبوت

حاکم نے تخریج کیا ہے صریح یہی معنی
ہین چنانچہ فرمایا حضرت عائشہؓ نے جبکہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی تو آنحضرت نے صبح
ہوتے ہی لوگون سے اسرٰی شب کے واقعات بیان فرمائے
پس بعض ایمان والے یہی اس کے سنتے ہی مرتد ہو گئے

اخرج الحاکم عن عائشۃ قالت لما اسری بالنبی صلی اللہ
علیہ وسلم الی المسجد الاقصیٰ اصبح یحدث الناس
بذلک فارتد ناس ممن کانوا امنوا بہ وصدقوہ وسعوا
بذلک الی ابی بکر فقالوا ہل لک فی صاحبک یزعم
انہ اسری بہ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح

اور حضرت ابی بکر کی طرف دوڑتے ہوئے گئے اور پوچھا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا صاحب زعم کرتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس کو گیا اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آگیا؟ ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیا میرے صاحب نے کہا ہے؟ - اونہون نے جواب دیا کہ ہان کہا ہے! ابوبکرؓ نے کہا اگر میرے صاحب نے ایسا کہا ہے تو ضرور سچ کہا ہے - اونہون نے پوچھا کہ پھر تو اوس کی تصدیق کرتا ہے؟ - ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ہان مین اس کی تصدیق کرتا ہون! اور یہہ کیا بلکہ اس سے بعید تر کی بھی تصدیق کرون گا جو آسمانون کی خبر کے متعلق غدوہ یا روحہ یعنی طلوع شمس کے قبل یا زوال کے بعد دیگا - اور اسی وجہ سے اون کا نام صدیق ہوا -

قال او قال ذلک قالوا نعم - قال لئن قال ذلک لقد صدق - قالوا فتصدقه انه ذهب الليلة الى بيت المقدس وجاء قبل ان يصبح قال نعم انى لاصدقه بما هو ابعد من ذلک - اصدقه بخبر السماء فى غدوة او روحة فلذلک سمى ابوبكر الصديق - اذالة الخفاء

حدیث معاویہؓ کا جواب

اور حدیث معاویہ رضہ کے متعلق ملا علی قاری منہاج العلوی مین لکھتے ہین کہ وہ اسرائے نبوی کے وقت ابھی ایمان نہ لائے تھے پس اون کا بروقت ایک سوال کے یہ جواب دینا کہ کانت رؤیا صالحة اسرائے جسدی کی نسبت نہین جو کہ اُن کے ایمان سے اول اور ان کے علم سے باہر تھا - معہذا اشعار مین ہے کہ آیۂ فتنہ مین اول تو شان نزول واقعہ حدیبیہ ہے جس سے نفوس صحابہ مین کئی ایک شبہات گذرے اور ثانیاً رؤیا منام مین کوئی فتنہ نہین ہو سکتا - کیونکہ ایسا تو ہر شخص خواب مین دیکھتا ہے کہ وہ ایک ہی ساعت مین زمین سے آسمان اور مشرق سے مغرب تک جا پہونچا - معہذا صحیح بخاری مین خود حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ رؤیا سے مراد رؤیا عین ہے

احتجوا بقوله - وما جعلنا الرؤيا فما هارؤيا تلقنا اسجن الذى اسرى بيده لانه لا يقال فى النوم اسرى وقوله فتنة للناس يوبخ انها رؤية عين واسراء شخص اذ ليس فى الحلم فتنة ولا يكذب به احد لان كل احد يرى مثل ذلک فى منامه من الكون فى ساعة واحدة فى اقطار متباينة على ان المفسرين قد اختلفوا فى هذه الاية فذهب بعضهم الى انها نزلت فى قضية الحديبية وما وقع فى نفوس الناس من ذلک - شفا قاضى عياض ج

قال ابن البرى الرؤيا وان كانت فى المنام فانها تعرب استعملتها فى اليقظة كثيرا فهو مجاز مشهور كقول الرائى فكر الرؤيا وهش فؤاده ✦ وبشر نفسا كان قبل يلومها

رؤیا کو سہی ثابت کرنے پر پیش ہوئی

جو شب سُریٰ مین آنحضرت کو نصیب ہوئی - اور یہی قول کرمانی کا ہے - معہذا علامہ خفاجی

وعلیہ اکثر المفسرین (فی ایۃ الفتنۃ) یعنی ما رآہ لیلۃ المعراج یقظۃ علی الصحیح - (شرح درۃ الغواص للخفاجی مطبوعہ مصر ص ۱۳۲)

شرح درۃ الغواص کے صفحہ ۱۳۲ مین ابن البری سے نقل کرتا ہے کہ رؤیا اگرچہ خواب مین ہوتا ہے لیکن عرب نے اکثر اوس کو حالت یقیظہ کے لئے استعمال کیا ہے - پس وہ مجاز مشہور ہے جیسے کہ راعی نے اپنے اشعار مین کہا اور اکثر مفسرین نے رؤیا کے یہی معنی لئے اور یہی صحیح ہین - اور یہی معنی متنبی کے شعر سے پائے جاتے ہین جو کہا ؎ ورد یک حلی فی العیون من الغمض - یعنی تیرا دیدار آنکھون مین نیند مین اونگھنے سے زیادہ تر لذیذ ہے -

اسراء کے معنی سیر و رفتار پر ہے

اور اسی طرح بقول قاضی عیاض اسراء کا استعمال نیند مین نہ ہوا اور اگرچہ بقول صُراح سُریٰ اور مسریٰ اور اسراء شب کے ساتھ مختص ہین یعنی بہ شب رفتن لیکن مشکوٰۃ کے باب المعجزات مین براء بن عازب کی حدیث کے الفاظ سے اسراء کا استعمال رات اور دن کہی دونون مین رفتار اور سیر کرنے مین بھی ہوا - یعنی اوس کی سیر بیداری منصوص ہے نہ سیر خواب - چنانچہ عازب نے حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے

کیف صنعتما حین سریتم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اسرینا لیلتنا من اولہا حتی قام قائم الظہیرۃ وخلا الطریق لا یمر فیہ احد - (مشکوٰۃ)

قصۂ غار کی نسبت باین الفاظ استفسار کیا کہ جب تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف رات کیوقت سفر کیا تو تم دونون کی کیا حالت رہی؟ - اسکے جواب مین حضرت ابی بکر صدیق نے فرمایا کہ ہمنے اوس تمام رات اور اوس کے دوسرے دن کی دوپہر تک اسراء یعنی سفر کیا - یہان تک کہ آفتاب سمت الراس کو آگیا اور راستے راہگذرون سے خالی ہوگئے - پس ظاہر ہے کہ اس حدیث مبارک مین بھی سرا اور اسراء دونون الفاظ کا استعمال سفر شب و روز بحالت یقظہ منصوص ہے اور اس سے سفر روحی بحالت نوم ہرگز مفہوم نہین اور لفظ لیل اور عند نے اپنا کوئی تصرف اوسکے اصلی معنی مین نہ کیا -

پس ان تمام بیانات سے قطعاً ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسراء دیگر انبیاء کی طرح روحی اور کشفی نہ تھی بلکہ آنحضرت کو جسم کے ساتھ اسراء ہوئی - اور احادیث جو اس باب مین بطریق تواتر وارد ہین وہ

بظاہر اسی معنی کے لئے مثبت ہین اور وہ بعمومہ دلالت کرتی ہین کہ مسجد حرام سے بیت المقدس اور وہان سے سدرۃ المنتہی اور وہان سے وراء الوراء تک ایک ہی اسراء ہے اور یہہ معنی شداد بن اوس اور ثابت بنانی کی حدیث سے بطریق احوط ثابت ہین۔ چنانچہ قاضی عیاض شفا مین لکھتے ہین کہ ثابت نے یہ حدیث حضرت انس سے نہایت خوبی اور جودت کے ساتھہ بیان کی ہے جو دوسرے کسی راوی نے حضرت انس سے ایسی باصواب روایت نہین کی اور ثابت رضی اللہ عنہ کے غیر نے انس کی روایت مین اختلاط کر دیا خاص کر وہ حدیث جو شریک بن ابی نمر نے روایت کی۔

حدیث ثابت رضی اللہ عنہ سے معراج جسمانی کا ثبوت اور اوس کی جودت

قال القاضی رضی اللہ عنہ جود ثابت رحمہ اللہ ھذا الحدیث عن انس ما شاء فلم یات احد عنہ باصوب من ھذا وقد خلط فیہ غیرہ عن انس تخلیطا کثیرا الا سیما من روایۃ شریک بن ابی نمر۔ شفا ص۸۲

مال بعض احادیث کے الفاظ مختلف ہونے کی توجیہ

اور بعض احادیث کے الفاظ جو کہ غیر ثابت رضہ سے مروی ہین مثل بین النائم والیقظان یا وھو نائم اور استیقظت وارد ہے۔ اس کی نسبت قاضی عیاض اور احمد عسقلانی فرماتے ہین کہ ان الفاظ مین کوئی حجت نہین۔ کیونکہ محتمل ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے آنے کے وقت یا اسراء کے شروع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہون۔ اور ان الفاظ والی احادیث مین کوئی ایسی بات نہین جس سے معلوم ہو کہ تمام اسراء مین سوتے ہون۔ ہان لفظ ثم استیقظت فی الجملہ سونا نکلتا ہے لیکن اسکے معنی صبح کرنے کے بھی ہین یا محتمل ہے

وقولہ فی حدیث آخر بین النائم والیقظان وقولہ ایضا نائم بنینا وقولہ وھو نائم وقولہ ثم استیقظت فلا حجۃ فیہ اذ قد یحتمل ان وصول الملک الیہ کان وھو نائم واول جملہ والاسراء بہ وھو نائم ولیس فی الحدیث انہ کان نائما فی القصۃ کلھا الا ما یدل علیہ ثم استیقظت وانا فی المسجد الحرام فلعل قولہ ثم استیقظت بمعنی صبحت او استیقظت من نومۃ اخری بعد وصولہ بنیتہ ویدل علیہ ان مسراہ لم یکن طول لیلہ وانما کان فی بعضہ وقد یکون قولہ استیقظت وانا فی المسجد الحرام لما کان عمرہ من عجائب ما طالع من ملکوت السموات والارض وخامر باطنہ من مشاھدۃ الملاء الاعلی وما رأی من آیات ربہ الکبری فلم یستفق ولم یرجع الی حال البشریۃ الا وھو بالمسجد الحرام۔ شفا ص۸۵ وفتح الباری

کہ اسراء کے بعد گھر مین سو گئے ہون - کیونکہ اسراء مین اسقدر وقفہ کونسہ تھا کہ سونیکی مہلت ملی ہو اور محتمل ہے کہ یقظہ یعنی ہوشیاری اور افاقہ کے ہو جو بعد از استغراق الی اللہ اہل اللہ کو حاصل ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیات ربانی کے دیکھنے مین اور ملکوت سموات وارض اور ملاء اعلی کے مشاہدہ مین مستغرق رہے ہون اور اوسی وقت آنحضرت کو استیقاظ اور افاقہ اوس استغراق سے ہوا ہو جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام مین واپس آپہونچے ہون -

اسی طرح بعض احادیث جن سے شروع اسراء مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مختلف امکنہ مین ہونا پایا جاتا ہے اس کی نسبت مرقات اور لمعات مین ہے کہ ان سب روایات مین اس طرح جمع ہو سکتی ہے کہ آنحضرتؐ شب اسراء مین اُم ہانی کے گھر سوئے ہوئے تھے - اور اُم ہانی کا گھر ابی طالب کے کوچہ مین تھا پھر اوس کے گھر کی چھت کھل گئی اور آنحضرتؐ نے بسبب اس کے کہ اوس مین رہا کرتے تھے اوس کو اپنا گھر کہا اور اوسی سے فرشتہ اوترا اور آنحضرتؐ کو اوس گھر سے نکال کر مسجد کعبہ کی طرف لیگیا درحالیکہ آنحضرتؐ اُم ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے اور نیند کا اثر باقی تھا پھر حطیم سے باب مسجد مین لاکر آنحضرت کو براق پر سوار کرایا اور مکہ مین ہونا اس غرض سے بیان فرمایا کہ یہہ واقعہ مکہ مین ہوا نہ مدینہ مین -

ثم اختلفت الروایات فی تعیین مکان الاسراء ففی بعضها وانا فی المطیم وفی بعضها فی الحجر وفی بعضها بینا انا عند البیت وفی بعضها فرج سقف بیتی وانا بمکة وفی بعضها اسری به من شعب ابی طالب وفی بعضها فی بیت امهانی وهو اشهر والجمع بین هذه الاقوال علی ما ذکر فی فتح الباری انه بات فی بیت امهانی وبیتها فی شعب ابی طالب ففرج سقف بیته وانتقل البیت الی نفسه الشریفة لیبتدئه فیه فنزل منه الملک فاخرجه من البیت الی المسجد وکان مضطجعا وبه اثر النعاس ثم اخرجه من الحطیم الی باب المسجد فاذا کبه البراق ثم قوله وانا بمکة جملة حالیة للاشعار بان القضیة مکیة لا مدنیة - لمعات مرقات

قادیانی کے پہلے اعتراض کا جواب

اب ہم قادیانی صاحب کے اعتراض اوّل کے تفصیلی جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین - گو اعتراض ثانی کے جواب کے ضمن مین اوس کا جواب بھی ادا ہو چکا - کیونکہ ہم بقول حضرت فی اللہ

لہ بنت ابی طالب ۱۲ -

ذکر کر چکے ہین کہ حضرت موسیٰؑ کا رونا اس واسطے نتھا کہ اون کو ساتوین آسمان سے آگے کیون رفع نہ ہوئی؟ جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے۔ بلکہ اون کا حسرت بھرا رونا اوس کمال اور عموم دعوت کے فقدان سے تھا جو اونہون نے اپنے مین نہ پایا اور آنحضرتؐ کی ذات مبارک مین بالمواجہہ دیکھا۔ چنانچہ اسی معنی کی طرف

بخاری باب المعراج حدیث مالک بن صعصعہ مین اشارہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیتے آسمان سے آگے بڑہنے لگے تو حضرت موسیٰؑ رونے لگے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہین کہ رونے کی علت جب اون سے دریافت کی گئی تو کہا کہ مین اس لئے روتا ہون کہ یہہ غلام نوجوان جو میرے بعد مبعوث ہوا اس کی اُمت میری اُمت سے زیادہ جنت مین داخل ہوگی۔ ابن ابی جمرہ فرماتے ہین کہ یہہ رونا اپنی اُمت پر رحمت کے باعث تھا۔ کرمانی لکھتے ہین کہ غلام کا اطلاق حقارت کے لئے نہ تھا بلکہ اوس احسان خداوندی کی عظمت کے اظہار مین ہے

فلما جاوزت بکی (ای موسیٰ) قیل لہ ما یبکیک قال ابکی لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنۃ من امتہ اکثر من یدخلہا من امتی۔ بخاری ص۵۴۹۔ قال العلماء بکاء موسیٰ کان اسفا علی ما فاتہ من الاجر الذی یترتب علیہ رفع اللہ رتبۃ بسبب کثرۃ من اتبعہ۔ وقال ابن ابی جمرۃ ان اللہ تعالیٰ جعل الرحمۃ فی قلوب الانبیاء اکثر مما جعل فی قلوب غیرہم فلذلک بکی رحمۃ لامتہ لا تشیع۔ قال الکرمانی ذکر الغلام لیس للتحقیر ولا استصغار لہ بل تعظیم منۃ اللہ علی رسولہ من غیر طول العمر انتہیٰ۔ وقد یطلق الغلام ویراد بہ القوی الطری الشاب ولہذا کان اہل المدینۃ لیسمون جبریل صاحر الیہم شابا وابا بکر مع انہ اصغر منہ شیخا۔ لمعات بخاری۔ ص۵۴۹

جو بغیر طول عمر آنحضرتؐ پر ہوا۔ اور ملا علی قاری لکھتے ہین کہ غلام کا لفظ قوی جوان پر بھی اطلاق ہوتا ہی جیسے کہ اہل مدینہ نے ہجرت کیوقت آنحضرتؐ کو شاب بولا اور ابی بکرؓ کو شیخ کہا۔ حالانکہ ابی بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر مین کئی سال چہوٹے تھے۔ اور ہم بفوت ادب نہایت وثوق کے ساتھہ لکھتے ہین کہ قادیانی صاحب کا یہہ بالکل زعم فاسد ہے جو اونہون نے بظاہر حدیث شریف زعم کیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ یادگار انبیاء کے لئے خاص خاص مقامات آسمانون مین مقرر ہو گئے ہین جن سے وہ آگے نہین بڑھہ سکتے۔

اور یہہ کہ حضرت موسیٰؑ کا رونا زیادہ تر رفع کے حصول کے لئے تھا حالانکہ قطعاً ثابت ہے کہ کل نفوس فاضلہ آسمان ہفتم تک

فیشیعہ عن کل سماء مقربوہا الی السماء التی تلیہا حتی ینتہی بہ الی السماء السابعۃ

رفع ہونیکے بعد بامر الٰہی اپنے اپنے ابدان کی طرف واپس
کیے جاتے ہین- ہرچند کہ اون کے معارج اور مقامات سیر ارفع
اور اعلیٰ ہوتے ہین- چنانچہ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے جو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسریٰ مین میری
گذر اوس سرخ ٹیلے کے پاس سے ہوئی جہان حضرت موسےٰ

فیقول اللہ عزوجل اکتبوا کتاب عبدی فی علیین واعیدوہ الی الارض فانی منہا خلقتہم وفیہا اعیدہم ومنہا اخرجہم تارۃ اخری فیعاد روحہ فی جسدہ الحدیث عن براء بن عازب مشکوٰۃ صـ ۱۴۲ باب من حضرہ الموت

علیہ السلام اپنی قبر مین کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے- پھر
اوسی دم بیت المقدس مین کل انبیاء کا اجتماع ہوا اور آنحضرت

رواہ احمد ومسلم والنسائی ان النبی صلعم قال مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ- (زرقانی)

نے اون کی امامت کی اور پھر اون کو علیحدہ علیحدہ آسمانون
مین دیکھا- چنانچہ بروایت راجح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت آدمؑ کو پہلے آسمان مین دیکھا اور
حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کو دوسرے آسمان مین اور حضرت یوسف
کو تیسرے آسمان مین اور حضرت ادریس کو جو تھے آسمان مین
اور حضرت ہارون کو پانچوین آسمان مین اور حضرت موسیٰ کو چھٹے آسمان
مین اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو ساتوین آسمان مین-

فقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوءۃ واذا عیسی قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود الثقفی فاذا ابراہیم قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت الصلوۃ فامتہم الحدیث ابی ہریرۃ مسلم- مشکوٰۃ- اسراج

چند آسمانون مین انبیاء علیہم السلام کے سکونت پر نہیں حکمت

علامہ زرقانی لکھتے ہین کہ اس سے دوسرے
انبیاء کا آسمانون مین نہ ہونا لازم نہین آتا
لیکن ان انبیاء کو جداگانہ آسمانون مین بالاختصاص
دکھائے جانیکی حکمت بقول فتح الباری یہ بتائی گئی ہے
تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اون کا تفاضل باعتبار درجات
ظاہر ہو اور علامہ قسطلانی لکھتے ہین کہ ان حضرات کا جداگانہ
آسمانون مین دکھائی دینا دراصل ان کے اون واردات

(فان قلت لم کان ھؤلاء الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام فی سموات دون غیرہم من الانبیاء) لایلزمہ ان لایکون فیہا غیرہم ولم یاتی نفی بنفی کون غیرہم فیہا (وما وجہ اختصاص کل واحد منہم بسماء مخصوصۃ ولم کان فی السماء السابعۃ بخصوصہا اشار) یحییٰ وعیسیٰ (وھیب عن

خاصہ کیطرف اشارہ ہے جو اون کو اپنی اپنی قوم سے
پیش آئے اور اوسی کے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے مقدر ہوئے - پس پہلے آسمان مین حضرت
آدمؑ کا دکھائی دینا اس کے یہ معنی ہین کہ جس طرح حضرت
آدمؑ کا جنت سے زمین کی طرف نکلنا ہوا اوسی طرح پہلا
واقعہ آنحضرتؐ کو یہہ پیش آیگا کہ وہ مکہ سے مدینہ کی
طرف ہجرت کرین گے - اور دوسرے آسمان مین حضرت
عیسیٰ اور یحییٰ کا دیکھنا یعنی رکھتا ہو کہ دوسرا واقعہ
آنحضرتؐ پر اوسی طرح پیش آئیگا جس طرح کہ حضرت عیسیٰ
اور یحییٰ کو پیش آیا - یعنی جس طرح یہود نے حضرت
عیسیٰ کی تکذیب کی اور طرح طرح کی ایذادی اور اون کے
قتل پر آمادہ ہوگئے لیکن اللہ نے اون کو اوٹھالیا
اور حضرت یحییٰ کو تو قتل ہی کردیا - اوسی طرح آنحضرتؐ
کو ہجرت کے دوسرے سال یہود نے ایذا دینا شروع
کردیا اور غلبہ کرکے آنحضرتؐ پر بارادہ قتل پتھر پھینکنے
کو آمادہ ہوگئے لیکن حق تعالی نے اون کو حضرت
عیسیٰ کی طرح یہود کے ہاتھون سے نجات دیدی گویا
عیسیٰؑ کو دوسرے آسمان مین دیکھنا اسی معنی کی طرف
اشارہ ہے - اور حضرت یوسفؑ کو تیسرے آسمان مین
دکھایا جانا آنحضرتؐ کی اوس تیسری حالت کی طرف
اشارہ ہے جو حضرت یوسفؑ کے بھائیون کی طرح

الاقتصاد علی هؤلاء دون غیرهم من الانبیاء یا نهم
امروا بملاقاة نبینا صلعم فمنهم من ادرک اول
وهلة ومنهم من تاخر قلیلا ومنهم من فاته) وفی
فتح الباری فقیل لینظر لفاضلهم فی الدرجات وقیل
لما سبقت تتعلق بالحکمة فی الاقتصاد علی هؤلاء
دون غیرهم من الانبیاء انتهی - قلوانی المصنف
بهذا کان افید مما ذکره واسلم من الایراد آن
قیل الاشارة الی ما یقع لہ صلی اللہ علیہ وسلم مع قومہ
من نظیر ما وقع لکل منهم) ووجه الاشارة الی قرینة
یصورهم کما تقال فتقدیر قرینة کل واحد بما یشبه ما
وقع لہ فهو تنبیه علی الحالات الخاصة بهم وتمثیل
بما سیقع للمصطفی مما اتفق لهم مما قصه اللہ عنهم
فی کتابه (فاما ادمر فوقع التنبیه بما وقع لہ من الخروج
الی الجنة الی الارض لما سیقع لنبینا من الهجرة الی
المدینة (وعیسی ویحیی علی ما وقع لہ اول الهجرة)
وهی ثانی حال لہ والاولی بمکة (من عداوة الیهود
وتمادیهم علی البغی علیه واراداتهم وصول السوء الیه)
ویحیی وعیسی وهما الممتحنان بالیهود واما عیسی
فلم تنله الیهود واذوه وهموا بقتله فرفعه اللہ
واما یحیی فقتلوه ورسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بعد انتقاله الی المدینة صار الی حالة ثالثة

آنحضرت کو اپنے قریش بھائیوں سے تکلیفیں پہونچیں
اور وہ جنگ و جدال قایم کر کے آنحضرتؐ کے قتل
پر آمادہ ہو گئے - لیکن آخرکار حق تعالی نے آنحضرتؐ
کو حضرت یوسف کی طرح انکے قریش بھائیوں سے نجات
دی - چنانچہ آنحضرتؐ نے فتح کے دن اپنی زبان درفشاں
سے قریش کو اس تشبیہ کے معنی سے آگاہ کیا - اور چوتھے
آسمان میں حضرت ادریس کا دکھایا جانا اس حالت
رابعہ کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرتؐ کو حاصل ہونے
والی تھی یعنی جس طرح کہ اللہ تعالی نے حضرت ادریسؑ
کو رفعت عطا فرمائی اسی طرح اللہ تعالی نے آنحضرتؐ کو
یہاں تک کہ آنحضرتؐ کی شان و شوکت نے سلاطین
وقت کو ڈرا دیا اور آنحضرتؐ نے ان کو اطاعت کی دعوت
کی - اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارونؑ کا دکھائی دینا
آنحضرتؐ کی اس حالت خامسہ کی طرف اشارہ ہے جو
حضرت ہارونؑ کی طرح پیش آنے والی تھی یعنی جس طرح
حضرت ہارونؑ قوم کی ایذا رسانی کے بعد ان کے
محبوب بن گئے اسی طرح آنحضرتؐ کو بغض و عداوت
کے بعد قریش بلکہ تمام عرب نے محبوب بنا لیا اور چھٹے
آسمان میں حضرت موسیٰؑ کا دکھائی دینا آنحضرتؐ کی اس
چھٹی حالت کی طرف اشارہ ہے جو حضرت موسیٰ کی
طرح پیش آنیوالی تھی یعنی جس طرح حضرت موسیٰؑ غزوہ

من الاسفار وکانت محنتہ فیہا بالیہود اذوہ
وظاہروا علیہ وہموا بالقتل والصخرۃ علیہ لیقتلوہ
فنجاہ اللہ کما نجی عیسی فلقائہ لعیسی فی السماء
الثانیۃ تنبیہ علی انہ سیلقی مثل حالہ ومقامہ
فی السنۃ الثانیۃ من الہجرۃ (ویوسف علی ما وقع
لہ من اخوتہ علی ما وقع لنبینا من قریش من نصب
الحرب لہم واذاتہم اہلاکہ وکانت العاقبۃ لہ
وقد اشار علیہ السلام الی ذلک یوم الفتح بقولہ
لقریش) وبادریس علی رفیع منزلۃ عند اللہ تعالی
فکان ذلک موذنا بحالۃ رابعۃ وہو علو شانہ حتی
اخاف الملوک وکتب الیہم یدعوہم الی طاعتہ
(وہارون الذی رجع قومہ الی محبتہ بعد ان اذوہ
ولقائہ فی الخامسۃ بہارون الحبیب فی قومہ یوذن
بحب قریش وجمیع العرب لہ بعد بغضہم فیہ ولقائہ
فی السادسۃ لموسی یوذن بحالۃ تشبہ حالۃ موسی
حین امر بغزو الشام فظہر علی الجبابرۃ الذین کانوا
فیہا واہل بنی اسرائیل البلد الذی خرجوا منہ
بعد اہلاک عدوہم ومکن لہم غزا صلے اللہ علیہ
وسلم تبوک من ارض الشام وظہر علی حصاد دومۃ
الجندل حتی صالحہ علی الجزیۃ بعد ان اتی ایلۃ اسیرا
وافتتح مکۃ ودخل اصحابہ البلد الذی خرجوا منہ

شام کے لئے مامور ہوئے اور آخر کار اون جبابرہ پر فتح
پائی جو شام مین تھے - اور بنی اسرائیل کو اوس شہر مین
اون کے دشمن ہلاک کرنے کے بعد داخل کیا جس سے
وہ نکلے تھے اوسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شام
کی زمین مین غزوۂ تبوک پیش آیا اور آنحضرتؐ کو رئیس
دومۃ الجندل پر فتح حاصل ہوئی اور وہ اسیر کرکے لایا گیا
اور جزیہ پر صلح ہوگئی - اور تمامی فتح ہوا اور آنحضرتؐ کے
اصحاب اوس شہر مین داخل ہوئے جس سے وہ نکلے تھے -
اور ساتوین آسمان مین حضرت ابراہیمؑ کا بیت المعمور کے
ساتھ پیٹھ لگائے بیٹھا ہوا دکھایا جانا دو معنون کی طرف
اشارہ ہے - ایک یہ کہ بیت المعمور کعبۃ اللہ کے محاذی
ہے اور اوسی کی طرف ملائکہ حج کرتے ہین جیسے کہ ابراہیمؑ
نے ہی کعبہ بنایا اور لوگون مین کعبہ کے حج کی آواز دی
اور دوسرے یہ کہ آنحضرتؐ کا حضرت ابراہیمؑ کو بیت المعمور
کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھا دیکھنا اس معنی کی طرف اشارہ
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر کار بیت الحرام کا
حج کرین گے - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اخیر سال مین آنحضرت
نے نوے ہزار صحابہ کے ساتھ کعبۃ اللہ کا حج کیا -

عارف ابن ابی جمرہ کی معرفت تخلیف سماوات کے مستقر کی نسبت

لیکن عارف ابن ابی جمرہ نے اس اختصاص
کی نہایت انوکھی حکمت بیان فرمائی چنانچہ
کہا کہ پہلے آسمان مین حضرت آدم اسلئے دکھائی دئے کہ وہی انبیا مین

ثم لقائہ فی السابعۃ لابراھیم لحکمتین احدھما ان
البیت المعمور بحیال الکعبۃ والیہ تحج الملائکۃ کما
ان ابراھیم ھو الذی بنی الکعبۃ واذن فی الناس
بالحج الیھا - والثانیۃ ان آخر احوالہ صلعم حجہ الی
البیت الحرام وھو حج معہ ذلک العام نحو من تسعین الفا
وروی انہ ابراھیم عند اھل التاویل توذن بالحج لانہ
الداعی الیہ والرافع لقواعد الکعبۃ المجوجۃ
واجاب العارف ابن ابی جمرۃ عن وجہ اختصاص
کل واحد منھم لسماء بان الحکمۃ فی کون آدم فی السماء
الدنیا لانہ اول الانبیاء واول الاباء وھو الاصل
والاجل تانیس النبوۃ والرسولۃ واما عیسی فانما
کان فی السماء الثانیۃ لانہ اقرب الانبیاء من حیث
الزمن الی النبی صلعم ولانہ لما انحت شریعۃ عیسی لا
بشریعۃ سیدنا محمد ولانہ ینزل فی آخر الزمان لامۃ
محمد صلعم علی شریعتہ ویحکم بھا وحجعل صلعم حکمۃ کون
فی الثانیۃ ان عیسی لما شابہ المصطفی فی ثانی حوالہ
وھو حکمہ بشریعتہ وکونہ واحدا من امتہ ناسب ان
یکون فی السماء الثانیۃ - ولما کان یحیی وھناک
لانہ ابن خالتہ وھما کالشیء الواحد فلاجل التزام
احدھما بالاخر کانا ھناک معا - ولما کان یوسف
فی السماء الثالثۃ لان علی محسنہ تدخل امتہ الجنۃ

پہلے اور وہی آبا رمین پہلے اور وہی اصل اصول ہین اور
نیز اوس انس کے لئے جو باپ بیٹے ہین ہوتا ہے سب سے
پہلے ملاقات ہوئی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان
مین اس لئے دکھلائی دئے کہ وہی باعتبار زمانہ کے دوسرے
انبیاء کی نسبت آنحضرتؐ سے قریب تر ہین اور نہیں کی شریعت
آنحضرت کی شریعت سے منسوخ ہوئی اور نیز اسلئے کہ
وہ دنیا کے اخیر دورہ مین آنحضرت کی شریعت پر اُترنے
والے اور اوسی کے مطابق حکم کرنے والے ہین۔ پس
چونکہ عیسےٰ علیہ السلام اپنے دوسرے احوال مین آنحضرت
سے متشابہ ہوئے اس لئے دوسرے آسمان مین اون کا
دکھایا جانا مناسب ہوا اور یحییٰ علیہ السلام کا اون کے
ساتھ دوسرے آسمان مین ہونا اس معنی سے ہے کہ وہ
اون کے خالہ زاد بھائی ہین اور اون مین اس قسم کا اتحاد
تھا کہ وہ کبھی ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوئے یہانتک
کہ وہی سب سے پہلے ہین جنہون نے تین سال کی عمر مین
نبوت پائی اور اوسی سن طفولیت مین حضرت عیسیٰ کے
کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونیکی شہادت دی۔ اور حضرت
یوسف علیہ السلام تیسرے آسمان مین اس لئے دکھائی
دئے کہ اونہین کے حُسن صورت پر اُمت محمدیہ جنت
مین داخل ہوگی جو باعتبار دارِ دنیا اور برزخ کے مرتبہ کی
ہین ہے۔ اور چوتھے آسمان مین حضرت ادریسؑ کا دکھائی دینا اس وجہ سے ہوا کہ وہ اوسی جگہ فوت ہوئے

الجنۃ وھی ثالث دور ھا الدنیا فالبرزخ فالجنۃ
وانما کان ادریس فی السماء الرابعۃ لانہ ھنالک توفی
ولم تکن لہ تربۃ فی الارض علی ما ذکر عن کعب الاحبار
وانما کان ھارون فی السماء الخامسۃ لانہ ملازم لموسیٰ
لو جل انہ اخوہ وخلیفتہ فی قومہ فکان ھنالک لاجل
ھذا المعنی ولما لم یکن مع موسیٰ فی السماء السادسۃ
لان لموسیٰ مزیۃ وحرمۃ وھی کون نہ کلیما وکون نہ اکثر
الانبیاء اتباعا لجد نبینا۔ وانما کان ابراھیم فی
السماء السابعۃ لانہ الخلیل والاب الاخیر للمصطفیٰ
فناسب ان یتجلی للنبیؐ بلقیاہ انس لتوجہہ ابدا
الی عالم آخر وھو اختراق الحجب کما انس بابیہ
آدم فی اول عالم السماوات ثم فی وسطہ بابیہ
ادریس لان الرابعۃ من الاربع وسط معتدل۔

(د تالی - مقصد خامس)

واتیناہ الحکم صبیا ای النبوۃ وقال وھم کان ابن سنتین
او ثلاث فقال لہ الصبیان لم لا تلعب فقال اللعب خلقت
وقیل فی قولہ تعالیٰ مصدقا بکلمۃ من اللہ صدق
یحییٰ بعیسیٰ وھو ابن ثلاث سنین فلیشھد لہ
انہ کلمۃ اللہ وروحہ وقیل صدقہ وھو فی بطن
امہ شکانت امہ تجیئ لتقول لمریم انی اجد ما فی بطنی
یسجد لما فی بطنک تحیۃ لہ۔ شفاء ص۴۴

جیسے کہ یہہ معنی کعب احبار سے ثابت ہین اور اون کے لئے زمین مین کوئی تربت نہوئی - اور پانچوین آسمان مین حضرت ہارون کا دکہائی دینا اسلئے ہوا کہ وہ حضرت موسی کے مصاحب اور ملازم ہین کیونکہ اُن کے بہائی ہین اور اون کے زمانۂ غیبت مین اون کی قوم مین اون کے خلیفہ ہوئے اور چونکہ حضرت موسی کے لئے اون سے زیادہ تر فضیلت ہے اسلیئے کہ وہ کلیم اللہ ہین اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعد کثرت اُمت مین اونہین کا مرتبہ ہے اسلئے حضرت ہارون پانچوین آسمان مین اور حضرت موسیٰ چھٹے آسمان مین مرئی ہوئے - اور ساتوین آسمان مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ اسلئے دکہائی دئے کہ مقام خُلّت مین وہی مختص ہین اور انبیا مین سب سے پچھلے باپ آنحضرت کی حضرت خلیل اللہ ہی ہین لہذا مناسب ہوا کہ آنحضرت کو ایسے ارفع مکان مین ایک دوسرے عالم کیطرف ترقی فرمانے کے وقت ایک ایسے شخص سے ملاقات ہو جسکے دیکہنے سے انس حاصل ہو اور وحشت دور ہو یہی وجہ ہے کہ شروع اسراء کے وقت بیت المقدس مین کُل انبیاء کا مجمع دیکہا اور پہلے آسمان مین عروج کرنے کے وقت اپنے باپ حضرت آدم کو دیکہا اور وسط یعنی چوتھے آسمان مین حضرت ادریس کو - چُنانچہ ہی لیا ہے کہ جب آنحضرت

شب معراج مین مقام حیرت مین آنحضرت کو صدیق اکبر کی آواز کا تسکین ہوئی +

صلے اللہ علیہ وسلم ساتوین آسمان سے بہی آگے عروج فرما گئے اور ایسی جگہ جا پہونچے جہان بجز ہیبت اللہ کے کچہہ نمایان نہتا

تو بغرض مزید تسکین اپنے یار غار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز سُنائی دی جس کی نسبت میزان شعرانی سے مدارج النبوۃ مین حضرت نبی کا قول ہے - ؎

نبی را داد حق تسکین بہ معراج
بآوازِ ہمین صدیق اکبر
رفیقِ مُصطفٰے در غارِ تاریک
نبود غیر ازین صدیق اکبر

ورد فی بعض طرق احادیث الاسراء انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما دخل حضرۃ اللہ الخاصۃ بہ ارعد من ہیبۃ اللہ عز وجل وصار ینتایل کتایل السراج الذی ہب علیہ الریح اللطیف الذی یمیلہ ولا یطفئہ فسمع فی ذلک الوقت صوتا یشبہ صوت ابی بکر رضی اللہ عنہ یا محمد قف ان ربک یصلی یعنی ان تعالی لا یشغلہ شان عن شان فاستانس صلی اللہ علیہ وسلم بذلک الصوت وزال عنہ ذلک الاستیحاش الذی کان یجدہ فی نفسہ - میزان شعرانی ص۱۳ باب صفۃ الصلوۃ

مبین اندر کمالاتِ نبوت	زامت بہترین صدیق اکبر	
باجماعِ صحابہ شد مقرر	نبی راجانشین صدیق اکبر	
نیاز ذہر آن مدحش آمد	کہ بود است اینچنین صدیق اکبر	

پس ان وجوہ تحقیقات سے جو علامہ زرقانی نے شرح مواہب مین ذکر کئے ظاہر ہے کہ ان انبیا علیہم السلام کے لئے اون مقامات سماوی کی کوئی تخصیص واختصاص نہین جہان جہان کہ وہ دکھائی دئے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت آدمؑ جو پہلے آسمان مین دکھائی دئے وعیسیٰ وموسیٰ وادریسؑ اور یوسفؑ وغیرہ انبیا علیہم السلام سے بھی باعتبار درجہ اور عروج مقامی کے پستی مین ہون جو بالاتفاق لہذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم افضل الانبیا ہین اور نیز لازم آتا ہے کہ ان انبیا علیہم السلام کے معارج روحی کی حدود ہیئت تک محدود ہون حالانکہ احادیث صحیحہ سے بالکل ثابت ہے کہ نفوس فاضلہ کے معارج کے لئے کوئی حد نہین

نفوس فاضلہ کے معارج کے لئے کوئی حد نہین

ہے بلکہ وہ ساتوین آسمان سے بھی اوپر تک سیر کرتے ہین اور عرش وفرش یکسان اون کے لیے جولانگاہ ہے اور رفیق اعلیٰ اور خیرۃ القدس ہین روح اعظم کے پاس اون کا محل اجتماع ہے اور اون کے لئے شہدا کی طرح کوئی روک ٹوک نہین کہ جنت کی سیر کرین یا عرش وفرش کی۔ چنانچہ صحیح حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے جعفر ابن ابی طالب کو جنت مین ملائکہ کے ساتھ طیران کرتے ہوئے دیکھا اور مین نے جنت مین ایک جاریہ (ادماء العساء) یعنی گندم گون رنگ کی دیکھی تو جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون عورت ہے؟ تو جبرئیل نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے جعفر بن ابی طالب کی خواہش ایسی عورت کی نسبت دیکھی لہذا یہ عورت اوسکے لئے پیدا فرمائی

شہدا اور علما ربانی کے ابدان قبر مین کہنہ نہین ہوتے

اور علامہ زرقانی نے فتاوی رملیہ سے نقل کیا ہے کہ انبیا اور شہدا اور علما کے ابدان قبرون مین کہنہ نہین ہوتے۔ اور انبیا اور شہدا اپنی قبرون مین کھاتے پیتے اور نمازین پڑھتے اور روزہ رکھتے

وفی الفتاوی الرملیۃ الانبیاء والشھداء والعلماء لایبلون والانبیاء والشھداء یاکلون فی قبورھم و یشربون ویصلون ویصومون ویحجون واختلف ھل ینکحون نساءھم املا ویثابون علی صلوتھم وحجھم ولا کلفۃ علیھم ذلک بل یتلذذون ولیس ھو من قبیل التکلیف

انبیاء شہداء اولیاء قبروں میں باحیات کے ہیں

اور حج کرتے ہیں اور اسپر ثواب پاتے ہیں۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ اپنی عورتوں سے جماع بھی کرتے ہیں یا نہیں؟۔ اور اس سے مراد نہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے وہ لذت پاتے ہیں اور یہ اون کے لئے از قبیل تکلیف نہیں۔ کیونکہ امر تکلیف موت کے طاری ہونے سے منقطع ہوگیا ہے بلکہ از قبیل کرامت اور رفع درجات ہے۔ بلکہ بیہقی نے صاف صاف کہدیا ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں اذان اور اقامت کیساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اسی طرح دوسرے انبیاء۔ چنانچہ کسیقدر قبل اس کے بیان کردیا گیا ہے۔

لان التکلیف انقطع بالموت بل من قبیل الکرامۃ لہم ورفع درجاتہم بذلک۔ زرقانی ص۳۰۵

پس علامہ زرقانی کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جداجدا آسمانوں میں کہیں دینے سے اون کا تعین مقام مراد نہیں بلکہ اون کا اظہار تفاضل مراد ہے۔ چنانچہ اس معنی کا ثبوت اونھیں متعدد احادیث سے ہوتا ہے جن میں حدیث ثابت کیطرح ترتیب نہیں اور ہم اون کو بقول تعدد معراج رؤیا مرد حی پر حمل کرتے ہیں۔ چنانچہ زرقانی اور قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ کے چھٹے اور ساتویں آسمان میں ہونیکی نسبت مالک بن صعصعہ اور شریک کی حدیث میں تطبیق کے طور پر کہا کہ اول تو ارجح روایت مالک بن صعصعہ کی ہے اور شریک کی روایت مرجوح ہے تاہم تعدد معراج کے قول پر کوئی اشکال نہیں اور قول اختار مؤمکن سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کلیم اللہ ہونیکی فضیلت کو باعث حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ ساتویں آسمان پر لیگئے ہوں اور ہم قبل اس کے بیان کرچکے ہیں کہ تعدد کے قول پر وہ سب شبہات جو قادیانی صاحب نے اتباع ابن القیم کے ہیں اوس وقت لازم آتے ہیں جبکہ سب معاریج

والمشہور فی الروایات ان الذی فی السابعۃ ھو ابراھیم۔ قال الحافظ وھو الارجح وبذلک یلتئم حدیث مالک بن صعصعہ بانہ کان مسندا ظہرہ الی البیت المعمور فیجمع التعدد ای مع القول بتعدد المعراج فلا اشکال بین الثابت المشہور انہ فی السابعۃ وبین روایتی ابی ذر وشریک انہ فی السادسۃ لحمل کل مرۃ ومع الاتحاد فقد یجاب بان موسیٰ عند الہبوط کان فی السابعۃ بان یکون صعد معہ او بعدہ لاجل المباہاۃ فی امر الصلوٰۃ محتمل ان یکون لقی موسیٰ فی السادسۃ فاصعد معہ الی السابعۃ لفضیلہ ربما علی غیرہ من اجل کلام اللہ تعالیٰ وظہرت فائدۃ ذلک

کا حالت یقظہ مین ہونا کہا جاوے لیکن جب ایک | مع نبینا فیما یتعلق بامر امتہ فی الصلوٰۃ - زرقانی - مقصد خامس

اسراء یقظہ مین اور دوسرے اسراءات روحی اور معنوی کہے جائین جیسے کہ یہی مذہب جمہور اُمت کا ہی
تو اس صورت مین کوئی مناقشہ لازم نہین آتا - جیسے کہ یہی مذہب علامہ قسطلانی اور زرقانی مالکی کا ہی -

قادیانی کے اعتراض سوم کا جواب

اب ہم قادیانی صاحب کے اعتراض ثالث کی جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین جس سے انہون
نے حدیث شریک بن قاعرض بیان کیا کہ اس مین ایک طرف تو یہ لکھدیا گیا کہ بعثت کے پہلے معراج ہوئی
تھی اور پھر اسی حدیث مین لکھدیا کہ نمازین پانچ مقرر کرکے پھر آخرکار ہمیشہ کے لئے پانچ مقرر ہوئین
پس ظاہر ہے کہ جس حالت مین یہ معراج نبوت سے پہلے تھی تو اس کو نمازون کی فرضیت سے کیا تعلق تھا
اور قبل از وحی جبرئیل کیونکر نازل ہوگیا؟ اور جو احکام رسالت سے متعلق تھے وہ قبل از رسالت کیونکر صادر ہوگئے؟
قادیانی صاحب کا یہ اعتراض ایسا لغو ہے جس کو خود حدیث شریک رد کرتی ہے اور وہ بآواز بلند پکار رہی ہے

حدیث شریک کا بیان

کہ جو اسراء کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حالت یقظہ مین اور بعد از بعثت ہوئی وہ کوئی دوسری رات مین ہوئی اور جس رات کہ سونے وقت مین ملائکہ قبل از وحی آئے وہ کوئی اور رات تھی اور وہ رات اسراء کی رات نہین اور جیسے کہ سوق حدیث دلالت کرتا ہے وہ یہہ ہے کہ گویا حضرت شریک شب اسراء کا واقعہ بیان کرتے وقت کہتے ہین کہ قبل از وحی پہلے ایک رات فقط تین فرشتے آئے اور

عن شریک بن عبد اللہ انہ قال سمعت انس بن مالک یقول لیلۃ اسری برسول اللہ صلعم من المسجد الکعبۃ انہ جاءہ ثلاثۃ نفر قبل ان یوحی الیہ وھو نائم فی المسجد الحرام فقال اولھم ایھم ھو قال اوسطھم ھو خیرھم فقال اخرھم خذوا خیرھم فکانت تلک اللیلۃ فلم یرھم حتی اتوہ لیلۃ اخری فیما یری قلبہ وتنام عینیہ ولا ینام قلبہ وکذلک الانبیاء تنام اعینھم ولا تنام قلوبھم فلم یکلموہ حتی احتملوہ فوضعوہ عند بئر زمزم فتولاہ منھم جبرئیل فشق جبرئیل ما بین نحرہ الی لبتہ حتی فرغ من صدرہ وجوفہ فغسلہ من ماء زمزم بیدہ حتی انقی جوفہ ثم اتی بطست من ذھب فیہ نور من ذھب محشوا ایمانا وحکمۃ فحشا بہ صدرہ ولغادیدہ یعنی عروق حلقہ ثم اطبقہ ثم عرج بہ الی السماء الدنیا فضرب بابا من ابوابھا فنادا اھل السماء من ھذا فقال جبرئیل قالوا ومن معک قال معی محمد قال وقد بعث قال نعم قالوا مرحبا بہ واھلا لیبتشر بہ اھل السماء لا یعلم اھل السماء بما یرید اللہ بہ

آنحضرت اوس وقت مسجد حرام مین سوئے ہوئے تھے اور وہ آپس مین باتین کرکے چلے گئے۔ یہان تک کہ آنحضرت نے اون کو نہ دیکھا۔ پھر اوس رات ملائکہ آئے کہ جس رات آنحضرت کو اسری ہوئی ملائکہ کے آنے کے وقت آنحضرت کی آنکھ بند تھی لیکن دل سویا نہتا اسی طرح کل انبیا کی حالت ہے کہ بظاہر تو اون کی آنکھین بند اور سوئی ہوتی ہین لیکن اون کے دل بیدار ہوتے ہین۔ پس ملائکہ بغیر کسی گفتگو کے آنحضرتؐ کو چاہ زمزم کے پاس اٹھا کر لے گئے اور اون مین سے جبرئیل نے آنحضرتؐ کا شق صدر کرکے اپنے ہاتھ سے آب زمزم سے اوس کو پاک وصاف کیا اور سونے کی طشت مین ایک پیالہ جو ایمان وحکمت سے لبالب تھا اوس سے آنحضرت کے سینۂ مبارک کو مملو کردیا اور پھر آنحضرتؐ کے سینہ مبارک کو ویسا ہی کردیا جیسے پہلے تھا اور آسمان دنیا کی طرف آنحضرتؐ کو اوٹھا کر لیگیا اور آسمان کے ایک دروازہ کو ٹھکورا اور آسمان کے دربان نے پوچھا کون ہے؟۔ جواب دیا کہ جبرئیل! پھر کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟۔ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمدؐ ہے۔ بولا کیا یہہ مبعوث ہوچکا ہے؟۔ جواب دیا کہ ہان! بولا آنحضرتؐ کو آنا مبارک ہو جسکے آنیکے آسمان والے منتظر اور طالب بشارت ہین۔ کیونکہ آسمان والے اوس وقت تک نہین جان سکتے کہ اللہ تعالیٰ زمین مین کیا ہونا ارادہ کرتا ہے۔ جبتک کہ خود اون کو اوس کا علم نہ دے۔ پس آسمان دنیا مین آنحضرتؐ نے حضرت آدمؑ کو پایا اور جبرئیل نے آنحضرت سے کہا کہ یہہ تیرا باپ ہے اسکو سلام کہہ پس آنحضرت نے اون کو سلام کہا اور حضرت آدمؑ نے بھی اوس کا جواب دیکر کہا کہ میرے بیٹے مبارک ہو اور تو ہی اچھا بیٹا ہے۔

فی الارض حتی لعلم فوجد فی السماء الدنیا آدم فقال لہ جبرئیل ھذا ابوک فسلم علیہ فسلم علیہ ورد علیہ آدم فقال مرحبا واھلا بنی فنعم

حدیث شریک ہی حدیث مع تجرید بعد بعثت ہونیکا ثبوت

پس اس حدیث نے صاف بتلادیا ہے کہ آنحضرت کی اسرا مع الجسد بعد بعثت ہوئی جیسے کہ دربان آسمان کے دریافت کرنے سے معلوم ہے چنانچہ عینی جلد (۱۱) صفحہ ۶۰۲ مین اسی بیان سے خطابی اور ابن حزم وغیرہ کی تشنیع کو باطل کرکے اخیر مین کہا ہے کہ یہی حدیث بعثت کے بعد معراج ہونے مین دلیل قوی ہے اور یہی اعتقاد ابن قیم کا ہے۔ لیکن قادیانی صاحب کی

ولیحفظ تشنیع الخطابی وابن حزم وغیرہما ان شریکا خالف الاجماع فانہ اقوی ما یستدل بہ ان المعراج کان بعد البعثۃ وبذلک جزم ابن القیم فی ھذا الحدیث۔ عینی

کورفہمی پر حیرت ہے کہ اونہون نے کہان سے معلوم کرلیا کہ شریک نے اس حدیث مین آنحضرت کی معراج قبل از نبوت ہونا بیان کیا ہے - اور نہ اس حدیث مین کوئی ایسا لفظ ہے جس سے معلوم ہو کہ ہر ایک نبی کے لئے جُدا جُدا آسمان معین ہے جس سے آگے اون کو رفع ہونی ممکن نہین - بلکہ انبیاء کا آسمانون مین دکھائی دینا اور حضرت موسیٰ کو چھٹے سے ساتوین آسمان پر لیجانا فقط ایک نسبتی تفاضل کا اظہار تھا یہان تک کہ حضرت موسیٰ نے بتفضیل کلام اللہ گمان کیا کہ اون پر سے کو رفعت نہوگی - لیکن حضرت موسیٰ کے اس گمان سے یہ نہین نکلتا کہ چھٹا یا ساتوان آسمان اون کے لئے متعین ہوگیا ہے - کیونکہ دوسری احادیث جو اسراءات روحی پر محمول ہین وہ اس تعین کو باطل کرتی ہین - ہمان اس مقام مین ہم فادیانی صاحب کے اوس ملخص بیان مین بالکل مبصر ہین جو اونہون نے احادیث معراج کے مختلف الفاظ اور غیر مرتب بیانات خصوصاً حدیث شریک کے بارہ مین کہدیا کہ کیونکر ممکن ہے کہ ہر ایک راوی اون تمام الفاظ کو بصحت یاد رکھے جو آنحضرتؐ کے مُنہ سے نکلے تھے - بلاشُبہہ بعض راوی بوجہ کمزوری حافظہ بعض الفاظ کو بھول گئے یا محل بے محل کا فرق یاد نہ رہا اسی وجہ سے یہ صریح اختلافات پیدا ہوگئے - حتےٰ کہ بخاری مین جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے (ازالہ صـ۹۳۵) - گو ان الفاظ سے فادیانی صاحب کا مطلب دوسرا ہے لیکن ہم کلمہ حق کو مخلص کرکے اوس کو اوس کی جگہ چسپان کرکے کہتے ہین کہ بیشک راویون نے واقعات اسراءات روحی اور جسدی کو ایک دوسرے سے جُدا نہ کیا اور بقول شافعی

احادیث رسول اللہ اکثر اجمالی مروی ہین

ایسے اختلافات لفظی سے کوئی ڈر نہین جبکہ معنی مقصود محفوظ ہو - اسی وجہ سے حذیفہ نے کہا کہ ہم عرب کی قوم احادیث بیان کرنے مین تقدیم و تاخیر کر لیتے ہین اور ابن سیرین نے کہا کہ مین ایک حدیث سُنتا ہون اور اونہون سے سنتا تھا جسکے سننے تو ایک ہی ہوتے تھے لیکن الفاظ مین اختلاف رہتا تھا - فتح المغیث صـ۲۷۵ مین کہ تابعین مین سے حسن اور شعبی اور نخعی جیسے روایت بالمعنی کیا کرتے

وعن بعض التابعین قال لقیت اناسا من الصحابة	فاجتمعوا فی المعنی واختلفوا علی فی اللفظ فقلت
ذلک لبعضهم فقال لا باس به مالم یحل معناه -	حکاه الشافعی وقال حذیفة انا قوم عرب فنرد
الحدیث فنقدم ونؤخر وقال ابن سیرین کنت	اسمع الحدیث من عشرة المعنی واحد واللفظ مختلف
وعن کان یروی بالمعنی من التابعین الحسن والشعبی	والنخعی بل قال ابن الصلاح انه الذی شهد

تھے - بلکہ ابن الصلاح کا قول ہے کہ اوس سے بھی حالت صحابہ اور سلف اولین کی دیکھی کہ اکثر وہ ایک معنی کو مختلف الفاظ میں بیان کرتے تھے کیونکہ اون کے مدنظر فقط معنی ہوتے تھے نہ لفظ - اسی وجہ سے حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر معنی نہ ہوتے تو ہم کوئی حدیث بیان نہ کر سکتے - اور امام نووی کا قول ہے کہ اگر ہم چاہیں کہ کوئی حدیث ہم اونہیں الفاظ میں بیان کریں جو سنتے ہیں تو ہم اس طرح تو ایک حرف بھی روایت نہیں کر سکیں گے - اور اقتراح میں شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قواعد نحویہ کے اثبات میں آنحضرت کے اوس کلام سے استدلال کیا جا سکتا ہے جسکا ثبوت ہو کہ راوی نے اوسے بلفظ مروی روایت کیا ہے اور یہ بہت کم ہے - اور یہ چھوٹی چھوٹی حدیثوں میں ہی قلت سے ہے - کیونکہ اکثر حدیثیں بالمعنی مروی ہیں جنکو عجمیوں اور مولدوں نے قبل از تدوین لے لیا اور اونہوں نے اون کو اپنی عبارات میں لاکر کمی زیادتی اور تقدیم و تاخیر اور ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل کر دیا - اسی وجہ سے تو دیکھتا ہے کہ ایک ہی حدیث ایک ہی قصہ میں مختلف وجوہ اور مختلف عبارات میں مروی ہوتی ہے - اسی وجہ سے علی ابن مالک نے جو قواعد نحویہ کا اثبات حدیث کے الفاظ سے کیا اوسپر اوس کے تلامذہ نے انکار کیا - ہر چند کہ شیخ سیوطی صاحب نے اخیر میں فیصلہ کر دیا کہ اشعار اور اقوال کی نسبت قواعد نحویہ کے استدلال میں حدیث کے الفاظ ہی اولے اور اثبت ہیں - الّا وہ حدیث جسکے راوی میں ضعف یا شک ہو

احوال الصحابة والسلف الاولين فكثيرا ما كانوا ينقلون معنى واحدا في امر واحد بالفاظ مختلفة وما ذاك كان معولهم كان على المعنى دون اللفظ قال الحسن لولا المعنى ما حدثنا قال النووي لو اردنا ان نحدثكم بالحديث كما سمعناه ما حدثنا بحرف واحد - فتح المغيث ص ۲۷۰-۲۷۷

واما كلامه صلى الله عليه وسلم فينتدل منه ما ثبت انه قاله على اللفظ المروي وذلك نادر جدا انما يوجد في الاحاديث القصار على قلة ايضا فان غالب الاحاديث مروي بالمعنى وقد تداولته الاعاجم والمولدون قبل تدوينها فرووها بما ادت اليهم عبارتهم فزادوا او نقصوا وقدموا واخروا وابدلوا الفاظا بالفاظ ولهذا نرى الحديث الواحد في القصة الواحدة مرويا على اوجه شتى بعبارات مختلفة ومن ثم انكر علي ابن مالك اثباته القواعد النحوية بالفاظ الواردة في الحديث - ثم اعلم ان الحديث اولى واثبت في الاستدلال من الاشعار والاقوال الا حيث ثبت ضعف الراوي او الشك فيه

(اقتراح شرح متن متين للمؤلف)

معراج کے ہر موطن میں انبیا صورت روحانیہ میں مرئی ہوئے یا جسمانی صورت میں؟

مان قصہ معراج مین امر بحث طلب جو باقی ہے وہ یہ ہے کہ آیا ان انبیا علیہم السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کل مواطن مین صورت روحانیہ مین دیکھا یا بصورت جسدانی عنصری؟ لمعات مین ہے کہ دونون طرح ہر موطن مین دکھائی دینا محتمل ہے بانیطور کہ اون کی روحین بصورت اجساد متمثل ہوگئی ہون مگر عیسےٰ کہ اون کا اپنے جسد کے ساتھ مرفوع ہونا ثابت ہے اور یہی مذہب ابن ملک کا مرقات مین ہے۔ لیکن

الا عیسیٰ لما ثبت انہ رفع فی جسدہ الخ وبہ قال ابن ملک۔ مرقات

زرقانی مین ہے کہ قرطبی کے نزدیک امر متقطوع یہی ہے کہ وہ اپنے اپنے اجساد کے ساتھ کل مواطن مین مرئی ہوئے کیونکہ موت عدم محض کا نام نہین بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کرنیکا نام موت ہے اور یہ بالکل ثابت ہوچکا ہے کہ زمین انبیاء کے اجساد کو نہین کھاتی اور آنحضرت بیت المقدس مین انبیاء کے مجمع کے امام بنے جن مین عیسےٰ بھی تھے اور موسیٰ کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور پھر ان سبکو آسمانون مین دیکھا جس سے قطعاً افادہ ہوتا ہے کہ انبیا کی موت درحقیقت ایک قسم کی غیبت ہے جو ہم اونکو نہین دیکھتے باوجودیکہ وہ زندہ ہین۔ مگر جسکو کہ اللہ تعالیٰ یہہ کرامت بخشے وہ اون کو دیکھتا ہے اور ایک دفعہ زمین پر اور اسی ساعت آسمانون پر دیکھنے مین کوئی محال نہین کیونکہ انبیاء کی سیر گاہین بے نہایت ہین جہان چاہین ایک آن مین جا پہونچتے ہین اور پھر لوٹ آتے ہین۔ انتہیٰ۔

وفی تذکرۃ القرطبی عن شیخہ الموت لیس بعدم محض وانما ھو انتقال من حال الی حال وقد صح ان الارض لا تاکل اجسادھم وانہ اجتمع مع الانبیاء لیلۃ الاسراء فی بیت المقدس وفی السماء ورای موسیٰ قائما یصلی فی قبرہ داجن باذن ربہ السلام علی کل من یسلم علیہ الی غیر ذلک مما یحصل من جملتہ القطع بان موت الانبیاء انما ھو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لا ندرکھم وان کانوا موجودین احیاءً او لایراھم احد من نوعنا الا من خصہ اللہ بکرامتہ من اولیائہ انتہیٰ وکالتدافع بین رؤیۃ موسیٰ یصلی فی قبرہ وبین رویتہ فی السماء ولان للانبیاء مراتب ومسارح ینصرفون فیھا شاؤا ثم یرجعون۔ (زرقانی)

طریق دوم

(توفی کے معنی بجز موت کے اور کوئی نہین)

بقول خود یانی حصہ توفی کے معنی موت اور اسکے دلائل

حضرت عیسیٰ کے متعلق قرآن کریم مین لفظ توفی وارد ہے جسکے معنی حقیقی موت اور قبض روح ہین - اور علاوہ محل متنازعہ فیہ کے یہ لفظ تیئیس جگہ قرآن کریم مین لکھا گیا ہے اور ہر ایک جگہ موت اور قبض روح کے معنون مین استعمال کیا گیا ہے اور ایک بھی ایسا مقام نہین جس مین توفی کا لفظ کسی اور معنی پر استعمال کیا گیا ہو

(ازالہ صفحہ ۳۰۱)

ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین - اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ آل عمران - جزو (۳)

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئ شہید - ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم - قال اللہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقہم لہم جنات تجری من تحتہا الانہار - الخ - مائدہ (۷)

اور جب عرب کے قدیم وجدید اشعار و قصاید کا تتبع کیا گیا تو یہ ثابت ہوا کہ جہان جہان توفی کے لفظ کا ذوی الروح سے یعنی انسانون سے علاقہ ہے اور فاعل اللہ جلشانہ کو ٹھیرایا گیا ہے اور ان تمام مقامات مین توفی کے معنے موت و قبض روح کے لئے گئے ہین - لغات کی کتابون مین صراح و قاموس وغیرہ پر نظر ڈالنے سے ایسا ہی معلوم ہوا اور اسکے بعد اس عاجز نے حدیثون کی طرف رجوع کیا تا معلوم ہو آنحضرتؐ کے زمانہ مین صحابہ اور خود آنحضرتؐ نے اس لفظ کو ذوی الروح کی طرف منسوب کر کے کن کن معنون مین استعمال کیا - اس تحقیقات کے لئے مجھے بڑی محنت کرنی پڑی اور ان تمام کتابون صحیح بخاری صحیح مسلم ترمذی و ابن ماجہ ابوداؤد - نسائی - دارمی - مؤطا - شرح السنہ وغیرہ وغیرہ کا صفحہ صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان تمام کتابون مین جو داخل مشکوٰۃ ہین تین سو چھیالیس ۳۴۶ مرتبہ مختلف مقامات مین توفی کا لفظ آیا ہے اور تمام جگہ وہ الفاظ موت اور قبض روح کے معنے مین ہی آئے ہین اور شرط کیساتھ کہتا ہون کہ ہر ایک جگہ جو توفی کا لفظ ان کتابون کی احادیث مین آیا ہے بجز موت اور قبض روح کے معنی کے اور کوئی معنی نہین اور بطور استقراء ان کتابون سے ثابت ہے کہ بعد بعثت اخیر عمر تک کبھی آنحضرت صلعم نے توفی کا لفظ بجز اس معنی کے استعمال نہین کیا اور کچھ شک نہین کہ استقراء بھی ادلہ یقینیہ سے ہے اور امام محمد اسمٰعیل بخاری نے اس جگہ اپنی صحیح مین ایک لطیف نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کم سے کم سات ہزار مرتبہ توفی کا لفظ آنحضرتؐ کے مُنہ سے بعثت کے بعد اخیر عمر تک نکلا اور ہر ایک کے یہی معنی ہوئے - سو بخاری کا ممنون و مشکور

ہونا چاہیئے۔ انتہی ازالہ صفحہ ۸۸۵

توفی کے حقیقی معنی موت نہیں ہیں مرزا قادیانی کے اقرار کا رد

چونکہ قادیانی صاحب نے اسی ایک مسئلہ کو مکتوب عربی کے صفحہ ۱۳۳ میں اپنے تمام اجتہاد و فروعات اور دعاوی عیسائیت کا اصل اصول ٹھیرایا ہے اور اسی ایک امر کے اثبات کرنے کیلئے انہوں نے کتابوں کے سینکڑوں ورق کالے کردیئے۔ لہٰذا ہم نہایت آسانی کے ساتھ تار عنکبوت توڑ کر پردہ از کار اوٹھا دیتے ہیں تاکہ ان کی ساری جعلسازی اور چالبازی معلوم ہوجائے اور اصلی امر کے انکشاف میں کسی شک و شبہ کو گنجایش نہ رہے۔ اور اصل اس کی کہ ان ہر دو آیات قرآنی کی تفسیر کریں جن کو حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے توفی سے تعلق ہے اول خود لفظ توفی کے معنی باعتبار اون کے

وہ لغت عرب جو قرآن کی تفسیر میں معتبر ہے

لغت کو بیان کرتے ہیں جن کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا اور وہ بقول ابوحیان فقط چھ قبیلے ہیں ۱ قیس ۲ تمیم ۳ اسد ۴ ہذیل ۵ بعض کنانہ ۶ بعض طائیہ اور ۷ اون قبیلہ قریش ہے جو تمام قبایل عرب سے باعتبار زبان کے اجود ہیں اور ماخذ لسانی میں یہی سات قبیلے معتمد علیہ ہیں اور ان کے ماسوا کے لغت کی کوئی اعتبار نہیں۔ لہٰذا خضری کی زبان سے اور ان بادیہ نشینوں کی زبان سے استدلال نہ کیا گیا جو دوسری امتوں کی مجاورت میں سکونت رکھتے ہیں۔ اسی طرح لغت لخم اور لغت خذام سے استدلال نہ کیا گیا۔ کیونکہ وہ اہل مصر سے مجاورت رکھتے ہیں اور قبایل قبط اور قضاعۃ اور غسان اور ایاد کے لغت سے اسلئے استدلال نہ کیا گیا کہ وہ اہل شام سے مجاورت رکھتے ہیں اور اکثر اون کے نصاریٰ

ماخذ العربیۃ ست قبایل قیس و تمیم و اسد و ھذیل و بعض کنانۃ و بعض طائیۃ و قریش اجود العرب لسانا فی الاقتراح لانہم المعتمدون فی ماخذ اللسان فقط ابوحیان فی شرح التسہیل عن الفارابی و بالجملۃ لم یوخذ عن خضری قط ولا عن سکان البوادی المجاورین لسائر الامم فلم یوخذ عن لخم ولا من خذام فانہم کانوا مجاورین لاہل المصر القبط ولا من قضاعۃ ولا من غسان ولا من ایاد لمجاورتہم لاہل الشام و اکثرہم من نصاریٰ یقرؤن فی صلوتہم بغیر العربیۃ ولا من تغلب و رتہ لمجاورتہم بالیونان ولا من بکر لمجاورتہم القبط و الفرس ولا من عبد القیس لانہم کانوا سکان البحرین مخالطین للہند و الحبشۃ ولا بنی حنیفۃ و سکان الیمامۃ ولا من ثقیف و سکان الطائف لمخالطتہم تجار الامم المقیمین عندہم و اما الشعراء الذین

مین سے ہین جو اپنی نماز مین غیر عربی الفاظ سے قرائت کرتی
ہین اور نہ تغلب اور مہرہ کی لغت سے جو یونان سے مجاور رہے
رکھتے ہین اور نہ بکر کے لغت سے جو قبط اور فارس کی مجاورت
رکھتے ہین اور نہ عبد القیس کی لغت سے جو سا کنین بحرین اور اہل ہند
اور حبشہ سے مخالطت رکھتے ہین اور نہ بنی حنیفہ اور سکان یمامہ
اور ثقیف اور سکان طائف کی لغت سے اسلئے کہ اون کو اون
لوگون سے مخالطت رہی جو تجارت کے لئے غیر عرب سے آکر اون
کے پاس مقیم رہتے ہین۔ اور شعراء مین سے صرف جاہلیون جیسے
امرء القیس اور مخضرمون جن کو دونون دولتین نصیب ہوئین
اور اسلامیون جو صدر اسلام مین ہوے جیسے جریر اور فرزدق
وغیرہ کے نظم و نثر سے استدلال کیا اور مولدون جیسے بشار
اور محدثون جیسے ابی تمام اور بحتری اور متاخرین جیسے شعراء حجاز اور عراق ان تینون کے نظم و نثر سے بالاتفاق
استدلال نہ کیا اور اسی وجہ سے متنبی اور ابی تمام اور بحتری کے اشعار مین اون کے دیوانون کی شروح
مین تخطیہ کیا گیا اور اسی تفصیل سے قواعد نحویہ کے ثبوت مین استدلال کیا گیا۔ پس ان کے اور بجز
کلام اللہ کے کسی کے قول کو کلام اللہ کی لغات پر بطور استدلال پیش نہین کیا جاتا اور اسی وجہ سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث مرویہ سے قواعد نحویہ کے اثبات مین استدلال کرنا جایز نہ کہا گیا کیونکہ اون
کے حاملین غیر عرب ہوے۔ اور بجز چند احادیث کے کوئی حدیث ہی بلفظہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مروی
نہ ہوئی جسکو لغت عرب کے اثبات مین استدلال کی طرح پر پیش کیا جا سکے جیسے کہ طریق اول مین بیان ہوا

حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ کے باب (۷۷) مین آنحضرت سے احادیث کی کیفیت مین لکھتے ہین کہ امت محمدیہ نے
آنحضرت سے دو طرح تلقی کی۔ ایک تو تلقی ظاہر ہے جسکی نقل

یعتمد علیہم نثرہ و نظامہم اما جاہلیون کامرء القیس
و مخضرمیون الذین ادرکوا الدولتین
و کانوا شعراء فی الجاھلیۃ و اسلامیون
کانوا فی صدر الاسلام کجریر و فرزدق ولکن
المولدون کبشار و المحدثون کابی تمام
و البحتری او المتاخرون کمن حدث بعدہم
من شعراء الحجاز و العراق فلا یستدل بالمشاہ
ھؤلاء الثلاثۃ بالاتفاق ولذا تری خطؤا
المتنبی و ابا تمام و البحتری فی مواضع کثیرۃ
کما ھو مشروح فی شروح دواوینہم انتہی
ملخصاً عن شرح المتن المتین للمؤلف

واعلم ان تلقی الامۃ منہ الشرع علی وجہین احدہما
تلقی الظاھر و لا بد ان یکون بنقل اما متواتر او غیر متواتر
و المتواتر منہ لفظا کالقرآن العظیم و کثیر لیس من
الاحادیث منہا قولہ انکم سترون ربکم الحدیث

لفظاً بطریق تواتر ہو جیسے قرآن عظیم اور جیسے بہت تھوڑی حدیثیں جن میں سے ایک حدیث جس کے الفاظ یہ ہیں کہ اِنکُم سَتَرَوْنَ رَبَّکُم کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا القَمَرَ الحدیث - پس اس تمام بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ کے اطلاق کے لئے اوفق اصل اعراب کے لغت سے استدلال ہو سکتا ہے جن کی زبان میں کسی قسم کا شائبہ نہ ہو اور غیر عرب کی احادیث مرویہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سہواً منسوب ہیں وہ لغتِ قرآن کی کبھی مفسر نہیں ہو سکتیں - پس بقول صاحب محصول کلام اللہ کے معنی سمجھنے کے لئے جیسے کہ نحو و صرف کی معرفت واجب ہے اسی طرح لغاتِ عرب کی معرفت واجب اور فرض کفایہ ہے - چنانچہ اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لحن یعنی لغت عرب کے تعلم کے لئے امر کیا - دیکھو شفا صہ ۱۹۴ - لہٰذا ہم اوّلاً لفظ توفّی کے اشتقاق صغیر و کبیر اور حسب لغاتِ عرب اوس کے استعمالات کے شواہد بیان کرتے ہیں جو اہل لغات نے اون کو اپنی کتابوں میں لکھا - پس معلوم کرنا چاہئے

کلام اللہ کے معنی سمجھنے کے لئے معرفت نحو کی طرح معرفت لغت عرب واجب ہے

توفّی کے معانی

کہ توفّی کا مشتق منہ وَفْیٌ ہے یعنی وَ فَ یٰ اور یہ مادّہ اپنی ہیئت شخصی اور صنفی یعنی صیغہ ہائے مجرّد اور مزید میں از روئے استقرار افادہ معنی تمام و کمال میں علی قدر المشترک کبھی قاصر نہ رہا - پس وفی کا صیغہ اپنی ہیئت شخصیہ کے اعتبار سے کئی معنوں میں مستعمل ہوا جنکے بعض حسب ذیل ہیں:

(۱) قول میں پورا نکلنا - چنانچہ لسان العرب میں ہے وفی فلان ای تم لما قولہ ولم یعذر

(۲) خُلق شریف اور عالی اور رفیع جیسے ابوبکرؓ نے عرب کے اس قول سے استنباط کیا الزماوفاء ای الخلق الشریف العالی الرفیع من قولھم وفی الشعر فھو وافٍ اذا زاد

(۳) بڑھنا اور زیادہ ہو جانا جیسے وفی الشعر فھو وافٍ اذا زاد یعنی بال بڑھ گئے -

(۴) درازیٔ عمر چنانچہ دُعا کے وقت کہا جاتا ہے مات فلان وانت بوفاء ای بطول عمر تدعولہ بذلک اور یہ معنی ابن اعرابی سے منقول ہیں -

(۵) بلندی اور بلندی پر چڑھنا - محیط المحیط میں ہے الوفی الشرف عن الارض - لسان العرب میں ہے

اوفی اشرف وعلا وقولہ ای کلما اشرفت علی مرباً من الارض

صُراح میں ہے واوفی علیہ ای اشرف

(۶) مجازی طور پر بمعنی موت۔ تاج العروس شرح قاموس میں ہے ومن المجاز ادرکتہ الوفاۃ ای الموت والمنیۃ وتوفی فلان اذا مات۔

اور یہ صیغہ اپنی ہیئت صنیہ کے اعتبار سے اکثر حسب ذیل معنوں میں مستعمل ہوا:۔

باب افعال

(۱) پورا کر کے لینا ایک چیز کا۔ لسان العرب میں ہے اوفی الرجل حقہ ووفّاہ ایاہ بمعنی اکملہ لہ واعطاہ وافیاً۔ وتوفّاہ مثلہ۔

باب تفعیل

(۲) پورا کر کے دینا۔ جیسے وفّاہ ایاہ ای اعطاہ وافیاً وفی التنزیل العزیز ووجد اللہ عندہ فوفّاہ حسابہ وتوفّاہ ھو منہ واستوفاہ لم یدع منہ شیئاً۔

باب تفعل واستفعال

(۱) ایک چیز کو بالتمام پکڑنا۔ لسان العرب میں ہے توفّیت المال منہ واستوفیتہ اذا اخذتہ کلہ

(۲) پوری گنتی کرنا۔ لسان العرب میں ہے توفّیت عدد القوم اذا عددتہم کلہم۔ ومن ذلک قولہ عزوجل اللہ یتوفی الانفس حین موتھا ای یستوفی مدداجالھم فی الدنیا۔ وقیل یستوفی تمام عدد الی یوم القیامۃ واما التوفی النائم فھو استیفاء وقت عقلہ وتمییزہ الی ان نامہ اور صاحب تاج العروس نے اس کی شہادت میں کہا والنقل ابو عبیدۃ کما فی لسان العرب للازہری اوالغیری ؎

اِنَّ بَنِیَّ اَذْ دَرِدٌ لَیْسُوْا مِنْ اَحَدْ	وَلَا تَوَفّاہُمْ قُرَیْشٌ فِی الْعَدَدْ

ای لا تجعلھم قریش تمام عددھم ولا تستوفی بھم عددھم

(۳) سوال کرنا۔ لسان العرب میں ہے قال الزجاج فی قولہ تعالی حتی اذا جاءتھم رسلنا یتوفونھم ای یسالونھم ملائکۃ الموت عند المعائنۃ فیعترفون عند موتھم انھم کانوا کافرین۔ (اعراف)

(۴) عذاب دینا۔ قال الزجاج ویجوز ان یکون حتی اذا جاءتھم ملائکۃ العذاب یتوفونھم عذابا وھذا کما تقول قد قتلت فلانا یعنی اصابہ ان لم یمت۔ ودلیل ھذا القول قولہ تعالی ویاتیہ الموت

من کل مکان وما ھو بمیت۔

(۵) سُلانا۔ جیسے کہ ابونواس نے کہا ؎

فلما توفاہ رسول الکری	وَدَبَّتِ العینان فی الجفن

قرآن کریم اور ابونواس کے شعر میں توفی کے معنی سُلانا باوجودیکہ فاعل خدا اور مفعول ذوی الروح بعینہٖ وہی ہے۔

اور اسی معنی میں ہے ھو الذی یتوفیکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضیٰ اجل مسمّیٰ (انعام) مجمع البحار میں ہے ای ینیمکم۔ پس اس آیت کریمہ میں فاعل اللہ ہے اور مفعول ذوی الروح انسان لیکن یہ معنی موت ہرگز مقصود نہیں۔ اور اسی طرح آیۂ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمّیٰ۔ (زمر) اور اس آیت کریمہ نے قطعاً فرق کر دیا کہ توفی اور چیز ہے اور موت اور چیز۔ اور اسی طرح نیند ایک تیسری چیز ہے۔

(۶) مجازاً میت پر بعد تحقق موت۔ چنانچہ تاج العروس میں ہے ومن المجاز ادرکتہ الوفاۃ ای الموت والمنیۃ۔ وتوفی فلان اذا مات۔ وتوفاہ اللہ عزوجل اذا قبض نفسہ وفی الصحاح روحہ۔ یعنی توفی کا اطلاق اوس شخص پر مجازاً بمعنی موت ہوتا ہے جس کی موت متحقق ہو گئی ہو اور اوس کا نفس قبض ہو چکا ہو۔ اور مجمع البحار میں ہے وقد یکون الوفاۃ قبضاً لیس بموت۔ چنانچہ یہی معنی سورۂ انعام اور زمر کی آیات سے ظاہر ہیں کہ قبض نفس مستلزم موت نہیں

توفی کے معنی استیفاء عمر حدیث نبوی میں

(۷) بمعنی استیفاء عمر۔ جیسے مجمع البحار میں ہے متوفیک ای مستوفیک کونک فی الارض۔ تکملہ مجمع البحار میں ہے توفی اعجاب الذین اکلوا من الشاۃ ظاھرا ولم یذکوھا ماوی انہ لم یصب احدا منھم شیئ۔ پس اس حدیث میں توفی کے معنی موت نہیں بلکہ اکمال عمر ہے۔

پس ان تمام شواہد سے ظاہر ہے کہ مادۂ وفی اپنی ہیئت شخصیہ اور صنفیہ کے ساتھ کہیں تو لغات عرب میں درازیٔ عمر کے معنی میں مستعمل ہوا اور کہیں بلندی اور بلندی پر چڑھنے کے معنی میں اور کہیں پورا گننے اور پورا لینے اور پورا دینے اور کہیں اکمال عمر اور اتمام مدت کے معنی میں اور کہیں مجرد سوال اور مجرد عذاب کے معنی میں اور کہیں مجرد قبض اور اتمام اخذ کے معنی میں اور کہیں سُلانے اور کہیں مجازاً معنی موت میں اور کہیں رفع بلا موت کے معنی میں چنانچہ یہاں اسی اخیر معنی کی طرف امام فخر الدین الرازی نے اپنی تفسیر میں صحت کی نسبت

کرکے کہا کہ توفّی کے حقیقی معنی تو ایک شئے کا پورا پکڑنا ہے اور اس لفظ کا استعمال حق تعالیٰ نے اس مقام پر اسلئے کیا تاکہ جن لوگوں کے دل میں یہ خطرہ گذرے کہ مرفوع فقط روح ہوئی نہ جسم سمیت انکو معلوم ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ تمام یعنی روح مع الجسد مرفوع ہوئی اور اس کی صحت پر دوسری آیت پیش کی یعنی و مایفرونک من شئی اور بصورت جواب و سوال کہا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اس صورت میں توفّی عین الرفع ہو جانے سے تکرار لازم آئیگا تو ہم اس کے جواب میں کہینگے کہ انی متوفیک حصول توفّی پر دلالت کرتا ہے اور توفّی ایک معنی جنسی ہے جسکے تحت میں کئی انواع ہیں۔ بعض توفّی موت

انی متوفیک۔ التوفی اخذ الشئی وافیا واللہ اعلم اللہ ان من الناس من یحفر ببالہ ان الذی دفعہ اللہ ھو روحہ لاجسدہ ذکر ھذا الکلام لیدل علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ وجسدہ ویدل علی صحۃ ھذا التاویل قولہ تعالیٰ و مایفرونک من شئی فان قیل فعلی ھذا الوجہ کان التوفی عین الرفع الیہ فیصیر قولہ و رافعک الی تکرارا قلنا قولہ انی متوفیک یدل علی حصول التوفی و ھو جنس تحتہ انواع بعضھا بالموت وبعضھا بالاصعاد الی السماء فلما قال بعدہ رافعک الیّ کان ھذا تعیینا للنوع و لم یکن تکرارا۔ تفسیر کبیر۔ وقال ابن جریر توفیہ ھو امنہ۔ ابن کثیر۔

سے ہوتی ہے اور بعض آسمان پر اوٹھا لیجانے سے اور جب اس توفّی کے بعد رافعک کہا تو توفی اپنی نوعی معنی میں متعین ہو گیا اور تکرار جاتا رہا اور ابن جریر نے تصریح کردی کہ توفّی عیسےٰ کی رفع ہے۔

توفی کے معنی میں قادیانی کے الہاما کا تخالف اور ثبوت معنی رفع اور کمال

اور طرفہ امر یہ ہے کہ قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۹ میں توفّی کے معنی اپنی الہامی عبارت میں موت نہ لکھے بلکہ لکھا کہ انی متوفیک میں تجھکو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اوٹھاؤں گا اور صفحہ ۵۲۰ میں اسی توفّی کے معنی الہامی عبارت میں یوں لکھے یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے کامل جزبخشوں گا اور اپنی طرف اوٹھاؤں گا۔ یعنی رفع درجات کرونگا یا وفات دونگا اور دنیا سے اپنی طرف اوٹھاؤں گا۔ مگر یاد رہے کہ قبل اس کے قادیانی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۴۹۰ اور صفحہ ۵۰۰ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ اس دنیا میں تشریف لانے اور نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اثر کا الہامی وعدہ تحریر کر چکے ہیں جو ہمنے قبل ازیں اوّل

کتاب مین نقل کردیا ہے - پس جبکہ خود اون کے بیانات اور الہامات مین تناقض اون کے دعاوی کی تکذیب علی رؤس الاشہاد کر رہا ہے تو اب ہمین ضرورت نہین رہی کہ اس حرف سیاہ کیلئے اپنے قلم کو آلودہ کرین مگر مقام حیرت اون کا یہ دعوی ہے جو وہنون نے قرآن کریم کی طرف نسبت کرکے کہا کہ یہ لفظ توفی تیئیس ۲۳ جگہ قرآن کریم مین لکہا گیا ہے اور ہر ایک جگہ موت اور قبض روح کے معنون مین استعمال کیا گیا ہے - اور ایک بھی ایسا مقام نہین جس مین توفی کا لفظ کسی اور معنی پر استعمال کیا گیا ہو اور ایسا ہی عرب کے قدیم جدید اشعار و قصاید کا تتبع کیا گیا تو یہ ثابت ہوا کہ جہان جہان توفی کے لفظ کا ذوی الروح سے یعنی انسانون سے تعلق ہے اور فاعل اللہ جلشانہ کو ٹہیرایا گیا ہے ایسا ہی لغات کی کتابون صراح و قاموس وغیرہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا - اور ایسا ہی صحاح ستہ کے علاوہ اور کتابون کے صفحات دیکہنے سے معلوم ہوا - حالانکہ ہم قرآن و سنت کے الفاظ سے اور نیز کتب لغت کی بیانات سے ثابت کر چکے ہین کہ توفی کے حقیقی معنی موت نہین ہین بلکہ توفی کے یہ معنی قرینہ قطعی کے موجود ہونیکے وقت مراد ہوتے ہین اور تعقق الموت اشخاص پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے تاکہ ارواح کی بقا پر دلالت کرے اور اسی قسم کا اطلاق احادیث کی کتابون مین تحقق الموت اشخاص پر ہوا - معہذا سورہ انعام اور سورہ زمر کی ہر دو آیات جن مین فاعل اللہ جلشانہ ہے اور مفعول ذوی الروح شاہد عادل ہین کہ توفی کے معنی موت نہین بلکہ اخذ اور استیفا ہین - کیونکہ آخر الذکر آیت کریمہ مین فعل توفی کا تعلق وقوعی انفس کے ساتھ ہوا ہے - پس اگر توفی کے معنی موت ہون تو اس سے نفوس اور ارواح کی موت لازم آئیگی جو بالکل بصادم اور مناقض لم نزلت ہے - کیونکہ روحون کا ابدی ہونا لسان شرع سے ثابت ہے اور اسی پر حشر و نشر اور نار و جنت کی سزا و جزا کا دار و مدار ہے - ہان لفظ موت جو انفس کی طرف مضاف ہے مرض دل والون کیلئے موجب اشتباہ ہے مگر یاد رکہنا چاہئے کہ یہ لفظ اس مقام پر صرف اپنے اصطلاحی اور عرفی اور رسمی معنی ہدم وطن مالوف اور تخریب بناے معمور مین مستعمل ہے نہ کہ ذات انفس کی کلی تخریب اور ہدم پر دلالت کرتا ہے - چنانچہ ہمارے سارے بیانات کی

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ابن آدم نفس والروح بینہما شعاع مثل شعاع الشمس فالنفس ہی التی یعاقب	ممد ثقت حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم کے قول سے تقویت پاتی ہے جو بیضاوی اور خازن وغیرہ مین منقول ہے

کہ ابن آدم میں ایک نفس اور ایک روح ہے اور ان میں شعاع آفتاب کی طرح تعلق شعاعی ہے۔ پس نفس وہ ہے جس سے عقل اور تمیز حاصل ہے اور روح وہ ہے جس سے نفس اور تحرک ہوتا ہے۔ پس آدمی جب سوتا ہے اوس وقت اللہ تعالیٰ اوسکے نفس کو قبض کرلیتا ہے اور اوس کی روح کو قبض نہیں کرتا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نیند کے وقت روح بدن سے نکل جاتی ہے اور اس کی شعاع جسم میں باقی رہتی ہے اور اسی سے خواب دیکھتا ہے اور جس وقت کہ نیند سے ہوشیار ہوتا ہے تو روح ایک لحظہ سے بھی کم میں سرعت کے ساتھ عود کر آتی ہے۔ اور سوئے ہوئے کا نفس جو شے کہ آسمانوں میں دیکھتا ہے وہ سچا خواب ہے اور جو ارسال بعد دیکھتا ہے شیطان کی تلقین ہونے سے سچائی نہیں رہتی۔ اور

والتمیز والروح ھی التی بھا النفس والمتحرک فاذا نام العبد قبض اللہ نفسہ ولم یقبض روحہ وعن علی رض قال یخرج الروح عند النوم ویبقی شعاعہ فی الجسد فبذلک یری الرؤیا فاذا انتبہ من النوم عاد الروح الی جسدہ بأسرع من لحظۃ وعنہ مادات نفس النائم فی السماء فھی المرؤیا الصادقۃ ومادات بعد الارسال فیلقھا الشیطان فھی کاذبۃ وعن سعید بن جبیر ان الارواح الاحیاء وارواح الاموات تلتقی فی المنام فیتعارف منھا ماشاء اللہ ان یتعارف فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجسادھا الی انقضاء مدۃ حیاتھا۔ (خازن۔ مدارک۔ بیضاوی)

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ نیند میں زندوں اور مردوں کی روحیں باہم ملاقات کرتی ہیں اور جس میت کی زندوں میں پہچان ہوتی ہے اور موت والی روح عود نہیں کرتی اور نیند والی روح اپنے بدن کی طرف واپس آجاتی ہے یہاں تک کہ اوس کی مدت حیات ختم ہولے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں توفی کے معنی حقیقی

اور اگر اون معانی کو جن میں توفی کا استعمال لسان العرب میں ہوا زیر نظر کہکر کلام اللہ کے اون تینیوں مقامات میں ذرا بھی غور کیا جاوے تو روشن دلوں پر ظاہر ہوجائیگا کہ اون سب مقامات میں لفظ توفی ان معانی کو ہم آغوش کرنیکے لئے بالکل آمادہ ہے۔ مثلاً سورۂ نساء میں ثم یتوفیھن الموت ظاہر ہے کہ یہاں توفی کے معنی موت نہیں۔ بیضاوی میں ہے ای یستوفی ارواحھن الموت۔ پس یہاں توفی بمعنی استیفاء ہوئی۔ اور اسی طرح سورۂ آل عمران میں وتوفنا مع الابرار۔ بیضاوی میں ہے

ای مخصوصین بصحبتہم معہ وتوفی زمرتہم - پس یہان توفی کے معنی عملاً موت نہین بلکہ گنتی اور شمار کے معنی مُراد ہین - یعنی اللہ کے یاد کرنیوالے بندے ہر وقت اللہ سے دعا مین مانگتے ہین کہ اے رب ہمکو پاک لوگون کی صحبت مین رکھ اور اونہین کو زُمرہ مین محسوب کر کر اور ایسا ہی ان الذین توفیہم الملائکۃ - بیضاوی مین ہے وقرء توفاہم علی مضارع وقیت بمعنی ان اللہ یوفی الملائکۃ انفسہم فیتوفونہا ای یمکنہم من استیفائہا فیستوفونہا - پس یہان بھی توفی بمعنی استیفا ہے - اور ایسا ہی سورہ یوسف مین حضرت یوسفؑ کا دعا مانگنا توفنی مسلما الحقنی بالصالحین - بیضاوی مین ہے ای اقبضنی پس بقول بیضاوی یہان توفی بمعنی قبض ہے - لیکن بمعنی استیفا عُمر بھی بالکل مطابق ہین - اور ایسا ہی دوسری آیات مین لفظ توفی ہرگز بمعنی موت مین حقیقی طور سے منصوص نہین ہے - اور شعرا جاہلیت جیسے منظور و بری اور ابی نواس کے محاورات نے بھی ثابت کر دیا کہ توفی معنی موت کے لئے موضوع نہین - اور ایک حدیث مین جسکو صاحب تکملہ مجمع البحار نے نقل کیا ہے توفی بمعنی موت مستعمل نہ ہوئی بلکہ بمعنی اکمال عُمر مستعمل ہوئی - اور یہہ توہم بسط کے ساتھ ثابت کر چکے ہین کہ بہت کم اور معدودے چند احادیث مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مین مروی ہوئین پس اول قادیانی صاحب کو لازم ہے کہ اُمت کے علماء کی قول سے ثابت کرین کہ من احادیث مین لفظ توفی مستعمل ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دہن مُبارک سے نکلا ہوا لفظ ہے اور یہہ کہ اون راویون نے جو کہ عرب تھے بلکہ عجمی جیسے امام بخاری اور مُسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اونہون نے اپنی احادیث مین ان الفاظ کو بالمعنی روایت نہین کیا اور سب سے زیادہ تر اہم یہہ سوال ہے کہ کیا اونہون نے توفی کا اطلاق ان احادیث مین اون اشخاص پر نہ کیا جنپر کہ موت کا آنا متحقق الوقوع ہو چکا تھا؟ یا اون اشخاص پر کیا جو ابھی زندہ تھے اور مرنیوالے تھے مگر قادیانی صاحب یہہ بھی ثابت نکر سکینگے کہ اس کا اطلاق ان احادیث مین اون اشخاص پر ہوا ہے جن پر ابھی موت وارد نہ ہوئی تھی - اور عجب ہے کہ قادیانی صاحب نے چالیس ہزار لُغت عرب کی تعلیم ہونے پر بھی کوئی ایک جاہلیت کا شعر بھی اپنے دعوی کے ثبوت مین پیش نہ کیا اور لُغت کی مشہور کتابین یعنی تاج العروس اور لسان العرب اور محیط المحیط اور مجمع البحار کیونکر نظر انداز ہو گئین؟ اور ابو نواس اور منظور و بری کے

اشعار وہ کیسے بھول گئے ؟ اور کیوں الہام الٰہی نے اون کی تائید نہ کی - پس اہل بصارت پر ہمارے ان بیانات سے واضح ہے کہ قادیانی صاحب کا استقرار کا دعویٰ بھی ایسا ہی ہیچ و پوچ ہے جیسا کہ اون کا دعویٰ عموم دانی اور قادیانی صاحب نے علاوہ اس کو اوس لطیف نکتہ کا پتہ نہ دیا کہ امام بخاری نے کہان اور کس موقع پر توجہ دلائی ہے کہ کم سے کم سات ہزار مرتبہ توفی کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بعثت کے بعد اخیر عمر تک نکلا ہے اور ہر ایک کے حقیقی معنی قبض روح اور موت نہیں - ہان ہمارا استقرار قادیانی صاحب کے بیانات اور دعاوی کو تو غلط ثابت کر رہا ہے اور علماء اُمت کا بیان کہ بجز چند احادیث کے کوئی حدیث بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ بین مروی ہونا قطعی طور سے ثابت نہین اون کو جھٹلا رہا ہے - کاش کہ قادیانی صاحب اپنی اس درجہ کی کم علمی کو مدنظر رکھکر سر در گریبان کر لیتے اور ان امام بخاری جیسے معظم علماء ملت کیطرف جھوٹی نسبت نکرتے - لیکن اس مین شک نہین کہ امام بخاری نے کتاب التفسیر مین سورہ مائدہ کی آیہ وَاِذْ

امام بخاری کا مذہب کہ عیسیٰ بن اللہ ہی مرینگے

قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ - الخ کی تفسیر بصیغہ استقبال یعنی یقول واذ یقول بضمانا صلۃ کے ساتھ کر کے بعد سورہ آل عمران کے لفظ متوفیک کی تفسیر فقط اسی قدر الفاظ مین بیان کر دی ہے کہ وقال ابن عباس متوفیک ممیتک - مگر اس سے ثابت نہین ہوتا کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے کہ اس آیت مین توفی کے معنی موت ہین اور کیونکر ہو سکتا ہے - حالانکہ اصحاب روایت کی مدنظر فقط روایت کے اوس سلسلہ کو بیان کرنا ہے جو اون کو ملا - اور اس روایت کے بیان سے وہ روایت ہرگز اصحاب روایت کا مذہب نہین بن سکتی جبتک کہ اصحاب روایت خود اس کی نسبت اپنا مذہب ہونا بیان نہ کرین اور اگر ایسا ہی مان لیا جاوے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم ہے تو لیجئے امام بخاری نے کتاب الانبیاء مین ایک باب بعنوان باب نزول عیسیٰ بن مریم صلے اللہ علیہ وسلم مرتب کیا ہے جس مین ایک حدیث ابی ہریرہ

قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب - الخ ثم یقول ابو ہریرۃ واقرءوا ان شئتم وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا (پ ۶ ع ۱۴)	رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوعاً اس طرح نقل کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس ذات کی قسم کہ جسکے ہاتھ مین میری جان ہے بالضرور قریب ہی ابن مریم تم مین بصورت حاکم عادل اترینگے - پھر ابو ہریرہ رضؓ نے

اپنی طرف سے یہ آیت بطریق شہادت پیش کی کہ کوئی اہل کتاب نہیں مگر یہ کہ وہ ابن مریمؑ پر ضرور ایمان لائیگا قبل اس کے کہ ابن مریمؑ فوت ہوجائے اور قیامت کے دن اون پر گواہی دیگا - اور دوسری حدیث یون نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریمؑ تم مین اوترینگا اور امام تمہارا تمہین مین سے ہوگا - اور احمد اور مسلم رض نے بروایت جابر مرفوعاً روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے عیسیٰ بن مریم اوترینگا اور اون کا امیر حضرت عیسیٰؑ سے کہیگا کہ آہمارے لئے نماز مین امامت کر عیسیٰؑ کہیگا نہین تمہارے ہی بعض تم پر امیر ہین اور یہ فقط اس اُمت کی بزرگی اور حرمت کے باعث کہین گے - پس اس باب کا عنوان اور مضمون ہر دو صاف بتلا رہے ہین کہ امام بخاری کا مذہب صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت نہین ہوئے اور وہ دوبارہ آسمان سے اوترین گے اور ابن عباس کا قول فقط حسب منصب روایت نقل کر دیا ہے کیونکہ دوسری کتب صحاح جیسے صحیح نسائی اور اس کے علاوہ

قال رسول اللہ ص کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم - (ابی ھریرۃ)

فینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ - (احمد و مسلم از جابر رض) (مشکوۃ)

ابن باب سے کا مذہب کہ عیسےٰ ابھی زندہ و موجود ہین

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ سے اپنی تراجم مین حضرت ابن عباس سے حضرت عیسیٰ بن مریم کا زندہ آسمان پر اوٹھایا جانا ثابت ہے اور شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دُرِ منثور کی جلد دوم صہ ۲۴۶ مین بسند صحیح کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ نبی اللہ پر جبکہ اوس کی تکذیب کرنے والے زیادہ ہو گئے وحی بھیجی کہ انی متوفیک و رافعک الی و انی سابعثک علی الاعور الدجال فتقتلہ ثم تعیش بعد ذلک اربعا و عشرین سنۃ ثم امیتک میتۃ الحی - الخ - یعنی اے عیسیٰ مین تجھے اپنی طرف اوٹھاؤن گا اور عنقریب دجال اعور کیطرف بھیجون گا پھر تو اوس کو قتل کرکے چوبیس برس تک زندہ رہیگا اور پھر تجھے اوسی طرح موت دون گا جس طرح زندہ لوگ مرتے ہین اور مطر وراق نے کہا

عن ابن عباس ان رھطا من الیھود سبوہ و امہ فدعا علیھم فمسخھم قردۃ و خنازیر فاجتمعت الیھود علی قتلہ فاخبرہ اللہ بانہ رافعہ الی السماء و یطھرہ من صحبۃ الیھود - صحیح نسائی ابن ابی حاتم - ابن مردویہ قال ابن عباس سیدرک اناس من اھل الکتاب عیسی حین یبعث فیومنون بہ - فتح البیان

مطر وراق کا قول کہ متوفیک کے معنی ممیتک نہین

کہ متوفیک مین وفات موت نہین ہے اور ہم دعوی کے ساتھ کہتے ہین کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ کے لئے لفظ متوفیک مین موت مقصد نہین۔ اسی وجہ سے اونہون نے ایک باب کتاب الانبیاء بعنوان باب نزول عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم مرتب کرکے اوسکی شہادت مین دو احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مضمون فرمائین جن سے نہ فقط اون کا نزول ثابت ہوتا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ کی حیات بوجہ اتم اور اس بارہ مین آیت قرآنی کی تفسیر اوس اولوالعزم صحابی کے قول واستنباط سے معلوم ہوتی ہے جسکا دامان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم نبوت سے لبالب کردیا اور اسی وجہ سے اونہون نے اپنی طرف سے اس لفظ کے معنی مین تو تعرض نکیا بلکہ اس سے زیادہ تر اہم اور موہم الفاظ کی تفسیر کی طرف توجہ فرمائی جنکو قادیانی صاحب نے بوجہ خود غرضی سیاق سے آنکھ بند کرکے اپنی دستاویز بنالی اور کہا کہ "منجملہ افادات بخاری جس کا ہمین شکر کرنا چاہئے ایک یہہ ہے کہ اونہون نے مسیح بن مریم کے وفات کی بارہ مین ایک قطعی فیصلہ ایسا دیدیا ہے کہ جس سے بڑکر متصور نہین اور وہ یہہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح مین اسی غرض سے آیہ کریمہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم کو کتاب التفسیر مین لایا تاکہ لوگون پر ظاہر کرے کہ توفیتنی کے لفظ کی صحیح تفسیر وہی ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے ہین یعنی مار دیا اور وفات دیدی اور حدیث یہہ ہے "عن ابن عباس یجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ بخاری ص۶۶۹"

پس اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے اپنے اور مسیح ابن مریم کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دیکر وہی لفظ فلما توفیتنی اپنے حق مین استعمال فرمایا جو عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حق مین کہا اور ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ مین آنحضرت کا مزار شریف موجود ہے اور اس سے بکلی منکشف ہوگیا کہ دونون برابر طور پر اس آیت فلما توفیتنی سے متاثر ہین۔ انتہی ملخصاً۔ ازالہ ص۸۸۹"

امام بخاری کا مذہب کہ الا قال اللہ بین اذ رفعہ الیہ حی حی

پس امام بخاری نے ایسے ہی ایہام اور ابہام کے دفع کرنے کے لئے اس حدیث کی قبل اپنا مذہب بیان کردیا کہ اس آیت کریمہ مین مسیح ابن مریم کے حق مین اونہی لفظ و اذ قال اللہ یعنی

یقول ہے اور لفظ آذ صلہ یعنی زایدہ ہے یعنی امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوت اجتہادیہ سے اپنا مذہب اس آیت کریمہ اور اس قصۂ حدیث کے متعلق بیان کردیا کہ یہ سارا قضیہ اور کل سوال وجواب قیامت کے دن ہوگا اور کلمۂ آذ نے یہاں یعنی ماضی میں اپنا کوئی مخالف اثر نہ کیا جیسے کہ قادیانی صاحب نے اپنے متعدد رسائل میں زعم کرلیا ہے کہ یہاں ماضی کا صیغہ کلمۂ اذ کے آنے سے معنی مضیت میں منصوص ہوگیا اور جس نے کہ یہاں ماضی کو بمعنی مضارع کہا اس کو ظالمین اور کاذبین میں سے ہونیکی نسبت اپنے مکتوب عربی کے صـ۱۳۵ میں کی۔ پس اون کے زعم فاسد میں اون کے مستند امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کاذب اور ظالم ہوں گے جنھوں نے اپنی کتاب بخاری میں تصریح کردی کہ یہ سارا واقعہ قیامت کے دن ہوگا اور ماضی یہاں بمعنی مستقبل ہے اور لفظ آذ صلہ ہے۔

لفظ اذ اذا ماضی بمعنی مستقبل کی بعض تحقیقات

بیضاوی اور متن متین میں ہے کہ کلام اللہ میں حروف زیادۃ کا آنا اس معنی سے نہیں کہ وہ اپنے معنی کے افادہ میں قاصر ہیں بلکہ وہ محسنات بدیع کی طرح موکدات اور محسنات ہیں اور اون کے نہونے سے معنی میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اور سر اس میں یہ ہے کہ ان کا مفاد درحقیقت اُن کے اپنے معنی نہیں بلکہ اُن کی وضع اسلئے ہے کہ غیر کے ساتھ مذکور ہونے سے اوسکے معنی میں وثاقت اور قوت پیدا کردیں۔ اور اگرچہ کلمۂ اذا کی طرح کلمۂ اذ نے بھی کلام اللہ کی دوسری آیات جیسے ولو ترٰی اذ فزعوا الخ اذ فزعوا ۱۔ اور جیسے قول راجز ۵

ثم جزاک اللہ عنی اذ جزٰی | جنات عدن فی السموات العلٰی

میں بقول خازن معنی استقبال کا افادہ کیا لیکن اس کا سر اور اس کا اصل اصول قواعد نحو کے مطابق

غرضہ ان لفظۃ قال فی قولہ واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت بمعنی یقول لان اللہ تعالٰی انما یقول ھذا القول فی یوم القیامۃ فیکون اذ صلۃ ای زایدۃ لان اذ للماضی ھھنا المراد بہ المستقبل (قسطلانی)

فان الصیغۃ تدل علی الزمان الماضی ن الصرف ھھنا کما لقاضی ثم ان کنت لا ترضی بحکم الصرف تجعل الماضی استقبالا بتبدیل الحروف فھذا ظلم منک من امثالک تکون فی ھذا البیض الکاذبین ۱۳۵

ولا یراد بالزیادۃ عدم الافادۃ موکدات ومحسنات کمحسنات البدیع والسر ان مفادھا لیس معناھا۔ بتین تین ولا تعنی بالزیت اللغو الضائع فان القرآن کلہ مقصد بل مالم یوضع لمعنی یراد منہ وانما وضعت لان تذکر مع غیرھا فیفید لہ وثاقۃ وقوۃ (مغنی ابتغیر)

وھو زیادۃ فی المعنی غیر قادح فیہ

جیسے کہ متن متین وغیرہ مین ہے یہہ ہے کہ جب کسی ایسی اُمر مستقبل کا اخبار منظور ہو جسکے آیندہ وقوع کے لئے اتی وہ قطع مقصود ہو تو وہ امر صیغۂ ماضی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ اور اگر زیادہ تر وثاقت اور قوت کے ساتھ اس معنی کا اتی وہ مقصود ہو تو کلمۂ آذ کی طرح حرف موکد اوسکے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے سورہ مائدہ کی اس آیت مین صیغۂ ماضی حرف آذ کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ اور اس امر کی دلیل کہ یہہ واقعہ قیامت کے دن وقوع مین آئیگا خود اسی آیت کے بعد اللہ تعالے

الماضی بمعنی المستقبل اذا اخبر به عن مستقبل مع تصدق الوقوع بوقوعه كقوله تعالى ونادى اصحاب الجنة واصحاب النار	فما توفیتنی کا تعلق قیامت کے دن سے ہے

کا قول ہے۔ چنانچہ شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ درِ منثور مین اس آیت کے متعلق قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اون سے کسی نے پوچھا کہ اس آیت کا قصہ کب ہوگا؟ تو کہا کہ قیامت کے دن کیا تو نہین دیکھتا کہ خدا خود فرماتا ہے کہ یہہ تمام باتین اوسی دن ہونگی جس مین سچون کو سچائی نفع دیگی یعنی قیامت کے دن۔ اور اسی معنی کے اصح ہونیکی نسبت

اخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن ابى حاتم عن قتادة فى قوله أأنت قلت للناس اه متى يكون ذلك قال ليوم القيامة الا ترى انه يقول هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم (درمنثور)	

امام فخر الدین رازی اور مخشری نے اپنی تفسیر مین صراحت کی اور کہا کہ یا ذ قال اللہ یا عیسے ابن مریم کا عطف اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک پر ہے۔ جو بقول بیضاوی وکشاف لو یجمع کا بدل اور بطریق نادی اصحاب الجنة بمعنی مستقبل ہے۔ پس اس آیت کا مقدم اور موخر دونون اس معنی کے لئے موکد ہین کہ ان تمام جواب وسوال کا وقوع قیامت کے دن ہوگا نہ اسکے قبل ہو چکا جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے اور اسی بناے فاسد پر اونھون نے بخاری کی حدیث ابن عباس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد یعنی عیسی صلوات اللہ علیہ کا قول بلفظ ماضی حکایت فرمانے سے یہہ اعتقاد کر لیا کہ آنحضرت اور عیسی بن مریم دونون برابر طور پر اشر توفی سے متاثر ہو گئے ہین اور یہہ کہ آنحضرت نے اس حدیث مین توفی کی تفسیر مار دیا اور وفات دیدی ارشاد فرمائی جس سے بکلی منکشف ہو گیا کہ مسیح ابن مریم بھی وفات پا گئے اور آنحضرت بھی وفات پا گئے۔"

حالانکہ خود یہی حدیث بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے ارشاد کے وقت زندہ موجود اور اثر توفی سے محفوظ تھے اور یہ حدیث اور مذکور آیت فرقانی دونوں بتلا رہی ہیں کہ اس توفی کے ساتھ دونوں حضرات کے اعتذار اور اقرار کا زمان و مکان قیامت کا دن ہوگا جیسے کہ قبل ازیں مدلل بیان کر دیا گیا۔

پس اس حدیث میں کوئی دلالت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے متعلق خبر دی کہ وہ مر چکے یا مر نیکے بعد قبل از روز قیامت اون سے یہ سوال و جواب ہو چکا اور وہ اپنی توفی موت کا اعتذار بارگاہ رب العزت میں کر چکے۔ پس اگر قادیانی صاحب اپنے دعاوی کا ثبوت اس حدیث سے استنباط کر کے دکھلاویں تو ہم نہایت انصاف اور سچائی کے ساتھ قبول کرنے کے لئے آمادہ ہیں لیکن افسوس کہ اون کے موجودہ دعاوی کے استنباط سے قرآن اور حدیث کو الفاظ تبری کا اظہار فرما رہے ہیں۔

ہاں لفظ توفی کے مشترکہ اطلاق نے اون کو لغزش دیدی اور اونہوں نے اس لفظ کے جنسی معنی کی تنویع دونوں حضرات کے حالات خاصہ کے ساتھ نہ کی جیسے کہ سورۂ زمر کی آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی۔ میں اگرچہ مختلف النوع انفس پر ایک ہی طور پر توفی کا اطلاق ہوا لیکن نفوس مائتہ اور نائمہ نے اپنی اپنی توفی کو جدا جدا کر کے ثابت کر دیا کہ موت والے نفوس کی توفی اور ہے اور سونیوالے نفوس کی توفی اور ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی طور پر اپنے اور عیسیٰ بن مریم پر توفی کا اطلاق کیا۔ لیکن اون کے حالات خاصہ نے توفی کی تنویع کر دی اور چونکہ احادیث متواتر بالمعنی سے حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت ہے جیسے کہ اس کا بیان کسیقدر ہوا اور ہوگا۔ لہذا اون کی توفی بہیئت شخصی اپنے حقیقی معنی رفع اور بلندی پر چڑھنے اور طول عمر کی مستلزم ہوئی اور اگر ہم اس آیت کریمہ میں مجازاً وہ معنی توفی مراد لیں جو مستلزم موت ہے تو یہی آیت کریمہ اپنے مقدم اور موخر اور سیاق و سباق کے لحاظ سے سفارش کر رہی ہے کہ آنحضرت صلی کے اس ارشاد کے وقت یہی عیسیٰ صلوات اللہ علیہ پر موت وارد نہیں ہوئی اور اون کی موت کسی دوسرے

نزول عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے

وقت پر منقدر ہے۔ جیسے کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۳ میں بحوالہ خصائص ابی نعیم خود ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا انہوں نے

وفی حدیث ابن عباس عن امہ لما ولد عبد اللہ ای ابن عباس

کہ جب ابن عباس تولد ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ابوالخلفاء رہے یعنی کل خلیفون کا باپ ہے۔ چنانچہ اسی کی اولاد مین سے وہ خلیفہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیگا۔ اور جیسے کہ یہی افادہ حضرت ابن عباس کا اپنی تفسیر مین ہے جو فرمایا یا عیسی انی متوفیک ورافعک مقدم و موخر یقول انی رافعک الیّ ثم متوفیک قابضک بعد النزول۔ اور جیسے کہ شیخ سیوطی نے اتقان کے باب (۴۴) قرآن کے مقدم و موخر مین قتادہ سے بیان کیا۔ اور اس کی مؤید امام رازی کا چنہا قول ہے جس مین بیان ہے کہ واو عاطفہ ترتیب کا افادہ نہین دیتا اور ایسا بہت سی آیات قرآنی مین ہے جیسے لولا کلمۃ سبقت من ربک لکان لزاما واجل مسمی۔ قال قتادۃ ھذا من المقادیم الکلام یقول لولا کلمۃ واجل مسمی لکان لزاما۔ اور خود قواعد کلام عرب مین بھی صراحت ہے کہ واو عاطفہ ترتیب کا افادہ نہین دیتا۔ چنانچہ ایک ہی واقعہ کے متعلق قرآن کریم کا متعدد جگہ فرمانا وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ اور دوسری جگہ فرمانا وقولوا حطۃ وادخلوا الباب سجدا اس ترتیب کو باطل کرتا ہے۔ اور یہی مذہب صحیح ہے جیسے کہ ہماری شرح متن تبیین مین مبسوط ہے۔ اور خود حق تعالیٰ نے سورہ زخرف مین حضرت عیسیٰ کو علامت ساعت قیامت مقرر فرمایا ہے۔ جیسے کہ یہی سفاد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرارت کا ہے اور باعتبار ظہور مرجع کے ضمیر عیسے صلوات اللہ علیہ کے الیہ کی ضمیر کسی دوسری طرف راجع کرنا خلاف سیاق آیت ہے۔ اور یہی معنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا سفاد ہے جسکو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی سند مین اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین شب اسری

قال رسول اللہ ﷺ اذہبی بابی الخلفاء فاخبرہ بذلک العباس فاتاہ فذکر لہ فقال ھو ما اخبرت ھذا ابو الخلفاء حتی یکون منہم من یصلی لعیسی علیہ السلام خلفہ فی الحضیض ص ۲۴۰ ج ۱ انوار الحق

ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون وقال ءالھتنا خیر ام ھو ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون ان ھو الا عبد انعمنا علیہ وجعلناہ مثلا لبنی اسرائیل ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون ھذا صراط مستقیم ولا یصدنکم الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ ای ان عیسی شرط من اشراطہا تعلم بہ وقرء ابن عباس لعلم وھو العلامۃ۔ (کبیر)

مین حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ صلوات اللہ علیہم سے ملا اور اون کے درمیان امر ساعت کا ذکر آیا اور سب نے اس امر مین حضرت ابراہیم کو حکم بنایا اور اونہون نے لاعلمی بیان کی۔ پھر موسیٰ کی طرف رجوع کی اونہون نے بھی لاعلمی ظاہر فرمائی۔ پھر عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کیطرف رجوع کی تو حضرت عیسیٰ نے اس کو جواب مین ارشاد فرمایا کہ قیامت کا ٹھیک وقت تو بجز اللہ کے کوئی نہین جانتا لیکن جو عہد کہ میرے رب نے مجھہ سے کیا ہے اوس مین ایک یہہ ہے کہ دجال خروج کریگا اور میرے ساتھہ دو چھڑی رہین گی۔ پس جبکہ دجال مجھکو دیکھیگا تو سیسے کی طرح پگھلیگا اور پھر اوسکو ہلاک کریگا۔ اور اسی مین ہے کہ رب تعالے نے مجھہ سے یہہ بھی عہد کیا کہ جب ایسا ہوگا تو اوس وقت ساعت کا وقت اس مثال پر ہوگا جیسے کوئی حاملہ عورت جسکے وضع حمل کے دن پورے ہوگئے ہون لیکن یہہ معلوم نہین ہوتا کہ کس وقت ناگہان رات دن مین بچہ جنتی ہے۔ اور حاکم نے مستدرک مین اسی حدیث کے اخیر مین کہا فذکر من خروج الدجال فاھبط فاقتلہ۔ اور حاکم نے اس کا اسناد صحیح کہا

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ قال فتذاکروا امر الساعۃ قال فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لا علم لی بھا فردوا امرھم الی عیسیٰ فقال عیسیٰ اما وجبتھا فلا یعلم بھا احد الا اللہ عز وجل وفیما عھد الی ربی ان الدجال خارج وھی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیھلکہ اللہ اذا رانی۔ الحدیث۔ قال فی بعضہ الی وبی عز وجل ان ذلک اذا کان کذلک فان الساعۃ کالحامل التم لا یدری اھلھا متی تفجاءھم بولدھا لیلا او نھارا۔ (احمد ابن ابی شیبہ۔ سعید بن منصور بیہقی۔ دُر منثور۔ ابن کثیر)

انجیل پر عیسیٰ کے دوبارہ آنیکا ثبوت

اور انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۳ء کے صحاح (۱۴) مین ہے کہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نے حواریون سے کہا کہ مین تمکو یتیم نہین چھوڑون گا اور عنقریب تمہاری طرف آؤن گا اور تم مجھے دیکھوگے کہ مین زندہ ہون۔ خیر الدین آفندی

لا اترککم یتامی انی اتی الیکم بعد قلیل واما انتم فتنظرونی الی انا حی۔ (انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۳ء صحاح (۱۴) الجواب الفصیح تحریر الدین افندی ص ۸۹)

جواب فصیح مین لکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کا یہہ قول ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کے بالکل مطابق ہے جو فرمایا کہ ابن مریم تم مین بصورت حکم عادل نزول کریگا۔

اور دُرِ منثور جلد دوم صـ۲۳۶ مین حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود سے کہ تحقیق عیسےٰ نہین مرا اور وہ قیامت کے قبل تمہاری طرف واپس آنے والا ہے۔

قال الحسن قال رسول اللہ صلعم لليهود ان عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة (درمنثور)

بقول بخاری: فیہ عیسیٰ رسول اللہ بقرب قیامت ہوگا

اور خود بخاری نے اپنی تاریخ مین اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ عیسےٰ بن مریم آنحضرت اور صاحبین کے ساتھ دفن کیا جائیگا اور عیسےٰ صلوات اللہ علیہ کی قبر چوتھی ہوگی۔

اخرج البخاری فی تاریخه والطبرانی عن عبد اللہ بن سلام قال يدفن عيسى بن مريم مع رسول اللہ وصاحبيه فيكون قبره رابعاً۔

اور ترمذی نے بطریق حسن محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام سے اوسنے اپنے باپ سے اوسنے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ تورات مین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت اور یہہ کہ عیسےٰ بن مریم اون کے ساتھ دفن کیا جائیگا لکھا ہوا ہے۔

اخرج الترمذی وحسنه عن محمد بن يوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابيه عن جده قال مكتوب فی التوراة صفة محمد وعيسى بن مريم يدفن معه۔ قال ابو موسى ودوقد بقى فی البيت موضع قبر (درمنثور مشکوٰۃ صـ۵۱۵)

اور ابن جوزی نے کتاب الوفاء مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف اُتریگا پھر نکاح کریگا اور صاحب اولاد ہوگا اور پینتالیس برس تک زمین پر رہیگا پھر وفات پائیگا اور میرے ساتھ میرے مقبرہ مین دفن ہوگا اور مین اور وہ ایک ہی مقبرہ سے ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان قیامت کے دن اٹھین گے۔

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ص ينزل عيسى بن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفن معی فی قبری فاقوم انا وعيسى بن مريم فی قبر واحد بين ابی بكر وعمر رض رواه ابن الجوزی فی كتاب الوفاء مشكوٰة۔ ای فی مقبرتی وعبر عنها بالقبر لقرب قبره بقبره فكانهما فی قبر واحد (مرقات)

امام ذہبی کا مذہب کہ عیسیٰ ابھی زندہ ہے اور وہی سب سے پہلا مُعمر نبی ہے

اور زرقانی مین اصابہ سے منقول ہے کہ امام ذہبی نے تجرید مین ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم بنت عمران رسول اللہ

وفی الاصابة عيسى بن مريم بنت عمران رسول اللہ وكلمته القاها الى مريم ذكره الذهبی فی التجريد مستدركا على من قبله

سے شب اسرا مین ملاقات فرمائی اور سلام کہا۔ پس
عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہے اور صحابی بھی اور صحابہ مین
سے وہی ایک صحابی ہے جو سب سے پیچھے وفات پائیگا
اور اسی پر ذہبی کا اعتماد ہے بلکہ یہی قول علماء کی ایک
جماعت کثیرہ کا ہے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہین کہ شب
اسرا کے سوا بھی کئی دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ کا اجتماع ہوا۔ چنانچہ
ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ ہمنے
آنحضرت سے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ کے ہم دیکھ
رہے ہین کہ آپ نے کسی سے مصافحہ کیا ہے لیکن جس سے
آپنے مصافحہ کیا ہے اوس کو ہم نہین دیکھتے آنحضرت

فقال رأی النبی ص لیلة الاسری وسلم علیه فهو نبی
وصحابی وهو آخر من یموت من الصحابة وهو الذی
عول علیه الذهبی بل ذهب الیه جمع من العلماء
وکان اجتماعه به مرات فی غیر لیلة الاسراء وروی
ابن عساکر عن انس قلنا یا رسول الله رأینا کأنک تصافح
شیئا ولا نراه قال ذاک اخی عیسی ابن مریم انتظرته
حتی قضی طوافه فسلمت علیه وروی ابن عدی
عن انس بینا نحن مع النبی ص اذ رأینا بردا ویمانیا
فقلنا یا رسول الله ما هذا البرد الذی رأینا والیمانی
قال قد رأیتموه قلنا نعم قال ذاک عیسی بن مریم
صلی علیّ۔ زرقانی ص ۳۰۴-۳۰۳ م (۵)

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ مین اوس کا انتظار مین رہا یہان تک کہ اوس نے
طواف ختم کرلیا۔ اور مین نے اوس کو سلام کہا اور نیز ابن عدی نے انس سے روایت کی ہے کہ ہم بہت سے
صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہم کے ساتھ تھے کہ ناگہان ایک چادر اور ایک ہانہہ دیکھا اور ہمنے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول یہہ چادر اور ہانہہ کیسا ہے جو ہمنے دیکھا
آنحضرت نے دریافت فرمایا کہ کیا تمنے دیکھا؟ ہمنے کہا ہان! آنحضرت نے فرمایا کہ وہ عیسیٰ بن مریم تہا
جسنے مجھپر درود کہا۔ اور فتوحات مکیہ باب (۳۶۷)

شب معراج مین عیسیٰ اپنے جسد عنصری کے ساتھ مرئی ہوئے

بقیہ جلد (۳) ص ۴۴۷ مین حضرت شیخ محی الدین ابن العربی حدیث معراج مین لکھتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے آسمان پر گئے تو وہان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت

فاستفتح جبریل السماء الثانیة کما فعل فی الاول
وقال قیل له فلما فعل اذا لعیسی علیه السلام بحیث
عینه فانه لم یمت الی الآن بل رفعه الله الی
هذه السماء واسکنه بها وحکمه فیها وهو شخیا الاول
الذی رجعنا علی یدیه وله بنا عنایة عظیمة لا

نے اون کے بعینہ جسد مین دیکھا - کیونکہ وہ ابھی تک نہین مرے
بلکہ اون کو اس آسمان کی طرف اللہ تعالےٰ نے اوٹھالیا اور
اسی آسمان مین اون کو سکونت اور حکومت عطا کی - پھر حضرت شیخ فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ ہی ہمارا پہلا
پیر ہے جن کے ہاتھ پر ہمنے بیعت کی اور ہمارے حال پر اون کو اتنی بڑی عنایت ہو کہ ایک ساعت بھی
ہم سے غافل نہین - اور میرا مدعا ہے کہ مین نزول کے وقت اون کو پالون گا - انشاء اللہ تعالےٰ -

رسول اللہ کا ارشاد کہ عیسیٰ ابھی مرے نہین

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ربیع سے
روایت کی کہ نصاریٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس آکر عیسےٰ بن مریم کے متعلق بحث کرنے لگے کہ اوس کا
باپ کون ہے ؟ اور اللہ تعالیٰ پر کذب اور بہتان باندھنے لگے
اوس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے ارشاد فرمایا کیا
تم نہین جانتے کہ کوئی فرزند ایسا نہین جو اپنے باپ سے مشابہ
نہو - نصاریٰ نے کہا بیشک - پھر فرمایا کیا تم نہین جانتے

روی ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ربیع قال
ان النصاریٰ اتو النبی صلعم فخاصموہ فی عیسیٰ
بن مریم وقالوا لا من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب
والبہتان فقال لہم النبی صلے اللہ علیہ وسلم
الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وھو یشبہ
اباہ قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا
یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء - الحدیث

کہ ہمارا رب زندہ ہے جسپر موت نہین آئیگی اور عیسیٰ پر موت آنیوالی ہے - سو اس حدیث ابن عباس مین
آنحضرت نے ارشاد فرمادیا کہ عیسےٰ بن مریم ابھی مرے نہین بلکہ آیندہ مرنیوالے ہین اور اسی طرح اسحاق

ابن عباس کا قول کہ فرمایا رسول اللہ نے عیسیٰ بن مریم آسمان سے اترینگے

بن بشر اور ابن عساکر نے اپنی سانید مین ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مین
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

روی اسحٰق بن بشر و ابن عساکر عن ابن عباس
قال قال رسول اللہ صلعم فعند ذلک ینزل اخی
عیسیٰ بن مریم من السماء - الحدیث

کہ جبکہ دجال مسلط ہوگا اور مومن بیت المقدس مین جمع ہون گے تو میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے اترینگے

بروایت حاکم علی رضی اللہ عنہ شب کو قتل ہوئے جب عیسیٰ آسمان پر گئے

اور حاکم نے حریث بن مخشی سے روایت کی کہ علی
رضی اللہ عنہ اکیسوین رمضان کی صبح کو قتل کئے
گئے - اور مین نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ

روی الحاکم عن حریث بن مخشی ان علیا قتل صبیحۃ
احدی عشرین من رمضان سمعت الحسن بن علی رضی اللہ عنہ
یقول قتل لیلۃ انزل القرآن ولیلۃ اسری بعیسی لیلۃ

اوسی رات قتل ہوئے جس رات کہ آسمانوں سے قرآن کا نزول ہوا اور جس رات عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو اسرا ہوئی اور جس رات کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کی روح قبض کی گئی۔

امام الائمہ اور دیگر ائمہ حنفیہ و مالکیہ وغیرہ کا مذہب کہ عیسیٰ آسمان سے اتریں گے

اور امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ دجال کا نکلنا اور یاجوج وماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا جانب مغرب سے طلوع کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور دوسری علامات جو اخبار صحیحہ میں ہیں سب کا ہونا برحق ہے۔ اور یہی مذہب کُل ائمہ شفعویہ کا ہے جیسے کہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے۔ اور یہی مذہب ائمہ مالکیہ کا ہے جیسے کہ شیخ الاسلام احمد نفراوی المالکی نے فواکہ دوانی میں تصریح کردی کہ اشراط ساعت سے ہے آسمانوں سے عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا۔ آہ۔ اور جیسے کہ علامہ زرقانی مالکی نے شرح مواہب قسطلانی میں نہایت بسط اور کثرت افادات کیساتھ اس کی متعلق بحث کی جس کو ہم اس موقع پر ذیل میں نقل کرتے ہیں جس

علامہ زرقانی مالکی کا نزول عیسیٰ کے اثبات میں بحث بسیط کرنا

سے قادیانی صاحب کے شبہات اور اوہام کا ازالہ بوجہ اتم ہوتا ہے:- پس جس وقت کہ ہمارے سردار عیسیٰ صلوات اللہ علیہ آسمانوں سے اتریں گے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے پس شریعت محمدی کے احکام کا استفاضہ ان کو بذریعہ الہام ہو یا بذریعہ روح محمدی یا کسی اور طریقہ سے جو اللہ چاہیگا یعنی کتاب وسنت سے بطریق استنباط یا مثل اس کے کسی دوسرے طریقہ سے چنانچہ شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو ہماری شریعت کے احکام کس طرح

وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من المغرب ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کما ان فقہ اکبر

(فاذا نزل سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ یحکم بشریعۃ نبینا صلعم بالہام او اطلاع علی الروح المحمدی او بما شاء اللہ) من استنباط لہا من الکتاب والسنۃ ویخوذلک وقد سئل السیوطی باي طریق تصل احکام شرائعنا الی عیسیٰ فاجاب بان اللہ الانبیاء کانوا یعلمون فی زمانہم بجمیع شرائع من قبلہم ومن بعدہم بالوحی من اللہ علی لسان جبریل وبالتنبیہ علی لبعد ذلک فی الکتاب الذی انزل علیہم وبان عیسیٰ ینظر فی القرآن فیفہم منہ جمیع احکام ہذہ الملۃ من غیر احتیاج الی مراجعۃ الاحادیث کما فہم النبی صلعم ذلک من القرآن

عیسیٰ کو شریعت محمدیہ کے احکام کس طرح پہنچینگے؟

پہنچینگے؟ تو انہون نے (۱) جواب دیا کہ کل انبیاء اپنی اپنے زمانون مین اپنے ماقبل اور مابعد انبیاء صلوات اللہ علیہم کی کل شرایع کو جبرئیل کی زبانی بطریق وحی اور اپنی اپنی منزلہ کتابون مین بطریق تنبیہ جانتے ہین اور (۲) عیسیٰ قرآن کریم مین نظر اور غور کرنے سے احادیث رسول اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بغیر اس ملت کے احکام سمجھ لینگے جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے احکام ملت استنباط فرمائے - کیونکہ قرآن کریم شریعت کے کل احکام پر حاوی ہے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے احکام شریعت کا استنباط اپنے اوس خداداد فہم اور عقل کے ساتھہ کیا جو انہین کے ساتھ مختص ہوا اور پھر احکام مستنبط کو احادیث مین مشرح فرمایا اور امت افہام اوس شے کے ادراک سے قاصر ہین جو صاحب نبوت ادراک کرتا ہے اور چونکہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ بھی ایک نبی اللہ ہین اس لئے بعید نہین کہ قرآن کریم سے اوسی طرح احکام ملت کا ادراک کرین جس طرح کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادراک کیا اور (۳) عیسے صلوات اللہ علیہ آنحضرت کے صحابہ مین معدود ہین - کیونکہ کئی بار آنحضرت کیساتھہ اون کو اجتماع ہوا - پس کوئی مانع نہین کہ اونہون نے آنحضرت سے

فانه قد انطوى على جميع احكام الشريعة وفهمها نبينا بالفهم الذى اختص به ثم شرحها لامته فى السنة - وافهام الامة تقصر عن ادراك ما ادركه صاحب النبوة وعيسى نبى فلا بعد ان يفهم من القرآن كفهم النبى صلى الله عليه وسلم - وبان عيسى معدود فى الصحابة - لانه اجتمع بالنبى صلعم غير مرة فلا مانع ان تلقى منه احكام شريعته المخالفة لشريعة الانجيل لعلمه بانه سينزل فى امته ويحكم فيهم بشرعنا فاخذ عنه بلا واسطة والى هذا اشار جماعة من العلماء - قال ورايت عبارة للبيكى تصلما انما يحكم عيسى بشريعة نبينا بالقرآن والسنة فترجح ان اخذه السنة بطريق المشافهة بلا واسطة - وبان اذا نزل يجتمع بالنبى صلعم فى الارض كما صرح به فى الاحاديث فلا مانع ان ياخذ عنه ما احتاج اليه من احكام شريعته واستدل السيوطى لكل واحد من هذه الاربع بما يطول ذكره وذكر انه اعترض عليه فى الجواب الاول بلزوم ان القرآن مضمن فى الكتب السابقة فاجاب بانه لا مانع من ذلك فقد دلت الاحاديث على ثبوت هذا اللازم - وقال تعالى وانه لتنزيل رب العلمين الى قوله وانه لفى زبر الاولين ثم سلك الكل ذلك فى نحو ورقة - ثم قال ان السائل لفقه سأله ثانيا هل ثبت ان عيسى ينزل عليه الوحى بعد نزوله

شریعت محمدیہ کے اون احکام کی تلقی کی ہو جو شریعت انجیل
کے مخالف ہین کیونکہ اون کو معلوم تھا کہ وہ عنقریب
اُمت محمدیہ مین اوترنے والی ہین اور اون مین اون مین
کی شریعت کے مطابق حکم کرین گے - لہذا عیسے صلوات اللہ
علیہ نے آنحضرتؐ سے بلا واسطہ اُن احکام کی تلقی کی
اور اسی معنی کی طرف علماء کی ایک جماعت نے اشارہ کیا
شیخ سیوطی فرماتے ہین کہ مین نے امام سبکی رضی اللہ عنہ
کی عبارت دیکھی جس مین اونہون نے تنصیص کی ہے
کہ عیسی علیہ السلام ہمارے نبیؐ کی شریعت کے مطابق
قرآن اور سنت کیساتھ حکم کرین گے جس سے اس معنی کو
ترجیح ہوتی ہے کہ اونہون نے آنحضرتؐ سے بالمشافہ
اور بلا واسطہ سنت کی تلقی کی - اور (ہم) عیسی صلوات اللہ
علیہ جب نزول فرماوین گے تو اون کو آنحضرتؐ کے ساتھ
زمین پر اجتماع اور مصاحبت ہوگی جیسے کہ یہہ معنی کئی
حدیثون مین صراحت کے گئی ہین پس کوئی مانع نہین کہ
عیسی صلوات اللہ علیہ ضرورت کیوقت آنحضرتؐ سے
احکام شریعت کی تلقی کرلین -

اور شیخ سیوطی رضؓ نے ان چاردن وجوہات کے اثبات
مین مدلل طور سے استدلال کیا جسکا یہان ذکر کرنا باعث
طوالت ہے - اور بیان کیا کہ جواب اول کی نسبت کسی نے
اون پر اعتراض کیا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن کریم پر

فاجاب نعم روی مسلم وغیرہ اثناء حدیث اوحی اللہ
الی عیسی انی قد اخرجت عبادا لی من عبادی لایدیک
بقتالہم فحرز عبادی الی الطور ویبعث اللہ یاجوج
وماجوج وہم من کل حدب ینسلون فیمر اوائلہم علی
بحرۃ طبریۃ فیشربون ما فیہا ویمر اٰخرہم فیقولون
لقد کان بہذہ مرۃ ماءٌ ویحصر نبی اللہ عیسی علیہ
الصلوۃ والسلام واصحابہ ثم یہبط نبی اللہ عیسی
واصحابہ الی الارض الخ" فہذا مریح فی انہ یوحی
الیہ بعد نزولہ - والذی یقتضیہ ان المجائی الیہ
جبریل لانہ السفیر بین اللہ وبین انبیائہ کما صرحت
الاثار بذلک وساقہا - ثم قال وقد زعم ان عیسی
اذا نزل لا یوحی الیہ حقیقۃ بل وحی الہام وہو
ساقط مہمل لما بینا تبعا لی حدیث مسلم وغیرہ ولان
ما توہمہ من تعذر الوحی الحقیقی فاسد لانہ نبی
فای مانع من نزول الوحی الیہ - فان تخیل انہ
ذہب منہ وصف النبوۃ فہو قول یقارب الکفر
لان النبوۃ لا تذہب ابدا اذ لا بعد من تہ - وان
تخیل اختصاص الوحی بزمن دون زمن فہو قول
لا دلیل علیہ ویبطلہ ثبوت الدلیل علی خلافہ انتہی
(فیاخذ عنہ ما شرع اللہ لہ ان یحکم بہ فی امتہ
فلا یحکم بشیء من تحریم وتحلیل الا بما کان یحکم بہ نبینا صلعم

کتب سابقہ مشتمل ہین اور شیخ نے جواب دیا کہ اس مین کوئی
مانع نہین کیونکہ احادیث نبویہ سے اس معنی کا ثبوت ملتا
ہے اور خود خدا قرآن کریم مین فرماتا ہے کہ قرآن العالمین
کا اوتارا ہوا ہے اور اولین مین ہے۔ پھر ایک ورق مین
اُسکے ادلہ بیان کئے۔ اور کہا کہ اوسی سایل نے پھر

عیسیٰ کے نزول کے بعد وحی آنیکا

دوسری دفعہ پوچھا کہ کیا یہہ ثابت ہے
کہ اوترنے کے بعد عیسیٰ پر وحی کا نزول
ہوگا؟ اس کے جواب مین کہا ہان کیونکہ مسلم وغیرہ نے
(انواس بن سمعان کی) حدیث کے درمیان روایت
کی ہے کہ عیسیٰ پر اللہ تعالےٰ وحی کریگا کہ مین نے اپنے
بندون مین سے ایسے بندے نکالے ہین کہ جن کے
قتال کی تجھے طاقت نہین۔ پس میرے بندون کو
کوہ طور کی طرف لیجا اور اللہ تعالےٰ یاجوج وماجوج کو لیگا
جو ہر بلند اور سخت زمین سے دوڑتے آئینگے اور
اون کے پیشرو بحیرہ طبریہ پر گذرینگے اور اوس کا
سارا پانی پی جاوینگے اور اون کے پیچھے جب
لوگ تالاب پر گذرینگے تو کہینگے کہ کسیوقت
اس تالاب مین پانی ہوگا اور عیسیٰ نبی اللہ اپنے اصحاب
سمیت طور کے غار مین محصور رہینگے اور یاجوج
وماجوج کے نابود ہونے کے بعد عیسیٰ نبی اللہ اپنے اصحاب
کے ساتھہ زمین کی طرف اترینگے۔ پس یہہ حدیث

لا یحکم بشریعۃ الا التی انزلت علیہ فی اوان رسالتہ ودولتہ
فھو تابع لنبینا صلعم وقد نبہ علی ذلک الترمذی
الحکیم فی کتاب ختم الاولیاء واعرب عنہ حسنا عنقا
مغرب ولکن الشیخ سعد الدین التفتازانی فی شرح
عقاید النسفی وصحیح انہ یصلی بالناس ویؤمھم ویقتدی
بہ المھدی لانہ افضل منہ فامامتہ اولیٰ انتہی)
لکن اجزم بہ اعتمادا علی تعلیلہ وورد ما یشھد لہ
فی بعض الاثار وعورض بحدیث الصحیحین عن
ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا نزل
ابن مریم فیکم وامامکم منکم وللمسلم ایضا کیف بکم
اذا نزل ابن مریم فیقال صل بنا فیقول لا ان بعضکم
علی بعض امراء تکرمۃ لھذہ الامۃ ولا حجۃ من
حدیث جابر فاذا ھم بعیسی فیقال تقدم فیقول
لیتقدم امامکم فلیصل بکم۔ ولابن ماجہ فی حدیث
ابی امامۃ وکلھم ای المسلمین جمیعا المقدس امامھم
رجل صالح قد تقدم لیصلی بھم اذ نزل عیسی فرجع
الامام ینکص لیتقدم عیسی فیقف عیسی بین کتفیہ
ثم یقول تقدم فانھا لک اقیمت ورزی ابو نعیم
عن ابی سعید مرفوعا منا الذی یصلی عیسی بن
مریم خلفہ ای من اھل البیت وجمع بان عیسی
یقتدی بالمھدی اولا لیظھر انہ نزل تابعا لنبینا

صریح بیان کر رہی ہے کہ عیسیٰ پر نزول کے بعد وحی تشریعی
اور یہ امر قطعی ہے کہ وحی لانیوالا جبرئیل ہی ہے کیونکہ اللہ
اور انبیاء اللہ کے درمیان وہی سفیر ہے جیسے کہ آثار
مین مصرح ہے اور شیخ نے بالتفصیل اون کو لکھا۔

عیسیٰ پر وحی حقیقی ہوگی کیونکہ وہ نبی ہین

پھر شیخ نے کہا کہ بعض کا زعم ہے کہ عیسیٰ
جب اوتریگا تو وحی حقیقی اوس کی طرف
نہ اوتریگی بلکہ اوس کو وحی مجازی ہوگی یعنی الہام حالانکہ
یہ بالکل باطل اور مہمل ہے کیونکہ مسلم وغیرہ کی حدیث اسکو
رد کر رہی ہے اور نیز جس معنی سے کہ وحی حقیقی اوس کے
نزدیک متعذر ہے دراصل وہ خود فاسد ہے کہ عیسے
صلوات اللہ علیہ نبی ہین پس وحی حقیقی کا نزول مین کون
مانع ہے۔ پس اگر اس خیال سے کہے کہ عیسے سے

عیسیٰ کے بعد نزول وصف نبوت جاتا رہا ہے تو یہ ایسا قول
سلب نبوت ہونیکا اعتقاد کرنا گفر تک پہونچا دیتا ہے کیونکہ کبھی
ہے جو کفر تک پہونچا دیتا ہے کیونکہ کبھی
کسی نبی کی نبوت نہین جاتی مرنے کے قبل اور مرنے
کے بعد۔ اور اگر اس خیال سے کہے کہ وحی حقیقی نبی کے
ایک خاص زمانہ کے ساتھ مختص ہوتی ہے تو یہ ایسا
قول ہے جسپر کوئی دلیل نہین اور اسکو اسکے خلاف دلائل
کا ثبوت باطل کرتا ہے۔ انتہی۔ (الحاصل عیسیٰ صلوات اللہ

عیسیٰ کو نئی جدید شریعت نہ لائینگے بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل کرینگے

علیہ بخصوصہ سے اون شرائع کی تلقی
فرماوینگے جن کا حکم ملت محمد یہ مین اللہ

حاکما بشرعہ ثم بعد ذلک یقتدی المہدی به علی
اصل القاعدۃ من اقتداء المفضول بالافضل قال
ابن الجوزی لو تقدم عیسے اماما لوقع فی النفس
اشکال ویقبل انہ اذا تقدم نائبا او مبتدءا اشرعا
فیصلی ماموما لئلا یتلبس بقیام الشبہۃ وجزم به
(تبعا لبعدی) - وفی صلوۃ عیسیٰ خلف رجل من هذه
الامۃ مع کونہ فی اٰخر الزمان وقرب قیام الساعۃ
دلالۃ للصحیح من الاقوال ان الارض لا تخلو عن
قائم للہ بحجۃ - وقیل معنی واما کم منکم ای یحکم
بالقرآن لا بالانجیل کما فی روایۃ لمسلم واما کم منکم
قال ابن ابی ذئب معناہ واما کم بکتاب ربکم وعلیہ
لم یتبین ان عیسیٰ اذا نزل یکون اماما او ماموما
لکن ینکر علیہ روایۃ احمد ومسلم فانہما صرحتان
لا یقبلان هذا التاویل وقال ابوالحسن الابری
فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار ان المہدی
من هذه الامۃ وان عیسیٰ یصلی خلفہ ذکر ذلک ردا
لحدیث ابن ماجۃ عن انس ولا مہدی الا عیسیٰ
(فهو علیہ السلام وان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیۃ
فهو رسول نبی کریم علی حالہ لا کما یظن بعض الناس
انہ نبی ولی واحد من هذه الامۃ) بدون نبوۃ
ورسالۃ جهلا انہما لا یزولان بالموت کما تقدم

کو منظور ہوگا اور کسی شے کی تحریم اور تحلیل کے متعلق کوئی
جدید حکم بجز حکم نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ کریں گے
اور نہ اپنی شریعت متقدمہ کے مطابق حکم کریں گے
کیونکہ وہ ہر امر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
تابع رہیں گے چنانچہ اس معنی پر حکیم ترمذی نے کتاب
ختم الاولیاء میں تنبیہ کردی ہے اور صاحب عقائد
نسفی نے اس کی صراحت کی اور اسی طرح شیخ سعد الدین
تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں اور اسنے اس
امر کی تصحیح کی کہ عیسےٰ لوگوں کی امامت کریں گے
اور مہدی اون کا اقتدا کریں گے کیونکہ وہ افضل ہے
لہذا اوسی کی امامت اولی ہے۔ انتہی۔ اگرچہ اس تعلیل

عیسیٰ بن اللہ کی امامت مہدی مذکور کریگا اور امامکم منکم کی تفسیر

پر اعتماد کرنے سے یقین کیا جاتا ہے کہ عیسےٰ
ہی امامت کریں گے اور بعض آثار بھی اسکی شاہد
ہیں لیکن صحیحین کی حدیث اسکی معارض ہے جو ابی ہریرہ سے مروی
ہے کہ کہا اوسنے فرمایا رسول اللہ نے اوس وقت تمہاری
کیا کیفیت ہوگی جبکہ ابن مریم تم میں اوتریگا اور امام
تمھارا تمہیں میں سے ہوگا۔ اور نیز مسلم کی دوسری
حدیث کہ اوس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جبکہ
ابن مریم تم میں اوتریگا اور اوسکو کہا جاویگا کہ ہماری
امامت کر اور وہ از روے تکریم امت محمدیہ کہیگا نہیں
تمھارے ہی بعض تم پر امیر ہیں اور نیز احمد کی حدیث

کیف بمن هو حيٌّ (نعم هو واحد من عدة الامة)
مع بقائه على نبوته ورسالته (لما ذكر من وجوب
اتباعه لنبينا صلعم والحكم بشريعته فان قلت قد
ورد في صحيح مسلم) والبخاري ايضاً (قول صلعم
ليس شكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما) اى حاكماً
(مقسطا) ولفظ البخاري حكماً عدلا وفي مسلم عن
ابى هريرة مرفوعاً ينزل عيسى بن مريم على المنارة البيضاء
شرقي دمشق وفي الصحيحين منه رفعه ينزل عيسى
فيقتل الدجال (فيكسر الصليب ويقتل الخنزير) فيطل
دين النصرانية لكن في الطبراني الاوسط باسناد
لاباس به عن ابى هريرة ويقتل الخنزير والقردة
(ويضع الجزية) وفي روايته ويضع الحرب ويفيض
الحديث في الصحيحين ويفيض المال حتى لا يقبله
احد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا
وما فيها ثم يقول ابو هريرة اقرؤا ان شئتم وان من
اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة
يكون عليهم شهيدا۔ قال الحافظ وهو المعنى الذي
يصير احد الذين يبقى احد من اهل الذمة يؤمن
الجزية وقيل معناه يكثر المال فلا يبقى من يكفى
صرف مال الجزية له فيترك الجزية استغناء اهـ
وقال عياض يحتمل ان المراد بوضعها تقريرها

جو جابرؓ سے مروی ہے کہ ناگہان عیسیٰ کا اون مین
اوترنا ہوگا اور اوسے کہا جاویگا کہ آگے ہو وہ کہیگا
کہ تمھارا ہی امام تمہارے آگے ہونا چاہیئے اور وہی تمہاری
نماز پڑھائے۔ اور نیز ابن ماجہ کی حدیث جو ابی امامہ
سے مروی ہے کہ سب لوگ بیت المقدس مین جمع ہونگے
اور اون کا امام ایک مرد صالح ہوگا جو نماز پڑھانیکے
لئے اون کے آگے ہوگا اوس وقت ناگہان عیسیٰ کا
اوترنا ہوگا اور امام پچھلے پاؤن لوٹنے لگیگا کہ عیسیٰ
آگے ہو جاوے۔ لیکن عیسیٰ اوس کے دونون کاندھون
کے درمیان کہنچکر ہو کر کہیگا کہ آگے ہو کہ اس نماز کی اقامت
تیرے ہی لئے کہی گئی ہے۔ اور نیز ابو نعیم کی حدیث جو
ابو سعید سے مرفوعاً مروی ہے کہ وہ شخص ہم مین سے ہی
ہے جسکے پیچھے عیسےٰ بن مریم نماز پڑھین گے یعنی وہ شخص
اہل بیت نبیؐ مین سے ہے۔ اور اس تعارض کے دفع
کرنے کے لئے اس طرح تطبیق کی گئی ہے
کہ ابتدا مین تو عیسیٰ مہدی کا اقتدا کرینگے

امامت مہدیؓ اور عیسیٰ
مین جو احادیث کا تعارض ہے
اوس مین مطابقت

تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عیسیٰ علیہ السلام بصورت تابع اور
حاکم بشریعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اوترا ہے۔ پھر اس کے
بعد مہدیؓ اون کا اقتدا کرین گے تاکہ اصل قاعدہ اقتدا
سے انحراف نہ ہو۔ ابن حجر کہتے ہین کہ اگر عیسیٰ دہلہ
اول مین امام بن جائین گے تو فرد و نفوس مین ایک

على الكفار من غير محاباة وتكون كثرة المال بسبب
ذلك وتعقبه النووي (وان الصواب في معناه انه
لا يقبل الجزية ولا يقبل الا الاسلام او القتل)
ان امتنعوا منه قال الحافظ وبويد ه رواية احمد
من وجه آخر وتكون الدعوى واحدة (وهذا خلاف
ما هو حكم الشرع اليوم فان الكتابي اذا بذل الجزية
وجب قبولها ان لم يجز قتله ولا اكراهه على الاسلام
واذا كان كذلك فكيف يكون عيسى عليه السلام وكيلا
بشريعة نبينا صلى الله عليه وسلم - فالجواب انه لا
خلاف انما ينزل حاكما بهذه الشريعة المحمدية)
لحديث عبد الله بن مغفل ينزل عيسى بن مريم عند قبلي
يحجد على ملتنه رواه الطبراني (ولا ينزل نبي برسالة
مستقلة وشريعة ناسخة بل هو حاكم من حكام
هذه الامة واما حكم الجزية وما يتعلق بها
فليس حكما مستمرا الى يوم القيامة بل هو مقيد بما
قبل نزول عيسى وقد اخبر نبينا صلے الله عليه وسلم
وليس عيسى هو الناسخ بل نبينا صلعم هو المبين
للنسخ) بقوله ويضع الجزية (فدل على ان الامتناع
في ذلك الوقت من قبول الجزية وهو شرع نبينا
صلعم اشار اليه النووي في شرح مسلم فان قلت
ما المعنى في تغيير حكم الشرع عند نزول عيسى عليه الصلوٰة

وسوسہ واقع ہوگا - اور کہا جاویگا کہ کیا نائب ہو کر آگے
بڑھے ہیں یا نئی شریعت کیساتھہ اوترے ہیں پس
اسی وسوسہ کے ازالہ کے لئے مقتدی بن کر نماز پڑہیں گے
تاکہ شبہہ کے غبار سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
اس ارشاد کا منہہ آلودہ نہو جو فرمایا کہ میرے بعد کوئی
نبی نہیں - اور اس اُمت کے ایک مرد کے پیچھے جو زمانہ
قُربِ قیامت میں ہوگا عیسےٰ کا نماز پڑہنا اون اقوال
صحیحہ کی دلیل ہے جن میں ارشاد ہے کہ زمین کبھی ایسے
شخص سے خالی نہوگی جو اللہ کے لئے حُجت کیساتھہ کھڑا ہے

اماکم منکم کے دوسرے معنی

اور بعض نے اماکم منکم کے معنے یوں کہے ہیں
کہ عیسیٰ قرآن کے ساتھہ حکم کریگا نہ انجیل کے
ساتھہ - جیسے کہ مُسلم کی ایک روایت میں ہے - ابن ابی
ذئب کہتے ہیں کہ اس لفظ کے معنی یہہ ہیں کہ تُمہارا امام
تُمہاری رب کی کتاب کے ساتھہ ہوگا اور اس معنی کی رُو
سے نہ معلوم ہو سکا کہ عیسےٰ نزول کے وقت امام ہوگا یا
مُقتدی - لیکن اسپر احمد اور مُسلم کی روایت وارد ہوتی ہے
جن میں ایسی صراحت ہے جو قابل تاویل نہیں - اور ابوالحسن
فرماتے ہیں کہ ابوالمناقب الشافعی میں نہیں دیکھتا کہ
اس معنی کے متعلق اخبار متواترہ ہیں کہ مہدی اسی اُمت
میں سے ہے اور عیسیٰ اوس کے پیچھے نماز پڑھیگا جسکو
اوسنے ابن ماجہ کی اوس حدیث کے رد کرنے کے لئے

والسلام فی قبول الجزیۃ فاجاب ابن بطال)
ابوالحسن علی فی شرح البخاری (بانا انما قبلنا هاهنا
لاحتیاجنا الی المال ولیس یحتاج عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام عند خروجہ) ای ظهوره ونزوله من السماء
الی الارض (الی مال لانہ لیقبض فی ایامہ المال
حتی لا یقبلہ احد فلا یقبل الا القتل او الایمان
باللہ وحدہ - انتہی و اجاب الشیخ ولی الدین
بن العراقی بان قبول الجزیۃ من الیہود والنصاریٰ
لشبہتہ ما بایدیہم من التوراۃ والانجیل فی تعلقہم
بزعمہم لشرع قدیم فاذا نزل عیسیٰ علیہ السلام زالت
تلک الشبہۃ بحصول معاینۃ نصاری العبدۃ
الاوثان فی القطاع شبہتہم وانکشاف امرہم
فعلموا معاملتہم فی انہ لا یقبل منہم الا الاسلام
والحکم یزول بزوال علتہ قال وهذا معنی حسن
مناسب لم ار من تعرض لہ قال وهذا اولی
مما ذکرہ ابن بطال (انتہی) وفی الفتح قال الطیبی
الحکمۃ فی نزول عیسیٰ دون غیرہ من الانبیاء
الرد علی الیہود فی زعمہم انہم قتلوہ نبی اللہ
کذبہم وانہ الذی یقتلہم او نزولہ لدین محمد
لیدفن فی الارض اذ لیس المخلوق من التراب
ان یموت فی غیرها وقیل انہ دعا اللہ تعالیٰ ان

بیان کیا جو حضرت انس سے مروی ہے کہ کوئی نہ ہوگی بجز
عیسےٰ کے نہیں - پس عیسیٰ صلوات اللہ علیہ اگرچہ اُمتِ
محمدیہ میں خلیفہ ہوں گے لیکن وہ بدستور رسول اور نبی
کریم ہوں گے نہ جیسے کہ بعض کا گمان ہے کہ وہ نبوت اور
رسالت سے الگ ہو کر ایک اُمتی بن کر اوتریں گے -
حالانکہ یہ شخص اس بات سے جاہل اور ناواقف ہے کہ
رسالت اور نبوت کا انفکاک جبکہ موت سے ہی نہیں ہوتا
تو اس شخص سے کیسے انفکاک ہو سکتا ہے جو ابھی زندہ
ہے - ہاں وہ اُمتِ محمدیہ کا ایک فرد ہے - جو اپنی نبوت
اور رسالت پر بدستور باقی رہیگا جیسے کہ قبل اس کے
بیان ہوا کہ اوس پر ہمارے نبی کا اتباع اور اوسکی شریعت
کے مطابق حکم کرنا واجب ہے - پس اگر تو کہے کہ صحیح
مسلم اور بخاری دونوں میں وارد ہے کہ ضرور عنقریب
ابن مریم تم میں بصورت حاکم مقسط اور عادل نازل ہوگا
اور نیز مسلم میں ابی ہریرہؓ سے مرفوعاً ہے کہ دمشق کے
مشرقی منارہ بیضا پر عیسیٰ بن مریم کا نزول ہوگا - اور
صحیحین میں ابی ہریرہؓ سے مرفوعاً ہے کہ عیسیٰ اوتریگا
اور دجال کو قتل کریگا - اور پہلی روایت کے بعد ہے
کہ صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا - یعنی دین نصرانیہ
کو باطل کریگا - اور طبرانی اوسط میں ابی ہریرہ سے باسناد
دفع جزیہ کے متعلق بحث | لاباس یہ ہو کہ خنزیر اور بندر کو قتل کریگا

صفۃ محمدؐ وامتہ ان یجعلہ منہم فاستجاب اللہ
دعائہ والقاہا حتی ینزل فی اٰخر الزمان مجدد الاسلام
الاسلام فیوافق خروج الدجال فیقتلہ وفی الاول
اوجہ - وفی مسلم عن ابن عمرو انہ یمکث فی الارض
بعد نزولہ سبع سنین وروی ابو نعیم بن حماد
فی کتاب الفتن من حدیث ابن عباس ان عیسےٰ
اذ ذاک یتزوج فی الارض ویقیم بہا تسع عشرۃ سنۃ
وباسناد فیہ مبہم عن ابی ہریرۃ یقیم بہا اربعین
سنۃ وروی احمد وابو داؤد ولہ شاہد صحیح عن ابی
ہریرۃ مرفوعاً ینزل عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
وعلیہ ثوبان ممصران فیدق الصلیب ویقتل
الخنزیر ویضع الجزیۃ ویدعو الناس الی الاسلام
ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام
وتقع الامنۃ فی الارض حتی ترتع الاسود مع
الابل وتلعب الصبیان بالحیات فیمکث فی الارض
اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون
انتہیٰ - قال ابن کثیر یشکل علیہ خبر مسلم انہ
یمکث فی الارض سبع سنین اللہم الا ان یحمل
ہذہ السبع علی مدۃ اقامتہ بعد نزولہ تکون
مضافۃ الی مکثہ فیہا قبل رفعہ الی السماء وہو
کان عمرہ اذ ذاک ثلاثا وثلاثین سنۃ علی المشہور

اور جزیہ اوٹھا دیگا - اور ایک روایت مین لڑائی اوٹھا دیگا
اور صحیحین مین بلفظہٖ حدیث ہے کہ مال بہا دیگا یہانتک
کہ کوئی اوس کو قبول نہ کریگا اور اوس وقت ایک سجدہ
دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا - پھر ابوہریرہ کہتے رہے
کہ اگر تم اس کا ثبوت چاہتے ہو تو قرآن کی یہہ آیت پڑہو
کہ کوئی اہل کتاب نہین جو عیسیٰ پر ایمان نہ لائیگا قبل
اس کے کہ عیسیٰ مرے اور عیسیٰ اون پر قیامت کے دن
شہادت دیگا - حافظ ابن حجر فرماتے ہین کہ اس حدیث
کے یہ معنی ہین کہ اوس وقت ایک ہی دین ہوجاویگا -
اور دُنیا کے تختہ پر کوئی اہل ذمہ باقی نہ رہیگا جو جزیہ ادا
کرے - اور بعض نے اس کے معنی یون کہے ہین کہ مال
اسقدر زیادہ ہوجاویگا کہ کوئی مصرف جزیہ کا باقی نہ رہیگا
پس بوجہ استغنا جزیہ کا لینا ترک کردیا جائیگا - اور قاضی
عیاض کا قول ہے کہ محتمل ہے کہ وضع سے مُراد تقریر ہو یعنی
عیسیٰ کفار پر بلا محابہ جزیہ معین فرمائیگا اور مال کی کثرت
اسی سبب سے ہوگی - لیکن امام نووی نے اِس قول کا
یہ کہکر کہ اُسکو رد کردیا - پس اس کے صحیح معنی یہی ہین
کہ عیسیٰ نہ جزیہ قبول کریگا اور نہ اسلام کے سوا کوئی
دوسری چیز - اور اگر اونہون نے اسلام قبول نہ کیا
تو قتل کریگا - حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے
ہین کہ اس معنی کی مؤید امام احمد کی روایت ہے جو دوسرے

وضع جزیہ کے
معنے

قال فی مرقاۃ الصعود وقد اتممت سنین الحج بذلک
ثم رایت البیہقی قال فی کتاب البعث والنشور
ھکذا فی ھذا الحدیث ان عیسی یمکث فی
الارض اربعین سنۃ وفی مسلم من حدیث عبداللہ
بن عمرو فی قصۃ الدجال فیبعث اللہ عیسی بن
مریم فیطلبہ فیھلکہ ثم یلبث الناس بعدہ سبع
سنین لیس بین اثنین عداوۃ وقال البیہقی
ویحتمل ان قولہ ثم یلبث الناس بعدہ اراد بہ مدۃ
فلا یکون مخالفا للاول انتہی - فترجح عندی
ھذا التاویل من وجوہ احدھا ان حدیث مسلم
لیس نصا فی الاخبار عن مدۃ لبث عیسی وخبر
ابی داؤد نص فیہا - والثانی ان ثم تؤید ھذا
التاویل لانہا للتراخی والثالث قولہ یلبث الناس
بعدہ فیتجہ ان الضمیر فیہ لعیسی لانہ اقرب
مذکور - والرابع انہ لم یرد فی ذلک سوی
ھذا الحدیث الواحد المحتمل ولا ثانی لہ وورد
مکث عیسی اربعین سنۃ فی عدۃ احادیث
من طرق مختلفۃ فحدیث ابی داؤد ھذا ھو
صحیح فھذہ الاحادیث المتعددۃ الصریحۃ
اولی من ذلک الحدیث الواحد المحتمل انتہی
ویؤیدہ ان حدیث رفعہ وھو ابن ثلاث

طریق سے ہے اور دونوں کا دعوی واحد ہے۔ اور یہ
اگرچہ ہماری شریعت کے موجودہ حکم کے برخلاف ہے
کیونکہ کتابی جبکہ جزیہ دینا قبول کرے تو اوس کا قبول
کرلینا واجب ہے اور قتل جایز نہین اور نہ اسلام پر زبردستی
مجبور کرنا اور ایسی صورت مین عیسیٰ خلاف حکم موجودہ
کرنے مین حاکم شریعت نبی کیونکر رہ سکتے ہین؟ پس
اس کا جواب یہی ہے کہ بلاشک وہ شریعت محمدیہ کے
مطابق حکم کرین گے جیسے کہ حدیث عبداللہ بن منقل مین
ہے کہ عیسیٰ بن مریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مصدق
اور اون کی ملت پر نازل ہون گے جسکو طبرانی نے
روایت کیا۔ اور یہ بالکل مقرر ہے کہ کوئی نبی رسالت
مستقلہ اور شریعت ناسخہ کے ساتھ آنحضرتؐ کے بعد نہ
اوترے گا۔ بلکہ اسی اُمت کے حکام کی طرح ایک حاکم ہوگا
لیکن حکم جزیہ اور اوس کے متعلق امر کوئی استمراری
حکم نہین جو قیامت تک ہوگا بلکہ یہ حکم نزول عیسیٰ کے
ماقبل تک محدود اور مقید ہے۔
پس عیسےٰ اس حکم کا ناسخ نہین بلکہ خود ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہین جنہون نے اس کے
ناسخ کا وقت بیان فرمادیا کہ عیسے جزیہ اوٹھا دیگا۔

وثلاثین انا یزدی عن النصاری فعند الحاکم
عن وھب ابن منبہ قال ان النصاری تزعم
فذکر الحدیث الی ان قال وانہ رفع وھو ابن
ثلاث وثلاثین وفیہ عبد المنعم بن ادریس کذاب
والصحیح فھو عن النصاری کما تری واثبت فی الحادی
النبویۃ انہ رفع وھو ابن مائۃ وعشرین وروی
الطبرانی والحاکم فی المستدرک عن عائشۃ ان النبی
صلے اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم فیہ
لفاطمۃ ان جبریل کان یعارضنی القرآن فی کل
عام مرۃ وانہ عارضنی بالقرآن العام مرتین واخبرنی
انہ لم یکن نبی الا عاش نصف الذی قبلہ و
اخبرنی ان عیسی بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ
ولا اراني الا ذاھبا علی راس الستین ورجالہ ثقات
وللطبرانی نحوہ وذکر ابن عساکر ان وفاۃ عیسی تکون
بالمدینۃ فیصلی علیہ ھنالک ویدفن بالحجرۃ
النبویۃ وقال الحافظ فی موضع اخر رفع عیسی
وھو حی علی الصحیح ولم یثبت رفع ادریس وھو
حی من طریق مرفوعۃ قویۃ۔ انتہی۔ زرقانی ص۔

پس معلوم ہوگیا کہ اوس وقت جزیہ کا قبول نہ کیا جانا ہمارے ہی نبیؐ کی شریعت کے حکم کے مطابق ہے
چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین اس معنی کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ پس اگر تو کہے کہ نزول عیسےٰ کے

وقت قبول جزیہ کے ایک حکم شرعی کے بدل دینے مین کیا حکمت ہے تو اس کا جواب ابن بطّال ابوالحسن علی نے شرح بخاری مین یون دیا ہے کہ ہمنے اس وقت جزیہ لینا اسلئے قبول کیا ہے کہ ہم مال کے محتاج ہین اور عیسیٰ کو آسمانون سے نزول کے وقت مال کی حاجت نہ ہیگی اور اون کے زمانہ مین مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی اوسے قبول نہ کریگا - پس عیسیٰ بجز ایمان خدائے واحد یا قتل کے قبول نکریگا - انتہیٰ اور شیخ ولی الدین ابن العراقی نے یون جواب دیا ہے کہ اس وقت یہود اور نصاریٰ سے جزیہ اسلئے قبول کیا گیا ہے کہ اون کے ہاتھون مین توریت اور انجیل کے ہونے اور اون کے زعم مین شرع قدیم کے ساتھہ تمسک ہونے کا شبہہ ہے پس جس وقت کہ عیسےٰ علیہ السلام اوترینگے اوس وقت حصول معائنہ سے یہ شبہہ دور ہوجائیگا اور اون کی حالت بت پرستون کی سی ہوجاویگی اور اونہین کیطرح اون کے ساتھہ بھی معاملہ کیا جاویگا اور بجز اسلام کے اون سے کوئی شے قبول نہ کیجائیگی اور حکم کا زوال اوس کی علت کے زوال سے ہوتا ہے - اور کہا کہ یہہ اچھی اور مناسب وجہ ہے جسپر مین نے کسی کو معترض نہ دیکھا اور ابن بطال کے جواب سے بہتر ہے انتہیٰ

عیسیٰ نبی اللہ کے آسمانون سے اترنے کے اسرار

اور فتح الباری مین ہے کہ علماء کہتے ہین علے الخصوص عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے نزول مین حکمت یہی ہے کہ (۱) یہود کو اپنے اس زعم مین ندامت اور حسرت ہو کہ اونہون نے عیسیٰ کو قتل کردیا - پس عیسیٰ کے نزول سے اللہ تعالیٰ ظاہر کردیگا کہ وہ اپنے زعم مین جھوٹے ہین بلکہ وہ خود عیسیٰ کے ہاتھہ سے قتل ہون گے یا (۲) اجل نزدیک ہوجانے سے تاکہ زمین مین دفن کئے جاوین اس لئے کہ جو شے کہ مٹی سے مخلوق ہے اوس کو لئے جایز نہین کہ مٹی کے سوا کسی اور جگہ مرے اور (۳) بعض کا قول ہے کہ جب عیسیٰ نے محمد اور اُمّتِ محمدیہ کی صفت دیکھی تو اللہ سے دعا مانگی کہ اے خدا! مجھے بھی اُمّتِ محمدیہ مین سے کر پس اُس کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کرلی اور اوسکو زندہ رکھا تاکہ آخر زمانہ مین امر اسلام کا مجدد ہوکر اوترے اوس وقت دجّال کو پائیگا اور اوس کو قتل کریگا - لیکن یہہ اوّل بہت مناسب ہے - اور مسلم مین ابن عمر سے ہے کہ عیسیٰ نزول کے بعد سات برس تک زمین مین

نزول کے بعد عیسیٰ کے قیام پر اختلاف کی توجیہ

اقامت کریگا - اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن مین ابن عباس کی حدیث سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ نزول کے بعد زمین مین نکاح کریگا اور انتیس ۲۹ برس تک اقامت کریگا

اور ابی ہریرہؓ سے اسناد مبہم سے مروی ہے کہ عیسیٰ چالیس برس تک اقامت کریگا جسکو احمد نے روایت کیا اور ابوداؤد نے صحیح اسناد کیساتھ ابی ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ عیسیٰ دو زرد رنگ کپڑے اوڑھے ہوئے اوترین گے اور صلیب کو توڑین گے اور خنزیر کو قتل کرین گے اور جزیہ اوٹھادین گے۔ اور لوگون کو اسلام کی دعوت دین گے اور اوس کے زمانہ مین اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا کل ملتین نابود کردے گا اور زمین مین ایسا امن ہوگا کہ شیر اور اونٹ ملکر چرین گے اور خرد سال بچے سانپون کے ساتھ کھیلینگے پھر چالیس برس تک زمین مین اقامت کرین گے پھر فوت ہوجاوین گے اور مسلمان اون کے جنازہ کی نماز پڑھینگے انتہی

ابن کثیر کہتا ہے کہ مسلم کی حدیث اس کی معارض ہے جس مین مذکور ہے کہ عیسیٰ زمین مین سات برس تک اقامت کریگا۔ ہان اوس صورت مین معارض نہین جب کہ یہہ سات برس نزول کے بعد مدت اقامت پر محمول ہون اور قبل از رفع مدت مکث کیساتھ منضم کئے جائین جو کہ بقول مشہور تینتیس برس ہین چنانچہ شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مرقات الصعود مین لکھتے ہین کہ مین کئی سال تک ان احادیث مین اسی طرح تطبیق کرتا رہا۔ پھر بیہقی کی کتاب "البعث والنشور" مین دیکھا کہ اوس نے بھی اسی طرح اس حدیث کی نسبت کہا کہ عیسیٰ زمین مین چالیس برس تک اقامت کریگا اور قصۂ دجال کے متعلق مسلم مین عبداللہ بن عمر کی حدیث مین ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجیگا تاکہ دجال کی تلاش کرکے اوس کو ہلاک کرے۔ پھر اس کے بعد سات برس تک لوگ اس طرح ملکر رہین گے کہ کسی اثنین مین باہم عداوت نہ ہوگی۔ بیہقی نے کہا محتمل ہے کہ بعدہ سے مراد بعد موتہ ہو جو اول کے مخالف نہین انتہی۔

یہ تاویل میرے نزدیک کئی وجوہ سے راجح ہے۔ اول اس لئے کہ مسلم کی حدیث مدت لبث عیسیٰ کی نسبت نص نہین اور ابوداؤد کی حدیث اس معنی مین نص صریح ہے۔ دویم یہہ کہ کلمۂ ثم اس تاویل کا موید ہے اسلئے کہ وہ تراخی کا افادہ کرتا ہے۔ سوم اسلئے کہ بعدہ کی ضمیر اقرب ہے کہ عیسیٰ کی طرف راجع ہو اسلئے کہ قریب تر مرجع مذکور عیسیٰ ہی ہے۔ چہارم اسلئے کہ اس باب مین اس حدیث محتمل کے سوا کوئی دوسری حدیث وارد نہین ہوئی حالانکہ چالیس برس کی مدت اقامت کئی حدیثون مین مختلف طریقون سے مذکور ہے پس ابوداؤد کی حدیث ہی صحیح ہے۔ اور یہہ متعدد اور صریح حدیثین مسلم کی واحد اور محتمل حدیث سے اولیٰ ہین انتہی

عیسیٰ کس عمر مین مرفوع ہوئے

اور حدیث رفع کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ تینتیس برس کی عمر مین مرفوع ہوئے۔ اسکا نصاریٰ سے مروی ہونا اسی معنی کا مؤید ہے۔ چنانچہ حاکم کے نزدیک وہب ابن منبہ سے مروی ہے کہ اوس نے کہا نصاریٰ کا زعم ہے کہ عیسیٰ تینتیس برس کی عمر مین مرفوع ہوا اور اسکے راویون مین عبد المنعم بن ادریس ہے جو متہم بالکذب ہے اور اگر صحیح بھی فرض کی جاوے تو وہ نصاریٰ کا زعم ہے کیونکہ جو امر کہ احادیث نبویہ مین ثابت ہو وہ یہہ ہے کہ عیسیٰ ایک سو بیس[۱۲۰] برس کی عمر مین مرفوع ہوا۔ چنانچہ طبرانی اور حاکم نے مستدرک مین عایشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت مین فاطمہؓ سے فرمایا کہ جبریل ہر سال ایکدفعہ میرے ساتھ قرآن کا تکرار کیا کرتا تھا اور اس سال اوسنے دو دفعہ دور کیا ہے اور اوسنے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی سے نصف زمانہ زندہ رہا اور عیسےٰ بن مریم ایک سو بیس[۱۲۰] برس زندہ رہا اور مجھ اسکے نہین کہ مین ساٹھ برس کے سرے پر رخصت ہونیوالا ہون[۵] اس حدیث کے راوی ثقہ ہین اور کئی طریق سے مروی ہے۔ اور ابن عساکر کا بیان ہے کہ عیسیٰ کی وفات مدینہ مین

عیسیٰ کا مدفن مدینہ منورہ ہے

ہوگی اور وہین اوس پر نماز جنازہ پڑہی جاویگی اور حجرۂ نبوی مین دفن کیا جائیگا۔ چنانچہ ترمذی نے عبد اللہ بن سلام سے روایت کی کہ توریت مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت اور عیسیٰ ابن مریم کا اون کے ساتھ دفن کیا جانا لکہا ہوا ہے۔ اور حافظ علیہ الرحمۃ نے دوسری جگہ تصریح کردی کہ عیسےٰ علیہ السلام زندہ اوٹھائے گئے اور کہا یہی صحیح ہے۔ لیکن حضرت ادریس کا زندہ اوٹھایا جانا بطریق مرفوع اور قوی ثابت نہین ہوا۔ انتہیٰ ملخصاً۔

اون صحابہ اور تابعین اور ائمہ کے نام جنکا مذہب ہے کہ عیسیٰ زندہ ہین اور وہ آسمان سے اتریگا

پس ہمارے ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ کل محدثین اور ائمہ مذاہب اربعہ اور اصحاب روایت و درایت اور صحابہ کرام جیسے حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباس اور حضرت علی اور عبد اللہ ابن مسعود اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن سلام اور ربیع اور انس اور کعب اور حضرت ابوبکر الصدیقؓ جیسے کہ ان کا قول اپنے مقام پر آئیگا اور جابر اور ثوبان اور عائشہ اور تمیم داری وغیرہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد اور بیہقی اور طبرانی اور عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ

۵ اس کی توضیح انشاء اللہ عنقریب آتی ہے۔ ۱۲

اور حاکم اور ابن جریر اور ابن حبان اور امام احمد اور ابن ابی حاتم اور عبدالرزاق اور قتادہ اور سعید بن منصور اور ابن عساکر اور اسحٰق بن بشر اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ اور بزاز اور شرح زالتہ اور نعیم اور شیخ سیوطی اور علامہ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی اور قسطلانی اور امام ابوحنیفہ اور کل ائمہ شفعویہ اور مالکیہ اور صوفیہ اور تابعین جیسے ابن سیرین اور امام شوکانی اور ابن قیم وغیرہ کا اوس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اوٹھائے گئے اور قبل از قیامت آسمانوں سے اُتریں گے۔ اور شیخ سیوطی نے کتاب الاعلام

میں تصریح کردی کہ عیسیٰ نبی اللہ جو بعد از نزول آسمانوں سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریگا۔ اسپر اجماع اُمت ہے جیسے کہ ہمنے اوپر بعض کی عبارات بعینہا نقل کردی ہین۔ پس نہایت تعجب اور حیرت کی بات ہے جو قادیانی صاحب نے اپنے مکتوب عربی کے صہ ۱۱۱ سے صہ ۱۵۱ تک متعدد مقامات میں تصریح کردی کہ اکثر اکابر اُمت اور ائمہ مسیح کے مرجانے کے قایل ہین اور اوس کی حیات پر اجماع نہیں بلکہ اوس کی موت پر اجماع ہے اور صحابہ اور تابعین اور ائمہ تبع تابعین اُس کی موت کے قایل ہین اور یہی مذہب مالک اور ابن حزم اور امام بخاری وغیرہ اکابر محدثین کا ہے اور اسی پر اتفاق اکابر معتزلہ اور بعض اولیاء کرام کا ہے اور رجوع کا لفظ	انہ یحکم بشرع نبینا وردت بہ الاحادیث والعقل علیہ الاجماع۔ کتاب الاعلام للسیوطی۔ وقد تواترت الاحادیث بنزول عیسیٰ جسماً اوضح ذلک الشوکانی فی مولف مستقل تضمن ذکر ما ورد فی المنتظر والدجال والمسیح وغیرہ فی غزوہ صحیح البخاری ھذا القول وردت بذلک الاحادیث المتواترۃ۔ فتح البیان صہ ۳۴۲ ج (۲)
قادیانی کا جھوٹا دعوی کہ مسیح کے مرجانے پر اجماع اُمت ہے	وکذلک ذھب الیہ کثیر من الاکابر والائمۃ وما جاء لفظ رجوع المسیح فی بناء خبر البریۃ صہ ۱۱۱ وما جاء لفظ النزول من السماء فی الحدیث صہ ۱۲۹ ورجل ذھب الائمۃ القیاء الموت عیسیٰ وقالوا انہ مات وھو الموتی کما ھو مذھب مالک وابن حزم والامام البخاری وغیرہ ذلک من اکابر المحدثین وعلیہ اتفق جمیع اکابر المعتزلین وبعض عظام الاولیاء واعلم ان الاجماع لیس علی حیاتہ بل نحن واثقون ان ندعی الاجماع علی وفاتہ صہ ۱۳۲ وان الصحابۃ والتابعین والائمۃ الاتون بعدھم ذھبوا الی موت عیسیٰ ثم لا یمکن لاحد ان یاتی باثر من الصحابۃ او حدیث من خیر البریۃ فی تفسیر لفظ التوفی بغیر معنی الاماتۃ ابدا ولو ماتوا بالحرق صہ ۱۳۳ اما تری کیف تحکمون

کسی حدیث نبوی مین بنہین آیا اور آسمان سے نزول کا لفظ بھی نہ کسی حدیث مین آیا اور نہ متقدمین کے ملفوظات اور کلمات مین۔ کیا تم ان الفاظ کو خائنون کی طرح اپنے دل سے تراشتے ہو؟ اور تم ہر گز ان الفاظ کو رسول کریم اور متقدمین کے کلام مین یا توفی کے لفظ کو غیر معنی موت مین نہ پاسکوگے اگرچہ حسرت اور ندامت کے ساتھ مرنا چاہو۔

من عند انفسہم نزول المسیح من السماء ولن تجد لفظ السماء فی ملفوظات خیر الانبیاء ولا فی کلام الاولین ص۱۲۴ ولا تجد ایضا لفظ الرجوع فی کلم سید الرسل و افضل الانبیاء أفتہم بعد ذا ان تخونون لفظ الرجوع من عند انفسکم کالخائنین ص۱۵۱ (مکتوب قادیانی)

احادیث مین نزول رجوع۔ رفع الی السماء ہبوط۔ فی الحال۔ آیندہ مرنگا۔ عنقریب رسول اللہ حج کرنگا۔ رسول اللہ کی قبر پر شہر لگا۔ رسول اللہ اوس کے سلام کا جواب دین گے۔

حالانکہ خود ابن عباس کی حدیث مین آسمان سے نزول ہونے کا لفظ موجود ہے اور اسی طرح فقہ اکبر امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے قول مین آسمان سے نزول کا لفظ موجود ہے۔ اور درر منثور مین حضرت حسنؓ کی حدیث مین لفظ راجع الیکم مذکور ہے اور صحیح نسائی مین رفع الی السماء کا لفظ بروایت ابن عباس اور ابی ہریرہؓ کی

لیہبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً و اماماً مقسطاً فلیسلکن فجاً الروحاء حاجاً او معتمراً او لیثنینہما جمیعاً

حدیث مین جس کو ابن عساکر نے روایت کیا لفظ لیہبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً واقع ہے جو بلندی سے پستی کی طرف اوترنے کے لئے مخصوص ہے۔ اور صحیح

قبری لیسلمن علی و لاردن علیہ۔ (از ابی ہریرۃ)

کی حدیث مین آنحضرتؐ نے فرمادیا کہ عیسیٰ پر آیندہ موت آئیگی۔ اور مسلم کی حدیث مین عیسیٰ کے ساتھ وصف نبی اللہ مذکور ہے۔ اور علامہ ذہبی نے تصریح کردی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ نبی ہی ہے اور صحابی بھی کیونکہ شب اسرا مین اونہون نے آنحضرتؐ کو دیکھا۔ اور علامہ زرقانی مالکی اور ابن حجر وغیرہ نے ابن عساکر کی حدیث سے ثابت کردکھایا ہے کہ عیسیٰ نے شب اسراء کی علاوہ کئی بار آنحضرتؐ سے بالمشافہ مصافحہ اور ملاقات کی اور صحابہ کرام نے اون کو بچشم خود دیکھا۔

زریت بن برثملا وصی عیسیٰ کا انتظار عیسیٰ ہین اتنک کہ جوانون مین زندہ موجود ہونا

بلکہ زریت بن برثملا وصی عیسیٰ نے جواب تک کوہ حلوان مین زندہ موجود ہین اونہون نے نضلہ بن معاویہ کو آسمان سے

وروی (ای ابن عباس) ابن عمر رضی اللہ عنہ کتب الی سعد بن ابی وقاص وھو بالقادسیۃ یقول لہ وجہ نضلۃ بن معاویۃ الی نصاری

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی اطلاع دی۔ ازالۃ الخفا مکاشفات

امیرالمومنین عمر بن الخطاب میں بروایت ابن عباس ہے

کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو جو قادسیہ

میں حاکم تھا لکھا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان

عراق کی طرف روانہ کرتا کہ اوس کے اطراف سے اسوال

غارت حاصل کریں۔ چنانچہ سعد نے نضلہ کو تین سو سوار کی

معیت میں بھیجا یہاں تک کہ حلوان عراق میں آئے اور

اوس کے اطراف واکناف میں لوٹ کی بہت سی غنیمت اور

قیدی لائے تھے کہ اون کو عصر کے وقت نے تنگی کی اور

قریب تھا کہ آفتاب غروب ہوجائے اُسوقت نضلہ قیدیوں اور

غنیمت کو کوہ حلوان کے ایکطرف پناہ دی اور کھڑے

ہوکر اذان کہنی شروع کی اور جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو

ناگہان ایک مجیب نے پہاڑ میں سے اجابت کے ساتھ

کہا کہ اے نضلہ تو نے خداوند بزرگ کی تکبیر کہی ہے پھر نضلہ

نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ تو مجیب نے جواب دیا کہ اے

نضلہ یہ کلمۂ اخلاص ہے۔ پھر نضلہ نے کہا اشہد ان محمدا

رسول اللہ تو مجیب نے کہا کہ یہ وہی ہے کہ جس کی بشارت

ہمکو عیسیٰ بن مریم نے دی اور جس کی اُمت کے سر پر

قیامت قایم ہوگی۔ پھر نضلہ نے کہا حیّ علی الصلوٰۃ تو مجیب

نے کہا اوس کے لئے خوشی ہے جو نماز کی طرف قدم اوٹھائے

اور اسپر مواظبت کرے۔ پھر نضلہ نے کہا حیّ علی الفلاح۔

الی حلوان العراق لیغیر واعلی ضواحیہا فبعث سعد

نضلۃ فی ثلث مایۃ فارس فمر جواحتی اتو (

حلوان العراق فاغاروا علی ضواحیہا وی اصابوا

غنیمۃ وسبیا فاقبلوا یسوقونہا حتی ارھقہم العصر

وکادت الشمس تغرب فالجاء نضلۃ السبی والغنیمۃ

الی صدع جبل ثم قام فاذن فقال اللہ اکبر اللہ اکبر

فاذا مجیب من الجبل یجیبہ کبرت کبیرا یا نضلۃ

ثم قال اشہد ان لا الہ الا اللہ قال کلمۃ الاخلاص

یا نضلۃ ثم قال اشہد ان محمدا رسول اللہ قال ھو

الذی بشر نا بہ عیسیٰ بن مریم علی راس امتہ

تقوم الساعۃ فقال حیّ علی الصلوٰۃ فقال طوبی

لمن مشیٰ الیہا وواظب علیہا قال حیّ علی الفلاح

قال افلح من اجاب قال اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ

قال خلصت کلمۃ الاخلاص کلہا یا نضلۃ حرم اللہ

بہا جسدک علی النار۔ فلما فرغ من اذانہ قاموا

فقالوا من انت یرحمک اللہ املک انت ام من

الجن او طائف من عباد اللہ قد اسمعتنا صوتک

فارنا صورتک فان الوفد وفد رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم وفد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

قال فانفلق الجبل عن حامۃ کالرجا ابیض الرأس

والحیۃ علیہ طیلسان من صوف قال السلام علیکم

تو مجیب نے کہا اوس کیلئے فلاحیت ہے جو اس کی اجابت کرے
پھر نضلہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ تو مجیب نے جواب
دیا اے نضلہ تو نے کل کلمہ اخلاص اچھی طرح کہا۔ اللہ نے تیرا جسم
آگ پر حرام کر دیا ہے۔ پس جبکہ نضلہ اذان کہنے سے فارغ
ہو گیا تو سب لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے خدا تجھ پر رحم کرے
تو کون ہے۔ کیا تو فرشتہ ہے یا جن یا اللہ کے بندوں
میں سے کوئی نبی ہے؟ تو نے ہمکو اپنی آواز سنائی ہے
پس ہم کو اپنی صورت بھی دکھا کیونکہ یہ لشکر رسول اللہ صلعم
اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا ہے۔ پس
اوسی وقت چکی کے پاٹ کی طرح اوس شخص کا سر پہاڑ کی
شگاف سے ظاہر ہو گیا جسکے سر اور ریش کے بال سفید
اور اوس پر ریشم کے دو پرانے کپڑے تھے اور اوس نے ہمکو
خطاب کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور سب نے
اوس کا جواب وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہکر پوچھا
خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟۔ اوس نے جواب دیا کہ میں
زریت بن برشلا خدا کے عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی ہوں
اوسنے مجھے اس پہاڑ میں ساکن کیا ہے اور آسمان سے
نزول کے وقت تک طول بقا کی دعا میرے لئے کی ہے
پس میری طرف سے عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کہدو اور کہو کہ
اے عمر استوار اور قریب ہو جا کیونکہ امر معہود نزدیک ہو گیا
ہے۔ اور ان بہت سی خصائل کی اطلاع دینے کے لئے امر

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقالوا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ من انت یرحمک اللہ قال
زریت بن برشلا وصی العبد الصالح عیسیٰ بن
مریم اسکنی ھذا الجبل ودعا لی بطول البقاء
الی حین نزولہ من السماء فاقرؤا عمر منی السلام
وقولوا یا عمر سدد وقارب فقد دنا الامر
واخبروہ بھذہ الخصال التی اخبرکم بھا یا عمر اذا ظہرت
ھذہ الخصال فی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
فالھرب الھرب اذا استغنی الرجال بالرجال والنساء
بالنساء وانتسبوا الی غیر ابائھم وانتموا الی غیر
مواليھم ولم یرحم کبیرھم صغیرھم ولم یوقر صغیرھم
کبیرھم وترک المعروف فلم یؤمر به وترک المنکر
فلم ینہ عنہ وتعلم العالم لیعلم لا لیعمل بہ والتمس بہ الدنیا
والدراہم وکان المطر قیظا والولد غیظا وطولوا
المنابر وقضوا المقاصد وزخرفوا المساجد
واظھروا الرشا وشیدوا البنیان واتبعوا الھوی
وباعوا الدین بالدنیا وقطعت الارحام وبیع
الحکم واکلوا الربوا وفصار الفتی عزا وخرج الرجل
من بیتہ فقالم الیہ من ھو خیر منہ فسلموا علیہ
وترکب النساء السروج ثم غاب عنھم فلم یروہ فکتب
نضلۃ بذلک الی سعد وکتب سعد بذلک الی

کیا جو اس حدیث میں حاشیہ پر مذکور ہیں اور اسکے بعد تعجب ہوگیا اور وہ اوسکو نہ دیکھ سکے - پھر نصلہ نے یہہ سارا واقعہ سعد بن ابی وقاص کی طرف لکھا اور اوسنے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا اور حضرت عمر رضہ نے اسکے جواب میں سعد کو لکھا کہ تو اپنے ساتھ کے مہاجرین اور انصار کی معیت میں اُس پہاڑ پر جا اور اگر زبیر بن برشلا سے ملے تو میری طرف سے اوس کو سلام کہدے - چنانچہ سعد حکم کے مطابق چار ہزار مہاجرین اور انصار کی معیت میں اوس پہاڑ پر گیا اور چالیس دن تک وہاں نماز کی مذاکرتا رہا لیکن اون کو کوئی جواب یا خطاب نہ سنائی دیا - پس ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی کئی اسوجہ اطلاع دیدی -

عمر فکتب الیہ عمر بن انت ومن معک من المہاجرین والانصار حتی تنزلوا بعقر الجبل فان نقیتہ فاقرئ منی السلام فخرج سعد فی اربعۃ الاف من المہاجرین والانصار حتی نزلوا ذلک الجبل ومکثوا یومین او ثلثۃ ینادی بالصلوۃ فلا یجد من جواباً ولا یسمع خطاباً

(ازالۃ الخفا مکاشفات امیر المومنین عمر ص۱۷۶ ج ۲)

چار ہزار مہاجرین اور انصار حضرت سعد کے ساتھ زبیر بن برشلا کی کوہ پر گئے

اوّل وفیٰ عیسیٰ کا اسقدر زمانہ دراز تک بغیر اکل وشرب کے زندہ رہنا - دوئم عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے نزول کی بشارت دینا - سوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ چار ہزار صحابہ مہاجرین وانصار عیسیٰ نبی اللہ کے نزول پر ایمان لانا حتےٰ کہ نصلہ اور تین سو سوار کی رویت وفیٰ عیسےٰ کو تسلیم کرکے اپنا سلام وفیٰ عیسیٰ کی طرف بھیجنا - کیا اس کے بعد کوئی شخص جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے رسول اللہ کے صحابہ کیطرف خیانت کی نسبت کرسکتا ہے؟ جیسے کہ قادیانی صاحب نے کی اور مسیح کی حیات اور رجوع کے قایل کو مکتوب عربی کی صہ ۱۴۹ میں محجوب اور مجہول اور کور دل اور ظالم کہا جس سے یہہ چار ہزار صحابہ مہاجرین وانصار بھی باہر نہیں ہوسکتے -

بخاری جلد اوّل کے صفحہ اخیر کے حاشیہ پر کرمانی اور قسطلانی سے اور اکمال میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے وفیٰ عیسیٰ کو دیکھا

بخاری جلد اوّل کے صفحہ اخیر کے حاشیہ پر کرمانی اور قسطلانی سے اور اکمال میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے وفیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا - اور حضرت سلمان بالقول دو سو پچاس برس اور بقول تین سو پچاس برس عمر پائی اور ہجرت کی چھیتیسویں سال مدائن میں وفات پائی - حضرات القدس میں ہے "وبروایت اکثر شصد و پنجاہ سال بودہ است در ۳۶ھ از ہجرت در مدائن رحلت نمودہ و حضرت امیر کرم اللہ وجہہ در یک شب از مدینہ بمدائن رفتہ سلمان را غسل دادہ در ہمان شب بمدینہ سکینہ مراجعت فرمودہ است" وغیرہ یہ ذکر کرچکے ہیں کہ خود خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں توفّی غیر معنے موت کے لئے سورۂ زمر میں منصوص فرمائے

اور یہہ دعوی کہ کل اکابر معتزلہ کا اسپر اتفاق ہے کہ عیسیٰ پر موت وارد ہوگئی اسکو علامہ زمخشری معتزلی کا قول جو تفسیر کشاف مین ہے رد کرتا ہے کیونکہ اونہون نے آیہ

خلاف قول قاضی بیضاوی معتزلی کے مذہب معتزلہ کے موافق ہونے کے

انی متوفیک ای مستوفی اجلک ومعناہ انی عاصمک من ان یقتلک الکفار وممکنک الی اجل کتبتہ لک ثم ارفعک الیّ الی سمائی ومقرملائکتی (کشاف)

متوفی کے تحت مین اس طرح لکھا ہے کہ مین تیری اجل پوری کرون گا یعنی مین تجھکو کفار کے ہاتھون سے بچا لون گا اور تجھکو اوس اجل اور زمانہ تک مہلت اور وقفہ دون گا جو تیرے لئے مین نے لکھدیا ہے اور تجھکو اپنی موت سے مارون گا اور تجھکو اپنے آسمان اور اپنے ملائکہ کے مقر کی طرف اوٹھاون گا۔

ہان تفسیرون مین مفسرین نے یہہ نصاری کا قول ذکر کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام رفع کے قبل سات ساعت تک مرے رہے۔ اور وہب کا قول ہے کہ تین دن تک مرے رہے۔ پھر خدا نے اون کو زندہ کر کے آسمان کی طرف اوٹھالیا۔ اور جیسے کہ اسی قسم کا سفاد اوس حدیث کا ہے جسکو حاکم نے مستدرک مین عائشہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ ایک سو برس تک زندہ رہے اور ہر نبی اپنے ماقبل نبی کی نصف عمر پاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین ساٹھ برس کے سر پر جانے والا ہون۔ پہلے قول کو سب نے نصاری کی طرف منسوب کیا اور حدیث عائشہ کو ذکر کر کے حافظ ابن حجر عسقلانی نے خود غیر معتبر ٹھیرایا اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ زندہ اوٹھایا گیا۔ اور ابن عساکر کی حدیث اوس کو بعد نقل کر کے ثابت کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ مین فوت ہون گے۔ بلکہ خود اس حدیث عائشہ کی الفاظ کی رکاکت اوس کی سخافت اور موضوعیت کی شاہد ہے۔ کیونکہ اگر کتب سیر و تواریخ پر نظر استقراء نظر ڈالی جاوے تو کبھی یہہ قضیہ ثابت نہوگا کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی کی نصف عمر پاتا ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی عجالہ نافعہ مین حدیث کے وضع اور کذب راوی کی علامات مین سے اوّل

حدیث عائشہ کی رکاکت

مصنف عیسیٰ کا ایک سو بیس برس کی عمر مین مرفوع ہونا غلط ہے

علامت وضع یہ لکھتے ہین کہ راوی تاریخ مشہور کے خلاف روایت کرے۔ اور قطع نظر اس کے بیضاوی وغیرہ نے تصریح کردی ہے کہ زمانۂ فترت رسل بین عیسیٰ کے بعد چار نبی گذرے چنانچہ علامہ خیرالدین افندی نے جواب فصیح مین اُن کے اثبات مین متعدد احادیث پیش کین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تصریح کردی کہ زمانۂ فترت مین کسی ایسے نبی کا وجود ممتنع نہین جو رسول اخیر کی شریعت کی طرف دعوت دے اور خود

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر (۶۳) برس کی نہایی صحیح ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری صـ۵۱۰ و صـ۶۳۱ مین مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ ۶۳ برس کی عمر مین وفات پائی۔ اور یہی مذہب جمہور کا ہے اور یہی صحیح ہے۔ پس کوئی وجہ وجیہ نہین کہ حاکم کی اوس حدیث کو صحیح مان لیا جاوے جس مین عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس بروایت عائشہؓ بیان کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ نبی اپنے ماقبل نبی سے نصف عمر پاتا ہے اور آنحضرت صلعم ساٹھ برس کے سرے پر وفات پا گئے۔

عن عائشة ان النبی مات توفی وھو ابن ثلث وستین قال ابن شھاب واخبرنی سعید بن المسیب مثلہ بخاری صـ۵۱۰ واخرج مسلم من وجہ آخر عن انسؓ عاش ثلاثا وستین وھو موافق لحدیث عائشة الماضی قریبًا وبہ قال الجمہور۔ فتح الباری حاشیہ بخاری صـ۵۱۰

وروی عن ابن عباس توفی وھو ابن خمس وستین بادخال سنتی الولادة والوفاة وقیل ابن ستین کما روی عن انس بالغاء الکسر قال فی المرقاة والصحیح ثلث وستون (حاشیہ بخاری صـ۶۳۱)

حالانکہ چار ہزار صحابی سے زیادہ صحابہ اور چاروں مذاہب کے ائمہ کا یہی مذہب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ اوٹھائے گئے اور وہی عیسیٰ دوبارہ آسمان سے نزول فرمانے والے ہین۔ اور قرآن و سنت سے

وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ

اون کا نزول علامت ساعت ہونا بیان فرمایا۔ بلکہ حاکم نے مستدرک مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آیۂ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ مین اور اخروج عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ ہے اور کہا کہ یہہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور

عیسیٰ ابھی زندہ ہے

ابن کثیر نے حسن بصری سے روایت کی کہ کل اہل کتاب عیسیٰ پر قبل از موت عیسےٰ ایمان لائین گے اور خدا کی قسم وہ ابھی زندہ اللہ کے پاس ہے اور جب اوپر لگایا ہے

وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ عیسیٰ واللہ انہ لحی الان عند اللہ ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعون۔ (ابن کثیر از حسن بصری)

اوس پر ایمان لائینگے - اور ابن جریر نے بھی اسی قول کی صحت پر فتوی دیا - تفسیر مظہری کے ص۳۸۶

توفی کے معنی لغۃ مظہری رفع الی السماء

بین ہے کہ میرے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ توفی کے معنی رفع بلا موت ہے اور اس معنی کے لئے ہر شخص کا وجدان آیہ وما قتلوہ وما صلبوہ کے ملاحظہ کے بعد شہادت دیتا ہے اور اگر اس سے موت کی نفی مقصود نہ ہوتی تو نفی قتل سے کیا فائدہ کیونکہ قتل کا

والظاھر عندی ان المراد بالتوفی ھو الرفع الی السماء یشھد بہ الوجدان بعد ملاحظۃ قولہ تعالیٰ وما قتلوہ وما صلبوہ ولو لا نفی الموت عنہ لما کان من نفی القتل فائدۃ اذ الغرض من القتل الموت - مظہری ص۳۸۶

صاف یہی تو موت ہی ہے - اور حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں " ونیز از ضلالت

شاہ ولی اللہ کا قول عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے

ایشان یعنی نصاریٰ یکے آنست کہ جزم میکنند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول شدہ است وفی الواقع در قصۂ عیسیٰ اشتباہی واقع شدہ بود رفع بر آسمان را قتل گمان کردند وکبراً عن کابر ہمان غلط را روایت نمودند - خدا تعالیٰ در قرآن شریف ازالۂ شبہہ فرمود کہ ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم " انتہی - اور مظہری میں ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ ردّ و انکار لقتلہ واثبات لرفعہ - بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہی ایک آیت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے رفع جسم پر نص منصوص ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ قتل اور صلب اجسام سے تعلق رکھتا ہے پس اس آیت میں جس جسم کے قتل اور صلب کی نفی کی گئی ہے اسی کی طرف رفع کی اضافت بھی کی گئی ہے -

عیسیٰ زمانہ کہولت کے بعد مرینگے

آیہ یکلم الناس فی المھد وکھلا کے متعلق مظہری میں ہے کہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ معمر ہونگے اور سن کہولت کے قبل نہ مرینگے اور نیز اس طرف اشارہ ہے کہ اون کا سن شریف زمانۂ کہولت سے تجاوز نہ کریگا - حسن بن فضل کا قول ہے کہ کھلا سے مراد نزول آسمان سے بعد کا زمانہ ہے - کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام سن کہولت کو قبل آسمان کی

ویکلم الناس فی المھد وکھلا فیہ اشارۃ الی انہ یعمر ولا یموت حتی یکھل والی ان سنہ لا یتجاوز الکھولۃ - قال الحسن بن فضل وکھلا یعنی بعد نزولہ من السماء فانہ رفع الی السماء قبل سن الکھولۃ وقال اھل التاریخ حملت مریم بعیسیٰ ولھا ثلاث عشرۃ سنۃ وولدت عیسیٰ بمضی سنتین وستین سنۃ من غلبۃ الاسکندر

طرف اوٹھائے گئے - اور دُرِ منثور مین اہل تاریخ کا قول
ہے کہ مریم علیہا السلام تیرہ ۱۳ برس کی سن مین حاملہ ہوئین
اور عیسی کے تولّد کا زمانہ وہ ہے جبکہ سکندر کو بابل کے فتح
کیے ہوئے ابھی پینسٹھ برس گذرے تھے اور تینتیس برس

على ارض بابل واوحى الله الى عيسى وهو ابن ثلاث وثلثين سنة وكانت نبوته ثلاث سنين وعاشت مريم بعده نحو ست سنة.
(مظہری - در منثور بتخریج حاکم عن وهب)

کی عمر مین عیسٰی پر وحی کا نزول ہوا - اور تین برس تک اونہون نے دعوت نبوت کی اور آسمان کی
طرف رفع کے بعد مریم علیہا السلام چھ سال تک زندہ رہین - اور معالم التنزیل مین مجاہد رضی اللہ عنہ

وكهلا قال مجاهد معناه حليما والعرب تمدح الكهولة لانه الحالة الوسطى فى استحكام العقل وجودة الراى والتجربة فان قبل ذلك يقل التجربة - (معالم)

کا قول اگرچہ یہہ ہے کہ کہل کے معنی حلیم ہین لیکن مُراد زمانہ
کہولت ہے - کیونکہ عرب کہولت کے ساتھ مدح اسلئے کرتے ہین
کہ وہی زمانہ استحکام عقل اور جودت رائے اور تجربہ کے حق مین
حالتِ وسطی ہے - کیونکہ قبل اس زمانہ کے تجربہ ناقص رہتا
ہے - اور خود اشعار عرب مین کہل کا لفظ زمانہ کہولت کے معنی مین مستعمل ہوا - چنانچہ رضی مین ہے

اذا المرء اعتبه المروة ناشيا	فطلبها كهلا عليه شديد

والمراد ان المرء اذا لم يكتسب المجد المؤثل لطلب العلوم واكتساب الاعمال الصالحة ومعتنه المفاخرة والمآثر الدنيوية فى اوان الشباب فطلب تلك المنازل فى حال الكهولة شديد عليه - (متن حسینی ص۴۸)

اور قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ مایدہ مین آیہ تکلم الناس
فی المهد وکهلا کے متعلق لکھتے ہین کہ قیامت کے دن حق تعالے
اپنے امتنانِ نعمت جتلاتے وقت کہیگا کہ اے عیسٰی ابن مریم
تو اون نعمتون کو یاد کر جو تجھے اور تیری ماں کو عطا ہوئین
جبکہ تجھے مین نے روح القدس کی سا تہہ تائید دی اور
تو زمانہ مہد مین اور زمانہ کہولت مین بلا تفاوت لوگون
سے باتین کرتا تہا - اور مُراد اس سے یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

اذ قال الله يا عيسى بن مريم اذكر نعمتى عليك وعلى والدتك بدل من يوم يجمع اذ ايدتك بروح القدس تكلم الناس فى المهد وكهلا - اى كائنا فى المهد وكهلا والمعنى تكلمهم فى الطفولة والكهولة على سواء والمعنى الحاق حالة الطفولة بحال الكهولة فى كمال العقل والتكلم وبه استدل على انه سينزل فانه رفع قبل الاكتهال وبيقضى ثلثة

نے حضرت عیسیٰ کی حالت طفولیت کو باعتبار کمال عقل حالت کہولت کے ساتھ لاحق فرمادیا اور اسی سے استدلال کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عنقریب آسمانوں سے اوتریں گے کیونکہ وہ زمانہ کہولت کے قبل اوٹھائے گئے۔ پس یہ آیت بفحوائے خود حسب بیان مفہری و بیضاوی وغیرہ صاف دلالت کررہی ہے کہ عیسیٰ کی عمر زمانہ کہولت سے تجاوز نہ کریگی۔ اور وہ قبل از کہولت آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے جیسے کہ یہی مذہب کل ائمہ کا ہے اور نیز حدیث عائشہ کے منطوق کو باطل کررہی ہے جس مین بیان ہے کہ عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی ہوئی کیونکہ یہ عمر سن کہولت سے تجاوز کرکے شیخوخیت مین محسوب ہے۔

عیسیٰ ابن مریم کے فوت ہوجانے پر امام بخاری کے اقوال سے قادیانی کا استدلال اور اوس کا ابطال

اور ان تمام بیانات سے جو طریق دوم مین مذکور ہوئے قادیانی صاحب کے وہ سارے افتراء اور کل حجلسازیان تارِعنکبوت کی طرح نیست و نابود ہوجاتی ہین جو اونہون نے مکتوب عربی اور ازالۃ الاوہام کی جلد ثانی مین متعدد صفحات کے اندر امام بخاری اور دیگر صحابہ و ائمہ کے اقوال کے متعلق کہین اور نادانون کو فریب مین لانے کے لئے لکھا کہ امام بخاری نے قطعی طور پر اس بات کا فیصلہ دیدیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا اور فوت شدہ بندون مین جا ملا اور معراج کے متعلق احادیث جو پانچ دفعہ امام بخاری نے مختلف اغراض کے لحاظ سے اپنی عادت کے مطابق بخاری کے صفحہ ۵ اور صفحہ ۴۵۵ و صفحہ ۴۷۰ و صفحہ ۵۴۸ و صفحہ ۱۱۲ مین لکھی ہین اون سے استدلال کیا کہ امام بخاری نے متفرق طرق متفرق راویون کے ذریعہ سے یہ ثابت کردیا ہے کہ مسیح ابن مریم اپنی موت کے بعد اموات مین جا ملا اور خدائیتعالیٰ کے بزرگ نبی جو اس دنیا سے گذر چکے ہین اون مین داخل ہوگیا۔ حالانکہ امام بخاری نے اسی ایک غرض کے اثبات کے لئے متعدد مقامات مین ان احادیث کا ذکر نہین کیا بلکہ ہر ہر غرض کے لئے اوسنے جدا جدا عنوان لکھدیا۔ چنانچہ اونہون نے بخاری کے صفحہ ۵ مین باب کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء کا عنوان مرتب کرکے اس کے تحت اس حدیث کو اس غرض سے لکھا کہ صلوٰۃ کی فرضیت کی کیفیت بیان کرین۔ اور صفحہ ۴۵۵ باب ذکر الملائکۃ مرتب کرکے اس حدیث کو اوس کے تحت اس غرض کے لئے لکھا تاکہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملائکہ کرام کا وجود اور اون کا آسمانون سے زمین پر نیز بنی آدم سے اختلاط خود اور ترنا ثابت کرین جس سے کا قادیانی صاحب کے صحیح

کے متعدد صفحات مین انکار کرکے لکھتے ہین کہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قایل نہین کہ ملاءاعلیٰ اپنے شخصی وجود کے ساتھہ انسانون کی طرح پیرون سے چلکر زمین پر اوترتے ہین اور یہہ خیال بداہت باطل بھی ہے اور ملک الموت جو ایک سکنڈ مین ہزارون لوگون کی جانین نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار مین رہتے ہین اوس کے لئے اس طریق سے یہہ مہلت اتنی مشقت کی بعد کافی نہین ہوسکتی اور جبریل کے نزول کی اصل کیفیت صرف اشراندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یا کہنی چاہیئے اور وہ بذات خود زمین پر نہین اوترتا اور اپنے ہیئت کوارٹر نہایت روشن میٹر سے جدا نہین ہوتا ہے بلکہ صرف اوس کی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اوس کی عکس ہی تصویر انبیاء کے دل مین منقوش ہوجاتی ہے اور ادنیٰ سی ادنیٰ مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر بھی ڈالتا رہا لیکن ان دونون وحیون مین فقط آرسی کے شیشہ اور بڑے آئینہ کا فرق ہے" - دیکھو توضیح مرام صفحہ ۶۸ و صفحہ ۸۵ و صفحہ ۱۰۱ وغیرہ وغیرہ - اور امام بخاری نے صفحہ ۴۷۱ مین باب ذکر ادریس قول اللہ عزوجل و رفعناہ مکانا علیا مرتب کرکے اس کی تحت مین اس حدیث کو اس غرض سے لکھا ہی تاکہ ظاہر کرین کہ ایلیاس اور ادریس دو جدا جدا نبی ہین اور وہ جو قادیانی صاحب نے شاید ابن عباس کی ضعیف حدیث کے لحاظ سے توضیح مرام کے صفحہ ۱۱ مین حضرت ادریس کی نسبت بائیبل کے حوالہ سے زعم کیا ہے کہ یوحنا یا ایلیا

وقد ذکر عن ابن مسعود و ابن عباس ان الیاس ھو ادریس بخاری و اسنادہ ضعیف ولھذا لم یجزم بہ البخاری فتح

تینون اسمار کا درحقیقت ایک ہی مسمّٰی ہے وہ بالکل باطل اور دور از تحقیق ہے - کیونکہ ادریس مکان علیا مین اوٹھایا گیا اور آسمانون مین بحدیث رسول شب معراج مین آنحضرت سے ملا -

اور صفحہ ۴۷۵ مین باب المعراج مرتب کرکے اوس کے تحت مین اس حدیث کو اس غرض سے لکھا تاکہ قادیانی اور اوسکے اشکال کے اس خیال باطل کو رد کرین جو معراج نبوی کو ایک خواب یا کشف خیال کرتے ہین اور جو ترتیب کہ اس حدیث مالک بن صعصعہ مین ذکر کی گئی ہے وہی اون کا مذہب ہے -

اور صفحہ ۱۱۲۰ مین باب قول اللہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما مرتب کرکے اوس کے تحت اس حدیث کو اس غرض سے لکھا تاکہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کے اوس شرف مکالمت کو ظاہر کرین جس کے باعث

حالتِ نزول نہوی کے وقت چھٹے آسمان سے عروج کرکے ساتوین آسمان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور فرضیت صلوٰۃ کے متعلق تخفیف کے لئے آنحضرتؐ کو روک لیا۔

اور اسی طرح قادیانی صاحب کا بالکل اقرار ہے جو اونہون نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر باندھا کہ اونہون نے آیہ فلما توفیتنی کو کتاب التفسیر مین اس لئے لکھا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثابت کرین کہ آپ نے توفی کے معنی مار دیا اور وفات دیدی افادہ فرمایا اور اسی غرض سے یہ حدیث بخاری کے متعدد صفحات یعنی ص۶۶۵ و ص۶۹۳ و ص۷۴۳ و ص۷۴۹ مین ذکر کی گئی۔ حالانکہ امام بخاری نے برخلاف زعم قادیانی صاحب ہر ہر مقام مین عنوان مرتب کرکے اوس کو ذکر کرنے کے منشاء اور اپنے مذہب سے آگاہ کردیا۔ پس بخاری کے ص۷۴۳ مین اس حدیث کو اونہون نے بعنوان باب قول اللہ عزوجل واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا اس افادہ کیلئے لکھا تاکہ خلتِ ابراہیمؑ کی عظمت کا اظہار ہو اور ص۷۴۹ مین باب قول اللہ عزوجل واذکر فی الکتاب مریم مرتب کرکے اس غرض سے لکھا تاکہ اس باب مین حضرت عیسیٰ کے متعلق اخبارات مستفیضہ کا افادہ کرین چنانچہ اونہون نے اسی باب کے ضمن مین عبداللہ ابن عمر کی حدیث ذکر کرکے افادہ فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

دجال اور عیسیٰ کے علیحدہ علیحدہ فرق

صحابہ کے سامنے مسیح الدجال کا ذکر فرماکر کہا کہ اوس کی سیدھی آنکھہ کانی ہے گویا کہ اوس کی آنکھہ ایک انگور کا دانہ ہے جو باہر نکلا ہوا ہے اور آج کی رات مین نے اپنے کو کعبہ کے پاس سویا ہوا مین دیکھا اور ناگہان دیکھتا ہون کہ ایک آدمی گندم گون ہے جیسے کہ ایک خوبصورت آدمی گندمی رنگ کا تو دیکھتا ہے کاندھون کے اوپر کانون کے نیچے اوسکے سیدھے بال سے پانی ٹپکاتے ہوئے دو آدمیون کے کاندھون پر ہاتھہ رکھے ہوئے بیت اللہ

عن نافع قال قال عبد اللہ ذکر النبی صلعم یوما بین ظہرانی الناس المسیح الدجال فقال ان اللہ لیس باعور الا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافئۃ وارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما یری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر یقطر راسہ ماءً واضعا یدیہ علی منکبی رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح ابن مریم ثم رایت رجلا وراءہ جعدا قططا اعور العین الیمنی

کے گرد طواف کر رہا ہے پس مین نے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ مسیح ابن مریم ہے - پھر اسکے پیچھے ایک مرد بہت سخت مرغول (اور حبشیون کی طرح مجعود[1] اور گھونگریالے	کاشبہ من رایت بابن قطن واضعا یدیہ علی منکبی رجل یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح الدجال -

بالون والا سیدھی آنکھ کا کانا دیکھا جو ایک آدمی کے کاندھون پر ہاتھ رکھے ہوئے ابن قطن سے بہت مشابہ بیت اللہ کے گرد گھوم رہا ہے - مین نے پوچھا کہ یہ کون ہے - کہا مسیح الدجال ہے اور اس کے مقابل مجاہد از ابن عمر کی حدیث مین جو در حقیقت مجاہد عن ابن عباس سے مروی ہے لکھا فاما عیسیٰ احمر جعد عریض الصدر کہ عیسیٰ احمر اور جعد اور فراخ سینہ والا ہے - اور اس کے بعد

حدیث زہری مین لکھا کہ سالم نے حلف کیساتھ کہا کہ عیسیٰ کی صفت احمر تھی ص نے بیان نہین فرمائی بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ مین نے سوئے ہوئے دیکھا کہ کعبہ کا طواف کر رہا ہون کہ ناگہان ایک گندمی رنگ کا آدمی سبط یعنی لٹکے ہوئے بالون کا دو آدمیون کے درمیان جھکتا ہوا جا رہا ہے اور اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے - مین نے پوچھا یہ کون	حدثنا احمد بن محمد المکی قال سمعت ابراھیم بن سعد ثنی الزھری عن سالم عن ابیہ قال لا واللہ ما قال النبی ص لعیسی احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل اٰدم سبط الشعر یہادی بین رجلین ینطف راسہ ماءً او یہراق راسہ ماءً فقلت من ھذا قالوا ابن مریم فذھبت التفت فاذا رجل احمر جسیم جعد الراس اعور عینہ الیمنی

[1] جعد - سوے کہ در وے دو تا و پیچش باشد و نرم و رہا نہ باشد ضد لسبط رجل سوے رہا نہ - نہ سبط و نہ قطط - قد رجلہا ای ستر جہا و منشطہا و ھو استعارۃ من نضارۃ رجال - سبط سوے نرم فرو ہشتہ - قطط - سوے سخت در تا پیچیدہ مثل سوے سیاہان حبشیان کہ آنرا چنگلہ گویند و سخت جعد دفع الصراح - جعد و قطط - جعد مرغول و قطط سخت مرغول و کیکہ در سوے وے بسیار پیچ و خم باشد مانند حبشیان - جعد و رجل - گھونگریالے - میانہ بال - نہ دراز - جعد و سبط گھونگریالے نرم - سیدھے لٹکے بال - رجل و سبط - کنگھی کئے ہوئے لٹکے ہوئے بال -

و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ سبط بود نہ قطط بلکہ بین بین بود کہ آنرا ہم رجل و ہم جعد گویند و عیسیٰ نہ جعد بود نہ قطط بود بلکہ ہم رجل بود و ہم سبط - جعد کہ در وصف عیسیٰ وارد شدہ - قال کرمانی والمراد بہ جعودۃ الجسم وھی تقبض والتواء زائد لا جعودۃ الشعر -

ہے۔ کہا ابن مریم۔ پھر مین نے ادہر اُدہر دیکہا تو ناگہان ایک سُرخ رنگ جسیم گھونگریالے بالون والا سیدہی آنکہہ کا کانا ظاہر ہوا مین نے پوچہا یہ کون ہے؟ کہا یہی دجّال ہے۔ جو ابن قطن سے بہت ملتا جلتا ہے۔ پس اس باب کی احادیث مین علی رغم قادیانی صاحب جو انہون نے ازالہ کی جلد اوّل مین اپنی ایک طویل نظم مین کہا کہ ؎

این مقدم نہ جای شکوک است والسّلام	سیّد جدا کند ز مسیحای احمرم
رنگم چو گندم است و بموفرق مین است	ز انسان کہ آمدست دراخبار و دورم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بسنبرم
موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم	حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

امام بخاری نے اس بات کو بہی ثابت کر دیا کہ عیسےٰ علیہ السلام رنگ احمر نہین اور نہ اون کے بال جعد قطط یعنی حبشیون کی طرح گھونگریالے ہین بلکہ رجل و سبط یعنی سیدہے بیمانہ جیسے کنگہی کی ہوئے چھوٹی ہوئے ہین۔ اور کرمانی نے ابن عباس کی حدیث کے متعلق تصریح کر دی ہے کہ اوس مین جعودۃ سے مُراد جعودت جسم ہے نہ جعودت بال۔ اور امام بخاری نے یہ بہی تصریح کر دی ہے کہ احمر کی صفت مسیح دجّال کی ہے اور سخت گھونگریالے بال بہی دجّال ہی کے ہون گے۔ پس قادیانی صاحب کا یہ بہی ایک افترا ہے جو انہون نے ازالہ کے صفحہ ۹۰ مین امام بخاری کی نسبت کیا کہ انہون نے آنیوالی مسیح اور اصل مسیح ابن مریم کے حلیہ مین جابجا التزام کامل کے ساتہہ فرق ڈال دیا ہے کہ اصلی مسیح کو احمر بیان کیا ہے اور آنیوالے مسیح کو گندم گون بیان کیا ہے۔ حالانکہ امام بخاری نے اصل مسیح اور آنیوالی مسیح کے درمیان کوئی تفریق نہ کی اور اسی طرح اُمّ ہانی کی حدیث معراج نے جسکے الفاظ یہ ہین:۔ اما عیسیٰ فرفوق الربعۃ دون الطویل عریض الصدر ظاہر الدم جعد الشعر تعلوہ صہبۃ کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی

کان عینہ عینۃ طافیۃ فقلت من ھذا قالوا ھذا الدجال و اقرب الناس بہ شبہا ابن قطن قال الزھری رجل من خزاعۃ ھلک فی الجاھلیۃ

اور صہبہ بنفسی اور سنیدی کو بولتے ہین یعنی گندمی رنگ - جیسے کہ یہی معنی بخاری کی مذکورہ حدیث مین لفظ رجل الشعر سے نکلتے ہین - کیونکہ رجل اون بالون کو بولتے ہین جو میانہ ہون یعنی نہ تو بالکل ہی سبط اور نہ بالکل ہی قطط اور یہہ بجز اس کے نہین کہ جسد کی صفت اون پر صادق آتی ہے - بلکہ مسیح جو آنیوالا ہے اونہون نے اس باب کے عنوان سے بیان کردیا کہ یہہ مسیح وہی مسیح ہے جسکو قرآن کریم نے ابن مریم کہا اور جو اس باب کے عنوان مین مذکور ہے اور اسی معنی کے افادہ کے لئے اونہون نے اس باب کے بعد باب نزول ابن مریم صلوٰۃ اللہ علیہ مرتب فرمایا اور اس کے ضمن مین اول وہ حدیث رسول اللہ بیان فرمائی جس کی شہادت مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ جنکا دامان آنحضرتؐ نے علوم نبوت سے لبالب کردیا فرماتی ہین کہ اگر تمکو اصلی ابن مریم صلوٰۃ اللہ علیہ کے نزول مین شک ہو تو قرآن کریم کی اس آیت کو پڑہو جس مین بیان ہے کہ کوئی اہل کتاب نہین جو عیسےٰ پر اوس کے مرنیکے قبل ایمان نہ لائیگا اور ظاہر ہے کہ اس آیت مین عیسیٰ سے مراد ابی ہریرہؓ نے اونہین حقیقی عیسےٰ ابن مریم سے لی ہے نہ کوئی معنوی یا مجازی عیسیٰ - پہر قادیانی صاحب کا یہہ ایک دوسرا افترا ہے جو امام بخاری کی نسبت لفظ امامکم منکم کے متعلق کیا کہ آنیوالا ہم ہی مین سے ایک امام ہے جو اصلی عیسیٰ کا مغائر ہے اور اوس کا مثیل ہے حالانکہ ابن ماجہ اور مسلم اور ابونعیم کی دوسری حدیثین اس امام کی تفسیر کررہی ہین کہ اس حدیث مین عیسیٰ سے مراد اصلی عیسیٰ ابن مریم ہے اور امام سے مراد ایک دوسرا شخص ہے جسکا اقتدا نزول کے وقت حضرت مسیحؑ کرین گے تاکہ قادیانی جیسے مریض القلوب کو یہہ شائبہ و شبہہ نہو کہ آیا عیسےٰ آنحضرت کا نائب ہوکر آیا ہے یا نبی ہوکر آنحضرت کی شریعت کے علاوہ اپنی قدیم شریعت لایا ہے - حالانکہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہین جو جدید نبوت کے ساتہہ مبعوث ہو اور فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو میری اتباع بغیر اوس کو چارہ نہتا، لانبی بعدی

سہذا امام بخاری خود اپنی تاریخ مین تحریر فرما چکے ہین کہ عیسےٰ ابن مریم صلوات اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین کے ساتھہ دفن ہون گے اور اون کی قبر چوتہی ہوگی - چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ مین ہے کہ شیخ جزری اور دوسرے اشخاص سے جو حجرۂ عائشہؓ مین گئے معلوم ہوا کہ اونہون نے اس طریق پر بقایا ثلاثہ دیکہین کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے اور آنحضرتؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ مین چوتہی قبر جہان عیسیٰ دفن ہونگے

کی پشت مبارک کے مقابل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا
سر مبارک ہے اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر
انور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پشت اور آنحضرت کے پاؤں
کے مقابل ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی
جگہ باقی ہے اور احادیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ زمین پر سکونت
کے بعد حج کرکے جب واپس ہونگے تو مکہ اور مدینہ کے درمیان فوت
ہونگے اور اون کی نعش مبارک مدینہ میں اوسی کمرہ شریفہ
میں ایک جانب دفن کیجاویگی اور یہ سرد و عجائبی ہر دو اولوالعزم
انبیاء علیہما السلام کے مابین قیامت تک ہیں گے سبحان اللہ
یہ کیا فضائل ہیں جو بہ برکت اتباع خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو حاصل ہوئے
جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہ ہوسکے۔

مگر کمبخت قادیانی صاحب کی شوربختی دیکھو کہ وہ
کیونکر باوجود دعوی عیسویت اور دعوائے مثیل مسیح

قال الرومی وقد بقی فی البیت موضع قبر واحد الزہری
ای حجرۃ عائشۃ موضع قبر نقیل بینہ صلعم وبین العمرین
وھو الاقرب الی الادب فی قبیل بعد عمر وھو الاظہر فقد
قال الشیخ الجزری ولکن اخبرنا غیر واحد من دخل الحجرۃ
ورأی القبور الثلاثۃ علی ھذہ الصفۃ النبی صلے
اللہ علیہ وسلم مقدم ابوبکر متاخر رأسہ
بحذاء صدر النبی صلعم وراس عمر کذلک عن ابی بکر بحذاء
رجلی النبی صلعم وبقی موضع قبر واحد الی جنب عمر وقد
جاء ان عیسیٰ یدفن بعد لبثہ فی الارض یحج ویعود فیموت
بین مکۃ والمدینۃ فیحمل الی المدینۃ فیدفن فی
الحجرۃ الشریفۃ الی جانب فیبقی ھذان الصحابیان
الکریمان مصحوبین بین البیتین العظیمین علیہما
الصلوۃ والسلام رضی اللہ عنہما الی یوم القیام

(مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ ص۵۱۵)

ہونے کے اس سعادت سے محروم اور مرحوم کئے گئے ہیں جو مرزا حسین کامی سفیر کے مقدمہ میں ایک الہامی اشتہار کے ذریعہ جو اخبار چودھویں صدی مطبوعہ ۱۵ جون ۱۸۹۷ء میں شائع ہوا اپنی خوفناک حالت بیان کررہے ہیں کہ کیا میں اسلام بول میں امن کیساتھ اس دعوی کو پھیلا سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں اور یہ کہ تلوار چلانیکی سب روایتیں جھوٹ ہیں؟۔ کیا یہ سنکر اوس جگہ کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہیں کرینگے؟ اور کیا سلطانی انتظام یہی تقاضا نہیں کریگا کہ اون کی مرضی کو مقدم رکھا جائے۔ پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ؟۔ سو ہم گورنمنٹ برطانیہ کے دل شکر گذار ہیں کیونکہ اوس کی زیر سایہ

قادیانی صاحب کا مکہ اور مدینہ میں جانے سے خائف ہونا جیسے کہ دجال خائف ہوگا۔

آرام جو ہمنے پایا اور پا رہے ہین وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ مین ہی نہین پا سکتے۔ ہرگز نہین پا سکتے۔ انتہی" (ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۰۹ - واشتہار مذکور)

پس اس اشتہار سے ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت کے زیر سایہ ہنے اور اسلامبول اور عرب اور مکہ مدینہ کو بذات خود جانے سے کسقدر خالف ہین۔ اور ازالہ کے صفحہ ۵۱۲ مین صاف صاف لکھتے ہین کہ "جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کی تحت مین اشاعت حق کر سکتے ہین یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بیٹھکر بھی ہرگز بجا نہین لا سکتے"

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالکل سچ ہے جو فرمایا کہ دجال مکہ اور مدینہ مین داخل نہ ہوگا۔ اگرچہ ناصیہ مدینہ مین کسی وقت اوس کا رعب اور اثر ہو جاویگا جیسے کہ قادیانی صاحب کے عربی اشتہارات اور تالیفات کی اشاعت سے ظاہر ہے کہ اونہون نے دور دور تک اشاعت اسلام کی آڑ مین اون کو شایع کیا اور سچ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رؤیا مین دیکھا کہ دجال ایک شخص کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہی آگاہ فرمایا کہ کوئی بھی اس جناب سے مستغنی نہین عیسے مسیح ہو یا دجال مسیح اور اون کی غرض اس باب کے سوا حاصل ہونی ممکن نہین۔ اگر عیسی ہدایت کا راستہ دکھلاویگا تو بھی دین کے پیرایہ مین اور اگر دجال ضلالت اور غوایت کی طرف بہکاویگا تو بھی دین کی آڑ مین۔ چنانچہ اسی معنی کی طرف صحیح ترمذی کی حدیث صحیح مین اشارہ ہے جو فرمایا کہ عنقریب میری اُمت مین تیس دجال کے قریب ہون گے جنکا ہی دعوی ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ مین ہی خاتم النبیین ہون جسکے بعد کوئی نبی نہین۔ مگر یہ ایک طرفہ بھید ہے جو قادیانی صاحب نے ازالہ کے صفحہ ۵۳۳ مین لکھا کہ "مین نبی بھی ہون اور اُمتی بھی" اور صفحہ ۶۷۴ وغیرہ مین لکھا کہ آیہ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ درحقیقت اسی

فیہ اشعار بان احد الا یستغنی من ھذا الجناب ولا یفتح لھم غرف الا من ھذا الباب وقال النووی فی ان الدجال فی صورۃ الکذبۃ التی سیظھر علیھا یدعی حول الدین یعنی العوج والفساد۔ (مرقات حاشیہ مشکوۃ صفحہ ۴۷۸ باب العلامات)	سیکون فی اُمتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی وفی روایۃ دجالون کلھم یزعم انہ رسول اللہ۔ (ترمذی از ثوبان و ابوہریرۃ متفق علیہ)

مسیح قادیانی سے متعلق ہے اور مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد تین بھی اسی مثیل کی طرف اشارہ ہے۔

طریق سوم

(محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہین آئیگا جو دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے)

خاتم النبیین کے معنی بقول قادیانی صاحب

آیہ خاتم النبیین صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دُنیا مین نہین آئیگا۔ پس اس سے بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا مین نہین آسکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت مین یہہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہین آئیگا۔ اور یہہ امر خود مستلزم اس بات کا ہی کہ وہ مرگیا اور یہہ خیال کہ پھر وہ موت کے بعد زندہ ہوگیا مخالف کو کچھہ فائدہ نہین پہونچا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ زندہ بھی ہوگیا تاہم اوس کی رسالت جو اوس کے لئے لازم غیر منفک ہے اوس کی دُنیا مین آنے سے روکتی ہے۔ آہ۔ ازالۃ الاوہام صہ ۶۱۴۔

عالم کون مین کوئی نبی جدید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا نہ ہوگا

قادیانی صاحب نے اول تو خاتم النبیین کے معنی سمجھنے مین ایسی سراسر غلطی کی جو کوئی ادنیٰ سمجھدار شخص بھی نہین کرسکتا۔ کیونکہ اس آیت مبارک سے صرف اسیقدر ظاہر ہے کہ سلسلۂ انبیا عالم کون مین ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا اور کوئی جدید نبی مخلوق ہونے والا نہین جیسے کہ پہلے ہوتے رہے۔ پس اگر عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزول فرمانا معہود ہوا ہے تو اسلئے کہ وہ مختوم ہین نہ خاتم اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابت سے مشرف ہوئے۔ اسی واسطے بیضاوی وغیرہ مین ہے کہ آیت خاتم النبیین سے مراد یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر من نبی ہین یعنی آنحضرت کے بعد کسیکو نبوت نہ دی گئی۔ اور بعد حضرت کے کسیکو نبوت ملنا آنحضرت سے ختم و منقطع ہوگیا۔ اور اسی معنی کی نسبت آنحضرت نے اشارہ فرمایا کہ

اگر میرے بعد کوئی نبی سلسلۂ تکوین میں مقدر ہوتا تو بالضرور عمر ہوتا | لو کان بعدی نبی لکان عمر

لیکن جبکہ آنحضرت ﷺ سے پہلے نبوت پا چکے ہیں اگر آنحضرت کے بعد تک زندہ بوصف نبوت رہیں تو اس میں کوئی محذور نہیں - ہاں محذور تو اس میں ہے جو قادیانی صاحب نے ازالہ اوہام کے صـ۳۳۵ میں لکھا ہے کہ وہ نبی ہی ہے اور اُمتی بھی - اور توضیح مرام کے صـ۱۹ میں لکھا کہ اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اوس پر مُہر لگ چکی ہے - میں کہتا ہوں کہ نہ میں کُل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مُہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہیگا - اور یہ جزوی نبوت دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے اور کہا کہ النبی محدث و المحدث نبی آ حالانکہ شارع کی طرف سے اُمت محمدیہ میں کوئی فرد بجز عمر رضی اللہ عنہ کے محدث ہونا مقطوع نہیں اور پھر اونہیں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا - پس اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب کے استدلال کا پہلا قضیہ کہ صحیح ہے کہ ہر نبی محدث ہوتا ہے لیکن دوسرا قضیہ یعنی ہر محدث نبی ہوتا ہے بالکل باطل ہے - کیونکہ خود قادیانی صاحب کے قول کے مطابق رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی امور کو بذریعہ جبریل حاصل کرے - لیکن قادیانی صاحب کا یہ زعم کہ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کی موت لازم آتی ہے - اور رسالت جو اس کے لئے لازم غیر منفک ہے اوس کو دنیا میں آنے سے روکتی ہے - اس کی ہمکو ہرگز اتفاق نہیں کیونکہ اس زعم کو شیخ سیوطی اور امام سبکی رضی اللہ عنہ کی تحقیق باطل کرتی ہے جسکو علامہ زرقانی نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا اور طحطاوی نے شرح درمختار کے اوائل میں کہ کسی سایل نے اون سے پوچھا کہ کیا یہ ثابت ہے کہ نزول کے بعد عیسیٰ پر وحی کا اوترنا ہوگا؟ - اس کے جواب میں کہا کہ ہاں! - کیونکہ مسلم وغیرہ نے نواس بن سمعان کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسےٰ نبی اللہ پر وحی اوتاریگا اور یہ امر قطعی ہے کہ وحی کا لانیوالا جبریل ہی ہے کیونکہ اللہ اور اللہ کے نبیوں کے درمیان وہی سفیر ہے جیسے کہ آثار میں اس کی صراحت کی گئی ہے - اور کہا کہ یہ جو زعم ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ جب نزول

یقول قادیانی باب نبوت سن کُل الوجوہ مسدود نہوا اور وہ نبی بھی ہوا اور اُمتی بھی | عیسیٰ نبی اللہ پر جبریل کے اوتر نیکی کوئی مانع نہیں

فرما دیگا تو اوس پر حقیقی وحی کا نزول نہوگا بلکہ وحی مجازی یعنی الہام ہوگا۔ اسکو مسلم کی حدیث رد کرتی ہے اور حدیث لا وحی بعدی بالکل باطل اور بے اصل ہے۔ اور نیز جس معنی سے کہ وحی حقیقی

حدیث لا وحی بعدی باطل ہے

اوس کے نزدیک متعذر ہے وہ معنی درصل خود فاسد اور کاسد ہین کیونکہ عیسی صلوات اللہ علیہ جب کہ نبی اللہ ہین پس وحی حقیقی کے نزول ہین کون مانع ہے۔ پس اگر اس خیال سے کہا جاوے کہ عیسی سے نزول کے بعد وصف نبوت جاتا رہیگا تو یہ ایسا قول ہے جو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ کبھی کسی نبی کی نبوت نہین جاسکتی نہ مرنیکے قبل اور نہ مرنیکے بعد تنکیف کہ وہ تو ابھی زندہ ہین اور اگر اس خیال سے کہا جاوے کہ وحی حقیقی نبی کے ایک خاص زمانہ کے ساتھ مختص ہوتی ہے تو یہ ایسا قول ہے کہ جسپر کوئی دلیل نہین اور اسکو اسکے برخلاف دلائل کا ثبوت باطل کرتا ہے اور یہہ جو مشہور ہے کہ جبریل بعد موت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمین پر نہ اوترین گے اس کی کوئی

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ۔ فصلت پ ۲۴

اصل نہین بلکہ وارد ہے کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہے اُس کی موت کیوقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین آتے ہین اور دجال کو مکہ اور مدینہ مین داخل ہونے سے مانع ہون گے۔ ہان حدیث لا نبی بعدی

حدیث لا نبی بعدی کے معنی

صحیح ہے لیکن اس کے معنی علماء کے نزدیک یہی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تشریع نہین آئیگا جو تحریم او تحلیل کے متعلق کوئی جدید شریعت بجز شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے پس اسی معنی کے متعلق احادیث رسول اللہ علیہ وسلم مین ہے کہ عیسی علیہ السلام نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کرین گے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوکر رہین گے۔ جیسے کہ اس معنی پر حکیم ترمذی نے کتاب ختم الاولیاء مین اور صاحب عنقاء مغرب اور علامہ تفتازانی نے تنبیہ کردی۔ انتہی۔

بقولہ ولی صاحب رسول کا مطلع ہونا منصوص ہے لہذا عیسی کا مطلع ہونا حدیث صحیح سے ثابت ہونا درست نہین۔

لیکن قادیانی صاحب کی کورفہمی ملاحظہ کرنی چاہیئے کہ وہ بحوالہ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ انالہ الاوہام کے صفحہ ۵۶۹ مین استدلال کررہے ہین کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہین ہوسکتا اور وہ مطاع ہوتا ہے نہ مطیع۔ مگر ان کو معلوم نہین کہ حضرت ہارون

اور یوشع بن نون باوجود نبی اور رسول ہونیکے حضرت موسیٰ کی شریعت کے کیون تابع ہوئے؟ اور خود حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ سے یہود نے کیون انحراف کیا؟ اور یہہ بجز اس کے نہین کہ اونہون نے انجیل عیسےٰ کو احکام تحلیل اور تحریم سے معرّیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کو تورات کے احکام کا مُطیع پایا اور یہہ ظاہر ہے کہ نہ حضرت ہارون اور یوشع بن نون کو نبوت غیر تامہ ملی اور نہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو۔ اور یہہ تینون نبی اگرچہ احکام تحلیل و تحریم مین شریعت موسیٰ کے تابع اور مطیع ہوئے لیکن اپنی اپنی قوم کے حق مین وہ متبوع اور مطاع ہوئے۔ پس حق تعالیٰ کا یہہ ارشاد بالکل سچ ہے کہ ہر صاحب رسالت اللہ کی اذن سے مطاع ہوتا ہی اور یہہ معنی کہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ نزول کے بعد اپنی شریعت قدیمہ پر عمل نکرین گے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہون گے یہہ درحقیقت اوس عہد میثاق کا وفا ہے جو حق تعالیٰ نے

بڑی کو محمد رسول اللہ کی اطاعت کرنا نہایت شایان ہے

اپنے انبیاء سے لیا کہ جو کچھہ تمکو مین نے کتاب و حکمت دی اوس کی تصدیق کرنیوالا ایک رسول آویگا اگر تم اوس کو پالو تو ضرور اوس پر ایمان لانا اور اوس کی نصرت کرنا۔

و اذ اخذ الله میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به و لتنصرنه قال ءاقررتم و اخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا و انا معکم من الشاهدین۔ (سورہ اٰل عمران پارہ ۳ رکوع ۹)

اور حق تعالیٰ نے اون سے اس اقرار کا اعادہ کراکر فرمایا کہ تم بہولیست اور مین بھی تمہارے اقرار کا شاہد ہون۔

حسن بصری اور علی ابن ابی طالب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ یہان رسول سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور یہی معنی سدی اور قتادہ سے آیہ و اذ اخذنا من النبیین میثاقهم و منک و من نوح

امام سبکی علیہ الرحمۃ کا قول عہد میثاق کی نسبت

مین مروی ہین۔ پس امام سبکی آیہ اوّل الذکر کے متعلق نتیجہ نکالتے ہین کہ اگر بالفرض آدم سے عیسیٰ تک کُل انبیاء علیہم السلام آنحضرت کے زمانہ بعثت مین موجود ہوتے تو وہ آنحضرت کی رسالت کے ہی تابع اور مطیع ہوتے پس آنحضرت کی نبوت اور رسالت زمانہ آدم سے قیامت تک تمام مخلوقات پر عام ہے اور انبیاء اور

قال السبکی فی الآیة انه علیه الصلوٰة و السلام علی تقدیر مجیئهم فی زمانه یکون مرسلا الیهم فتکون نبوته و رسالته عامة لجمیع الخلق من زمن اٰدم الی یوم القیامة فیکون الانبیاء و امم کلهم من امته فیکون قوله علیه السلام بعثت الی الناس کافة لا یختص به الناس من زمانه

اون کی اُمتین سب کے سب آنحضرتؐ کی اُمت ہین
اور یہہ ارشاد کہ مین سب لوگون کی طرف مبعوث ہوا
ہون بعد کے لوگون کے ساتھہ مختص نہین بلکہ قبل کے
لوگون کو بھی شامل ہے - اور انبیاء علیہم السلام سے عہد
کا لیا جانا اسلئے ہوا تاکہ اون کو معلوم ہو کہ آنحضرتؐ ہی
اون پر متقدم اور اون کے نبی اور رسول ہین - اور عہد
لینے مین جو در اصل معنی استخلاف ہے اور اسی واسطے
دونون فعلون پر لام قسم داخل ہوا ایک لطیف نکتہ ہے
گویا یہہ عہد اوس بیعت کا عہد ہے جو خلفاء سے لیا جاتا ہے
(شاید کہ خلفاء کا عہد ہمین سے اخذ کیا گیا ہے)

کل انبیاء درصل ہمارے رسول اللہ کے خلفاء ہین

پس کل انبیاء درحقیقت آنحضرتؐ کے
خلفاء ہین اور آنحضرتؐ نبی الانبیاء ہین
اور اسی وجہ سے قیامت کے دن کل انبیاء آنحضرت کے
لواء کے تحت مین ہین گے اور دُنیا مین بھی اسراء کی شب
ایسا ہی ہوا کہ سب انبیاء کی امامت فرمائی - اور اگر آنحضرتؐ
کو آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے زمانون
مین آنیکا اتفاق ہوتا تو اون پر اور اون کی اُمتون پر
واجب ہوتا کہ آنحضرتؐ کے ساتھہ ایمان لاتے اور آنحضرتؐ
کی نصرت کرتے اور اسی کیساتھہ اون سے عہد لیا گیا -
پس آنحضرتؐ کی نبوت اور رسالت اون کی طرف
ایک معنی سے حاصل ہے - پس یہہ امر باہم اجتماع پر موقوف

الی یوم القیامۃ بل یتناول من قبلہم ایضا و انما اخذ
المواثیق علی الانبیاء لیعلموا انہ المقدم علیہم و انہ
نبیہم و رسولہم - و فی اخذ المواثیق وھی معنی الاستخلاف
و لذلک دخلت لام القسم فی لتؤمنن بہ لتنصرنہ
لطیفۃ وھی کانہا ایمان البیعۃ التی تؤخذ للخلفاء
و لعل ایمان الخلفاء اخذت من ھنا فانظر ھذا
التعظیم العظیم للنبی ص من ربہ تعالی فاذا عرفت ھذا فالنبی
محمد نبی الانبیاء و لھذا ظھر ذلک فی الاخرۃ جمیع
الانبیاء تحت لوائہ و فی الدنیا کذلک لیلۃ اسراء
صلیٰ بہم و لو اتفق مجیئہ فی زمن آدم و نوح و ابراھیم
و موسی و عیسی وجب علیہم و علی الامم الایمان بہ
و نصرتہ و بذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم فنبوتہ
علیہم و رسالتہ الیہم معنی حاصل و انما امرہ یتوقف
علی اجتماعہم معہ فتاخر ذلک الامر راجع الی وجودہم
لا الی عدم اتصافہم بما یقتضیہ و فرق بین توقف
الفعل قبل الحل و توقفہ علی اھلیۃ الفاعل
فھنا لا توقف من جہۃ الفاعل و لا من جہۃ
ذات النبی الشریفۃ و انما ھو من جہۃ وجود العصر
المشتمل علیہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک
و لعل ایاتی عیسیٰ فی آخر الزمان علی شریعتہ وھو
نبی کریم علی حالہ لا کما یظن بعض الناس انہ یاتی

ہوا اور اس کا تاخر اونہین کے وجود کی طرف راجع ہے
نہ یہہ کہ وہ اس وصف کے ساتھہ متصف نہین اور ایک
فعل کا قابلیت محل تک موقوف ہونا اور ایک کا اہلیت
فاعل پر موقوف ہونا دونون مین بہت بڑا فرق ہے
لیکن یہان نہ تو فاعل کی جانب سے توقف ہے اور
نہ آنحضرت کی ذات شریفہ کیطرف سے بلکہ وجود عصر کی
طرف سے ہی جو اس امر پر مشتمل ہے۔ پس اگر آنحضرت اون کے
عصر مین پائے جاتے تو سب کو آنحضرت کی اتباع بلاشک
لازم ہوتی اور اسی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ مین
آنحضرت کی شریعت پر آئین گے باوجودیکہ وہ حسب حال
نبی کریم ہون گے نہ جیسے کہ بعض آدمیون کا گمان ہے کہ
وہ ایک امتی ہوکر آئین گے یعنی یہہ کہ وہ صفت نبوت
کے ساتھہ متصف نہون گے اور یہہ صفت اون سے از روی
تادب حذف کیجاویگی۔ نہین بلکہ وہ اس اعتبار سے
امتی ہون گے کہ دوسری امت کی طرح نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا اتباع اور قرآن و سنت کیساتھہ حکم کرین گے
اور قرآن و سنت اونہون نے آنحضرت سے بلاواسطہ تعلیم
پایا کیونکہ کئی دفعہ آنحضرت کے ساتھہ جمع ہوئے۔ پس
کوئی مانع نہین کہ آنحضرت سے اون احکام کی تعلیم پائی ہو
جو شریعت انجیل کے مخالف ہین کیونکہ آنحضرت کی امت
مین نازل ہونا اون کو معلوم تہا کہ بعد نزول آنحضرت

واحد من هذه الامة (ای لیس متصفا بنبوة
وحذف هذه الصفة تادبا) فهم هو واحد من هذه
الامة لما قلنا من اتباعه النبی ص و انما یحکم لشریعة
نبینا محمد بالقرآن والسنة (و اخذه لها من النبی
بلا واسطة لانه اجتمع به غیر مرة فلا مانع ان القرآن
منه احکام الشریعة المخالفة لشرع الانجیل لعلمه
بانه ینزل فی امه ویحکم فیهم بشرعه وکل ما فیهما
من امر و نهی فهو متعلق به کما یتعلق لسائر الامة
وهو نبی کریم علی حاله لم ینقص منه شئ وکذلک
لو بعث النبی فی زمانه او فی زمان موسی و
ابراهیم و نوح و آدم کانوا مستمرین علی نبوتهم و
رسالتهم الی امهم والنبی صلے الله علیه وسلم نبی
علیهم و رسول الی جمیعهم فنبوته و رسالته اعم و
اشمل و اعظم و متفق مع شرایعهم فی الاصول و ان
اختلفت کما قال الله تعالی شرع لکم من الدین ما
وصی به نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا به
ابراهیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا
فیه و قال و الانبیاء اولاد علات امهاتهم شتی و
دینهم واحد و لتقدم شرایعه فیما عساه یقع الاختلاف
فیه من الفروع اما علی سبیل التخصیص و اما علی
سبیل النسخ او لا نسخ و لا تخصیص بل تکون شرایعه الی

کی شریعت کے مطابق حکم کرین گے اور افراد اُمت کی
طرح امر و نہی کا تعلق اون سے بھی ہوگا۔ درحالیکہ وہ
نبی کریم ہین اور اس سے اون کی نبوت مین کوئی نقص عائد
نہین ہوتا اور اسی طرح اگر آنحضرتؐ دوسرے انبیا کے
زمانہ مین مبعوث ہوتے تو وہ باوجود اسکے کہ اپنی نبوت
اور رسالت پر مستمر رہتے لیکن آنحضرتؐ کی نبوت کے
تحت حاکم ہوتے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء
ہین اور اون کی رسالت اعم اور اشمل اور اعظم اور اصول
مین اون کی شریعت کے ساتھ متفق ہے کیونکہ اس مین
اختلاف ممکن نہین جیسے کہ خود خدا فرماتا ہے کہ تمکو وہ
شریعت دی گئی جو نوحؑ کو وصیت کی گئی اور تمکو وحی
کی گئی اور جو ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو وصیت کی گئی
کہ تم دین کو قایم رکھو اور اس مین اختلاف نہ کرو اور
اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انبیا باپ کی طرف سے ایک ہین
لیکن اون کی مائین جُدا جُدا اور دین اون کا ایک
ہی ہے۔ اور بیان ہوچکا ہے کہ فروعات مین اختلاف یا تو طریق تخصیص ہے یا طریق نسخ لیکن درحقیقت
نہ تو نسخ ہے نہ تخصیص بلکہ احکام فروعی کا اختلاف اشخاص اور اوقات کے اختلاف سے ہے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے جسد شریف کے وجود اور بلوغ الاربعین کے بعد اور قبل حالت مین افتراق مبعوث
الیہم کی اپنی طرف سے ہے کہ اون مین آنحضرتؐ کے کلام مبارک کی سماع کی اہلیت نہ تھی نہ آنحضرت کی طرف
سے اور نہ اون کی طرف سے اگر قبل اس کے اون مین اہلیت ہوتی اور احکام کا شروط پر معلق ہونا کبھی
باعتبار محل قابل کے ہوتا ہے جو مبعوث الیہ ہین اور نیز سماع خطاب کی اہلیت پر اور نیز اوس جسد شریف

فی تلک الاوقات بالنسبۃ الی اولئک الامم ما جاءت
بہ انبیائہم و فی ھذا الوقت بالنسبۃ الی ھذہ الامۃ
ھذہ الشریعۃ و الاحکام تختلف باختلاف الاشخاص
و الاوقات و انما یفترق الحال بین ما بعد جسدہ
الشریف و بلوغہ الاربعین و ما قبل ذلک بالنسبۃ الی
المبعوث الیھم و ذا ھلھم لسماع کلامہ لا بالنسبۃ الیہ
و لا الیھم لو تاھلوا قبل ذلک و لتعلق الاحکام علی الشروط
قد یکون بحسب المحل القابل و ھو المبعوث الیھم فیولیھم
سماع الخطاب و الجسد الشریف الذی یخاطبھم بلسانہ
و ھذا کما یوکل الاب رجلا فی تزویج ابنتہ اذا جاءت
کفوا فالتوکیل صحیح و ذلک الرجل اھل للوکالۃ و وکالتہ
ثابتۃ و قد یحصل التوقف ای توقف التصرف علی
وجود الکفو فربما لا یوجد الا بعد مدۃ و ذلک لا یقدح
فی صحۃ الوکالۃ و اھلیۃ التوکیل انتھی کلام السبکی
(زرقانی۔ مقصد سادس)

پر جو اون کو اپنی زبان کے ساتھہ خطاب کرتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی لڑکی کے نکاح کر دینے کے لئے کسی شخص کو بشرط وجود کفو توکیل کرے - پس یہہ توکیل اگرچہ صحیح ہے اور وہ شخص بھی وکالت کی اہلیت رکھتا ہو اور وکالت بھی ثابت ہو - لیکن کبھی اون کے تصرف اور اجرا بین توقف وجود کفو تک ہوتا ہے اور وہ ایک مدت کے بعد دستیاب ہوتی ہے - مگر اس توقف سے وکالت کی صحت اور توکیل کی اہلیت بین کوئی مانع نہین - انتہی -

محی الدین ابن العربی کا قول کہ کل نبیا رتہارے رسول اللہ کے حجاب اور نواب ہین -

اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کا خلاصہ حضرت محی الدین ابن العربی فتوحات مکیہ جلد اول باب (۴۳) صـ۳۱۷ مین آیۂ ذقال موسی لفتاہ کے تحت مین لکھتے ہین کہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت مین حجاب باب نبوت و رسالت تھے کیونکہ وہی اپنی اُمت کے شارع اور رسول تھے اور ہر اُمت کے لئے ایک خاص باب الٰہی ہے جس سے اللہ کے حضور مین داخل ہوتی ہین اور اوس کا باب نکا حاجب وہی ہوتا ہے جو اون کا شارع ہوتا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام حاجبون کے حاجب اور سردار ہین - کیونکہ اونہین کی رسالت عام ہے نہ دوسرے کسی نبی کی - پس دوسرے نبی آدم سے عیسیٰ تک سب کے سب آنحضرتؐ کے محجوب ہین اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدم اور اون کے ماسوا سارے انبیاء آنحضرت کے تحت لواء ہین - پس کل انبیاء عالم خلق ہین آنحضرتؐ کے نواب ہین اور نشاء جسم شریف کے قبل بحالت روح مجرد آنحضرت نے اس معنی کو معلوم کر لیا چنانچہ کسی نے پوچھا کہ تجھکو کب نبوت ملی؟ - ارشاد فرمایا	وکان موسی علیہ السلام فی ذلک الوقت حاجب الباب فانہ الشارع فی تلک الامۃ ورسولہا ولکل امۃ باب خاص الٰہی شارعہم ھو حاجب ذلک الباب الذی یدخلون منہ علی اللہ عزوجل ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم ھو حاجب الحجاب لعموم رسالتہ دون سایر الانبیاء فہم محجوبۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام من آدم الی آخر نبی ورسول وانما قلنا انہم محجوبۃ لقولہ علیہ السلام آدم فمن دونہ تحت لوائی فہم نوابہ فی عالم الخلق وھو روح مجرد عارف بذلک قبل نشاۃ جسمہ قبل متی کنت نبیا فقال کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ای لم یوجد آدم بعد فلمن اکانوا نوابہ الی ان وصل زمان ظہور جسدہ المشرف صلے اللہ علیہ وسلم فلم یبق حکم لنایب من نوابہ ولم یبق احد من سائر الحجاب الا النبیین وہم الرسل والانبیاء علیہم السلام

کہ مین اوس وقت نبی تھا جبکہ آدم ابہی پانی اور کیچڑ کے
درمیان تہا - یعنی ابہی آدم کے جسم کے ساتھ روح نے
تعلق نہ پکڑا تھا - پس اسی وجہ سے کل انبیاء آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے جسد مطہر کے ظہور تک آنحضرتؐ
کے نواب رہے اور ظہور کے بعد کسی نواب کا حکم باقی نرہا
اور کوئی حجاب الٰہی مین سے باقی نرہا - مگر یہہ کہ اون کے
مُنھ آنحضرت کی قیومیت مقام کے سامنے جھک گئے

الا عنت وجوههم لقيوميته مقامه فكان حاجب
الحجاب فقرر من شرعهم ما شاء باذن سيده ورسله
ورفع من شرعهم ما امر برفعه ونسخ وبما قال
من لا علم له بهذا الامر ان موسى عليه السلام كان
مستقلا مثل محمد بشرعه فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لو كان موسى حيا ما وسعه الا اتباعي وصح
عليه السلام - فتوحات جلد اول صفحہ ۳۱ باب (۴)

اور آنحضرتؐ نے اپنے سردار اور بھیجنے والے کے اذن سے جو چاہا اون کے شرایع مین سے قایم رکھا اور جسکے
نسخ کا امر ہوا اوسکو اوٹھا دیا اور بسا اوقات جسکو کہ اس معرفت سے حصہ نہ ملا اوسنے کہدیا کہ موسیٰ علیہ السلام
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی شریعت مین مستقل تھے - لیکن آنحضرتؐ نے تشفی فرمادی کہ اگر موسیٰؑ زندہ
رہتا تو اوس کو میری اتباع بغیر چارہ نہتا - اور یہہ بالکل سچ ہے - انتہیٰ - اور اسی کی شرح ہے وہ جو شیخ

شیخ شرف الدین بوصیری کے قصیدہ بردہ کا قول

شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدۂ بردہ مین کہا - ؎

فاق النبيين في خلق وفي خلق ... ولم يدانوه في علم ولا كرم
وكلهم من رسول الله ملتمس ... غرفا من البحر او رشفا من الديم
وواقفون لديه عند حدهم ... من نقطة العلم او من شكلة الحكم
مزّه عن شريك في محاسنه ... فجوهر الحسن فيه غير منقسم
اى الورى في معناه فليس يرى ... للقرب والبعد فيه غير منفحم
كالشمس تظهر للعينين من بعد ... صغيرة وكل الطرف من امم
وكيف يدرك في الدنيا حقيقته ... قوم نيام تسلّوا عنه بالحلم
فمبلغ العلم فيه انه بشر ... وانه خير خلق الله كلهم
وكل اى الى الرسل الكرام بها ... فانما اتصلت من نوره بهم

فانہ شمس فضل ہم کواکبہا	یظہرن انوارہا للناس فی الظلم
حتی اذا طلعت فی الکون عمّ ضیا	ہا العالمین و احییت سائر الامم

بہتر پیغمبران در خلق و در خلق آمدہ	کس چو او نامد نہ در علم و نہ در وصف و کرم
جملگی را از رسول اللہ بود اقتباس	یک کف از دریائے علم و شربتے زآب کرم
نزد او استادہ جملہ ہر یکے بر حدِّ خود	نقطۂ از علم دارند یا نصیبے از حکم
او ہنرہ از شریک اندر ہنر آمدہ	جوہر حسنِ محمدؐ پارہ نامد در رقم
عاقلان از فہم معنی محمدؐ عاجز اند	اہلِ عالم جملہ در وصفش کشیدستند دم
مثل خورشید است نشکافد کلوخ و کوچ زرد	در ہر از چشمہائے مردمان را از اُمم
چون بدانندش حقیقت اہل دنیا چون بوند	مست خواب و دیدنش در خواب دانند مغتنم
غایت معلوم مردم آنکہ سیّد آدمی است	بہترین خلق باشد آن رسولِ محترم
ہر چہ آوردند مجموع رسل از معجزات	آن ز نورِ مصطفےٰ آمد بایشان لاجرم
او بود خورشید فضل و دیگران اختر گان	روشنی سیارگان پیدا شود اندر ظلم
چونکہ ظاہر گشت خورشیدش ہدایت گشت عام	جملہ عالم را دزندہ ساخت مجموع امم

پس اس سے ظاہر ہے کہ تادیانی صاحب اپنی حقیقت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور معنی خاتم النبیین کی معرفت سے کسقدر جاہل اور ذاہل ہین جو اونہون نے عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کو اون کی رسالت کا منافی سمجہا۔ حالانکہ اون کا نزول اون کی اپنی رسالت کے لئے مکمل ہے اور اسی جائے سے ہے جو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب ۶۴ جلد اوّل مین تحریر فرمایا کہ "چون حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول خواہد فرمود و متابعت شریعت خاتم الرسل علیہا الصلوٰۃ والسلام خواہد نمود از مقام خود عروج فرمودہ بہ تبعیت بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید و تقویت دین او علیہا الصلوٰۃ والسلام خواہد نمود۔ آہ چنانچہ یہی معنی محمد بن نصیر الدین جعفر مکی نے بحر المعانی مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کئے کہ فرمایا

عیسیٰ نبی اللہ کر رہا ہے رسول اللہ کی امت سوتی درجہ، محال ہوگی

ابوبکرؓ صدیق کا قول کہ عیسیٰ جیتے آسمان سے اوتریں گے

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان سے زمین کی طرف اسی ولایت

قال ابوبکرن الصدیق رض ینزل عیسیٰ من السماء الرابع الی الارض (بعد الفراغ) لاجل تلک الولایۃ

کے حاصل کرنے کے لئے اوتریں گے۔ مگر زیادہ تر حیرت قادیانی صاحب کے اس افترا اور دھوکہ بازی پر ہے

قادیانی صاحب کا امام ربانی پر افترا

جو اونہون نے ازالہ کے صفحہ ۵۴۵ و صفحہ ۵۸۱ وغیرہ مین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت زعم کیا کہ مسیح موعود در حقیقت مسیح ابن مریم نہین اون کا یہی مذہب ہے جیسے کہ مکتوب پنجاہ و پنجم مین لکھا۔ حالانکہ اسی مکتوب مین وہ بوجہ اتم عیسے نبی اللہ کے آسمانون سے نزول کا اثبات اور مخالفین کی تردید فرما رہے ہین۔ چنانچہ اس مکتوب کی عبارت ہمنے قبل اس کے نقل کردی ہے جس مین لکھا ہے کہ "حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہند نسخ این شریعت مجوز نیست۔ نزد یک است کہ علماء ظواہر مجتہد ات اوراز کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند۔ مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی ست کہ بہ برکت ورع و تقوی و بدولت متابعت سنت درجۂ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجز اند"۔ مگر قادیانی صاحب کی استعداد بیباکی قابل غور ہے جو مکتوب کا حوالہ اور صفحہ کا نشان دیکر یہ دھوکہ دی رہے ہین سچ ہے۔ (ع) چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

طریق چہارم

قادیانی صاحب نے ازالہ کے متعدد صفحات مین اون عمومات الفاظ سے استدلال کیا جو کئی ایک آیات و احادیث مین مذکور ہین۔ لیکن اونہون نے اون الفاظ کو حضرت مسیح بن مریمؑ کے مارنیکے لئے منصوص بنائے۔

قد خلت

اول۔ تلک امۃ قد خلت۔ یعنی اس وقت سے جتنے پیغمبر پہلے ہوئے ہین یہ ایک گروہ تہا جو فوت ہوگیا۔

قالوا نعبد الٰہک واٰلہ اٰبائک ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق الٰہا واحدا ونحن لہ مسلمون۔ تلک أمۃ قد خلت (پارہ اول)

حالانکہ قادیانی کا یہ استدلال دو طرح سے باطل ہے۔ اول تلک کا مشار الیہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ ہے جیسے کہ سیاق آیت سے ظاہر ہے۔ دوم خلت کے معنی

لغتِ عرب مین ہرگز موت کے نہین آتی - جلالین مین ہے قد خلت سلفت یعنی گذر گئی -
دوم - وما محمدٌ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - یعنی محمدؐ سے پہلے سب نبی
فوت ہو گئے ہین -

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم - پارہ ۴ (آل عمران)

حالانکہ یہہ استدلال یہی دو طریق سے باطل ہے اوّل خلا کے معنی موت
نہین - دوم الرسل سے وہ رسل مُراد ہین جن پر قتل اور موت وارد ہو گئی - جیسے کہ بعد آیت اسپر
دلالت کرتا ہے اور قرآن نے تخصیص فرمادی کہ عیسیٰ پر قتل و صلب وارد نہوئی اور سنت متواترہ
نے ثابت کر دیا کہ اون کی توفی رفع کے ساتھ بحالت حیات ہوئی اور وہ ابتک زندہ ہین بلکہ
سورۂ مائدہ کی آیت نے جو عنقریب آئیگی اوس نے قطعاً افادہ دیا کہ ابھی عیسےٰ مرے نہین -

کسی بشر کیلئے خلد نہین

سوم - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد - یعنی تجھہ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ زندہ
اور ایک حالت پر رہنے والا نہین بنایا - پس کیا اگر تو مر گیا تو یہ لوگ باقی رہ جائینگے -
حالانکہ یہہ آیت ہمیشہ زندہ رہنے کی نفی کرتی ہے - نہ کہ ایک مدت معینہ تک زندہ رہنے کی اوسکی
قابل نہین کہ عیسےٰ علیہ السلام ہمیشہ زندہ رہینگے اور اون پر فنا نہ آئیگی -

عیسیٰ کی نماز و زکوٰۃ

چہارم - و اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیّا - اگر وہ زندہ ہین تو نماز
عیسائیون کی طرح پڑھتے ہون گے اور زکوٰۃ بھی دیتے ہون گے اور یہی مُلّان مُلّانے اون سے
زکوٰۃ لیتے ہون گے -

مگر قادیانی صاحب نے یہہ نہ بتایا کہ حالت مہد مین جبکہ عیسےٰ نے لوگون کو یہہ کہا تھا تو کیا وہ
اوس وقت بھی نمازین پڑھا کرتے تھے ؟ اور زکوٰتین دیا کرتے تھے اور اوس کا مصرف کون تھا ؟
آیا قادیانی صاحب کے اجداد - یا ان غریب مُلّاؤن کے افراد ؟ - مگر اون کو معلوم نہین ہے کہ حضرت
مسیح تو اس دُنیا مین بھی ایسے مُفلس بنے رہے کہ اون کو بھی زکوٰۃ کی ادا کرنیکی اہلیت حاصل نہ ہوئی

آنحضرت کا ارشاد کہ آج کا کوئی ایسا نہین جو سو برس اوسپر زندہ رہیگا

پنجم - حدیث جابر جو مشکوٰۃ مین مسلم سے ہے کہ حضرت نے ایک ماہ قبل فوت

عن جابر قال سمعت النبی ﷺ قبل ان یموت بشہر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ واقسم

ہونیکے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ روی زمین پر کوئی ایسا نفس نہیں جو پیدا ہو گیا ہو اور موجود ہو اور پھر آج سے سو برس اوس پر گذرین اور وہ زندہ رہے۔

باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائۃ سنۃ وھی حیۃ یومئذ رواہ مسلم عن ابی سعید عن النبی ص قال لا یاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۴۸۸ - ازالہ ص۴۸۱ و ص۶۲۴

قادیانی صاحب کی تحریف

قادیانی صاحب نے اوّل تو ان احادیث کے نقل کرنیمیں سخت تحریف یہودانہ سے کام لیا یعنی پہلی حدیث جو حاشیہ پر لکھی گئی ہے ازالہ کے ص۶۲۴ میں اوس کو نقل کیا اور لفظ وھی حیۃ کے بعد یومئذ کا لفظ ترک کر دیا۔ اور دوسری حدیث جو ازالہ کے ص۴۸۱ میں نقل کی گئی ہے اوس کے آخر لفظ منفوسۃ کے بعد لفظ الیوم کو حذف کر دیا جو صاف دلالت کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط اون نفوس کے سو برس کے بعد تک زندہ نہ رہنے کی اطلاع دی جو اوس دن متولد ہوئے۔ یعنی آنحضرت ص کے یہ قول ارشاد فرمانیکے دن جو آنحضرت ص کی وفات کی قبل بقدر ایک ماہ واقع ہوا تھا۔ کیونکہ دوسری حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ یومئذ اور الیوم کا تعلق دونوں جگہ منفوسۃ کے ساتھ ہے جیسے کہ حواشی مشکوٰۃ میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور نیز صاف لکھا گیا ہے کہ منفوسۃ کا اشتقاق نفاس سے ہے جو بمعنی ولادت ہے۔ یعنی مولودۃ الیوم۔ پس صحیح معنی اس حدیث مبارک کے یہ ہیں کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی نفس روے زمین پر نہیں جو آج کے دن پیدا ہوا ہو اور وہ سو برس گذرنے تک زندہ رہے اور آنحضرت ص کا یہ فرمانا بالکل سچ ہے کہ آنحضرت ص کے اس ارشاد کے وقت سے سو برس کے گذرنے کے قبل اوس وقت کے پیدا شدہ صحابہ سب کے سب فوت ہو گئے۔

منفوسۃ ای مولودۃ من النفاس بمعنی الولادۃ قال الاشرف معناہ ما یبقی نفس مولودۃ الیوم مائۃ سنۃ اراد بہ موت الصحابۃ ھذا علی الغالب والا فقد عاش بعض الصحابۃ اکثر من مائۃ سنۃ - مرقات - وقیل نفست بمعنی حملت کما فی حدیث شعیب فی ازالۃ الخفا ص۲۰۹ جن نفست لجیسی ای حملت

عیسیٰ اور دجال وغیرہ کا اس حدیث سے استثناء

پس اس حدیث کی کئی طریق سے حضرت عیسےٰ کو مارنے سے انکار کر دیا ہے۔ اوّل اس لئے کہ وہ آسمانوں پر ہیں اور حدیث مبارک میں زمین پر ہونیکی قید ہے۔ دوم یہ کہ اون کا تولد

آنحضرت صلعم کے اس ارشاد سے پہلے ہو چکا تھا - سو یہ اس لیئے کہ اس حدیث مبارک مین منفوسۃ کا لفظ ہے جو نفاس سے مشتق ہے اور یہ معلوم ہے کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کو بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ ماں کے رحم مین اوسقدر وقفہ نہ دیا گیا جو خون نفاس اون کا غذا نہ ہوتا - اور نیز منفوسۃ الیوم کی قید نے اون دوسرے اشخاص کی صورت سے انکار کر دیا جنکا قبل از زمین زندہ ہونا تواتر آثار سے ثابت ہے - جیسے زربت بن سربا ملقب عیسیٰ کا کوہ حلوان کے پاٹ کے اندر دنیا کے حوادث سے محفوظ تا نزول عیسےٰ زندہ رہنا اور اسی طرح دجال معہود کا جسکو تمیم الداری نے بچشم خود دیکھا اور آنحضرتؐ نے اوس کی تصدیق فرمائی جیسے کہ اوائل کتاب مین اوس حدیث کے الفاظ نقل کر دیئے گئے - اور اسی طرح جن صحابہ نے کہ ابن صیاد ہی کو

ابن صیاد کا استثنا

دجال معہود ہونا یقین کیا اور کہا کہ وہی وقت معہود پر خروج کرے گا - اس کی

نسبت عایشہ مشکوٰۃ صـ۴۷۸ مین ہے کہ ابوداؤد نے اپنی سنن مین بسند صحیح جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد واقعہ حرہ کے دن اپنی آنکھون سے گم کر دیا - طیبی فرماتے ہین کہ یہ حدیث اوس شخص کی روایت کو باطل کرتی ہے جسنے کہا کہ ابن صیاد مدینہ مین مر گیا اور اوسپر نماز پڑھی گئی جیسے کہ قادیانی صاحب کا یہی زعم ہے - امام نووی لکھتے ہین کہ اگرچہ ابن صیاد کا امر مشکل ہے لیکن علمار نے تصریح کر دی ہے کہ ان کل احادیث کا ظاہر یہی بتلا رہا ہے کہ آنحضرتؐ کو یہہ وحی نہ ہوئی تھی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے یا وہ دجال نہین بلکہ دجال کی صفات کی نسبت وحی ہوئی - اور چونکہ ابن صیاد مین وہ قرائن موجود تھے اسی لیئے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر یہہ وہی ہے تو تجھے قدرت نہین کہ تو اوسپر

وروی ابوداؤد فی سننہ باسناد صحیح عن جابرؓ قال فقدنا ابن صیاد یوم الحرۃ رواہ البخاری ومن روی انہ مات بالمدینۃ وصلی علیہ طیبی قال النووی ظاہرہ مشتبہ فی انہ صلی علیہ ام لا وہو غیر دلیل علی انہ دجال من الدجاجلۃ قالوا وظاہر الاحادیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یوح الیہ بانہ المسیح الدجال ولا غیرہ وانما اوحی الیہ بصفۃ الدجال وکان لابن صیاد قرائن محتملۃ فلذلک کان صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع بانہ الدجال ولا غیرہ ولہذا قال لعمرؓ ان یکن ہو فلن تسلط علیہ - واما الاحتجاج بانہ مسلم وقد دخل مکۃ والمدینۃ فلا دلالۃ فیہ لان النبی انما اخبر عن صفات وقت فتنتہ وخروجہ فی الارض اہ طیبی حاشیہ مشکوٰۃ صـ۴۷۸

غالب آوے اور اوس کو اقرار اسلام اور مکہ اور مدینہ مین دخل ہونہین کوئی دلالت نہین کیونکہ آنحضرتؐ نے تو وقت خروج کی صفات سے اطلاع دی ہے۔ انتہیٰ کلام نووی۔ مگر یاد رہے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث قطعی الافادہ ہے کہ ابن صیاد اور ہے اور دجال اکور جسکی آنحضرتؐ نے خود قطعی طور سے تصدیق فرمائی جیسے کہ اول کتاب مین ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور اسی طرح تمیم داری کی حدیث نے اون نفوس کے مارنے سے قطعی انکار کر دیا ہے جو ہوا یا پانی مین ہین۔ اور اسی طرح اصحاب کہف کے مارنے سے جو کئی سو برس سے پہلے ہی زندہ کہف جبل مین بحکم قرآن سو رہے ہین۔

ابن صیاد اور دجال مین فرق

ششم" ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام۔ جزو (۶) یعنی مسیح صرف رسول ہے اوس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہین اور مان اوس کی صدیقہ ہے جب وہ دونون زندہ تھے طعام کھایا کرتے تھے۔ یہ آیت بھی صریح نص حضرت مسیح کی موت پر ہے اور مریم کی طرح اون کی موت بھی ماننی پڑی۔ کیونکہ دونون کانا کے لفظ کے تحت مین ہین۔ اور جس طرح حضرت مریمؑ بوجہ موت کھانے سے روکی گئین اوسی طرح عیسیٰؑ اور بمقتضاے ما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام جب تک یہ جسم خاکی زندہ رہتا ہے طعام کھانا اوس کے لئے ضروری ہے اور اس سے قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ اب وہ زندہ نہین ہین" (ازالہ ص۶۰۳)

جس طرح مریم علیہا السلام بوجہ موت کھانے سے روکی گئین اسی طرح عیسیٰ بن مریم

قیاس پیسی کہ قیاس کرنا غلط ہے

ہم قبل ازین ثابت کر چکے ہین کہ خلت کے معنی مضت ہین موت نہین اور آیت کا سیاق اس معنی کا شاہد ہے کہ حق تعالیٰ کا منشا راس آیت کے ارشاد سے صرف یہی ہے کہ کہ عیسیٰؑ بھی دوسرے رسولون کی طرح ایک رسول ہے اور مان اون کی دوسری عورتون کی طرح رسول کی تصدیق کرنیوالی اور دونون کھانے پینے کی طرف اور انسانون کی طرح محتاج تھے پس ایسے اشخاص الوہیت کے کیونکر مستحق ہو سکتے ہین؟۔ ہان اون کی مان بیشک فوت ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے دنیا کے کھانے سے روکی گئی ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہے کہ چونکہ مریمؑ فوت ہو گئی ہے اس لئے عیسیٰ بھی فوت ہو گئے۔ کیونکہ دونون طعام کھایا کرتے تھے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے مولوی نورالدین کہے کہ غلام مرتضیٰ اور غلام احمد طعام کھاتے تھے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نہین نکالا جا سکتا کہ

غلام مرتضیٰ جو بوجہ فوت ہونیکے کھانے سے رُک گیا ہے اوس کا فرزند غلام احمد جواب زندہ ہی اوس کا مرجانا یا طعام کھانے سے روکا جانا ثابت ہو۔ یا بوجہ طعام نہ کھانیکے اوس کا مرجانا ہی ثابت ہو کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہین کہ اکثر اشخاص بغیر طعام کھانے کے سینکڑون برس سے زندہ ہین اور زندہ رہینگے جیسے اصحاب کہف اور عُزیر بن برشلا۔ اور جیسے کہ نثر الجواہر ترجمہ انہار المفاخر مصنفہ ۱۲۵۱ھ مطبوعہ ۱۲۹۰ھ کے صـ۲۷۱ مین حضرت صبغۃ اللہ بن محمد غوث بن ناصر الدین محمد شافعی حضرت شاہ ابو المعالی لاہوری کے تحفۃ القادریہ سے نقل کرتے ہین کہ حافظ عبد الرزاق فرزند محبوب سبحانی کے ایک فرزند جنکا نام شیخ جمال اللہ ہے وہ اس زمانہ مین موجود اور اپنے دادا ہی صورت مین بہت مشابہ اور بسطام کے جنگلون مین اکثر رہا کرتے ہین۔ ایکدفعہ ایک شخص نے اون سے پوچھا کہ انسان کامل کو اوس کی وفات اور حیات مین اختیار ہے۔ آپکی عمر کتنی دراز ہوگی؟۔ فرمایا معلوم نہین مگر مین نے رکابتا جو میرے دادا حضرت شیخ عبد القادر نے مجھے گود مین لیکر کہا کہ اے جمال اللہ امیری طرف سے میرے بھای مہتر عیسےٰ علیہ السلام کو میرا سلام پہونچانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مین عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھون گا۔ حضرت کا سلام مجھپر امانت ہے سو اون کو پہونچاؤن گا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبد اللہ قادری حیدر آبادی جو بہت بزرگ اور صاحب کرامات تھے وہ ایک سال تک بسطام کے جنگلون مین اون کی ملاقات کے منتظر رہے اور آخر کار اون سے ملاقات کی۔ انتہیٰ۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے پوتے شیخ جمال اللہ کا بجا حضرت نازمان عیسیٰ زندہ رہنا

اور ایسا ہی مائی صفوران رحمۃ اللہ علیہا کا قصہ مشہور ہے کہ اونہون نے حضرت شاہ غلام محی الدین قصوری کے عم شریف سے بعد فوت تین بار ملاقات کی اور فرمایا کہ "شمارا دیگر خواجگی میدہم کہ من خود بلا واسطہ سید جمال اللہ صاحب را دیدہ ام پس درین صورت در بشارت طوبیٰ لمن رآنی دو واسطہ باشد"۔ اور حدیث مشکوۃ مین اسماء بنت یزید کی حدیث مین ہے کہ خروج دجال کے وقت تین سال تک جو بارش نہونے سے طعام کا ملنا موقوف ہو جائیگا اوس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس وقت ایمان والونکو ملائکہ آسمان کی طرح تسبیح و تقدیس بجاے طعام کفایت کریگی۔ اور اگر ایسا ہی ہے جیسے کہ قادیانی صاحب کا زعم فاسد ہے کہ ایسے دو شخصون کے لئے ایک غالب وصف حیات کے ساتھ متصف کرنا جن مین سے

ایک کا مرجانا ثابت ہو دوسرے کی موت کا مستلزم ہے تو ہم معارضہ کے طور پر سورۂ مائدہ کی اس آیت

اس معنی کا قرآنی ارقطعی ثبوت کہ ابھی تو اللہ تعالیٰ نے مسیح کے مارنیکا ارادہ نہیں کیا

کریمہ کو پیش کرینگے۔ جبکہ نصاریٰ نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے تو اوس وقت ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ! اون سے کہدے کہ اگر خدا مسیح ابن مریم کو مارنے کا ارادہ کرے ساتھ اوس کی ماں اور کل زمین والوں کے تو کون روک سکتا ہے: پس ظاہر ہے کہ یہہ آیت کریمہ صاف بتلا رہی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کے مارنیکا ابھی خداوند مالک الملک نے ارادہ بھی نہیں کیا۔ اور اگر قادیانی صاحب کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح کی ماں یعنی حضرت مریم بھی ابھی تک نہیں مری ہیں حالانکہ مریم کا مرجانا قطعی ہے جس طرح کہ الفاظ ان ارادان یہلک المسیح کا مفاد بھی قطعی ہے کہ مسیح ابن مریم پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے بیضاوی وغیرہ نے اس آیت مبارک کے ساتھہ ردِ نصاریٰ کے وقت یوں استدلال کیا ہے کہ مسیح کا سائر ممکنات کی طرح قابل فنا ہونا یہہ آیت

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم و امہ و من فی الارض جمیعا۔ سورہ مائدہ پارہ (۷)

بتلا رہی ہے اور جو قابل فنا ہو وہ قابل الوہیت نہیں پس اگر یہہ شبہہ ہو کہ امہ کا عطف ہو اور عاطفہ المسیح ابن مریم پر ہے اور معطوف علیہ اور معطوف دونوں برابر طور سے اپنے عامل یعنی ان ارادان یہلک کے اثر سے متاثر ہونے چاہئیں اور چونکہ معطوف یقیناً متاثر نہیں لہذا معطوف علیہ کا بھی اپنے عامل سے متاثر ہونا مفید قطع نہیں۔ کیونکہ قاعدہ مقررہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک ہی حکم رکھتے ہیں لہذا ہم اس شبہہ کے جواب میں کہینگے کہ یہہ واؤ حرف عاطف نہیں بلکہ یہہ واؤ درحقیقت وہ حرف رابطہ ہے جو مفعول معہ اور معمول فعل کے بیچ میں فقط نسبت مصاحبت پر دلالت کرتا ہے نہ کہ حرف عاطف کی طرح مفعول معہ کو طرف وصول فعل کے لیئے واسطہ ہے اور کتب نحو میں ثابت ہے کہ مفعول معہ کا شریک فعل ہونا

احتج بذلک علی فساد قولھم و تقریرہ ان المسیح قابل للفناء کسائر الممکنات و من کان کذلک فھو بمعزل عن الالوھیۃ۔ ملخصاً بیضاوی (مائدہ)

وتبین ان کونہ الی المفعول معہ شریکاً فی الفعل لیس منطوق الکلام بل ھو قولھم سرو الطریق و کنت و زیداً قائماً و یجوز

منطوق کلام نہین جیسے مرّ و الطریق جو بلا نزاع مفعول معہ کی صورتون مین سے ہے اس مین طریق شارک طب نہین اور محققین نحات نے تصریح کردی ہے کہ منصوب لفظی جس کا عطف اپنی صحوب منصوب پر باعتبار معنی کے صحیح نہ ہوسکے وہ بلاشبہہ مفعول معہ ہے۔ جیسے آیۂ * اجمعوا امرکم و شرکائکم۔ پس چونکہ اجماع کا لفظ اعیان کی طرف متعدی نہین ہوتا لہذا متعین ہوا کہ شرکائکم کا عطف امرکم پر نہین۔ بلکہ وہ مفعول معہ ہے اور واؤ بمعنی مع ہے جیسے کہ یہی قول رضی کا ہے۔

پس آیت مذکورہ بالا مین چونکہ امّہ کا عطف باعتبار معنی کے صحیح نہین ہوسکتا۔ اس لئے متعین ہوا کہ وہ ایسا مفعول معہ ہے جو اپنے منصوب کے فعل مین شریک نہین۔ پس یہہ آیت مبارک نہایت وضاحت کیساتھ دلالت کررہی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم پر ابھی موت وارد نہین ہوئی۔ اور یقین ہے کہ یہہ آیت مبارک اس افادہ مین ایسی قطعی الدلالت ہے کہ اس مین سر مو تاویل کی گنجایش قادیانی صاحب کے لئے نہین۔

صدہ الا فاضل و قوعہ جملۃ ثم الحق ان الواو ہہنا دالۃ علی نسبۃ المصاحبۃ لا واسطۃ فی وصول الفعل الیہ۔ و الغرض من اتیانہ بعد الواو لیس الا التنصیص عند المخاطب و ذالک یحصل الا بان یکون المفعول معہ مصاحبا بمعمول الفعل الذی بحیث لو اورد عطف تم یجز حوبث المعنی و من ثم جوزوا مفعولا معہ فیما کان المعمول مفعولا بہ مع کونہ منصوبا بالفظا ان لم یجز العطف من حیث المعنی کما فی قولہ تعالیٰ اجمعوا امرکم و شرکاءکم اذ الاجماع لا یتعدی الی الاعیان فلا یقال اجمعت زیدا کما صرح الرضی وغیرہ و اجاز لکن لا یکون بعدہ منصوبا سواء کان ذالک المعمول فاعلا او مفعولا بہ ھذا و التفصیل فی فرحنا (للمتن المبین)

عیسیٰ ہی پر فوت ہونے کے باعث آیۂ زیر بحث کی تفسیر

ہفتم۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے جسکو ہم زیادہ عمر دیتے ہین تو اوس کی پیدایش کو اولٹا دیتے ہین یعنی انسانیت کی طاقتین اور قوتین اوس سے دور ہوجاتی ہین عقل زایل ہوجاتی ہے۔ اگر مسیح کا اس وقت تک نہ رہنا فرض کرلیا جاوے تو کچھہ شک نہین کہ پیر فوت ہوگئے ہون گے اور اس کام کے ہرگز لایق نہین ہون گے کہ کوئی حجت

* ای فاعزموا علیہ مع شرکائکم و یؤیدہ القراءۃ بالرفع عطفا علی الضمیر المتصل و جاز من غیر ان یؤکد للفصل بمفعول (بیضاوی صفحہ ۳۱۰ پارہ ۱۱)

دینی ادا کر سکین اور ایسی حالت مین اون کا دُنیا مین تشریف لانا سراسر تکلیف ہے۔ ازالہ ص ۴۷۰۔
اور یہہ حالت خود موت کو چاہتی ہے اور یقینی طور پر ماننا پڑتا ہے کہ مدت سے وہ مر گئے ہوں گے۔ ازالہ ص ۶۱۱
قادیانی صاحب کے اس حقارت اور خفت آمیز استدلال کو حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کی ہزار ہزار برس کی عمرین بلا فتور عقل و طاقت باطل کرتی ہین۔ اور جمیع محدثین کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے کہ حضرت سلمان فارسی دو سو پچاس برس اور بقولے تین سو پچاس برس عقل و ہوش کے ساتھہ زندہ رہے

خدا کی عبادت کرنیوالون اور حفاظ قرآن کی عمرین بہتر ہوتی ہے

اور سر اس مین یہہ ہے کہ نفوس قدسیہ جن کو تسبیح و تقدیس کا تلذذ ہوتا ہے اون کی قوت قدسیہ ہماری عقل و فہم سے بالاتر ہوتی ہے۔ سچ ہے

کار پاکان را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در لوشتن شیر و سیر

فتح البیان مین اس آیت کے تحت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑھنے والے اپنی اخیر عمر مین حالت ارذل کی طرف نہین رد کئے جاتے بلکہ عمر کی درازی کے ساتھہ اون کی عقل بھی بڑھتی جاتی ہے۔

قال عکرمۃ من قرأ القرآن لم یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئا ای فضل الرد المنکس خاص بغیر قاری القرآن والعلماء واما ھؤلاء فلا یرد ون فی اخر عمرھم الی الارذل بل یزداد عقلھم کما طال عمرھم (فتح البیان ج ۲ ص ۱۶۳)

بلکہ مولف رسالہ ہذا کے جد امجد حضرت نواب مرزا خان دُرّانی طاب ثراہ نے ایک سو دس برس کی عمر مین اخیر لکاح کیا جس سے تین فرزند متولد ہوئے اور کوئی اثر ہرم کا نہ تھا۔

ہشتم۔ یہہ کہ مسیح ابن مریم اپنی موت کے بعد اسموات مین جا ملا اور ضد تعالی کے بزرگ نبی جو اس دُنیا سے گذر چکے ہین اون مین داخل ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین فوت شدہ جماعت مین اوس کو پایا۔ دیکھو بخاری ص ۵۰۰ وغیرہ جس مین مذکور ہے کہ وہ سب نبی دُنیوی زندگی کی رو سے مر گئے اور اس جسم کثیف اور اس کی حیات کے لوازم کو چھوڑ گئے۔ جس سے قطعاً ثابت ہے کہ مسیح مر گیا اور مرنیکے بعد فوت شدہ روحون مین داخل ہے۔ اگر فرض محال اوس کا زندہ ہو کر دُنیا مین آنا قبول کر لین تو ایک موت کے بعد پھر دوسری موت ایک عظیم الشان نبی کے لئے تجویز کرنا خدا تعالی کی تمام کتابون کے برخلاف ہے (ازالہ ص ۵۹۱)

لہ (۱) عطاء الرحمان مختار الدولہ (۲) صدیق الرحمان (۳) سیف اللہ خان پس مولف رسالہ حضرت نواب مرزا خان طاب ثراہ کے تین فرزند ہیں العمدہ

اس دنیا میں دو تین دار دہونا ممنوع ہیں

اور امام بخاری نے اس جگہ فوت شدہ نبیوں کے دوبارہ نہ آنے کے بارہ میں ابوبکر صدیق کا قول پیش کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر بوسہ دیکر وفات کے وقت کہا کہ خدا تیرے پر دو موتیں جمع نہیں کریگا۔ ازالہ ص۸۹۶ - اور خود خدا فرماتا ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی۔ یعنی جس پر موت وارد ہوگئی وہ پھر کبھی دنیا میں نہیں آسکتا اور ہشتیوں پر دوسری موت نہیں آئیگی۔ ازالہ ص۴۶۱

حضرت خضر کی حیات کا ثبوت

قادیانی صاحب کا اول حضرت مسیح کو فوت شدہ جماعت کیساتھ ہونے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اس سے اون کا بھی فوت شدہ ہونا لازم ہوتا ہے بالکل بے دلیل ہے۔ کیونکہ یہ امر متواتر ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے کہ وہاں سے حضرت خضر علیہ السلام کی گذر ہوئی تو آپنے فرمایا قف یا اسرائیلی اسمع کلام المحمدی۔ یعنی اے اسرائیلی ٹھیر جا محمدی کا کلام سن! پس یہ اجتماع دو حال سے خالی نہیں۔ اگر قادیانی یہ کہیں کہ حضرت خضرؑ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے مرنے کے بعد بصورت روحانیان متمثل ہوئے تھے تو دل ماشاء چشم ما روشن۔ حضرت خضرؑ ہشتوں سے نکلکر ایک زندہ جماعت دنیا میں کیسے آگئے؟ - اور اگر یہ کہیں کہ وہ مرا نہیں تو لوں کا سارا کارخانہ خراب ہوجاتا ہے۔ اور اگر اس وقت اس قصہ کی صحت کے منکر ہوجائیں تو خود ہی جھوٹے بنتے ہیں کیونکہ ازالہ کے اخیر میں اون کے نائی صاحب اسکی تصدیق کر چکے ہیں۔ اور اپنے ساتھ حاملان شریعت جیسے شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی وغیرہ کی ایک جماعت عظیمہ کا اعتبار کھودینگے جنہوں نے حضرت خضر کی حیات کا اثبات اسی طرح چشمدید واقعات سے کیا۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے ص۵۵۰ میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ اور زرقانی کے مقصد رابع میں ابن الصلاح کا قول ہے کہ خضر جمہور علماء اور عامہ کے نزدیک ابھی زندہ موجود ہیں۔ اگرچہ بعض محدثین جیسے نووی اور بخاری نے اس کا انکار کیا لیکن خضر کی حیات صوفیہ اور اہل صلاح کے نزدیک

(وانہ ای الخضر باق الی الیوم فانہ تابع لاحکام ھذہ الملۃ) قال ابن الصلاح وھو حی عند جمہور العلماء والعامۃ معہم فی ذلک وانما شذ بانکارہ بعض المحدثین وتبعہ النووی وزاد ذلک متفق علیہ

متفق علیہ ہے اور اون کی حکایات ملاقات اور سوال
وجواب اور اکثر مواضع شرقیہ مین حاضر ہونا مشہور و معروف
ہے - بلکہ فتح الباری مین ہے کہ یعقوب بن سفیان نے
اپنی تاریخ مین اور ابوعروبہ نے ریاح تمیمہ ابن عبیدہ سے
روایت کی ہے کہ کہا اوس نے مین نے عمر بن عبد العزیز
کو دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ پر تکیہ لگائے ہوئے مشی
رہا ہے - جب پیچھے کی طرف لوٹ کر آیا تو مین نے
اوس سے پوچھا کہ یہہ کون شخص تہا - عمر بن عبد العزیز نے
اوس سے پوچھا کہ کیا تو نے دیکھہ لیا ہے ؟ - کہا ہان
عمر بن عبد العزیز نے کہا مین تجھے نیک آدمی سمجھتا ہون
وہ میرا بھائی خضر تہا اوس نے مجھے بشارت دی ہے
کہ مین عنقریب حاکم ہون گا اور عدل کرون گا - اور یہہ ایسی
روایت ہے کہ اوس کے رجال مین کوئی باس نہین
اور اس کی مثل سند جید کی روایت مین نے نہین دیکھی
اور یہہ سو برس والی حدیث کے معارض نہین کیونکہ یہہ
واقعہ سو برس سے پہلے تہا - انتہی - زرقانی ص ۴۰۶

بین الصوفیۃ و اہل الصلاح و حکایاتہم فی
اویتہ و الاجتماع بہ و الاخذ عنہ و سوالہ و
جوابہ و وجودہ فی المواضع الشرقیۃ اکثر من ان تحصر
و اشہر من ان تذکر و لم یبق منہ فتح الباری
من جملتہ روی یعقوب بن سفیان فی تاریخہ
و ابو عروبۃ عن ریاح تمیمۃ ابن عبیدۃ قال
رأیت رجلا یمشی عمر بن عبد العزیز معتمدا علی
یدیہ فلما انصرف قلت لہ من الرجل قال رأیتہ
قلت نعم قال احسبک رجلا صالحا ذاک اخی خضر
یبشرنی انی سألی و اعدل لا باس برجالہ و لم
یقع لی الی الان خبر ان اثر سند جید غیرہ و ھذا
لا یعارض الحدیث فی مائۃ سنۃ لانہ کان قبل
المائۃ انتہی - زرقانی مقصد رابع ص ۴۰۶

فلما توفی رسول اللہ سمعوا الصوت من ناحیۃ البیت
فقال علی لقد رأوا من ہذا الخضر رواہ البیہقی
فی دلائل النبوۃ مشکوۃ ص ۵۵۵

لیکن مولف کے نزدیک اس کے معارض نہین کہ حضرت خضر آنحضرت کے سو برس والی ارشاد سے پہلے ہی موجود تھے
پس اس سارے بیان سے ظاہر ہے کہ کسی زندہ عنصری جسم کا روحانی جماعت کے ساتہہ مجتمع ہونا اوس کی موت
کا مستلزم نہین خصوصا جبکہ قبل اس کے ہم تحقیق کر چکے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کی موت درحقیقت
ایک قسم کی غیبت ہے جس سے اون کے اجساد کو کوئی ضرر نہین ہوتا اور وہ مرنیکے بعد اپنے اجساد کے
ساتہہ ہر جگہ جا سکتے ہین - بلکہ اون کے لطایف روحانیہ اون کے اجساد کیساتہہ متجسد ہو کر ایک ہی

آن مین ہزار ہا امکنہ مین موجود ہو جاتے ہین جس سے اون کی حقیقی تشخص مین کوئی تغیر و تبدل نہین ہوتا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتحریر فرماتے ہین "ہرگاہ جنیان را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بقوی مے آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرماید چہ محل تعجب است و چہ احتیاج بدیگر ازین قبیلہ است آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن در امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال متبائنہ بقوی مے آرند اینجا نیز لطایف ایشان متجسد باجساد مختلفہ و متشکل باشکال متبائنہ باشند" اور جبکہ یہہ ہی ثابت ہو کہ انبیاء علیہم السلام سارے اور سیر گاہون کی کوئی حد نہین تو کوئی استبعاد نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ باجساد خود بیت المقدس مین اول اون کا اجتماع ہوا جن مین حضرت عیسیٰ بھی تھے جیسے کہ بروایت ابن عساکر امّ ہانی کی حدیث مین ہے اور پہر اوسی ساعت ہر ایک کے ساتھہ جدا جدا آسمان مین ملاقات فرمائی - اسی طرح قادیانی صاحب کا یہہ بھی بالکل افترا ہے جو احادیث معراج کی طرف نسبت کرتے ہین کہ اون مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارک کو دنیا مین چھوڑ کر آسمانون پر گئے - اسی طرح قادیانی صاحب کا یہہ بھی کہنا افترا ہے کہ ایک موت کے بعد دوسری موت تجویز کرنا خدائیتعالی کی تمام کتابون کے برخلاف ہے - کیونکہ ہم قبل اسکی ثابت کر چکے ہین کہ کتاب اللہ نے الوف کو مار کر پہر زندہ کیا اور پہر دوبارہ اون کو موت دی اور عزیر نبی اللہ کو سو برس تک مار کر پہر زندہ کر کے دوبارہ موت دی - اسی طرح قادیانی صاحب کا یہہ بھی افترا ہے جو امام بخاری کی طرف کیا کہ اونہون نے اس کا ثبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول سے دیا - حالانکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا یہہ فرمانا کہ میری مان اور باپ تیرے پہدا ہون خدا کی قسم اللہ تعالے تجہہ پر دو موتین جمع نہ کریگا لیکن وہ موت جو تجہہ پر لکہی گئی ہے وہ موت پوری ہوگئی اس کی نسبت قسطلانی مین ہے کہ بعض کے

حدیث منع موتین کے معنے

بابی انت و امی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد متہا - بخاری ص۵۱۶ - قیل ھو علی حقیقتہ و اشار بذلک الی الرد علی من زعم انہ سیجیئ فیقطع ایدی رجال لامۃ لو صح للزمان یموت موتۃ اخری فاجرانہ اکرم علی اللہ من ان یجمع علیہ موتتین کما جمعہما علی عزیر کالذین خرجوا من دیارھم وھم الوف وکالذی مر علی قریۃ وھذا اوضح الاجوبۃ واسلمہا	

نزدیک اس قول سے حضرت صدیقؓ کی مُراد یہہ ہے کہ آنحضرت پر اوروں کی طرح دوسری موت وارد نہیں ہوگی جو کرب اور سکرات سے خالی نہیں اور اس زعم کا رد فرمایا جو عمر رضی اللہ عنہ نے منافقین کو دبانے کے لئے کہا کہ آنحضرتؐ مرے نہیں اور عنقریب دوبارہ آئینگے

وقیل اراد لا یموت موتۃ اخری فی القبر بخلاف من اذ یحیی للسئل ثم یموت وھذا جواب الداؤدی وقیل کنی بالموت الثانی عن الکرب اذ لا یلقی بعد کرب ھذا الموت کربا اٰخر واغرب من قال المراد بالموتۃ الاخری موت الشریعۃ ای لا یجمع اللہ علیک موتک موت شریعتک ویؤید ھذا القول قول ابی بکر بعد ذلک فی خطبتہ من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت - قسطلانی -

اور اہل ارتداد کے باتہہ کاٹینگے جس کی نسبت حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ اس معارضہ مین حکمت یہہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے قول سے حق تعالیٰ نے منافقون اور مرتدون کے دلون مین ہیبت اور رعب ڈال دیا اور وہ چون وچرا نہ کرسکے اور ابوبکر کے قول سے امر حق کا اظہار فرما دیا کہ آنحضرتؐ پر دوسری موت نہین آئیگی - اور یہہ بالکل دور از قیاس ہے کہ ایسا اولوالعزم صحابی جو ہم آغوش نبی رہا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہوجانیکو نہ سمجھے اور آیۂ قد خلت سے غافل رہے - اور داؤدی کا قول ہے کہ دوسری موت سے مُراد وہ موت ہے جو قبر مین ہوتی ہے جبکہ ملائکہ کے جواب وسوال کے لئے میت کو زندہ کرکے دوبارہ وارد ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک دوسری موت سے مُراد کرب ہے - اور اگرچہ سب سے زیادہ اظہر قول اوّل ہے لیکن عجیب تر قول یہہ ہے کہ دوسری موت سے مُراد موت شریعت ہے اور اسکی موید خود ابی بکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو بعد کہا کہ جو محمدؐ کی عبادت کرتا رہا تو وہ تو فوت ہوگئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا رہا تو وہ تو زندہ ہے مرنہین - انتہیٰ - اور اسی طرح

قادیانی کا افترا کہ عیسیٰ بہشتیون کو بہشت مین داخل ہوگیا

قادیانی صاحب کا یہہ مزعومہ بھی باطل ہے کہ عیسیٰ بہشتیون مین داخل ہوگیا اور اللہ کا وعدہ ہے کہ بہشتی کبھی بہشت سے نہ نکلین گے - کیونکہ ہم تو یہہ کہتے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہین اور وہ چوتھے آسمان مین ہین جو آسمان ہفتم سے بہت پستی مین ہے اور یہہ وعدہ مرنیکے بعد اور قیامت کے حساب وکتاب ہونیکے بعد وفا ہوگا ورنہ حضرت آدم کیون جنت سے زمین پر اوتارے گئے

الغرض عیسےٰ علیہ السلام کے مارنیکے لئے قادیانی صاحب نے ایسے ہی بہت سے لغو استدلالات سے کام لیا جس سے اون کی جہالت وغباہت اور ضلالت وغوایت کی غایت معلوم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ہمنے اون کو ترک کر دیا۔ چنانچہ اون مین سے ایک بطور نمونہ ہم اس مقام پر نقل کر دیتے ہین تاکہ اہل بصارت کیلئے موجب اعتبار ہو کہ قادیانی صاحب نے کس حد تک عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے مارنے مین کوشش کی اور وہ بطریق ہشتم ذیل مین لکھا جاتا ہے :-

عیسیٰ علیہ السلام کے زمین سے الہامی مریم عیسیٰ کی آنے کی خبر ہوئی اور سری نگر کشمیر مین جانے کی

ہشتم - حضرت عیسیٰ جب مصلوب کیے گئے تو اتفاقاً یوم السبت ہونیکی وجہ سے معمول سے پیشتر اوتار لئے گئے تھے - لوگ سمجھے کہ آپ کی روح پرواز کر گئی ہے مگر حقیقت مین آپ بیہوش تھے اور سکتہ کی طرح آپکے جسم مین روح چھپی ہوئی تھی - حواریین نے خدا کی الہام کے مطابق مریم عیسیٰ جسکا نام مریم رسول اور مریم حواریین بھی ہے طیار کر کے آپ کو اون دشمون پر لگایا جو صلیب پر چڑھائے جانیکی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے - اور اوس مریم کی برکت سے آپ اچھے ہو گئے اور ارض یہود کو چھوڑ کر اقطار عالم کی سیاحت کرنے لگے بہت سے ممالک مین پھرتے پھراتے ہوئے آپ کشمیر جنت نظیر مین وارد ہوئے جہان حکیم نورالدین بہت دنون رہ چکے ہین اور جہان ان دنون بعض عیسائی محققون کی شہادت کے مطابق قوم یہود کے بہت سے لوگ آکر آباد ہو گئے تھے - حضرت عیسیٰ آخر عمر تک اسی دلچسپ سرزمین مین رہے اور ایک سو بیس ۱۲۰ برس کے ہوکر یہین واصل بحق ہوئے - چنانچہ مرزا صاحب قادیانی اپنے انگریزی اشتہار مشتہرہ ۲۳ جولائی ۱۸۹۸ء مین لکھتے ہین کہ "کشمیر کے دارالسلطنت سری نگر مین محلہ خان یار مین اس پیغمبر معصوم کا مرقد اسوقت تک موجود ہے جو وہان کے لوگون مین مزار یوز آسف کے نام سے مشہور ہے اور وہان کے مجاورون مین یہ روایت مشہور ہے کہ جن بزرگ کا یہہ مزار ہے وہ اٹھارہ انیس سو برس پیشتر تھے جسکو قادیانی صاحب نے اپنی وحی کی برکت سے دریافت کیا ہے کہ لفظ یوز آسف یسوع یا جیزس کا بگاڑ ہے جو یورپ مین حضرت مسیح کے مشہور نام ہین - جریدۂ روزگار (مدراس) مطبوعہ یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء"

قادیانی صاحب کے الہامی قول کا رد

قادیانی صاحب کا یہہ طرفہ الہام ہے جسکو وحی ربانی یعنی نص قرآنی در اصل الہام شیطانی

ثابت کر رہی ہے جسکے صریح الفاظ ہین کہ "ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبّہ لہم" یعنی یہود نے مسیح کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ اون پر اشتباہ مسلط کیا گیا کہ رفع بر آسمان کو قتل اور صلب گمان کرنے لگے۔ پس یہ یہودانہ اشتباہ ہی بہتر ہے جو قادیانی صاحب کو الہام ہوا کہ عیسےٰ صلیب پر چڑھائی گئی اور زخمی ہوگئے اور اون کے واسطے مرہم تجویز کیا گیا اور علاج کیا گیا اور اچھے ہوگئے اور اقطار عالم کی سیاحت کرنے لگے اور اسقدر رقفہ دراز کے باوجود یہود پر اتنا بڑا اشتباہ باقی رہا جسکی نسبت قرآن کریم شہادت دے رہا ہے اور اوس کا دفیہ نہو سکا اور قادیانی صاحب کو الہام ربانی نے اوس وقت تائید نہ دی جبکہ وہ علی رؤس الاشہاد ایک عالم کے مقابل کھڑے ہو کر ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۸۳۰ مین اقرار کیا کہ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل مین جا کر فوت ہوگیا اور حواریون کو کشفی طور پر چالیس دن

قادیانی کا دوسرا قول کہ مسیح اپنے وطن گلیل مین فوت ہوا

برابر نظر آتا رہا اور بعض احادیث مین آیا ہے کہ بعد موت کے اکثر مدت مقدس لوگون کی زمین پر رہنے کی چالیس دن ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ کوئی نبی فوت ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ زمین پر نہین ٹھیرتا بلکہ اس عرصہ کے اندر اندر آسمان کی طرف اوٹھایا جاتا ہے۔ چنانچہ خود اپنی نسبت آنجناب فرماتے ہین کہ مجھے ہرگز امید نہین کہ خدا تعالیٰ چالیس دن سے زیادہ مجھکو قبر مین رکھے۔ انتہیٰ۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب ٹھوس قبل اقرار کر چکے ہین کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ اپنے وطن گلیل مین فوت ہوگئے اور اب کیسے اوس کو برخلاف کہتے ہین کہ عیسیٰ کشمیر کی دار السلطنت سرینگر کے محلہ خان یار مین آکر فوت ہوئے اور اون کا مرقد اس وقت تک وہان موجود ہے۔ اور نیز بیس برس قبل اس کے براہین احمدیہ مین مسیح کے زندہ رہنے کا اقرار کر چکے ہین۔ پس بقولے "دروغگو را حافظہ نباشد" اون پر اقرار پر داری اسقدر غالب ہوگئی ہے کہ وہ الہامات ربانی مین تناقض در علم الٰہی مین بدا کی تجویز سے نہین شرماتے۔ کیونکہ جیسے خدا ایک ہے اوس کا علم بھی ایک ہے اور اوس کا الہام و اعلام بھی ایک ہے جس مین کسی قسم کا اختلاف ممکن نہین قطع نظر اس کے کہ اون کا دعویٰ ہے کہ محدث کا الہام قطعی اور یقینی ثابت ہوتا ہے۔ معہذا قادیانی صاحب کا یہہ قول بھی محض افترا ہے کہ کوئی نبی چالیس دن سے زیادہ زمین پر نہین ٹھیرتا۔ کیونکہ شب معراج مین آنحضرت کا موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گذر کرنا اور

اون کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھنا اور آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ انبیاء اپنی اپنی قبرون مین زندہ ہین جو نمازین پڑھتے ہین - جیسے کہ زرقانی کے مقصد عاشر مین بروایت بیہقی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اون کے اس اقرار کو باطل کر رہا ہے -

دعوی دوم

عیسیٰ موعود جو آنیوالا ہے وہ اصلی عیسیٰ کا مثیل یعنی غلام احمد قادیانی ہے

اب ہم قادیانی صاحب کے دعوی دوم کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو اونہون نے خود کو مسیح موعود و بالنزول ہونا کہا اور اونہون نے اس الہامی دعوے کے ثبوت کیلئے دو قرآنی آیات سے یون استدلال کیا کہ

بقول قادیانی صاحب جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ کے مثیل ہین

کہ خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا جیسا کہ فرماتا ہے - انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا - اس آیت مین خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ کی طرح اور کفار کو فرعون کی طرح ٹھیرایا اور پھر دوسری جگہ فرمایا وعد اللہ الذین امنو منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدونی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون - یعنی خدا تعالےٰ نے اس اُمت کے مومنون اور نیکوکارون کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ انہین

جیسے عیسیٰ نبی اللہ نہین کا خلیفہ ہوا اسی طرح قادیانی مثیل عیسیٰ مثیل موسیٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہونا چاہیے آیا اتحاد ہے

زمین مین خلیفہ بنائیگا جیسا کہ اوسنے پہلون کو بنایا تھا یعنی اوسی طرز اور طریق کے موافق اور نیز اوسی مدت اور زمانہ کے مشابہ اور اوسی صورت جلالی اور جمالی کی مانند جو بنی اسرائیل مین سنت اللہ گذر چکی ہے اس اُمت مین بھی خلیفے بنائے جائینگے اور اون کا سلسلہ خلافت اوس سلسلہ سے کم نہین ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور نہ اون کی طرز خلافت اس طرز سے مباین و مخالف ہوگی جو بنی اسرائیل کے خلیفون کے لئے مقرر کی گئی تھی - پھر آگے فرمایا ہے کہ اون خلیفون کے ذریعہ سے زمین پر دین جما دیا جائیگا اور خدا خوف کے دنون کے بعد امن کے دن لائیگا - خالصاً اوسی کی بندگی کرین گے اور کوئی اوس کا شریک نہین ٹھیرائین گے لیکن اس زمانہ کے بعد پھر فتنہ پھیل جائیگا - مماثلت تامہ کا اشارہ جو کما استخلف الذین من قبلھم سمجھا جاتا ہے

صاف دلالت کر رہا ہے کہ یہہ تمامت مدت ایام خلافت اور خلیفون کی طرز اصلاح اور طرز ظہور سے
متعلق ہے - سو چونکہ یہہ بات ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل مین خلیفۃ اللہ ہونے کا منصب حضرت موسیٰ سے شروع
ہوا اور ایک مدت دراز تک نوبت بہ نوبت انبیاء بنی اسرائیل مین رہکر آخر چودہ سو برس کے پوری ہونے
تک حضرت عیسیٰ بن مریم پر یہہ سلسلہ ختم ہوا حضرت عیسیٰ بن مریم ایسے خلیفۃ اللہ تھے کہ ظاہری عنان
حکومت اون کے ہاتھ مین نہین آئی تھی اور سیاست ملکی اور اس دنیوی بادشاہی سے اون کو کچھہ علاقہ
نہین تھا اور دنیا کے ہتھیارون سے وہ کچھہ کام نہین لیتے تھے بلکہ اوس ہتھیار سے کام لیتے تھے جو
اون کے انفاس طیبہ مین تھا اور جسکے ذریعہ سے وہ مرے ہوئے دلون کو زندہ کرتے تھے اور بہرے کانون کو
کھولتے تھے اور مادرزاد اندھون کو سچائی کی روشنی دکھا دیتے تھے - اون کا وہ دم ازلی کافر کو مارتا تھا
لیکن مومن کو زندگی بخشتا تھا - وہ بغیر باپ کے پیدا کئے گئے تھے - اور ظاہری اسباب اون کے پاس
نہین تھے - اور ہر بات مین خدا تعالےٰ اون کا متولی تھا - وہ اوس وقت آئے تھے جبکہ یہودیون نے
نہ صرف دین کو بلکہ انسانیت کی متعلقین ہی چھوڑ دی تھین اور بیرحمی وخودغرضی وغیرہ اون مین ترقی کر گئی تھی
اور نہ صرف بنی نوع کے حقوق کو اونہون نے چھوڑ دیا تھا بلکہ غلبہ شقاوت کی وجہ سے حضرت حق حقیقی
سے عبودیت اور اطاعت اور سچے اخلاص کا رشتہ توڑ بیٹھے تھے - صرف بامغز استخوان کی طرح توریت کے
چند الفاظ اون کے پاس تھے جو تہر الٰہی کی وجہ سے اون کی حقیقت تک وہ نہ پہونچ سکتے تھے کیونکہ ایمانی
فراست اور زیرکی بالکل اون مین سے اوٹھہ گئی تھی اور اون کے نفوس مظلمہ پر جہل غالب آ گیا تھا اور
جھوٹ اور ریاکاری اور غداری اون مین انتہا تک پہونچگئی تھی - ایسے وقت مین اون کی طرف مسیح
ابن مریم بھیجا گیا تھا جو بنی اسرائیل کے مسیحون اور خلیفون مین سے آخری مسیح اور آخری خلیفۃ اللہ تھا
جو برخلاف سنت اکثر نبیون کے بغیر تلوار اور تیزی کے آیا تھا - یاد رکہنا چاہیئے کہ شریعت موسوی مین خلیفۃ اللہ
کو مسیح کہتے تھے اور حضرت داؤد کے وقت اور یا اون سے کچھہ عرصہ پہلے یہہ لفظ بنی اسرائیل مین مشائع ہو گیا
تھا بہرحال اگرچہ بنی اسرائیل مین کئی مسیح آئے لیکن سب سے پیچھے آنیوالا مسیح وہی ہے جسکا نام قرآن کریم مین
مسیح عیسیٰ ابن مریم بیان کیا گیا ہے - بنی اسرائیل مین مریمین بہی کئی ہوئی ہین اور اون کے بیٹے بہی کئی تھے

لیکن مسیح عیسےٰ ابن مریم یعنی ان تینوں ناموں سے ایک مرکب نام بنی اسرائیل مین اوس وقت اور کوئی نہین پایا گیا - سو مسیح ابن مریم یہودیون کی اوس خراب حالت مین آیا جسکا مین نے ابھی ذکر کیا ہے آیات موصوفہ بالا مین ابھی ہم بیان کر چکے ہین کہ خدا تعالیٰ کا اس اُمت کے لئے وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل کی طرز پر اون مین بھی خلیفے پیدا ہونگے - اب ہم جب اوس طرز کو نظر کے سامنے لاتے ہین تو ہمین ماننا پڑتا ہے کہ ضرور تھا کہ آخری خلیفہ اس اُمت کا مسیح ابن مریم کی صورت مثالی پر آوے اور اوس زمانہ مین آوے کہ جو اوس وقت سے مشابہ ہو جس وقت مین بعد حضرت موسیٰ کے مسیح ابن مریم آئے تھے - چودھوین صدی مین یا اوس کے قریب اوسکا ظہور ہو اور ایسا ہی بغیر سیف وسنان اور بغیر آلات حرب کے آوے جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم آئے تھے اور نیز ایسے ہی لوگون کی اصلاح کے لئے آوے جیسا کہ حضرت مسیح اوس وقت کے یہودیون کی اصلاح کے لئے آئے تھے - ایسا ہی اوس نے اس اُمت کے مُفسد طبع لوگون کو یہودی سے بدتر کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھدیا ہ تک ۵ - اور جب آیات ممدوحہ بالا کو غور سے دیکھتے ہین تو ہمین اون کے اندر سے یہہ آواز سُنائی دیتی ہے کہ ضرور آخری خلیفہ اس اُمت کا جو چودھوین صدی کے سر پر ظہور کریگا حضرت مسیح کی صورت مثالی پر آئیگا - دو سلسلون کی مماثلت مین یہی قاعدہ ہے کہ اوّل اور آخر مین اشد درجہ کی مُشابہت اون مین ہوتی ہے تو اس ضمن مین قطعی اور یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام مین سرد فتر الٰہی خلیفون کا مثیل موسیٰ ہے جو اس سلسلہ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزت کے اوّل درجہ پر بیٹھنے والا اور تمام برکات کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم - ایسا ہی اوس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ روحانی مسیح عیسیٰ بن مریم ہے جو اس اُمت کے لوگون مین سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے اور فرمان جعلناك المسيح ابن مریم نے اوس کو درحقیقت وہی بنا دیا ہے وکان اللہ علی کل شئی قدیرا اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسکے مثیل ہونیکی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمدؐ جلالی نام ہے اور احمدؐ جمالی اور احمدؐ اور عیسےٰ اپنے جمالی معنون کی رو سے ایک ہی ہین اسی کی طرف اشارہ ہے و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد - مگر ہمارے نبی صلعم فقط احمدؐ ہی نہین بلکہ محمدؐ

دعوای قادیانی کہ وہی سلسلۂ خلافت کا خاتم ہے

آنے والا احمد غلام احمد قادیانی ہے

بھی ہیں یعنی جامع جلال وجمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجدد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔ وہ حیّ وقیوم خدا جو اس بات پر قادر ہے جو انسان کو حیوان بلکہ شر الحیوانات بنا دے ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا؟۔ اب اس تحقیق سے ثابت ہو کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنیکی قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے۔ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس تک مدت ٹھیرائی ہے بہت سے اولیا بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں اور آیہ[1] وانا علی ذھاب بہ لقادرون جسکے بحساب جمل ۱۳۴۵ عدد ہیں اسلامی چاندی کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارت ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے۔ اور یہ آیت کہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔ اور خلافت جو آدمؑ سے شروع ہوئی تھی آخر کار آدم پر ہی ختم کردی۔ یہی حکمت اس الہام میں ہے کہ اردت ان استخلف فخلقت آدم اور آدم اور عیسیٰ میں کسی وجہ سے روحانی مماثلت نہیں بلکہ مشابہت ہے ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم۔ انتہی از الہ اوہام ار ۶۶۶ ۶۰۱

آیہ ارسل رسولہ آہ کا تعلق زمانہ قادیانی سے ہے

قادیانی صاحب کے اس دوسرے دعوی کا جواب

پس قادیانی صاحب کا یہ دوسرا دعوی جو درحقیقت تار عنکبوت کی طرح مگس صفتوں کو دھوکا دے رہا ہے اور محض سراب کی طرح تشنگان بادیہ ضلالت کی آنکھوں میں بصورت آب لہلہا رہا ہے، ہم ذیل میں اوس کو توڑتے ہیں اور اس سراب کو خراب کرتے ہیں تاکہ کسیکو دھوکا نہو پس معلوم کرنا چاہیئے کہ پہلی آیت کریمہ جس سے قادیانی صاحب نے ہمارے نبی سید المرسلین وفخر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کا مثیل قرار دیا ہے وہ اس افادہ سے جو قادیانی صاحب نے اوس کی نسبت کہا بالکل تبری فرما رہی ہے۔ کیونکہ استعمالات اہل عرب میں حرف کاف جو تشبیہ کے لئے آتا ہے اوس کے فقط دو استعمال ہیں۔ ایک جبکہ اسم مفرد پر آوے تو اسم مشبہ کو اپنی مجرور مشبہ بہ کیساتھ کئی ایک صفت میں تشریک تشبیہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ کل صفات مشبہ میں جیسے زید کالاسد۔ پس اس مثال میں حرف کاف نے جو حرف تشبیہ ہے

کاف تشبیہ کے معنی اور اسکے استعمالات

[1] اس آیت میں ۱۳۵۶ھ زمانہ مذکر کی طرف اشارہ ہے جو اوس وقت قرآن اٹھایا گیا۔ ازالہ ص ۶۲۲۔

زید کو اپنے مجرور مشبّہ بہ کے ساتھ فقط شجاعت مین شرکت اور مشابہت کا افادہ دیا نہ کہ اسد کی
تمام صفات زید مین ثابت کردین - اور دوسرا استعمال جبکہ حرف کاف کے بعد ما کافہ آوے جو
اوس کو اوس کے عمل جر سے روک دیتا ہے اوس وقت یہہ کاف یا تو ایک فعل کو دوسرے فعل کے ساتھ
وقوع مین مقارنت اور اتصال کا افادہ دیتا ہے جیسے کما قام زید قد عمر یعنی زید کے قیام کے ساتھ
ہی عمر کا قعود ہوا اور جیسے ادخل کما یسلم الامام یعنی امام کے سلام کہنے کے ساتھ ہی دخول کا فعل ہوا
اور یا ایک جملہ کے مضمون کو دوسرے جملہ کے مضمون کے ساتھ تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے جیسے آیہ ہمجوثہ
فیہ یعنی ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا - پس اس آیہ کریمہ مین دونون
جملون کا مضمون فقط ارسال رسول ہے - اور حرف کاف نے قواعد لسان عرب کے مطابق فقط ارسال
مین تشریک اور تشبیہہ کا افادہ دیا نہ کہ ہر دو رسولون کو باہم تشبیہہ کا افادہ فرمایا جس سے بزعم قادیانی
صاحب یہہ نتیجہ نکالا جاسکے کہ دونون رسول یعنی موسیٰ صلوات اللہ علیہ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپس مین مشبہہ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوسی طرح حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کے مثیل
ہون جیسے کہ قادیانی صاحب اپنے کو حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کا مثیل قرار دے رہے ہین حالانکہ
یہ آیت مبارک اس معنی کے افادہ سے بالکل تبرّی فرما رہی ہے - اسی وجہ سے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ
نے اس نکتہ سے آگاہ فرمانیکی غرض سے اس آیہ کریمہ کے تحت مین لکھا کم یعنی لان المقصود تم تشبیہہ

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے فقط رسالت مین تشبیہہ ہے نہ کہ دوسری تمام صفات مین بھی

یعنی حق تعالے نے دوسری جگہ رسول کو اسلئے معین نہ فرمایا یعنی کما ارسلنا الی فرعون موسیٰ کرکے نہ کہا کہ موسیٰ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تشبیہہ دینا اور آنحضرت کو موسیٰ کا مثیل قرار دینا حق تعالیٰ کا مقصود نہ تھا
اور یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اصل جلیل کو ظل ذلیل کا مثیل کہا جائے یا دوسرے لفظون مین نبی الانبیاء
کو اپنے نائب نبی کا یا شہنشاہ کو اپنے ایک خلیفہ نواب کا مثیل قرار دیا جائے اور یہہ کسقدر خلاف
اصل اور سوء ادب ہے، اوس شہنشاہ کی شان مین جو سرتاج انبیاء اور تخت نبوّت کا اعلےٰ درجہ پر بیٹھنے
والا اور اوس کا اصلی مالک اور تمام برکات کا مصدر ہے اور کل انبیاء جسکے نایب ہین چنانچہ فرمایا

جیسے خدا وحدہ لاشریک ہے اسی طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار نبوت کے اپنی ذات و صفات مین وحدہ لاشریک ہین

کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو میری اتباع بغیر اوس کو چارہ نہ تہا - پس ہمارا ایمان ہے کہ جیسے خدا وحدہ لاشریک ہے اور وہ اپنی صفات کاملہ مین یگانہ اور کوئی اوسکا سہیم و شریک اور شبیہہ و مثیل نہین اسی طرح ہمارے نبی الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات و صفات مین وحدہ لاشریک ہین کہ جن مین کوئی نبی بہی سہیم و شریک نہین - اور اسی جگہ سے ہے جو کہا گیا ؎ مثل الذی محمد قد امتنع ÷ من قال بالامکان صار مکفرا یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل محال ہے اور جو ممکن کہے وہ کافر ہے - مگر قادیانی صاحب کی

قادیانی کا دعوی کہ وہ تمام انبیاء اولوالعزم کا مثیل ہے

خیرہ سری قابل ملاحظہ ہے جو اپنے کو ایک نبی کا مثیل نہین بلکہ ازالۃ الاوہام کے ص۲۵۳ مین لکہتے ہین کہ براہین احمدیہ مین خدا تعالی نے اس عاجز کو آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور پہر مثیل نوح قرار دیا اور پہر مثیل یوسف قرار دیا اور پہر مثیل حضرت داؤد بیان فرمایا اور پہر مثیل موسیٰ کرکے بہی اس عاجز کو پکارا یہان تک کہ پہر مثیل ابراہیم بہی کہا اور پہر آخر مثیل ٹہیرانے کی بیان تک نوبت پہونچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کرکے ظلی طور پر مثیل سید الانبیا و امام الاصفیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرار دیا - انتہی پس قادیانی صاحب کے یہہ سارے الہامات موجب استخفاف ان انبیا علیہم السلام مین جن کا مثیل ایک ایسا فاسق شخص کہا جاتا ہے جو ایک طرف تو انگریزی قوم کے پادریون کو ازالہ کے ص۴۸۹ وغیرہ مین دجال کہتا ہے - اور پہر اسی ازالہ کے ص۵۰۰ مین قوم یاجوج ماجوج سے مراد انگریز و روس کہکر دوسری طرف اونہین کے زیر سایہ اور ظل حمایت مین رہنے کی دعائین مانگتا ہے - اور باوجود اُن کی قوم کا دشمن اور اون کے خدا کا شریک اپنے کو بتانیکے منافقانہ طور سے خوشامدین کرتا ہے - اور غریب مسلمانون کو جن کو اپنے خدائے یگانہ کے سوا کسی غدر و مکر سے سروکار نہین اور وہ فتنہ مٹانیکے لئے خاص طور سے مامور ہین اون پر ازالہ کے ص۲۳۷ مین اتہام لگاتا ہے کہ ۱۸۵۷ء مین وہی باعث غدر ہوئے - اور انہین کے فتووں[1] سے اوس وقت کے مسلمانون نے

[1] مگر براہین احمدیہ حصہ چہارم کے ابتدا مین ایک ضروری التماس کے عنوان مین قادیانی صاحب لکہ چکے ہین کہ کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو علم دین سے بیگانہ نہ ہو بلکہ غریب مسلمانون اور پنجاب مین سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی کیونکہ شریعت اسلام کا واضع سنت

چرون اور قرامطون اور حرامیون کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کیا اور اوس کا نام جہاد رکھا۔
حالانکہ یہہ سارے فتنے اوسی نجدی گروہ کے ہین جو ہمیشہ دولت اور سلطنت کی لالچ مین اپنے
غیر کو مشرک بناکر اور خود توحید کی حامی بنکر ایک جماعت عظیمہ کے ساتھہ قوت وطاقت پیدا کرنیکے
خواہشمند رہے۔ عرب مین محمد بن عبدالوہاب نجدی نے فتنہ برپا کیا اور ہندوستان مین انہین
وہابیون نے جو عبدالوہاب کے قدم برقدم ہین اور اونہین مین سے قادیانی صاحب ہین جو اپنے کو

ازالہ کے صہ ۹۵ مین وہی حارث بتلاتا ہے جو حدیث علی رض مین مذکور ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایک شخص ماوراء النہر سے خروج کریگا جسکو حراث کہا جاویگا کیونکہ وہ کھیتی کرنے والا ہوگا اوس کا سپہ سالار ایک شخص ہوگا جسکو منصور کہا جاویگا وہ آل نبی کو جگہ دیگا جیسے قریش نے رسول اللہ کو جگہ دی اوس کی نصرت ہر مومن پر واجب ہے۔ پس اپنے لئے قادیانی صاحب نے اس حدیث کا مصداق بنانیکے لئے بہت کوشش کی۔ یہان تک کہ غدر کے وقت اپنے پردادا گل محمد کو بحوالہ غیاث الدولہ وزیر سلطنت مغلیہ دہلی کی تخت نشینی کا مستحق سمجھا دیکھو ازالہ از صہ ۹۵ تا صہ ۱۲۶ وغیرہ۔ لیکن ؎ ہر گدائے مرد سید ان کی شود ۔ پشتہ آخر سلیمان کی شود۔
پس جائے انصاف ہے، کہ ایسا شخص جو بقول خود (ع) سینتوانند شد مسیحا میتوانند شد یہود۔
کا مصداق ہے وہ کسی نبی کریم کا مثیل کیونکر ہوسکتا ہے؟ اور قطع نظر اسکے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ جس سے قادیانی صاحب اپنے دعوائے مثیل انبیاء ہونے پر استدلال کرتے ہین وہ خود بقول دہیری اور عسقلانی اور زرکشی اپنا کوئی اصل نہین رکھتی اور ملا علی قاری اور دیگر ائمہ نے اسکے موضوع ہونے پر تنصیص فرمادی۔ بتقدیر ثبوت حرف کاف فقط کسی ایک صفت مین تشریک اور تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ جملہ اوصاف

عن علی قال قال رسول اللہ ص یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لال محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ ص وجب علی کل مومن نصرہ - ابی داؤد - مشکوۃ

حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موضوع ہے

قال اللہ میری والعسقلانی والزرکشی لا اصل لہ - رسالہ موضوعات کبیر ملا علی قاری تشبیہ کے لئے ثالث ہم صفتون مین ہونا چاہیے

مین مثیل ہونیکا کیونکہ حضرت خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب مین فرماتے ہین المماثلۃ عندنا تثبت بالاشتراک فی جمیع الاوصاف حتی لو اختلفا فی وصف لا تثبت المماثلۃ لان المثلین ما یسد احدھما مسد الاخر - اور یہی معنی ہین اوس آیت قرآنی کے جس مین کفار کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ قرآن کی ایک سورۃ کی مثل کوئی سورۃ پیش کرین اور وہ عاجز ہو گئے - ورنہ قادیانی صاحب کے الہامی فقرات کی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی تو بہت سے الہامی فقرات بنا لئے تھے -

فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھدائکم من دون اللہ ان کنتم صادقین

آیہ استخلاف کے معنی بقول قادیانی

پس جس طرح کہ پہلی آیت مبارک سے قادیانی صاحب کا یہ استدلال باطل ہے کہ ہمارے نبی الانبیا خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ کے مثیل ہین اسی طرح قادیانی صاحب کا دوسری آیۂ استخلاف سے یہ استدلال باطل ہے کہ کما استخلف مین مماثلت تامہ اور مماثلت مدت ایام خلافت اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان خلفاء کا سلسلۂ خلافت اوس سلسلہ سے کم نہین ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور یہ منصب حضرت موسیٰ سے شروع ہوا اور آخر چودہ سو برس کے پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریم پر ختم ہوا اور وہ ایسے خلیفۂ موسیٰ تھے کہ ظاہری حکومت اون کے ہاتھ مین نہین آئی تھی اور دنیا کی ہتھیارون سے وہ کچھ کام نہ لیتے تھے اور بغیر سیف و سنان اور بغیر آلات حرب کے آئے - اور وہ اوس وقت مبعوث ہوئے تھے جبکہ یہودیون نے نہ صرف دین کو بلکہ انسانیت کی خصلتین بھی چھوڑ دی تھین اور چونکہ ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ اس امت مین بھی بنی اسرائیل کی طرز پر خلیفے پیدا ہون - لہذا ضرور ہوا کہ آخری خلیفہ اس امت مین آنحضرت کا مسیح ابن مریم کی صورت مثالی پر آوے اور اوس زمانہ مین آوے جو اوس وقت سے مشابہ ہو جس وقت مین موسیٰ کے مسیح ابن مریم آئے تھے یعنی چودھوین صدی مین اور جبکہ تحریف تورات ہو گئی پس حق تعالیٰ نے اس امت کے مفسد طبع لوگون کو یہودی سے بدتر اور اس عاجز کا نام بفرمان جعلناک المسیح ابن مریم درحقیقت وہی ابن مریم بنا دیا اور قرآن مین آنیوالے رسول کا نام جو احمد رکھا گیا ہے

وہی اوس کے نشیل کی طرف اشارہ ہے - اور ظاہر ہے کہ اس وقت قرآن مین تحریف ہوگئی اور ۱۸۵۷ء
زمانہ غدر مین قرآن بمقتضائے انا علی ذھاب بہ لقادرون اوٹھایا گیا جسکے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہین
جو عیسوی تاریخ مین دیکھنا چاہین تو ۱۸۵۷ء ہوتے ہین - چونکہ حدیثون مین لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن
کو زمین پر لانیوالا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا تو اس زمانہ مین بلاشبہہ ضرور ہے کہ کتاب الٰہی کے لئے
ایک نئی اور صحیح تفسیر کیجائے - کیونکہ موجودہ تفسیرین فطرتی سعادت اور نیک روشنی کی مزاحم ہورہی ہین
قرآن پڑھتے ہین لیکن قرآن اون کے حلق کے نیچے نہین اوترتا - اور انہین معنون سے کہا گیا ہے کہ
قرآن آسمان پر اوٹھایا جائیگا جو آیہ انا علی ذھاب بہ لقادرون مین اشارۃً بیان کیا گیا ہے اور
جس مین ایک نئے چاند کے نکلنے کی اشارت ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددون مین بحساب جمل پائی
جاتی ہے یعنی پورے تیرہ سو - اور اس عاجز کے ساتھہ اکثر یہہ عادۃ اللہ جاری ہے کہ وہ بجاۂ بعض اسرار
اعداد حروف تہجی مین میرے پر ظاہر کردیتا ہے - ازالہ ص۱۸۶ مکتوب عربی ص۱۷۲ -

اور چونکہ اوّل و آخر مین نہایت مناسبت ہوتی ہے سو خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم بھی رکھا اور آدم
اور عیسیٰ مین کسی وجہ سے روحانی مبائنت نہین بلکہ مشابہت ہے" - انتہیٰ ملخصاً - ازالۃ الاوہام
از ص۶۶۲ تا ص۶۶۱ و ص۶۷۲ و ص۵۷۳ و ص۱۸۲ -

انبیاء مختلف صورتون مین آتے

پس قبل اس کے کہ ہم قادیانی صاحب کے ان لغویات اور ہذیانات کا جواب دین اور ان کے
ہفوات پر حجت قایم کرین ضرور ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نبوت کی تشریح کرین جسکی
خلافت مطلوب ہے - پس سنت اللہ سے معلوم ہے کہ آنحضرت کی قبل انبیاء نے کبھی تو بصورت بادشاہان
بروز کیا جیسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام اور کبھی بصورت احبار جیسے حضرت زکریا
علیہ السلام اور کبھی بصورت زہاد جیسے حضرت یونس اور یحییٰ علیہما السلام اور ہر صورت مین حق تعالیٰ نے
اون کو مرتبہ اور غلبہ اور عزت اور عظمت کرامت فرمائی اور امت کو اون کی اطاعت کی توفیق عطا کی
لیکن نبی الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو جامع جمیع کمالات انبیاء تھے حکمت الٰہی مین

لہ وجعلت بعدہ علی قدم رجل من بعدی وہو انہ خفی فی عدد ایامی علی عدد زمانی فتفکر فی غلام احمد قادیانی - (سرور)

ضرور ہوا کہ اون کی نبوت جمیع انبیاء کی صورت کی جامع ہو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ان تینون صورتون کی جامع ہوئی۔ یہان تک کہ یمن و تہامہ اور نجد اور بعض نواح شام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت تصرف ہوئے اور صورت سلطنت ظاہر ہوئی اور ہر لحہ اور ہر لحظہ جمیع اقطار مین یہہ صورت ترقی پذیر ہوئی۔ اور عرب کے وفود و فوجا فوج ہر طرف آنحضرت ص کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور سلطان عالم کی طرح آنحضرت ص کے ظل نفس ناطقہ نے اپنے بخت اور حکمت اور عدالت اور شجاعت اور کفایت اور سخاوت سے افراد بشر مین ایک قسم کا انتظام اور التیام پیدا فرما دیا اور علم اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کی صفات تحققاً و تخلقاً آنحضرت ص مین نمایان ہوئے اور صوفی مرشد کی طرح مصدر کرامات عجیبہ و خوارق غریبہ ہوئے۔ اور اپنی قوت ارشاد اور تاثیر صحبت کے ساتھہ ہزارہا سال سے بادیہ ضلالت کے بھٹکے ہوؤن کو راہ نجات دکھلائی اور ایک ہی آن مین تزکیہ اور طہارت کا افادہ فرمایا اور جبرئیل کی طرح جارحۃ تدبیر الٰہی اور واسطہ اخذ علوم ہو کر عالم ملک و ملکوت کے اسرارون پر منکشف ہوئے۔ لیکن صورت اول کے مقام اعلیٰ سے ابھی ایک پایہ ترقی کا باقی تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرما گئے۔ اور ذوالقرنین کی طرح موعود خدا کہ اوسنے تمام بادشاہان روے زمین کو اپنا مطیع بنایا۔ بفحوے امانزینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک وہ غلبہ روے زمین اور فتح فارس و روم اور منصب شہنشاہی کہ جس کی سطوت سے دین خدا ہر مدر اور وبر مین گہر کرتا تہا اوسکا ایفا آنحضرت کے خلفاء کے ہاتھون منجز فرمایا اور اسی کے ضمن مین ترقیات یعنی نبوت روز افزون ہوئین اور مضمون ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ظہور پذیر ہوا اور اسی وعدہ کی طرف اشارہ ہے جو حق تعالیٰ نے سورہ نور مین حاضرین وقت نزول سورہ مذکور کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم مین سے ایک جماعت کو حق تعالیٰ بالضرور زمین پر خلیفہ بنائیگا جیسے کہ اون سے پہلون کو خلیفہ بنایا اور اون کے لئے پسندیدہ دین کو بالضرور زمین مین تمکنت دیگا اور اون کے خوف کو اس کے ساتھہ بدل دیگا تاکہ انجام کار میری ہی عبادت کرین گے اور میرے ساتھہ کسیکو شریک نہ بنائین گے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت

پس حق تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استخلاف مین اپنی ایک قدیم سُنّت کا اظہار فرمایا کہ جیسے کہ بنی اسرائیل مین حضرت موسیٰ کے بعد کوئی نبی بجز خلافت موسیٰ بجزا سکے مبعوث نہوا کہ وہ اون کے جدِ اعلیٰ مین شریک اور اونہین کی قوم مین سے ہوا اسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خُلفاء کے استخلاف مین لفظ منکم اور کما استخلف الذین من قبلکم نے تعیین فرمادی کہ خلیفہ نبی جو خُلفاء بنی اسرائیل کی طرح ہوگا ضرور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی قوم مین سے ہو اور اونہین کے سلسلۂ جدِ اعلیٰ مین شریک اور مُنسلک ہو اور ایسا ہی جس طرح کہ تورات کا ایک سفر بلادِ شام کے فتوح کے وعدون اور بلادِ مخصوصہ کے احکام مین حضرت موسیٰؑ پر اوترا۔ لیکن حضرت موسیٰؑ کے زمانہ مین وہ وعدے پورے نہوئے۔ اور حضرت موسیٰؑ نے ان وعدون کے پورا کرنے کے لئے حضرت یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ بنایا اور حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد انہی شہر حضرت یوشع نے فتح کئے۔ اور بنی اسرائیل کو مُطمئن کردیا۔ اور اُن شہرون کو وصیت موسیٰ کے موافق بنی اسرائیل پر تقسیم کردیا۔ اوسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلادِ شام اور بلادِ عجم کی فتح کا وعدہ ہُوا۔ لیکن حکمت الٰہی نے آنحضرت کے زمانہ مین اس وعدہ کو پورا ہونے نہ دیا اور آخرکار وعدۂ الٰہی نے آنحضرتؐ کے خلفاء کے استخلاف سے اس وعدہ کو منجز فرمایا پس سُنّت اللہ نے ثابت کردیا کہ خلیفہ درحقیقت اپنے ہی نبی کا ظل اور اوسی کے مواعید کا متمم ہونا چاہئے اور نیز عرف قدیم اور جدید مین حقیقت استخلاف بجز اسکے نہین کہ یعنی خلیفہ ساختن اور بادشاہ گردانیدن ہے جیسے

معنی استخلاف بادشاہ گردانیدن

کہ آیہ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض سے ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے اول کو حضرت یوشع نبی کے ایک زمانہ بعد سیف وسنان کے ساتھہ عمالقہ پر کسقدر غلبہ دیا اور جالوت کو اون کے ہاتھہ سے قتل کرایا۔ اور بنی اسرائیل کو بعد از تفرقہ اور تشویش اون کی خلافت اور حکومت مین کسقدر امن دیا۔ اسی وجہ سے حضرت ولی اللہ ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ "اگر کسے پادشاہ نباشد و حکم او نافذ نہ بود خلیفہ نیست ہرچند فرض کنیم کہ افضل اُمّت باشد"۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید برآن اپنی خلافت خاصہ کا مستقر بھی متعین فرمادیا کہ خلافت کا

نبی کی خلافت خاصہ کا مستقر

مُستقر مدینہ ہے اور سلطنت اور مُلک کا مُستقر شام۔ گویا آنحضرتؐ نے اپنی ریاست کے دو حصّے فرما دیئے ایک کا نام خلافت نبوت اور خلافت خاصہ رکھا جسکا مُستقر ابتدا سے انتہا تک بجز مدینہ کے اور کوئی نہیں اور دوسرے حصّہ کا مُستقر جو فقط مُلک اور سلطنت ہی معبر ہے لیکن نور اور برکت سے خالی نہیں مُلک شام فرمایا۔ اور یہہ خُدا کی قُدرت ہے کہ قادیانی صاحب کو اپنے قادیان کی نسبت پیشتر الہام نے مدد نہ دی کہ وہ اوسکو مدینہ مُقرر کرین اور اون کے فرقۂ وہابیہ کو آنحضرتؐ کے مدینہ منوّرہ سے اسقدر نفرت ہے کہ حج کعبۃ اللہ کے بعد مدینہ منوّرہ مین جانا شرک سمجھتے ہین اور وہ خود بھی کیونکر جا سکتے ہین جبکہ اون کو گورنمنٹ عثمانیہ مین جانے سے اپنی جان کا خوف لگا ہوا ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام۔ رواہ البیہقی فی دلایل النبوۃ مشکوٰۃ۔ ورق اخیر ص۵۸۳

پس جبکہ یہہ ثابت ہو چکا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا ابتدا سے انتہا تک بجز ظاہری ریاست و حکومت و سلطنت اور سیف و سنان کے متحقق ہونا ممکن نہین جس سے قادیانی صاحب بالکل معرّی ہین اور جسکے لئے اون کو اصیل یعنی حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ بھی ترستے گئے۔ چنانچہ انجیل متی باب (۱۰) درس (۳۴) مین ہے کہ فرمایا حضرت مسیح نے یہہ مت سمجھو کہ مین زمین پر صُلح کروانے آیا صُلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہون۔ انتہیٰ۔ تو ہم اس وقت اوس کاف تشبیہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین جس سے قادیانی صاحب مماثلت تامہ اور مماثلت مدت ایام خلافت وغیرہ کا اشارہ نکالتے ہین جو بالکل باطل ہے کیونکہ جیسے کہ ہم قبل ازین ثابت کر چکے ہین۔ اوّل تو حرف کاف مماثلت تامہ کا افادہ نہین دیتا اور دوم جملہ پر آنے سے فقط مضمون جملہ کو ایک جملہ کے مضمون کیساتھہ تشریک اور تشبیہہ کا افادہ دیتا ہے۔ پس آیت کریمہ مین فقط ایک استخلاف کو دوسرے استخلاف سے تشبیہہ دی گئی ہے جس سے اون کی ایام خلافت کی مدت ہرگز بمفہوم نہین۔ کتاب الملل والنحل مین ہے کہ یہہ یہودیون کا ادّعا تھا جو اونہون نے حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ پر کیا کہ وہ سوئی صلوات اللہ علیہ کیطرح اولوالعزم اور

عیسیٰ نبی اللہ کو مستقبل نبی جاننا اور اہل یہود یون کا دعوے جتانا

صاحب کتاب مستقل نبی نہین بلکہ وہ موسیٰ کا متبع اور اوسی کی متابعت کے لئے مامور تھا۔ پس قادیانی صاحب کا یہہ یہودانہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے خلیفہ تھے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ نے بجز حضرت یوشع بن نون کے کسیکو اپنا خلیفہ نہ بنایا۔ پس اگر حضرت داؤد علیہ السلام موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے تو یہہ خطاب اون کو خود بارگاہ رب العزت سے عطا ہوا نہ کہ حضرت موسیٰ نے اون کو دیا پس حضرت یوشع کے بعد جسقدر انبیا گذرے۔ اگرچہ اون کا دستور العمل شریعت موسیٰ ہی تھی لیکن وہ حضرت موسیٰ کے خلیفہ نہ کہلائے کیونکہ خلیفہ کے مفہوم مین باعتبار عرف قدیم و جدید معنی سلطنت اور حکومت نہایت ہی ضروری اور لازمی سمجھے گئے ہین جیسے کہ قبل ازین بیان ہوا۔

عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کا درمیان کا زمانہ چودہ سو بیس برس کا ہونا غلط ہے

اور قطع نظر ان سب باتون کے قادیانی صاحب کا یہہ بھی افترا ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسےٰ کے مابین چودہ سو بیس کا زمانہ ہوا کیونکہ بیضاوی مین ہے

کما فصل بین موسیٰ وعیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اذکان بینہما الف وسبع مائۃ سنۃ والف نبی

بیضاوی - سورہ مائدۃ

کہ یہہ زمانہ ایک ہزار سات سو برس کا تھا۔ اور دُرِ منثور مین شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہہ زمانہ سترہ سو کا موسیٰ ابن عمران اور مریم بنت عمران والدہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے درمیان کا ہے اور توریت کتاب پنجم - استثنا مطبوعہ مرزا پور ۱۸۶۶ء کے باب ۳۴ آیت پنجم مین ہے کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ نے ایک سو بیس برس کی عمر مین حضرت مسیح صلوات اللہ علیہ کے تولد سے ایک ہزار چار سو اکاون برس قبل وفات پائی جنکو اگر ہلالی برسون مین دیکھا جائے تو ایک ہزار چار سو اکانوے یعنی نو برس کم پندرہ سو برس ہوتے ہین جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اوس قول کے بالکل مطابق ہین جس کو شیخ سیوطی رضی اللہ عنہ نے تفسیر دُرِ منثور مین تخریج حاکم روایت کیا ہے کہ فرمایا ابن عباس نے موسیٰ اور عیسیٰ کا مابین

قال ابن عباس بین موسیٰ وعیسیٰ الف وخمس مائۃ سنۃ - دُرِ منثور سورہ مائدہ

زمانہ پندرہ سو برس کا ہے۔ اور اگر اس کیساتھ حضرت موسیٰ کی عمر ایک سو بیس برس اور حضرت عیسیٰ کی عمر بتیس برس بھی ضم کردی جائے تو تقریباً سترہ سو کا زمانہ ہو جاتا ہے جو قول بیضاوی اور سیوطی رح کی بالکل قریب قریب ہے۔

پس ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ قادیانی صاحب کا یہ قول کہ سلسلۂ خلافت حضرت موسیٰ کے بعد چودہ سو برس پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ پر ختم ہوا اور اوسی مناسبت سے غلام احمد قادیانی باعداد حروف جمل تیرہ سو برس کے خاتمہ اور چودھویں صدی کے آغاز میں مبعوث ہوا کسقدر کھلم کھلا جھوٹ ہے۔ اور اگر ہم اس سلسلۂ خلافت کو تسلیم بھی کرلیں تو بھی ہنوز کئی سو برس اسرائیل مسیح کے پیدا ہونے کے لئے باقی ہیں اور اس دعوی کا قبل از وقت ہونا اس کو باطل کر رہا ہے اور حالات اُمت کی ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی صاحب کے قبل بھی کئی ایک اشخاص نے اس منصب رفیع کا دعوی کیا اور اسی طرح اونہوں نے بھی اپنے لئے حساب جمل سے اپنے اسماء کی مناسبات اور آیات کے اعداد سے استدلال کیا۔ چنانچہ سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے لئے مہدی ہونے کا دعوی سنہ ۹۰۱ھ میں کیا تو اسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ اون کی عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے اوس لفظ سے تاریخ بھی نکالا کرتی تھی۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۔ مگر خدا کی قدرت ہے کہ اوس دعوی کے الفاظ کے اعداد کبھی سنہ دعوی سے مطابق نہوئے۔ جیسے کہ ۹۰۳ھ میں کہا انتقال بامر اللہ انا المھدی الموعود لیکن اس کے اعداد ۹۶۵ھ ہوتے ہیں۔ اسی طرح قادیانی صاحب کے جعلی اسم غلام احمد قادیانی کے اعداد اگرچہ ۱۳۰۱ھ ہیں لیکن اونہوں نے یہہ دعوی بتیس برس قبل کیا اور مناسبت جو اونہوں نے

قادیانی صاحب کے اسم کے اعداد حساب جمل زمانہ فترت کے ساتھی نہیں

سلسلۂ خلافت کی بیان کی یعنی پورے چودہ سو سے اوس میں بھی اکیسو برس باقی ہیں اور زمانہ غدر جس میں قرآن کا اوٹھایا جانا بتاتے ہیں وہ بھی ان کے دعوے کے منافی ہے۔ کیونکہ قرآن کا اوٹھایا جانا عیسے کے نزول کے بعد سو دو سو برس کی معہود ہے مگر اوس کہ عیسیٰ جو حامی شریعت نبویہ معہود تھے اون کے وقت میں اول تو اثر ہوا کہ قرآن ہی اوٹھایا گیا۔ اور بجائے اس کے کہ سارے جہان پر اون کا غلبۂ اسلامی ہوتا وہ خود مغلوب کفر ہو گئے اور بجائے

اس کے کہ اون کیوقت ایک ہی دین اسلام غالب رہتا اون کے وقت مین چاردن طرف سے مذاہب کفر کا غلبہ ہوگیا اور مسیح قادیانی سے انگریزی گورنمنٹ کے مجسٹریٹ نے بجرم دفعہ (۱۰) مجموعہ ضابطہ فوجداری بتاریخ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء بمقام گورداسپور محچلکہ لے لیا کہ آیندہ اپنے ہذیانات (الہامات) کی اشاعت مین قانون انگریزی کے تابع رہین اور اسی پر اون کی رہائی ہوئی - معہذا غلام احمد قادیانی کے اعداد سے استدلال کرنا بھی ایک عجیب امر ہے - اگر اس قسم کا استدلال معتبر ہو تو ہم کہین گے کہ غلام احمد قادیانی اور مسیخ کے اعداد بحساب جمل برابر ہین اور اسی طرح بدخو ستینزہ رو کے - اور اسی طرح مسیح قادیانی اور کرگدن کے - پس کیا کوئی اہل دل ایسی لغو مناسبات سے استدلال کرسکتا ہے - حاشا وکلا اللہ کے بندے ایسا افترا اللہ پر کبھی نہین باندھتے - جیسے کہ قادیانی صاحب نے مکتوب عربی کے صـ۱۲ مین کہا کہ یہ اللہ کی نشانی ہے کہ اوسنے میرے زمانہ کے اعداد میرے نام مین مخفی کئے - حالانکہ قادیان کا لفظ در اصل حرف دال کے ساتھ نہین بلکہ ضاد عربی کے ساتھ ہے - کیونکہ قادیانی صاحب کا گانون در اصل سلاہپور قاضیان کے نام سے موسوم تھا جہان اوس تمام علاقہ کی قضا ہوا کرتی تھی - دیکھو ازالہ صـ۱۲۳ اور چونکہ ضاد اور دال کی آواز ایک ہے اسلئے رفتہ رفتہ ضاد کا دال بن گیا اور جزو اول محذوف ہوگیا اور صرف قادیان رہگیا - پس ظاہر ہے کہ درصورت ضاد آٹھ سو عدد بڑہجائین گے اور تیرہ سو کے اکیس سو ہوجائین گے اور قطع نظر اسکے ترکیب غلام احمد قادیانی قواعد عربیت کے لحاظ سے بالکل غلط اور الہامی زبان کے منافض ہے اسلئے اسماء اعلام یا نسبت کے لاحق ہونے سے بمنزلہ اسماء صفات ہوجاتے ہین - پس قادیانی کا لفظ گویا غلام احمد کی صفت ہے جسکا اس ترکیب مین بدون لام تعریف مستعمل ہونا غلط ہے - پس صحیح ترکیب اس طرح ہونی چاہیے یعنی غلام احمد القادیانی نہ فقط قادیانی اور لام تعریف کے داخل ہونے سے تیس التیس عدد اور بڑھجائین گے اور تیرہ سو کے تیرہ سو اکتیس ہوجاوین گے جسکے واسطے ابھی کئی سال باقی ہین - اور اگر قادیانی کے قاف کو قاف قرشت نہ

غلام احمد قادیانی اور مسیخ کے اعداد برابر ہین

ومن ایات اللہ انہ اخفی فی عدد اسمی عدد زمانی ففکر فی غلام احمد قادیانی صـ۱۲

سمجھا جاوے جیسے کہ اون کے دوست مولوی محمد حسین بٹالوی کاف کلمن سے کادیانی کر کے لکھتے ہین تو اِن تیرہ سو مین سے آنثی عدد اور کم ہو جائین گے - مگر جاے غور قادیانی صاحب کا یہ قول ہے جو اونہون نے بجز چند لوگون کے جو اون کے ماننے والے ہین اس وقت کی کُل اُمّتِ مرحومہ کو جو غالباً اون کی مُخالف ہے یہود کے ساتھ تشبیہہ دی بلکہ اون کو یہودی ٹھیرا کر آپ حقیقی عیسٰی بن مریم کی صورت مین اون کی طرف آنیکے مُدّعی ہوئے اور عُلماء اُمّت نے جو اِن تیرہ سو برس[۱۳] مین کلام اللہ کی تفاسیر لکھین اون کی نسبت اتہام لگاتا ہے کہ وہ فطرتی سعادت اور نیک رشی کی مزاحم ہو رہی ہین - لہذا ضرور ہے کہ قادیانی صاحب کی طرف سے کتاب الٰہی کے لئے ایک نئی اور صحیح تفسیر کیجاے - پس قادیانی صاحب کے زعم فاسد مین کُل اُمّتِ مرحومہ کے علماء ضال اور مُضل ہوئے جنہون نے ایسی تفسیرین لکھین - پس معلوم نہین کہ قادیانی صاحب کی تفسیر کیا رنگ لائے لیکن اتنا تو ہے - ؎ گر ہمین مکتب است و ایں مُلّا ✤ کارِ اُمّت تمام خواہد بود -

پس قادیانی صاحب کا یہ اصلی دعوا مثیل مسیح ہے جو اوپر باطل ہو چکا - اور اس دعوے کی تائید مین کئی طریق سے اونہون نے استدلال کیا -

طریقِ اوّل

(قادیانی کے سوا کسی نے تیرہ سو برس مین مسیح ہونیکا دعوٰی نکیا)

یہ عاجز ایسے وقت مین آیا ہے جس وقت کہ مسیح موعود آنا چاہئے تھا یعنی تیرہوین صدی کا اخیر اور اس مُدّت تیرہ سو برس مین بجز میری کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعوٰی نہین ہوا کہ مین مسیح موعود ہون کہ اس وقت بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعوٰی بارس منصب کا نہین ہوا - ازالہ ص۶۶۲ و ص۶۸۴ -

حمدان بن قرمط نے ۲۷۸ھ مین مسیح موعود ہونے کا دعوٰی کیا

یہ قادیانی صاحب کی تاریخ دانی کا حال ہے اور اپنے دعوے کے نشہ مین ایسے سرمست ہین کہ خود بینی کے سوا اون کی نظرون مین کچھ نہین آتا - دیکھو زرقانی جلد خامس ص۲۹۱ مین ہے کہ ایک شخص قرمط یا حمدان بن قرمط | و القرامطۃ ۲۷۸ھ رجل من سواد الکوفۃ

نے کوفہ کے اطراف سے ۲۸۶ھ مین خروج کیا جو سرخ رنگ
اور سُرخ چشم تھا۔ اوس نے ابتدا مین زہد و صلاح
کا اظہار اسقدر کیا کہ ایک خلق کثیر اوس کے گرد جمع
ہوگئی اور اوسنے زعم کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
اوسی کی نسبت بشارت دی ہے اور وہی امام منتظر
ہے اور اوسنے اپنی کتاب مین کئی ایک باتین ایجاد
کین اور کہا کہ وہی کلمۃ اللہ اور مہدی ہے اور اوسی
کی طرف کلمۂ مسیح انتقال کر آیا ہے اور اون کے بہت
سے وقایع اور حروب اور دعاوی اور خلفاء ہوئے
جو کُتب تواریخ مین بالاستیعاب مذکور ہین یہانتک
کہ اونہین مین سے سلیمان بن حسن جبائی ظاہر ہوا۔
اور اوسنے بلاد و امصار مین فساد پھیلا دیا اور ترویہ
کے روز ۳۱۱ھ مین المقتدر کے ایام خلافت مین
مکہ مین جو گھسا اور حاجیون کو قتل کیا اور چاہ زمزم مین
اوسنے اون کو پھینکا اور کعبہ کا دروازہ اوکھیڑ دیا
اور کعبہ کا غلاف اوتار لیا اور حجر اسود پر قبضہ کر لیا
یہانتک کہ بائیس برس تک اونہین کے قبضہ مین
رہا اور المقتدر اون کو پچاس ہزار دینار بھی اسکے عوض دیتا رہا
لیکن اوّل انکار کر کے آخر ٹکڑے کر کے واپس دیا
اور حجر اسود اپنی جگہ پر رکھا گیا اور سطوت شام پر قابض
ہوگئے۔ یہانتک کہ جوہر القایدنے اون کو قتل کیا

یقال له قرمط وقیل حمدان بن قرمط کان احمر
البشر واحد العینین وکان ظهوره سنة ثمان و
سبعین ومائتین فاظهر زهدا وصلاحا
حتی اجتمع علیه خلق کثیر وزعم ان النبی صلعم
بشر به وانه الامام المنتظر وابتدع مقالات
فی کتاب وقال انه الکلمة والمهدی وزعم
انه انتقل الیه کلمة المسیح فکانت لهم وقایع
وحروب ودعاة وخلفاء مذکورة فی التواریخ
حتی ظهر منهم سلیمان بن الحسن الجبائی فاث
فی البلاد وافسد وقصد مکة فی خلال یوم
الترویة سنة تسع عشرة وثلث مائة فی خلافة
المقتدر فقتل الحجاج ورماهم بزمزم وقلع
باب الکعبة واخذ کسوتها واخذ الحجر الاسود
فبقی عندهم اثنتین وعشرین سنة فبذل لهم
خمسون الف دینار لیردّه فابی ثم ردّه
مکسورا فوضع فی مکانه وتغلبوا علی مصر والشام
حتی قاتلهم جوهر القاید فهزمهم وقتل منهم
خلقا کثیرا وکانت مدة خروجهم ستا وثمانین
سنة حتی اهلکهم الله واباده وکانوا یحرفون
القرآن ویتاولونه بتاویلات فاسدة لا
تقبلها العقول فما قدروا علی اطفاء شیء

اور بہکایا اور اون کی بہت سی خلقت مقتول ہوئی اور چھیاسی برس تک اون کا یہ فتنہ رہا۔ یہانتک کہ اون کو خدا نے تباہ کیا اور وہ قرآن کی تحریف کرکے ایسی تاویلات بعیدہ کے مرتکب ہوتے تھے کہ جن کو کوئی عقل سلیم قبول نہین کرسکتی تھی لیکن وہ اللہ کے نور کو بجھا نہ سکے۔ انتہیٰ

من نورہ ولا تغیر کلمة من کلمة ولا تحریف المسلمین فی حرف من حروفه۔ انتہی تلخیصا۔ زرقانی۔ مقصد خامس ص۲۹

دسویں صدی مین شیخ محمد خراسانی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا

اور دسوین صدی مین ایک شخص شیخ محمد خراسانی نے عیسیٰ ہونے کا دعوی کیا اور حاکم سندہ نے اوس کا سر کاٹ ڈالا۔ ہدیہ ص۱۶۱ اور کتاب الملل والنحل مین ہے کہ

المنصور کے زمانہ مین ابی عیسیٰ اصفہانی نے مسیح موعود ہونیکا دعوی کیا

المنصور کے زمانہ مین ایک شخص ابی عیسیٰ اسحاق بن یعقوب الاصفہانی نے دعوی کیا کہ وہ نبی ہے اور مسیح موعود کا رسول ہے اور یہہ بھی زعم کیا کہ مسیح موعود کے پانچ رسول ہونگے جو اوس سے پہلے یکے بعد دیگرے آئین گے۔ اور اوسنے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اوس سے بالمشافہ کلام کیا اور اس امر کی تکلیف دی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو نافرمان بادشاہون اور اُمتون کے ہاتھون سے چھڑائے اور زعم کیا کہ وہ ہی درحقیقت مسیح ہی ہے اوس کے اس دعوی کی ابتدا ملوک بنی اُمیہ کے آخر بادشاہ مروان بن محمد الحمار کے وقت مین ہوئی اور آخر شہر رے مین المنصور کے ساتھ محاربہ کرنے سے وہ اور اوس کے اصحاب قتل کئے گئے۔ اور یہود کے بہت لوگ اوس کے تابع ہوگئے تھے۔

وزعم عیسیٰ انه نبی وانه رسول المسیح المنتظر وزعم ان للمسیح خمسة من الرسل یاتون قبله واحدا بعد واحد وزعم ان الله تعالیٰ کلمه وکلفه ان یخلص بنی اسرائیل من ایدی الامم العاصین والملوک الظالمین وزعم ان الداعی ایضا هو المسیح وحرم فی کتابه الذی یاتی کلها ابتداء دعوته فی زمن آخر ملوک بنی امیة مروان بن محمد الحمار فاتبعه بشر کثیر من الیهود وقیل انه لما حارب اصحاب المنصور بالری قتل وقتل اصحابه (انتہیٰ ملخصاً۔ کتاب الملل ص۱۶۵)

قادیانی کے دعاوی اور حوران بن قرمط کے دعاوی بلکہ مشابہ ہین بلکہ ایک ہی ہین

پس اگر ان اشخاص کے دعاوی اور قادیانی صاحب کے دعاوی کا موازنہ اور مقابلہ کیا جائے جو اونہون نے مکتوب عربی کے ص۱۴ مین کیا کہ خدا نے مجھے بطریق

بروزر وحانی عیسی ابن مریم بنادیا - یعنی عیسیٰ کی صفات مجھہ مین بروز کرآئین اور جیسے کہ ایلیا نبی کا نزول آسمانون سے یحییٰ بن ذکریا کے پیدا ہونے سے ہوگیا اوسی طرح میرے پیدا ہونے سے مسیح کا آسمانون سے اترنا ہوگیا - توضیح صہ - مکتوب صہ ۱۵۹ - ازالہ صہ ۵۴۶

وجعلنی ربی عیسی ابن مریم علی طریق البروزات الروحانیۃ صہ ۱۴۲ کما ذکر نزول ایلیا بالتصریح صہ ۱۵۹

اور جیسے کہ قادیانی صاحب نے تحریفات معانی آیات قرآنی مین کین اور اگلی تفسیرون غلط بتائین اور نئی آیات کا نزول اون پر ہوا اور آیۂ انا انزلناہ قریبا من القادیانی فی الحقیقت اونہون نے قرآن شریف کے دائین صفحہ قریب نصف کے موقع پر کشفی طور سے دیکھی جیسے کہ وہ ازالۃ الاوہام کے صہ ۷ مین تصریح کرتے ہین - اور ایسا ہی بہت سی آیات محرفہ کا اون پر نزول ہوا جو اپنے موقع پر بیان کی جائینگی تو حق تعالی کا یہہ قول بالکل مطابق واقع ہوتا ہے جو متقدمین اور متاخرین کفار کے حق مین فرمایا کہ کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم یعنی ایسا ہی پہلون نے بھی کہا اور وجہ اس کی یہہ ہے کہ ان کے دل آپس مین بہت متشابہ ہین - پس قادیانی صاحب سے بھی وہی دعاوی سرزد ہوئے جیسے کہ ابوعیسیٰ یہودی سے سرزد ہوئے اور جیسے کہ حمدان بن قرمط نے دعوی کیا کہ وہی مہدی موعود اور عیسیٰ معہود ہے اور وہی حسب بشارات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد المائتین آیا ہے اور کلمۂ مسیح اوس کی طرف انتقال کرآیا ہے - اسی طرح قادیانی صاحب کے دعاوی ہین اور ازالہ کے صہ ۵۱۹ مین بحدیث ابن ماجہ اور حاکم استدلال کرتے ہین کہ لا مہدی الا عیسیٰ یعنی بجز عیسے کے اوس وقت کوئی مہدی نہ ہوگا - حالانکہ اول تو یہ حدیث علامہ زرقانی نے مردود ٹہیرائی ہے جیسے کہ قبل ازین بیان ہوا - دویم خود ابن ماجہ حدیث ابی امامہ مین تصریح فرمارہے ہین کہ عیسیٰ کے نزول کے وقت بیت المقدس مین ایک رجل صالح نماز کی جماعت کرا رہا ہوگا کہ اتنے مین عیسیٰ کا نزول ہوگا اور وہ امام پیچھے پاؤن ہٹنا چاہیگا تاکہ عیسیٰ آگے بڑہے - اور یہی خود امام بخاری سے ابی ہریرہؓ کی حدیث مین مذکور ہے جیسے کہ بیان ہوا -

لا مہدی الا عیسیٰ مردود ہے

طریقِ دوم

(مکاشفاتِ اکابر اولیاء)

مکاشفاتِ اکابر اولیاء بالاتفاق اسپر شاہد ہین کہ مسیح موعود کا ظہور چودہوین صدی سے پہلے یا چودہوین صدی کے سر پر ہوگا اور اس سے تجاوز نہین کریگا - ازالہ ص۶۸۴ -

مسیح یا مہدی کے زمانہ کے متعلق کسی کا مکاشفہ صحیح نہ نکلا

یہ قادیانی صاحب کا ایک جدید افترا ہے جو اکابر اولیاء اللہ پر باندھا جاتا ہے کسی ولی نے ایسا مکاشفہ اپنا بیان نہین کیا کہ عیسے علیہ السلام چودہوین صدی کے سر پر یا پیر پر ہونگے اولیاء اللہ کبھی ایسی جرأت اوس علم کے کشف مین نہین کر سکتے جسکو خود خدا نے اور کل انبیاء نے مبہم بیان فرمایا اور جس کسی ولی نے کہ اپنے ظن و تخمین یا آثار و اطوار سے کوئی نتیجہ نکالا وہ کبھی راست نہ آیا چنانچہ حضرت خبقق رضؓ نے فرمایا کہ مہدی موعود ۲۰۰ھ مین قایم ہون گے - اور ابو قبیل نے فرمایا

حضرت علی کا مکاشفہ

کہ آدمیون کا اجتماع مہدی موعود پر ۲۰۴ھ مین ہوگا - اور تفسیر کواشی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف کے اعداد گذر جائین گے تو وہ وقت مہدی موعود کے تولد کا ہے جسکو شیخ اکبر قدس سرہ نے دو بیتون مین نظم کر کے کہا ؎

اذا فقد الزمان علی حروف	بسم اللہ فالمھدی قاما
ودورات الخروج عقیب صوم	الا بلغہ من عندی سلاما

پس اگر حرف را کو مکرر نہ شمار کیا جاوے تو سات سو چھیاسی عدد ہوتے ہین اور اگر مکرر شمار کرین تو ۱۱۸۶ ہوتے ہین - مگر کوئی بھی ان مین سے ظہور نہ ہوا - دیکھو تفسیر روح البیان جلد ثانی ص۶۶۷ سورہ نور

امام ربانی کا مکاشفہ لغیر متعین زمان

مگر یہ بہارے کشف و مکاشفات جو اون بزرگون کی طرف منسوب کیے جاتی ہین بالکل غلط نکلے - ہان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اگرچہ بمناسبات چند بیان فرمادیا کہ عیسیٰ کا نزول ۱۰۰۰ھ کے بعد ہوگا لیکن اونہون نے بھی تعیین نکیا کہ ہزار کے بعد کون سی صدی مین ہوگا - سبحان من لا یطلع علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

پس جب کسی نے اس مقدمہ میں اپنی الکل دوڑائی اور تخمین وقیاس سے اس کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی

شیخ جلال الدین سیوطی کا ایک مہمل کے ریکارڈ پر غلط رائے قایم کرنا

اور سب سے زیادہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے غلطی کی جو اپنے ایک ہمعصر عالم کے اس فتوٰی سے کہ دسویں صدی میں خروج مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسے علیہ السلام کا ہوکر اور علامات قیامت برپا ہوکر نفخ صور ہوگا اپنے رسالہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف میں بہت کچھ تخمینات کے بعد اس امت محمدیہ کی عمر کے متعلق لکھا کہ یہ اصلا ممکن نہیں ہے کہ پندرہ سو تک کھینچے۔ اور ان سارے خیالات کی تصویر اوس ضعیف البنیان حدیث پر کھینچی۔

الدنیا سبعۃ الاف سنۃ کے امثال سب موضوع ہیں

جو خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں نقل کی کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے الدنیا سبعۃ الاف سنۃ وانا فی اٰخرھا الخ لیکن سراج منیر شرح جامع صغیر میں اس کے واہی ہونے پر تصریح کردی گئی اور سناوی نے کہا کہ اس حدیث میں کچھ مسکہ نہیں اور الفاظ اس کے مصنوعہ اور تلفیق کئے ہوئے ہیں اور ابن اثیر نے تصریح کردی کہ اس کے اور اسکے امثال سب موضوع اور ملفق ہیں اور خود شیخ سیوطی نے اپنے رسالہ برزخیہ میں کل ایسی احادیث کے ضعیف ہونیکا اقرار کیا۔ مگر قادیانی صاحب نے یہی واہی حدیث اپنے حق میں ازالہ کے صفحہ ۶۹۴ میں استدلال کیا۔ جو بالکل بے سود ہے۔ پس اس امر کے اثبات میں امت کو لئے نص نص درکار ہے نہ کہ ہوا و ہوس۔ ؎ چو غلام آفتابم ہمہ زآفتاب گویم ❊ نہ مشیم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم۔

طریق سوم

(قادیانی دجال معہود کے بعد آیا ہے)

قادیانی دجال کے بعد آیا ہے

اس عاجز کے مسیح موعود ہونے پر یہ نشان ہے کہ وہ دجال معہود کے خروج کے بعد نازل ہوگا۔ سو یہ عاجز دجال معہود کے خروج کے بعد آیا ہے اور ہم پہلے ثابت کرآئے ہیں کہ عیسائی واعظون کا گروہ بلاشبہہ دجال معہود ہے ازالہ صفحہ ۷۲۱ جو گرجا سے نکلکر ٹڈی کی طرح مشارق ومغارب میں پھیل گیا۔ ازالہ صفحہ ۷۸۵ اور ہم دجال کے لفظ سے صرف ایک شخص ہی مراد نہیں

لے سکتے کیونکہ رویا اور مکاشفہ میں اسی طرح سنۃ اللہ واقع ہے کہ بعض اوقات ایک شخص نظر آتا ہے اور اوس سے مُراد ایک گروہ ہوتا ہے اور نیز لُغت کی رو سے دجّال درحقیقت اسم جنس ہے جس سے ایسے لوگ مُراد ہیں جو کذّاب ہوں چُنانچہ قاموس میں یہی معنی لکھے ہیں۔ ازالہ صفحہ ۲۶۶۔

دجّال خراسان کی ملک سے آئیگا جو قادیانی کا اصل ہے

مگر قادیانی صاحب کو ابوبکر الصدیق اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث یاد نہ رہیں جن میں صاف طور سے مذکور ہے کہ دجّال خُراسان کی مٹی سے نکلیگا۔ جس کو قادیانی صاحب نے اپنا اصل ولوم بتایا ہے اور انسؓ کی حدیث میں ہے کہ دجّال کیساتھ ستّر ہزار یہودی ہوں گے جو گرجا کے سخت مخالف ہیں اور نیز قادیانی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ

آنحضرتؐ کا دیکھنا کہ عیسیٰ اور دجّال کعبہ کا طواف کر رہے ہیں

یہ گروہ پادریان لندن سے آئے ہیں نہ خُراسان سے۔ اور عجب تر یہ ہے کہ بخاری کی وہ حدیث جس میں آنحضرتؐ کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے عیسیٰ ابن مریم کو حالت رویا میں دیکھا اور دجّال کو بھی اوسی رویا میں دیکھا اور اوس کو ابن قطن کے ساتھ تشبیہ ہونا فرمایا اس میں قادیانی صاحب ازالہ کے صفحہ ۹۰۰ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم سے تو آنیوالا ایک فرد واحد اور شخص معہود مُراد کہیں اور یہاں پر اوسی دجّال سے جو عیسیٰ ابن مریم کے مقابل آنحضرتؐ نے دیکھا ایک

الدجّال اسم علم ہے نہ اسم جنس

گروہ پادریان تعبیر کریں جو بالکل خود غرضی اور ناانصافی پر مبنی ہے۔ اور قطع نظر اس کے صُراح میں ہے کہ دجّال نام مسیح کذّاب ہے۔ پس جیسے کہ احادیث نبویہ میں دجّال ایک شخص معہود کا نام معلوم ہے اوسی طرح لُغت کی رُو سے۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ دجّال درحقیقت اسم جنس ہے لیکن ہم قادیانی صاحب کے اس قول کو ہرگز تسلیم نہیں کرسکتے کہ اس سے ایسے لوگ مُراد ہیں جو کذّاب ہوں اسلئے کہ اسم جنس اگرچہ اسم نکرہ سے اعم مُطلق ہوتا ہے لیکن اسم معرفہ سے اعم من وجہ ہوتا ہے۔ مثلاً زید معرفہ ہے لیکن اسم جنس نہیں اور رجل جو نکرہ ہے اسم جنس ہے لیکن معرفہ نہیں اور الرجل معرّف باللام اسم جنس ہونے کے باوجود معرفہ ہی رہے۔ پس دجّال اور الدجّال میں ایسا ہی فرق ہے جیسے کہ رجل اور الرجل میں یا کہ اسد اور الاسد میں ہے۔ لیکن جبکہ الرجل اور الدجّال اور الاسد کسی کا علم معین کیا جاوے تو اون کی حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ الزید معرّف باللام کی۔

اور کتب نحو میں ثابت ہے اگرچہ اسماء اعلام میں اصل یہی ہے کہ وہ بلا لام تعریف ہوں لیکن اون اعلام کا سماعاً معرف باللام ہونا جائز ہے جو منقول عن الصفت ہوں جیسے الحسن اور الحسین اور اسی طرح الدجال جیسے کہ بخاری وغیرہ میں ہر اوس جگہ احادیث رسول اللہ میں الدجال معرف باللام مذکور ہوا ہے کہ جہاں کہیں وہ عیسیٰ ابن مریم کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے۔

دجال یہود سے مراد گروہ پادریان ہے نہ کہ کل عالم کے

مگر قادیانی صاحب نے ایک اور کمال کیا کہ انہیں گروہ پادریوں کو دجال معہود ثابت کرنے اور شخص واحد کے باطل کرنے کے لئے دجال کی اون صفات خاصہ اور لوازم ذاتیہ کی تاویل کردی جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہیں اور اون صفات کا تحقق انہیں پادریوں کے وجود میں ہونا زعم کیا۔ چنانچہ دجال کے گدھے کی تعبیر ریل گاڑی سے کی جو انہیں گروہ پادریوں کی بنائی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ اس گدھے پر خود بھی کئی دفعہ سوار ہو چکے ہیں۔ اور اس کے بعد قادیانی صاحب نے ایک کہتم کہلا جھوٹ کہا کہ دجال خدا نہیں کہلائیگا بلکہ خدا تعالےٰ کا قایل ہوگا بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ اور یہ صفت بھی انہیں پادریوں میں ہے۔ ازالہ ص۷۳۳۔ حالانکہ صحیح بخاری کے ص۱۰۵۵ میں ابن عمر وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمکو دجال کی ایک خاص علامت بتاتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں بتائی کہ وہ کانا ہے۔ اور خدا کانا نہیں۔ یعنی وہ دجال خدا کہلائیگا

ولکن ساقول لکم فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ انہ اعور وان اللہ لیس باعور (بخاری ص۱۰۵۵ از ابن عمر)

لیکن خدا کانا نہیں ہو سکتا۔ اور خود قادیانی صاحب قبل اس کے ازالہ کے ص۲۰۰ میں بایں الفاظ تحریر کر چکے ہیں کہ "دوسری حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال خدائی کا دعوی کریگا جیسے کہ ابن ماجہ میں ابی امامہ باہلی کی حدیث سے ثابت ہے" اور یہاں پر قادیانی صاحب کا اوس کے برخلاف لکھنا اوسی مثال کا مصداق ہے کہ "دروغگو را حافظہ نباشد"

طریق چہارم

(استناد بقول حضرت مجدد کہ علماء وقت اوسکے مخالف ہونگے)

قادیانی صاحب نے بحوالہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ازالہ کے صفحہ ۵۴۵ مین لکھا کہ مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم مین لکھتے ہین کہ مسیح موعود جب دنیا مین آئیگا تو علما روقت اوس کے مقابل آمادہ مخالفت ہو جائینگے۔ کیونکہ جو باتین بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کرینگا وہ اکثر دقیق اور غامض ہون گی اور بوجہ دقت اور غموض ماخذ کے اون سب مولویون کی نگاہ مین کتاب اور سنت کے برخلاف نظر آئین گی حالانکہ درحقیقت برخلاف نہین ہون گی۔ سو مین اس امت کی اصلاح کے لئے ابن مریم ہو کر آیا ہون اور ایسا ہی آیا ہون جیسے حضرت مسیح ابن مریم یہودیون کی اصلاح کے لئے آئے تھے سو جیسے عیسیٰ ابن مریم یہودیون کی زبانی اپنے تئین محمد اور کتابون سے پھرا ہوا کہلایا یہی حال اوس کے مثیل کا بھی ہوا اور اوس کو محمد کا خطاب دیا گیا۔ کیا یہ اعلیٰ درجہ کی مماثلت نہین؟ انتہی ملخصاً۔

عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیون کی زبانی محمد کا خطاب۔ ملا یہ نبی کی زبانی کو

قادیانی صاحب کے اس قول امام ربانی رض کی نقل مین اول تو تحریف اور زیادتی ہے کیونکہ امام ربانی نے صرف اسیقدر فرمایا ہے کہ "حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود در اتباع سنت آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام خواہد کرد نسخ این شریعت مجوز نیست۔ نزد یکیست کہ علماء ظواہر مجتہدات اورا از کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ بہ برکت ورع وتقوی و بدولت متابعت سنت در رتبہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجز اند مجتہدات او را بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند و او را و اصحاب او را اصحاب رائے پندارند و بواسطہ ہمین مناسبت کہ بحضرت روح اللہ دارد تواند بود۔ انچہ خواجہ محمد پارسا در فصل ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہ عمل خواہد کرد یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد کہ شان او ازان بلند تر است کہ تقلید علماء امت فرماید۔ انتہی۔

پس انصاف پسند دوستون پر ظاہر ہوگا کہ حضرت امام ربانی کا منشا اس قول مین کوئی دوسرا عیسیٰ نہین جو عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ علیہ کا مثیل کہلائیگا جیسے کہ قادیانی صاحب کا مزعوم ہے بلکہ اون کا منشا اور مُراد وہی عیسیٰ بن مریم نبی اللہ بعینہ ہے جو لسان شرع مین منصوص اور مخصوص ہے۔ ہان بروقت نزول عیسیٰ نبی اللہ کے متعلق یہہ اون کی اپنی رائے ہے جیسی کہ اون کے سوا نہ بعض متقدمین ہی شریک ہین کہ عیسیٰ نبی اللہ بعد از نزول فروعات احکام مین مُجتہدین اُمت کی طرح اجتہاد سے استنباط کرین گے اور اون کا اجتہاد ایسا ہی ہوگا جیسے کہ حضرت ابوحنیفہ کا دقیق اور غامض الماخذ ہے اور یہ علیم اوس کو مخالف کتاب و سُنّت جانتے ہین بعینہٖ

مہدی موعود بقول ابن العربی شریعت منقولہ پر عمل کرے گا اور اجتہاد کی محتاج نہ ہوگا

جیسے کہ ابن العربی رض سے مہدی موعود کے حق مین طحطاوی مین منقول ہے کہ وہ شریعت حنیفی محمدی کا ایسا تابع ہوگا کہ رسول اللہ کے قدم بر قدم چلیگا اور ہرگز خطا نہ کریگا اور اگر بالفرض محمد صلے اللہ علیہ وسلم اون کے وقت مین زندہ ہون اور کوئی مسئلہ آنحضرتؐ کے روبرو پیش ہو تو مہدی موعود کے حکم کے مُطابق ہی حکم فرماوین اور نیز جس طرح کہ صاحب فتوحات نے تصریح کردی ہے کہ مہدی موعود اجتہاد سے احکام شریعت استنباط نہ کریگا اوسی طرح طحطاوی نے بتصریح امام سبکی رض ثابت کر دکھایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مُطابق حکم قرآن و سنت کے ساتھہ جو کرین گے تو اوس معنی سے ہوگا کہ اونہون نے کل سنت

عیسیٰ نبی اللہ سنت محمدیہ کا علم ہے

ان المهدی لا یعلم القیاس لیحکم به وانما یعلمه ربه فیحکم المهدی الا بما یلقی الیه الملک من عند الله الذی بعثه لیسدد ه وان ذلک هو الشرع الحنیفی المحمدی لو کان محمدؐ حیا ورفعت الیه تلک النازلة لم یحکم فیها الا بحکم المهدی فیعلم ان ذلک هو الشرع المحمدی فیرد علیه القیاس مع وجود النصوص الا التی منحه الله تعالی ایاها والنبی قال صلے الله علیه وسلم فی صفته یقفو اثری ولا یخطی فعرفنا انه متبع لا مشرع - انتهی طحطاوی صلا وقد صرح الامام السبکی فی تصنیفه لمان عیسیٰ علیه السلام یحکم بشریعتنا بنیا بالقران والسنة وقد روی عن ابی هریرة رض انه لما اکثر الحدیث ذکر علیه الناس قال لئن نزل عیسیٰ بن مریم علیه السلام قبل ان اموت لاحدثنه عن رسول الله فیصدقنی

نبی ؐ کا علم آنحضرت ؐ سے بالمشافہ حاصل کیا ہے۔ یعنی اس کے کہ وہ علماء اُمت مین سے کیسکے پاس سے اخذ علم کے محتاج ہون۔ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اونہون نے آنحضرت ؐ کی احادیث کثرت سے روایت کین اور لوگون نے آس سے اون پر انکار کیا تو ابوہریرہ ؓ نے جواب مین کہا کہ اگر میرے مرنیکے قبل عیسیٰ نبی اللہ کا نزول ہوا تو مین رسول اللہ کی احادیث اون کو پہونچاؤن گا اور وہ میری تصدیق کرین گے۔ پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ نبی اللہ سنت نبی ؐ کے اوّل ہی سے عالم ہون گے جیسے کہ قبل ازین مذکور ہوا۔ پس ظاہر ہے کہ امام ربانی رضی اللہ عنہ کا وہ عقیدہ نہین جیسے کہ قادیانی صاحب نے اپنا قول تحریف کے ساتھ نقل کرکے اون کے حق مین افترا کیا ہے اور فحوائے عبارت سے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام ربانی ہی اوس عیسیٰ نبی اللہ کے نزول کے قائل نہین جو بظاہر منصوص عقیدہ اُمت ہے۔ اور اگر قادیانی صاحب کو ملحد کا خطاب دیا گیا ہے تو کیا اس سے اون کو تمام ملت تا سہ عیسیٰ بن مریم سے ہونی کوئی عقلمند قیاس کرسکتا ہے؟ کیونکہ ایسے بہت سے ملحد گذر گئے ہین جنہون نے عیسیٰ موعود اور مہدی معہود ہونیکا دعویٰ کیا اور وہ بھی قادیانی صاحب کی طرح ملحد کے خطاب سے مشرف ہوئے۔

فقولہ یصدقنی دلیل علی ان عیسی علیہ السلام عالم بجمیع سنۃ النبی ؐ من غیر احتیاج الی ان یاخذہما من احد من الامۃ۔ طحطاوی ص

ابوہریرہ کا قول کہ عیسیٰ نبی اللہ اونکی مرویات کی تصدیق کرے گا

طریق پنجم

(عیسیٰ کے نزول سے مراد نزول بروزی ہے)

عیسیٰ کے نزول سے مراد نزول بروزی ہے جو سنت اللہ ہے

عیسیٰ بن مریم کا نزول تو آثار اور تکاثر اخبار کے نظر کرتے ہوئے حق تو ہے لیکن اس نزول سے مراد نزول بروزی ہے جیسے کہ حضرت یحییٰ کے تولد سے انجیل مین یہہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ادریس جو بائبل مین یوحنا بایبتیا کے نام سے پکارے گئے ہین اون کا نزول ہوگیا اور یہی بروز سنت اللہ کے مطابق ہے اور اسی مین خیر ہے۔ پس سنت اللہ کے مطابق عیسیٰ بن مریم کا نزول بروزی قادیانی صاحب کے تولد سے ہوگیا۔ توضیح مرام ص۔ مکتوب عربی ص ۱۵۰

نزول بروزی کو سنۃ اللہ قرار دینا اللہ پر افترا ہے

قادیانی صاحب کا انجیل کے قصہ سے اس طرح استدلال کرنا اور پھر اوس کو سنۃ اللہ قرار دینا کسقدر لایعنی فریب ہے - حالانکہ قرآن نے بآواز بلند شہادت دیدی کہ توریت و انجیل مین تحریف ہوچکی اور سورۂ مریم کی آیت یا ذکریا تا صریح پکار رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کے قبل اوس کا کوئی شبیہہ و مثیل نہ بنایا جیسا کہ سمیا کے یہی معنی عبارت بیضاوی سے معلوم ہین - اور خود قادیانی صاحب نے بھی ازالۃ الاوہام کے صـ۵۳۹ مین یہی معنی بیان فرمائے یعنی

یحییٰ کا کوئی مثیل نہوا

یا ذکریا انا نبشرك بغلام اسمه یحیی لم نجعل له من قبل سمیا وقیل سمیا شبیها کقوله تعالیٰ هل تعلم له سمیا لان المماثلین یتشارکان فی الاسم

ع بیضاوی

یحییٰ سے پہلے ہمنے کوئی مثیل اوس کا دنیا مین نہین بھیجا جسکو باعتبار ان صفات کے یحییٰ کہا جائے - اور قطع نظر اس کے قادیانی صاحب کا افترا[1] خود لیضا باب (۱) آیت (۲) نقایت (۱۵) سے پایا جاتا ہے کہ یحییٰ نے اپنے کو ایلیا ہونے سے انکار کیا - اور وہ عبارت لعینہٖ نقل کی جاتی ہے یعنی جبکہ حضرت یحییٰ پیغمبر ہوے تو یروشلیم سے یہودیون نے کاہنون اور لیویون کو اون کے پاس بھیجا تاکہ اون سے پوچھین کہ وہ کون ہین ؟ - چنانچہ وہ لوگ گئے اور اون سے یہ گفتگو ہوی کہ اوسنے یعنی حضرت یحییٰ نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا اور اقرار کیا کہ مین کرستاس یعنی عیسیٰ مسیح نہین ہون اور اونہون نے پوچھا اوس سے پھر کون - کیا تو الیاس ہے ؟ اور اوسنے کہا مین نہین ہون - تو وہ نبی ہے ؟ اور اوس نے جواب دیا نہین ! - اور اونہون نے اوس سے پوچھا اور اوس سے کہا کہ تو کیون اصطباغ کرتا ہے جبکہ تو نہ کرستاس یعنی عیسیٰ مسیح ہے اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم) انتہی[2] علاوہ اس کے باصطلاح اہل کمون دبروز مین براز اس کو کہتے ہین کہ ایک شخص کامل کی روح دوسرے شخص بروز نمیہ مین بصفات خود ظہور کرے جیسے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رض مکتوب ۵۸ جلد دوم مین فرماتے ہین کہ در بروز تعلق نفس بہ بدن دیگر از بہ براے حصول حیات نیست کہ این مستلزم تناسخ

[1] چونکہ قادیانی صاحب کتب محرفہ سے اپنے دعاوی کے اثبات مین اکثر سند پیش کرتے ہین اسی لحاظ سے ہمنے انہین کی شہادت اونکے لی پیش کردی ہے

[2] قادیانی صاحب کے نزدیک ایلیا اور الیاس اور یوحنا اور ایس چاروں کے اسمار کا سی ایک ہی ہے - مکتوب عربی ۴۲ مین ہے فاعلم ان سمعتم کتب اوّل من تاول فی نزول الیاس یا ولی الا لیصاس یا قیاس ورد کلهم قولها طولها وعرضا وکفر ها اصح النفسر و اتمام حجات ۱۲ منه

کون و بروز کی تحقیقات اور اوس کی مشتبات

است - بلکہ مقصود ازین تعلق حصول کمالات است مر آن بدن را چنانکہ جنتی بفرد
اما بانی تعلق پیدا کند و در شخص او بروز نماید و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کون و
بروز ہم لب نے گشایند و نزد فقیر کون و بروز ہیچ در کار نیست - کاملے اگر تر بیت ناقصے خواہد بے آنکہ
در وے بروز نماید باید کہ باقتضاء ارخداوندی جل سلطانہ صفات کاملہ خود را در مُرید ناقص منعکس سازد
نزد فقیر قول بنقل روح انقول بتناسخ ہم ساقط تر ست - زیرا کہ بعد از حصول کمال نقل ببدن ثانی برائے
چہ بود - اہل کمال تماشائی نیستند - ہمت ایشان بعد از حصول کمال تجرد از ابدان ست نہ تعلق بہ ابدان
و ایضاً در نقل روح امانت بدن اول است و احیاء بدن ثانی - پس بدن اول را از حصول احکام برزخ
چارہ نبود و از عذاب و صواب قبر گزیر نہ و بدن ثانی را چون از حیات ثانی اثبات می نمایند حشر در حق او
در دنیا ثابت گشت - الگارم کہ معتقدان نقل روح معلوم نیست کہ بعذاب و صواب قبر قایل باشند و بحشر
و نشر معتقد بوند - افسوس ہزار افسوس این قسم جہالان خود را بمسند شیخی گرفتہ اند و معتقدان اہل اسلام
گشتہ ضلوا فاضلوا - انتہی ملخصاً -

پس امام ربانی کے قول سے ظاہر ہے کہ بعد از موت کسی کامل کی روح کسی ناقص کے بدن مین بروز کرنی
کے معنی قول تناسخ سے بھی بدتر ہین - اور معنی بروز بجز اس کے اور کوئی نہین کہ ایک کامل کی روح دوسرے
ناقص کی بدن مین بروز اور ظہور کرے - خواہ مرنیکے قبل یا مرنے کے بعد اور ظاہر ہے کہ مبحوث فیہ
صورت ہی کہ حضرت ادریس یا ایلیا مرنے کے بعد بصورت یحییٰ متولد ہوئے یا یحییٰ مین ظاہر ہوئے صورت
اوّل مین یحییٰ اور ادریس کا ایک ہونا لازم آتا ہے - حالانکہ قرآن کریم نے اون کو جدا جدا نام لیکر فہرست
انبیا مین شمار کیا اور صورت ثانی مین ایک بدن مین دو روح کا ہونا لازم آتا ہے جو بالکل باطل ہے
اور مناقض قواعد حشر و نشر ہے - پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن مریم کا نزول بصورت بروز بہت ہی مفاسد
کا باعث ہے اور در صورت فرض اوس نے کوئی نفع نہ دیا اور قادیانی صاحب مین اپنا کوئی کمال نہ دکھا
بجز اس کے کہ اون کو اُمت محمدیہ کی زبانی ملحد کا خطاب دلایا اور اس ملحد نے اُمت محمدیہ کو یہودی ہونے
کا خطاب دیا اور انجام آتھم کے صـ۲۱ مین اُمت کے مولویون کو ان جلی قلم کے الفاظ ذیل سے خطاب کیا

جو کسی مہذب کافر کے منہہ سے بھی نہ نکلین یعنی :- "اے بدذات فرقۂ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤگے - کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑدوگے ؟- اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تمنے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا" انتہیٰ-

حالانکہ قادیانی صاحب اور اون کے حواری اور اون کے اوستاذ و شاگرد بھی مولویت سے خالی نہین اور اسی بدذات فرقہ مین داخل-

طریق ششم

(رمضان مین خسوف کسوف ہونا)

"خسوف اور کسوف رمضان مبارک مین جمع ہونا احادیث رسول اللہ مین نزول مسیح کی علامت بیان فرمائی گئی ہے اور میرے دعوے کے وقت یہ دونون باتین جمع ہوگئین" کمتوب عربی صـ۱۷

حالانکہ قادیانی صاحب کا یہ قول بھی سراسر کذب و زور ہے کیونکہ ہم قبل اس کے ثابت کر چکے ہین کہ احادیث رسول اللہ مین یہہ نزول مسیح کی علامت نہین بلکہ یہہ ظہور مہدی کی علامت لکھی گئی ہے کہ برخلاف عادت زمان اور برخلاف حساب منجمان رمضان کی پہلی تاریخ خسوف ہوگا اور اوسی کی بیچ مین کو کسوف ہوگا - لیکن کبھی آج تک ایسا نہوا-

طریق ہفتم

(قرآنی نکات و معارف مین یکتا ہونا اور دعوئ ہمدانی)

انشاء عربیت مین ممتحن اور اوسکا کتابچہ عربی مین بھیجنا	قادیانی صاحب نے مکتوب عربی کے صـ۱۵ مین اپنے دعوی کے اثبات مین لکھا کہ تم میرے سامنہ قرآن کے معارف اور نکات کے بیان کرنے مین معارضہ نہین کرسکتے کیونکہ یہہ علم بجز پاک لوگون کے	فلکم ان تعارضونی فی معارف القرآن والدقائق ولن تقدروا علیہا ولو تتم حاسرین فانہ علم لایمسہ الا المطہرون فان لم تفعلوا ھذا فعارضونی فی انشاء لسان العرب فان العربیۃ

کسیکو نہین مانتا اور اگر تم یہہ نہین کر سکتے تو تم زبان
عرب کی انشا پردازی مین میرے ساتھہ معارضہ کرو
کیونکہ عربی زبان درحقیقت الہامی زبان ہے جس مین
نبی یا کامل ولی کے سوا کوئی کامل نہین ہو سکتا اور
اگر تم یہہ بھی نہ کر سکو تو تم بھی ایک کتاب لکھو اور مین
بھی ایک کتاب لکھتا ہون جو اس زمانہ کے مفاسد
کی اصلاح کے لئے کافی ہو لیکن تم ایسا کبھی نہ کر سکو گے
اور اس مقام کی عزت تمکو کبھی نہ ملیگی - کیونکہ یہہ کام
اور یہہ منصب امام الوقت کا ہے جو قادیانی ہے - اور
پھر ص۲۵۷ مین کہا کہ جو کوئی میرے ساتھہ مباحثہ کے
لئے کھڑا ہو اوس پر واجب ہے کہ میری اس کتاب کی مثل
نظم کے مقابل نظم اور نثر کے مقابل نثر اسی طرح رنگین
عبارت مین لاوے اور اگر تم قدرت نہین رکھتے تو یہہ
اقرار لازم ہے کہ یہہ خدا کی ایک نشانی ہے اور انسان
کی فعل نہین - پھر ص۲۳۴ مین کہا کہ باوجود قلت جہد
کے میرا زبان عربی مین کمال ہونا یہ اللہ کی نشانی
ہے - اور باوجود اسکے مجھے چالیس ہزار لغت عرب
کی تعلیم دی گئی ہے اور مین نظم اور نثر مین سب سے

لسان العامیۃ لا یکمل فیہا الا نبی او ولی من
الغیب وان لم تبارزونی فیہا وان تبارزونی اتیناکم
کتابا والکتب کتابا لا صلاح وغاسل ھذہ
الایام ولن تفعلوا ذلک ابدا ولن تستطیعوا
عزۃ ھذا المقام فان ھذا فعل من
فعل امام الوقت وفریق الظلام ملکتہ عربی ص۱۵۵
وجبت لکل من قام للعیاحثہ ھوان یاتی
عناضل بکتاب من مثل ھذا الکتاب النظم
بعدہ النظم والنثر بعدہ النثر مع تسویۃ
التی شیئۃ والاحتضاب وان لم تقدروا
فعلیکم ان تقروا بانہ من ایات الرحمن لا من
فعل الانسان ص۲۵۷ وان کمالی فی اللسان
العربی مع قلۃ جھدی وقصور طلبی ایۃ
واضحۃ من ربی والی معذلک علمت ان
العامن اللغات العربیۃ وقد وقفت فی
النظم والنثر وما ھذا فعل العبد ان
ھذا الا ایۃ رب العالمین ص۲۳۵ - وما
استطعتم ان تکتبوا شیئا فی العربیۃ کاملۃ ص۱۷۵

فایق ہون - اور یہہ بھی بندہ کا فعل نہین بلکہ خدا کی نشانی ہے اور ص۱۷۵ مین کہا تم عربی دان
مین میری طرح نہین لکھہ سکو گے" انتہی -

اقول - قادیانی صاحب کا یہہ دعوی کوئی جدید نہین بلکہ سب سے پہلے امام الوقت کی تعریف

اور علامت مین یہہ طریق محمد بن علی الترمذی صاحب کتاب نوادر الاصول نے ایجاد کیا۔ جبکہ علماء اور مشایخ وقت نے اون کی کتابون مین خاتم اولیا امام الوقت کا ذکر دیکھا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کردیا۔ پس حکیم ترمذی نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس مین نہایت دقیق سوالات جمع کئے اور کہا کہ اس کی شرح جیسی کہ چاہیئے خاتم اولیا کے سوا کوئی نہ کرسکیگا اور اوس خاتم کا نام اور اوس کے باپ کا نام اونہین کے نام کے مطابق ہوگا۔ جب اون شارحین نے یہہ معاملہ دیکھا تو سب کے سب اس مقام کے دعوے سے تائب ہوگئے۔ شیخ سعید بن محمود شرح فصوص میز لکھتے ہین کہ جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوئے تو اونہون نے حکیم ترمذی کے سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیئے لکھا اور مطابقت نامون کی بھی ظاہر ہوئی اور خود شیخ نے بھی اس مقام کا دعوی کیا اور کہا۔

محمد بن علی ترمذی نے بھی امام الوقت ہونے کی علامات مین ایک مسئلہ لکھا ہے کتاب لکھی

انا ختم الولایۃ دون شک		لوارث الھاشمی مع المسیح	ابن عربی کا دعوی کہ وہی امام الوقت اور خاتم ولایت ہے

یعنی مین ہی بلاشک وہ خاتم الولایت ہون جو پیغمبر ہاشمی کا وارث ہے اور جو مسیح موعود کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ ان سوالات کے جوابات فتوحات مکیہ باب (۳۷۳) مین بتفصیل مذکور ہین۔ لیکن قادیانی صاحب کے اس الہامی رسالہ کی عبارت جسکے معارضہ کے لئے دعوت دی ہے مین قطع نظر اس کے کہ یہہ بجاے الہامی ہونے کے احلامی ہے نوامین عربیت اور قواعد نحویت کی اعتبار سے اور ضوابط بنا رصرف کی لحاظ سے جو کہ کلام عرب کا اصل اصول ہے ایسی سراسر غلط اور بے ربط ہے کہ الہام رب ہونا تو کیا بلکہ ایک عرب اور مستعرب بھی ایسی کریہہ الفاظ زبان سے نہین نکال سکتا۔ مثلاً قادیانی صاحب کا الہام انا انزلناہ قریبا من القادیان جسکو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ مین لکھتے ہین اس مین لفظ قادیان نہ اون کے قانون کا علم ہے اور جس مین کوئی معنی وصفی باقی نہین ہین وہ خلاف قواعد لغات قرآنی معرف باللام ان کو الہام ہوا اور مکتوب عربی کے صفحہ ۲۳ مین اپنی الہامی عبارت یعنی لنلطمن علی وجوہ المجترئین مین لطم کا فعل حرف علی کے ساتھہ استعمال کیا گیا۔ حالانکہ زبان عرب مین یہہ فعل کبھی صلہ حرف علی کے ساتھہ مستعمل

نہ ہوا بلکہ اس صلہ کے بغیر احادیث نبویہ میں متعدد جگہ مذکور ہوا - مثلاً وہ حدیث متفق علیہ بخاری و مسلم
جس میں ہے فلطم موسیٰ عین ملک الموت ففقأھا اور اسکے ماقبل حدیث متفق علیہ جس میں یہ
الفاظ ہیں فلطم وجہ الیھودی دیکھو مشکوۃ باب بدء الخلق ص۵۰۰ - اور اسی طرح قادیانی صاحب
نے مکتوب عربی کے ص۲۵ میں اپنے الہامی اشعار یعنی ؎ خفف قہر رب قادر مولائی میں لفظ
مولیٰ یائے متکلم کی طرف مضاف کرنے میں ایک ہمزہ اضافہ کردیا - حالانکہ زبان عرب میں ہمیشہ اسماء
مقصورہ جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہوئے کبھی اون کے آخر ہمزہ کا اضافہ نہوا اور یائے متکلم
ہمیشہ مفتوح مستعمل ہوئی نہ مجزوم جیسے عَصَايَ ومولَايَ - اور اسی طرح اس مکتوب کے ص۲۶۹ میں الہامی
مصرع یعنی ؎ وعلیک یسقط حجر کل بلاء میں حجر کی جیم مفتوحہ کو ساکن کردیا - اور اسی طرح اون کا
الہامی نام یعنی غلام احمد قادیانی قواعد عربیت کے بالکل مخالف ہے کیونکہ اسم منسوب جب کسی
اسم علم کے بعد واقع ہوتا ہے تو اوس کا معرف باللام ہونا لازمی ہے جیسے کہ ہم قبل ازیں بیان کرچکے ہیں
اور اسی طرح قادیانی صاحب کا مکتوب عربی کے ص۲۶۸ میں الہامی مصرع یعنی ؎ لکن تری جہل علی
العلماء کلام عرب کے استعمالات عرب کے مخالف اور مناقض ہے - کیونکہ تری کے معنی لغت میں
برجستن نر بر مادہ ہیں اور صراح میں ہے "وذلک فی الحافر والظلف والسباع" یعنی اسکا استعمال
اون حیوانات کے ساتھ مخصوص ہے جو سُم دار اور سینگوں والے یا درندہ ہیں - اور اسی طرح لفظ بطالہ
(معرب بٹالہ) جو مکتوب کے ص۲۶۹ میں ہا مختفی کے ساتھ استعمال کرکے کہا یعنی ؎ یا شیخ
ارض الخبث ارض بطالۃ کہا لیکن مکتوب کے ص۲۷۱ میں جبکہ اسی لفظ بطالہ کے آخر یا نسبت
لاحق کی تو ہا مختفی حذف کرکے اوس کی عوض حرف واؤ کا اضافہ کیا اور "شیخ حنال بطالوی" کہا
جو الہامی زبان کے بالکل مناقض ہے - کیونکہ کلام عرب میں وہ کلمہ جسکے آخر ہا مختفی ہو یا نسبت
کے لاحق ہونے سے فقط اوس کی وہی ہا بلکسی بدل کے حذف ہوجاتی ہے جیسے مکہ سے
مکی اور بصرہ سے بصری اور مدینہ سے مدنی ہے - پس اسی طرح بطالہ سے بطالی ہونا چاہئے تھا بطالوی*

* اور مورخ پنٹ انگریزی نے علاوہ دیگر الزامون کے قادیانی صاحب پر یہ الزام بھی قائم کیا کہ اونہون نے لفظ بٹالہ جو (ہاء) کے ساتھ ہے اوسکو (واو) بطالہ کیسا تبھی تحریف کیا؟ - دیکھو ایڈیشن ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء مجموعہ تریاق گورداسپور -

الغرض اون کے الہامی مکتوب مین اس سے زیادہ تر اخش غلطیان نہ فقط قواعد زبان الہامی کے اعتبار سے موجود ہین بلکہ باعتبار ادب و تہذیب اور صناعت بلاغت و فصاحت اور بلحاظ استعمالات حروف صلات موجود ہین جن کو سنتے عوام کے افہام سے بعید الفہم ہونے کے سبب سے ترک کردیا اور ان سریع الفہم اغلاط کے بیان پر کفایت کیجیے جن کو معمولی طالب علم بہی سمجہ سکتا ہے۔ اور ہم قبل اس کے اون کے دعواے ہمہ دانی اور چالیس ہزار لغات کو جاننے کی تکذیب کرچکے ہین کہ اون کا یہہ دعوی کسقدر دروغ بے فروغ ہے۔ مگر پہ حیرت اون کا یہہ دعوی ہے جو شعر گوئی کا کرتے ہین۔ حالانکہ شعر کا کہنا انبیاء کی شان نہین۔ اور خود خدا نے قرآن کریم مین اپنے نبی کریم کے حق مین فرمایا وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ۔ مہذا عرب کے اشعار کا فصاحت و بلاغت مین یکتا ہونا ایسا مسلمات سے ہے کہ کوئی مستعرب یا عجمی اون کا مقابلہ نہین کرسکتا۔ لہذا ہمکو ضرورت نہین کہ شعر گوئی مین اپنا وقت گرانمایہ ضایع کرین اور اگر ہمارا معارضہ ہے تو اسیقدر ہے کہ شیعہ نے نہج البلاغت کو بمنزلہ کہا فیضی نے تفسیر قرآن کے نقط لکہی۔ پس اگر قادیانی صاحب کو الہامی کمال ہے تو وہ سورہ الحمد یا کسی دوسری سورہ کی ہی کل حروف منقوطہ مین تفسیر لکہین اور اپنے الہام سے مدد چاہین پس ہمکو قوی امید ہے کہ الہام ربانی اون کے اس امر سے ناقص فطرت پر افاضہ کرنے سے باز رہیگا اور اون کی فاسد استعداد اوس کے نور کے قبول کرنیکی متحمل نہوسکیگی۔ سیجعل اللہ بعد عسر یسرا ویجعل عطایا الملک الاعطایا۔

والحمد للہ رب العالمین

پس یہہ قادیانی صاحب کے دعاوی اور اون کے جواب ہین جو اوپر مذکور ہوئے اب ہم ذیل مین اون کے مجموعی عقاید پر ایک نظر کرتے ہین جو اونہون نے اپنے مختلف رسائل مین خدا تعالی کی صفات قدیمہ اور اوس کے فرشتون اور انبیاؤن اور رسولون اور وحی اور امت محمدیہ کی متعلق لکہے تاکہ امت امیہ پر قادیانی صاحب کا سارا مکر و ہنر ظاہر ہوجاوے اور حجت الہی تمام ہو

خلاصہ عقائد قادیانی

۱۔ ذات وصفات باری تعالےٰ

قادیانی مجاز اُبن اللہ ہے اور خدا کی توحید اور تفرید کا مرتبہ کہتا ہے

(۱) مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اوسکو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں یعنی ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔ توضیح المرام ص۲۷ اور اون کو خطاب الٰہی ہوا کہ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی یعنی تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے براہین ص۴۹۰۔ یعنی ان کا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے۔

خدا عذاب کے وعدوں میں جھوٹا بولتا ہے

(۲) وعید یعنی وعدہ عذاب میں اللہ تعالیٰ کا تخلف کرنا سنت اللہ ہے۔ انجام آتھم ص۲۹

(۳) خدا تعالیٰ دوزخیوں کو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھیگا بلکہ چند حقبوں تک رکھیگا اور یہ ہرگز درست نہیں کہ اخلاد عذاب کی صفت حق تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاوے کیونکہ انسان ہر طرح مختار نہیں بلکہ اوس کے افعال پر جو قضاے الٰہی کے تحت تصرف ہیں اور اوسکے ارادہ اور دست قدرت سے اوس میں ہر کام کی قوت پیدا کی گئی ہے۔ خلود عذاب کا مواخذہ کرے بلکہ ایک زمانہ کے عذاب کے بعد اون کو معرفت حضرت احدیت حاصل ہو جاویگی جس سے اون پر مآل کار رحمت اور رشد ہوگی۔ مکتوب عربی ص۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰

خدا قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا

(۴) خدا تعالےٰ اپنے قانون قدرت کے باہر کوئی کام نہیں کرتا۔ پس اس دنیا میں مردوں کو زندہ کرنا یا ایک انسان کو آسمان پر زندہ مع الجسم اوٹھا لیجانا یا ایک زمانہ دراز تک بلا حاجت اکل وشرب زندہ رکھنا اور پھر اوس کو حوادث زمانہ سے محفوظ رکھنا یہ سب خدا کے قانون قدرت سے باہر ہیں اور عادۃ اللہ کے برخلاف۔ لیکن وہ قادیانی صاحب کو مسیح کی صورت مثالی پر بنانے پر قادر ہے اور یہ اوس کے قانون قدرت سے باہر نہیں جیسے کہ انسان کو بندر یا سور بنانا اوس کے قانون قدرت سے باہر نہیں ازالۃ الاوہام متعدد مقامات صفحہ

۲- ملائکہ کرام حقیقت جبریل وحی روح القدس

جبریل ایک قسم کی محبت کا نام ہے

اگر یہہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوتِ روحانی مین یہہ عاجز اور مسیح ابن مریم مشابہت رکھتے ہین وہ کیا شے ہے تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونون کے روحانی قوانین ایک خاص طور سے رکھی گئی ہے جسکے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے نیچے کی طرف سے مُراد خلق اللہ کے ساتھہ اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور اوپر کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو بمنزلہ نر و مادہ ہین اور ان سے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جسکا نام روح القدس ہے اور اس روح کو استعارہ کی طور پر

پاک تثلیث قادیانی

ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہین اور یہی پاک تثلیث ہے جسکو ناپاک طبیعتون نے مشرکانہ طور پر سمجھہ لیا ہے - توضیح المرام صـ۱۲ اور یہہ محبت تین قسم کی ہے پہلی قسم کی محبت جو آتش محبت الٰہی ہے اوس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہین اور دوسری محبت وہ جو اوپر بیان ہو چکی جس مین دونون محبتون کے ملنے سے ایک تیسری چمک پیدا ہو جاتی ہے جسکو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس مین ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اوس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اوس کو اپنے وجود کا مظہر اتم بنا دیتا ہے اور اوس کے کئی مراتب اور اونہین کے لحاظ سے مختلف نام ہین - پس یہہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونون محبتون کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اسکو روح امین کے نام سے بولتے ہین اور اسی کا نام شدید القوی بھی ہے اور اسی کا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے - کیونکہ یہ وحی الٰہی کی انتہا درجہ کی تجلی ہے اور اسکو سرائی ملائکہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے - کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس و وہم سے باہر ہے اور یہہ کیفیت دُنیا مین صرف ایک ہی انسان کو ملی ہے جسپر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور وہ بھی درحقیقت پیدائش الٰہی کے خطِ ممتد کے اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جسکا نام دوسرے

لفظون مین محمد ہے اور یہہ وہ مقام ہے کہ مین اور مسیح دونون اس مقام تک نہین پہونچ سکتے اور جیسا کہ مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اسکو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہین ایسا ہی یہہ وہ مقام عالیشان ہے کہ گذشتہ نبیون نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کی ظہور کو خدا تعالی کا ظہور قرار دیدیا ہے اور اوس کا آنا خدا تعالی کا آنا ٹھیرایا ہے۔ ۵

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم	آنچنان از خود جدا شد کز میان اُفتاد میم
زان نمط شد محمود دلبر کز کمال اتحاد	پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم

اور یہہ سب روحانی مراتب ہین جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ مین بیان کئے گئے ہین یہ نہین کہ حقیقی ابنیت یہان مُراد ہے یا حقیقی الوہیت مُرادلی گئی ہے۔ اور اس جگہ اس بات کا بیان کرنا بھی بے موقع نہوگا کہ جو کچھ ہمنے روح القدس اور روح الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے یہہ درحقیقت اون عقاید اسلام سے جو اہل اسلام ملایک کی نسبت رکھتے ہین منافی نہین ہے کیونکہ

بقول قادیانی محققین اسلام ملایکہ کو انسانون کی طرح شخصی وجود سے منکر ہین

محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قایل نہین کہ ملایک اپنے شخصی وجود کے رکھنے انسانون کی طرح پیرون سے چلکر زمین پر اترتے ہین۔ اور یہہ خیال بداہت باطل بھی ہے کیونکہ اگر مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سیکنڈ مین ہزارہا ایسے لوگون کی جانین نکالتا ہے جو مختلف بلاد و امصار مین ہزارون کوسون کے فاصلہ پر رہتے ہین اگر ہر ایک کے لئے اس بات کا محتاج ہو اور پیرون سے چلکر اوس کے ملک و شہر و گھر مین آجاوے اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اوس کو موقع ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری کے لئے تو کئی مہینہ کی مہلت بھی کافی نہین ہوسکتی۔ کیا یہہ ممکن ہے کہ انسانون کی طرح حرکت کرکے ایک طرفۃ العین کے یا اوس کی کم عرصہ مین تمام جہان گھوم کر چلا آوے؟ ہرگز نہین!۔

شخصی وجود سے ملک الموت کا زمین پر آنا باطل ہے

توضیح مرام صہ ۲۴ وغیرہ۔

جبریل کو نزول کی کیفیت اور ہر شہر پر اوس کا اقتدا

جبریل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کی ایک نہایت روشن نیر سے تعلق رکھتا ہے اگر چہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الٰہی سے مشرف

کیا گیا ہے (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اشارہ اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یا دیکھنی چاہیئے) لیکن وہ ہر ایک انسان پر اوس کی حسب استعداد کے اپنا اثر ڈالتا ہے۔ توضیح المرام صفحہ ۶۸۔

جبریل اپنے ہیڈکوارٹر سے جدا نہیں ہوتا

(اور جبریل اپنے ہیڈکوارٹر سے جدا نہیں ہوتا بلکہ) جبریلی نور آفتاب کی طرح جو اوس کا ہیڈکوارٹر ہے تمام معمورہ عالم پر حسب استعداد اون کے اثر ڈال رہا ہے۔ اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو حتّٰی کہ مجانین پر بھی جبریل کا اشراق الواقعہ ہے۔ اور جبریلی نور کا چھیالیسوان حصّہ تمام جہان میں اس طرح پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں۔ یہاں تک کہ کنجر بیان بھی جو اسی وجہ سے بعض اوقات سچی خوابیں دیکھتے

کچھ نہ کچھ جبریل کا اثر ہوتا ہے

لیتی ہیں پس یہی مثال جبریل کی تاثیرات کی ہے۔ ادنے سے ادنے مرتبہ کے ولی پر بھی جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر بھی وہی ڈالتا رہا۔ لیکن ان دونوں وحیوں میں فرق فقط آرسی کے شیشہ اور بڑے آئینہ کا ہے۔ توضیح مرام صفحہ ۷۱ و صفحہ ۸۴ و صفحہ ۸۵ وغیرہ وغیرہ۔

روح انسان ایک لطیف نور ہے جو جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے

روح انسانی ایک لطیف نور ہے جو اوس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے۔ یہ بتلانا خدا کا منشا نہیں کہ روح الگ طور پر آسمان سے نازل ہوتی ہے یا فضا سے زمین پر آتی ہے۔ بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں۔ اگر ایسا خیال کریں تو قانون قدرت میں باطل ٹھہرتا ہے۔ ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زخموں میں ہزارہا کیڑے پڑ جاتے ہیں سو یہی صحیح بات ہے کہ روح جسم سے ہی نکلتی ہے اور اس دلیل سے اوس کا حادث ہونا ہی ثابت ہوتا ہے۔ فتح اسلام۔ جلسہ مذاہب لاہور۔ ۲۷-۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء۔

قادیانی ایک کیڑا تھا جو مختلف اطوار اور ادوار کے بعد انسان اور مسیح بے پدر سے عجب تر بنگیا

اور ازالہ صفحہ ۳۷۷ میں اپنی اصلیت ایک کرک بتلائی جو مختلف اطوار اور ادوار کے بعد قادیانی بن گیا۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ؎

کرمکے بودم مرا کردی بشر	من عجب تر از مسیح بے پدر

اور اس شعر میں اپنی خلقت اصلی حضرت مسیح بے پدر سے عجب تر ہونی بتلائی۔

۳- انبیاء اور رسل اور اون کے معجزات اور اونکی پیشینگوئیاں اور الہامات قادیانی

قادیانی سب انبیاء کا مثیل ہے

(۱) خدا تعالے نے ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسی قرار دیا ہے۔ ازالہ ص۶۶۷

(۲) اور اس عاجز کو خدا تعالی نے آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور پھر مثیل نوح قرار دیا اور پھر مثیل یوسف علیہ السلام قرار دیا اور پھر مثیل حضرت داؤد بیان فرمایا اور پھر مثیل موسلی کر کے بھی اس عاجز کو پکارا پھر اللہ تعالی نے اس عاجز کو مثیل ابراہیم بھی کہا اور پھر آخر مثیل پیرانے کی یہان تک نوبت پہونچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء امام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفے صلعم قرار دیا اور پھر خدا تعالی نے اس عاجز کو عیسی یا مثیل عیسی کر کے پکارا۔ ازالہ ص۵۰۳۔

قادیانی نبی بھی ہے اور امتی بھی

(۳) مین نبی بھی ہون اور امتی بھی۔ ازالہ ص۵۳۳۔ اور میری نبوت ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظون مین محدثیت کے اسم سے موسوم ہے وان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوات یعنی ہر نبی محدث ہے اور ہر محدث باعتبار حصول نوع نبوت نبی ہوتا ہے مطلق نبوت ختم نہیں ہوئی کیونکہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود نہیں ہے اور نہ ہر ایک طور کی وحی پر مُہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس اُمت مرحومہ کے لیئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ توضیح مرام ص۱۸۔۱۹

قادیانی محدث ہے اور محدث بھی ایک قسم کا نبی ہی ہے

(۴) یہ عاجز اس اُمت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اوس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالی سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ ظاہر کئے جاتے ہین اور رسولون اور نبیون کی وحی کی طرح اوس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اوس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئین باآواز بلند ظاہر کرے اور اوس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اسکے اور کوئی نہیں۔ توضیح ص۱۸

قادیانی اور مسیح کی فطرت ایسی ہے جیسے ایک جوہر کے دو ٹکڑے

(۵) اور میری اور مسیح کی فطرت ایسی ہے جیسے ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی مادّہ کے دو جوہر۔ ازالہ صـ۔ مکتوب عربی صـ۵

(۶) نصاریٰ نے جو عیسیٰ کو ابن اللہ کہا تو اوس پر غیرت الٰہی کے نازل ہونے سے خدا نے مجھے اوس کا ہمسر بنا کر بھیجا۔ اور اپنے ایک قصیدہ میں اس معنی کو یوں ادا کیا۔

خدا نے قادیانی کو عیسیٰ کا ہمسر بنایا

چون کافر ازستم بپرستند مسیح را	غیورئی خدا البسرش کرد ہمسرم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم
واللہ کہ ہمچو کشتئی نوحم ز کردگار	بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

جو قادیانی کے لنگر سے الگ ہے وہ بے دولت ہے

پس جنہوں نے اس عاجز کو مسیح موعود ہونا مان لیا ہے وہ لوگ ہر ایک خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں اور کئی طرح کے ثواب اور اجر اور قبولیت ایمانی کے وہ مستحق ٹھیر گئے ہیں۔ ازالہ صـ۷۹ و ۷۹

انبیاء اور محدث کی وحی شیطانی دخل سے منزّہ ہے

(۷) قانون قدرت خدا تعالیٰ کا یہی ہے کہ فقط انبیا اور محدثین کی وحی شیطان کے دخل سے منزّہ کی جاتی ہے۔ ازالہ صـ۲۵۵

کبھی شیطانی دخل انبیاء کی وحی میں ہو جاتا ہے

(۸) شیطانی دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہوا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدلکر بعض لوگوں کے پاس آ جاتا ہے چنانچہ مجموعہ تورات میں ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اوس کی فتح کے بارہ میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اوسی میدان میں مر گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے۔ اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامۂ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت ہی نہیں۔ ازالہ صـ۶۲۶

چار سو نبی کو شیطانی وحی ہوئی اور وہ جھوٹے نکلے

انبیاء کا اجتہاد بھی بھول خطا کا ہے

(۹) انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکان بھول خطا ہے۔ مثلاً وہ خواب جس کا ذکر

قرآن مین ہے اور اُس کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو کتنے دن تکلیف اوٹھا کر گئے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا - حالانکہ بلاشبہ رسول اللہ کی خواب وحی مین داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنی سمجھنے مین غلطی ہوئی - ایسا ہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے آپ کے روبرو ہاتھ نا پنے شروع کئے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہیں کیا گیا یہانتک کہ آپ فوت ہو گئے - اسی طرح ابن صیاد کی نسبت ظاہر پر وحی نہ کھلی (ازالہ ص۶۸۶)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیاوی امور مین غلطیان

(۱۰) مگر حضرت مسیح کی پیشین گوئیون کا سب سے عجیب تر حال ہے - بارہا اونہون نے کسی پیشگوئی کے کچھ معنی سمجھے اور آخر کچھ اور ہی ظہور مین آیا - ازالہ ص۶۸۷ وغیرہ -

مسیح کی پیشین گوئیان غلط ظہور مین آئین

(۱۱) مسیح کی پیشین گوئیان اس لئے محجوب الحقیقت ہین کہ وہ بظاہر صورت نجومیون اور رمالون اور کاہنون اور سورخون کے طریقہ بیان سے مشابہ ہین - براہین احمدیہ تمہید (۶)

۴ معجزات انبیاء صلوات اللہ علیہم

انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہین :-

معجزہ شق القمر کا اقرار

ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہین جن مین انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہین ہوتا - جیسے شق القمر جو ہمارے نبی صلعم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک ستبازاور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دکھایا تھا -

دوسرے عقلی معجزات ہین جو اوس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہونے مین جو الہام الٰہی سے ملتی ہے -

مسیح کو احیاء اموات وغیرہ کا انکار

(۱) پس کچھ تعجب کی جگہ نہین کہ حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی گئی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک کے مارنے سے پرندون کی طرح پرواز کرتا ہو یا پیرون سے چلتا ہو - کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے - ازالہ ص۳۰۱ و ص۳۰۳

مسیح کو مسیریزم آتا تھا

(۲) ماسوائے اس کے یہہ بھی قرین قیاس ہے کہ مسیح کے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمیریزمی طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکین - ازالہ ص۳۰۵

(۳) حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مُردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہوجاتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ میں مرجاتے تھے اور حضرت مسیح اس عمل میں کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے - اور یہہ جو میں نے مسمیریزمی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے یہ الہامی نام ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا - ازالہ ص۳۱۱ و ص۳۱۲

مسیح کا لنگڑوں اندھوں کو اچھا کرنا ایک نسخہ سے تھا

(۴) یہہ بات نہایت صحیح اور قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اندھوں لنگڑوں کو شفا حاصل ہوئی ہے تو بالیقین یہہ نسخہ حضرت مسیح نے اوسی حوض سے اوڑایا ہوگا جو عبرانی میں بیت حدا کہلاتا تھا اور جسکا پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اوس میں اُترتا کیسی ہی چار میں کیوں نہ ہو اوس سے چنگا ہوجاتا تھا اور جسپر کہ حضرت مسیح اکثر جایا بھی کرتے تھے - براہین احمدیہ تمہید پنجم -

اور جس کی مٹی میں روح القدس کی تاثیر کہی گئی تھی - بہرحال یہہ ایک کھیل تھی اور مٹی مٹی ہی رہتی تھی جیسا سامری کا گوسالہ - ازالہ ص۳۲۲ -

قادیانی ابن مریم سے کم نہیں ہے

(۵) اگر یہہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُمید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے یہہ عاجز کم نہتا - ازالہ ص۳۰۹

مسیح کا پرند بنانے کے لئے یہود جان مارلو کا استعارہ

(۶) یہہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اوران میں پھونک مارکر اونہیں سچ مچ کے جانور بنادیتا تھا - ازالہ ص۳۲۳

مسیح کے معجزات مکروہ اور منشا بہ ہیں

(۷) پس مسیح کے معجزات سب کے سب مجوز الحقیقت ہیں کیونکہ وہ بظاہر صورت مکروہ سے متشابہ ہیں - تمہید پنجم براہین احمدیہ -

محمدؐ کا معراج اجسام کثیفہ کیساتھ نہتا بلکہ ایک کشف تھا

(۸) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر معراج آسمانوں پر اجسام کثیفہ کے ساتھ نہتا (کیونکہ کسی بشر کا آسمانوں پر جانا خلاف عادۃ اللہ یعنی خلاف قانون قدرت ہے) ازالہ ص۶۲۵

اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کیساتھ کرۂ زہرہ تک بھی پہونچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں۔ پس اس جسم کا کرۂ ماہتاب یا کرۂ آفتاب تک پہونچنا کسقدر لغو خیال ہے۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ اور اسقسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے۔ (ازالہ ص۴۷۲ و ص۴۷۳)

قادیانی بھی ایسے کشف رکھتا ہے

مگر قادیانی صاحب نے معجزۂ شق القمر کے اقرار کے وقت پرانی اور جدید فلسفہ کے مسئلہ کو ملحوظ نہ کیا کہ یہ شق القمر خلافِ قانون کیسے ہوگیا؟۔

۵۔ قرآن قادیانی صاحب

(یعنی وہ مخاطبات و مکالمات ربانی جن سے قادیانی صاحب بطور وحی مشرف ہوئے)

قرآن قادیانی یعنی قادیانی کے الہامات کی سب تو عبارات

(۱) یا عیسیٰ انی لا یضاع وقتہ۔ یعنی اے عیسیٰ (جس کا وقت ضایع نہ ہوگا)

(۲) انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ تو مجھ سے ایسی مرتبہ میں ہے کہ اوس کو مخلوقات نہیں جانتی

(۳) انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یعنی تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تو پہچانا جائے اور لوگوں میں مشہور ہو جائے

(۴) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یعنی وہی خدا ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اوس کو سب دینوں پر غلبہ دے۔

(۵) قل انی امرت و انا اول المومنین۔ کہدے میں مامور ہوں اور سب سے پہلا مومن ہوں۔

(۶) انت معی و انا معک خلقت لک لیلاً و نہاراً۔ یعنی تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے ہی لئے رات اور دن میں نے پیدا کیا۔

(۷) اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک۔ یعنی جو چاہے تو کر میں نے تجھے بخشدیا۔ براہین ص۵۶۰

(۸) انت بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ تو ایسے مرتبہ میں ہے کہ لوگ اوس کو نہیں جانتے۔ ایضاً

(۹) یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر۔
واقم الصلوٰۃ لذکری۔ ص۵۱۴ براھین۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت بہتی ہے اور تجھے
ہمنے کوثر دیدیا ہے پس اللہ کی نماز پڑھ اور قربانی کر تیرا دشمن گھاٹے مین ہے۔ ایضاً

(۱۰) مبارک وبارک۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ایضاً۔

(۱۱) وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک۔ ایضاً۔ تیرا بوجھ جو تیری پیٹھ
توڑ دیا تجھ سے اوتھا دیا اور تیرا ذکر اونچا کر دیا۔

(۱۲) انک علی صراط مستقیم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ ص۵۱۴ تو سیدھی راہ پر ہے
دُنیا اور آخرت مین تو وجاہت والا مقرب ہے۔

(۱۳) یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثلۃ
من الاولین وثلۃ من الاخرین۔ براھین احمدیہ ص۵۵۵۔ اے عیسیٰ مین تجھے کامل اجر بخشون گا
یا وفات دون گا اور اپنی طرف اوٹھاؤن گا اور تیرے تابعین کو منکرون پر قیامت تک غلبہ بخشون گا
پہلون مین سے بھی ایک گروہ ہو اور پچھلون مین سے بھی ایک گروہ ہو۔ آنجناب عیسی کو نام سے بھی عاجز (یعنی قادیانی مراد ہے)

(۱۴) انی متوفیک ورافعک الیّ۔ براھین ص۵۱۴۔ انی رافعک الیّ۔ براھین ص۴۸۵
مین تجھکو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اوٹھاؤنگا۔ مین تجھے اپنی طرف اوٹھانیوالا ہون۔

(۱۵) تموت وانا راض منک فادخلوا الجنۃ انشاء اللہ امنین۔ تو مریگا اور مین خوشنود ہون گا پس
اللہ کی بہشت مین داخل ہو جاؤ امن کے ساتھ۔

(۱۶) سلام علیکم طبتم فادخلوھا امنین۔ تمپر اللہ کا سلام تم خوش ہو اور امن کیساتھ داخل ہو جاؤ۔

(۱۷) سلام علیک جعلت مبارکا۔ انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ۔ تیرے پر سلام تو مبارک بنایا گیا
ہے اور دُنیا اور آخرت مین مُبارک ہے۔

(۱۸) اذکر نعمتی التی انعمت علیک وانی فضلتک علی العالمین۔ جو نعمتین تجھے دی گئی ہین اون کو
یاد کر اور تجھی مین نے تمام عالمین پر فضیلت دی ہے۔

(۱۹) لا تخف انک انت الاعلی - براہین ص۵۵۵ - تو خوف نکر کہ تو ہی غالب ہے۔

(۲۰) یا داؤد دعامل بالناس رفقا واحسانا - ص۵۵۵ - اے داؤد لوگون کیساتھ رفق و احسان سے معاملہ کر۔

(۲۱) واما بنعمۃ ربک فحدث - تو اپنے رب کی نعمت بیان کر۔

(۲۲) انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیۃ - تو ہی اللہ کا محدث ہے اور تجھ مین مادہ عمر فاروق کا ہے۔

(۲۳) سلام علیک یا ابراھیم انک الیوم لدینا مکین امین ذو عقل متین - حبیب اللہ خلیل اللہ اسد اللہ - وصل علی محمد - آج تجھپر اے ابراہیم سلام کہ تو ہمارے پاس امین اور مکین ہے - ذو عقل ہے - اللہ کا حبیب ہے - اے اللہ کے خلیل اے اسد اللہ اور محمد پر سلام کہہ

(۲۴) ما ودعک ربک و ما قلی - تجھے اللہ نے نہین چھوڑا اور نہ تنگ کہا۔

(۲۵) الم نشرح لک صدرک - کیا تیرا سینہ ہمنے کھولا نہین -

(۲۶) الم نجعل لک سھولۃ فی کل امر - کیا تیرے لئے ہمنے ہر کام مین سہولت نہین کی۔

(۲۷) بیت الفکر وبیت اللہ کر ومن دخلہ کان اٰمنا - براہین ص۵۵۵ - بیت الفکر سے مراد وہ چوبارہ ہے جس مین یہہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہی اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اسکے پہلو مین ہے جو اوس مین داخل ہوگا وہ سوی خاتمہ سے امن مین آجائیگا -

(۲۸) ینصرک اللہ فی مواطن - کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی - ص۵۵۵ - کئی جگہ تجھے اللہ مدد دیگا اللہ نے لکھدیا ہے کہ مین اور میرے رسول غالب رہین گے۔

(۲۹) یا احمد بارک اللہ فیک ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی - ص۲۳۸ - اے احمد تجھے خدا برکت دے اور جب تو نے چلایا وہ اللہ کا چلانا تہا۔

(۳۰) الرحمن علم القراٰن - لتنذر قوما ما انذر اٰبائھم ولتستبین سبیل المجرمین - رحمن نے قرآن سکہلایا تاکہ تو اوس قوم کو ڈرائے جنکے باپ ڈرائے گئے اور تاکہ بدکارون کا طریق ظاہر ہوجاوے

(۳۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ انا کفینا ک المستھزئین - براہین ص۲۳۱ - کہدے اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو مجھے چاہو - تجھے ہمنے مسخرون کے لئے کافی بنادیا ہے۔

(۳۲) ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم - مین تمہین خبر دیتا ہون کہ شیطان اوسی پر اوترتے ہین جو گنہگار اور جھوٹ بولنا ہے -

(۳۳) قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مومنون مسلمون - ص۲۴۰ - کہدے میرے پاس اللہ کی گواہی ہے - کیا تم یقین کروگے اسلام لاؤگے -

(۳۴) ولا تقولن لشئ انی فاعل ذلک غدا الا یخوفونک من دونہ - تو کسی کام کی نسبت مت کہو کہ مین کل کرون گا - اور تجھے اس کے سوا خوف دلائین گے -

(۳۵) انک باعیننا سمیتک المتوکل - تو ہماری آنکھون کے سامنے ہے اور تیرا نام ہمنے متوکل رکھدیا ہے -

(۳۶) یحمدک اللہ من عرشہ محمدک نصلی - تجکو خدا اپنے عرش سے صفت کرتا ہے تیری صفت اور نماز ہم کرتے ہین -

(۳۷) یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون سنلقی فی قلوبہم الرعب

وہ خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہین اپنی زبان سے اور اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافرون کو نہ بھائے - ہم عنقریب اون مین رعب ڈالین گے -

(۳۸) اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتہی امر الزمان الینا - جب اللہ کی مدد اور فتح آجائیگی اور زمانہ کی حکومت ہمارے پر ختم ہوگی -

(۳۹) ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلہا ربی حقا - یہہ اون خوابون کی تاویل ہے جو اللہ نے دی تھین اور خدا نے اون کو سچا کیا -

(۴۰) وقل رب ادخلنی مدخل صدق واما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم - ص۲۴۰ - کہدے اے رب سچائی کی جگہ لیجا - یا تو بعض وعدے پورے کرینگے یا تجھے پورا کرین گے جس قوم مین تو ہے خدا اوسکو عذاب نہ دیگا -

(۴۱) یاتون من کل فج عمیق - ص۲۴۱ - ہر طرف سے لوگ تیرے پاس آئین گے -

(۴۲) ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء - وہ لوگ تیری مدد کرین گے جن کو ہم آسمان سے وحی کرینگے

(۴۳) انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر - تجھے ہمنے ظاہری فتح دی

تاکر تیرے اگلے پچھلے گناہ خدا بخشے۔

(۴۴) ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ۔ اگر ایمان ثریا میں معلق ہوا تو بھی اوس کو پا لیگا۔

(۴۵) یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر ص۲۴۲۔ اے مدثر کھڑا ہو اور لوگون کو ڈرا اور خدا کی بڑائی بیان کر

(۴۶) یا احمد یتیم اسمک ولا یتیم اسمی۔ اے احمد تیرا نام پورا ہوگا اور میرا نام پورا نہ ہوگا۔

(۴۷) واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک ولا تصعر لخلق اللہ ولا تکتم من الناس۔ جو تیرے پر وحی کیا گیا ہے لوگون پر پڑھ اور مخلوقات کے لئے رسوائی نہ لے۔ اور لوگون سے نہ ڈر۔

(۴۸) اصحاب الصفۃ وما ادراک ما اصحاب الصفۃ تری اعینہم تفیض من الدمع۔ تیرے اصحاب صفہ اور کیسے اصحاب صفہ تو اون کی آنکھین آنسو بہتی دیکھتا ہے۔

(۴۹) یاتی زمان مختلف بازواج مختلفۃ وتری سلالیہن او یخیبن ست جیوۃ طیبۃ ثمانین حولا او قریبا من ذلک۔ ازالہ ص۶۳۵ نئی نئی عورتین تیرے پر مختلف زمانے لائین گے اور تیری نسل کثیر ہوگی اور تجھے حیات طیبہ دین گے اور تجھے اسی برس کی عمر یا اسکے قریب قریب دینگے۔

(۵۰) انت وجیہ فی صفرتی اخترتک لنفسی۔ ص۴۸۹ براھین۔ تو میری بارگاہ مین وجیہہ ہے اور تجھے اپنے لئے پسندیدہ کیا ہون۔

(۵۱) نصرت بالرعب واجیبت یا الصدیق ایھا الصدیق۔ تو رعب کے ساتھہ فتح پایا ہے تونے سچائی کے ساتھہ جواب دیا ہے اے سچے۔

(۵۲) نصرت وقالوا لات حین مناص۔ تجھے نصرت دی گئی ہے اور کہین گے وہ لات حین مناص تھا

(۵۳) اذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون۔ جب اللہ کی مدد آپہنچی اور اللہ کے کلمات پورے ہون گے یہہ وہی ہے جسکے لئے تم جلدی کرتے ہو۔

(۵۴) اردت ان استخلف فخلقت ادم الی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ مین نے خلیفہ بنانا چاہا پس آدم کو خلیفہ بنایا اور مین زمین مین خلیفہ بنانیوالا ہون۔

(۵۵) دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ص۴۹۲۔ وہ کمان یا اس سے بھی کم قرب حاصل کرلیا۔

(۵۶) یحیی الدین ویقیم الشریعۃ ۱۹۶۵ء - دین زندہ کریگا اور شریعت کو قایم کریگا۔

(۵۷) یاآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ - اے آدم تو اپنی عورت سمیت جنت مین جا۔

(۵۸) یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ - اے مریم تو اپنی عورت کے ساتھہ جنت مین جا۔

(۵۹) یااحمد اسکن انت و زوجک الجنۃ - اے احمد تو اپنی عورت سمیت جنت مین جا۔

(۶۰) لفخت فیک من لدنی ریح الصدق - اپنے پاس سے مین نے تجھہ مین سچائی کی روح پھونک دی

(۶۱) انا انزلناہ قریبا من القادیان - وبالحق انزلناہ وبالحق نزل - صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولا - قادیان کے قریب ہمنے اوس کو اوتارا اور سچائی کے ساتھہ اوتارا اور اُترا اللہ اور اوس کا رسول سچا ہے - اور کام ہونے والا ہے۔

(۶۲) سبحان الذی اسری لعبدہ لیلا - ۱۹۰۵ء - عجز سے پاک ہے وہ خدا جسنے اپنے بندہ کو رات مین سیر کرایا

(۶۳) جری اللہ فی حلل الانبیاء - اللہ تعالی انبیا کے حلّون مین داخل ہوگیا۔

(۶۴) یبشرک یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرمتک بیدی - اے احمد تجھے بشارت ہو تو ہی میری مُراد ہے اور تیری بزرگی مین نے اپنے ہاتھہ سے لگائی ہے۔

(۶۵) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - ۱۹۰۵ء - اور ہمنے تجھے رحمۃ للعالمین بناکر بھیجا ہے۔

(۶۶) انی ناصرک - انی حافظک - انی جاعلک للناس اماما - اکان للناس عجبا قل ھو اللہ عجیب یجبی من یشاء من عبادہ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون - وتلک الایام نداولھا بین الناس - وقالوا انی لک ھذا وقالوا ان ھذا الا اختلاق - مین ہی تیرا مددگار - محافظ - اور تجھے امام بنانے والا ہون - کیا لوگون کو تعجب ہے - کہدے اللہ عجیب ہے جسکو چاہے اپنے بندون مین سے پسند کرلیتا ہے - وہ اپنے کئے پر پوچھا نہین جاتا - اور لوگ پوچھے جائین گے - اور یہہ دن لوگون مین پھیرتے رہتے ہین - اور کہین گے یہ دن تیرے لئے کہان؟ اور کہین گے یہہ بناوٹی بات ہے۔

(۶۷) اذا نصر اللہ المومن جعل لہ الحاسدین فی الارض فالنار موعدہم - قل اللہ ثم ذرہم فی

خوضهم یلعبون - جب اللہ مومن کو مدد دیتا ہے تو اوس کے لئے زمین میز حاسد بنا دیتا ہے جن کی جگہ دوزخ ہے - کہہ دے اللہ بس ہے پھر اونکو اپنے خیالات مین کھیلنے دے -

(۶۸) تلطف بالناس وترحم علیہم انت فیہم بمنزلۃ موسیٰ واصبر علی ما یقولون - لوگون سے نرمی کر اور اون پر رحم کر تو اون مین موسیٰ کی جا بجا ہے اور اون کے کہے پر صبر کر -

(۶۹) قال اللہ قد حقی انت منی وانا منک - (ضمیمہ اخبار ریاض مطبوعہ ہوشیارپور مجریہ ۱۵ ستمبر یکم اکتوبر ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۴ سطر ۴ - کالم ثانی - "میرے حق مین خدا نے کہا ہے تو مجھ سے ہے اور مین تجھ سے ہون"

(۷۰) انا نبشرک بغلام علیم مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء اسمہ عمانوائیل یولد ولدا وبینی منک الفضل ان نوری قریب قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق - ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہین جو مظہر الحق ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا ہے اوس کا نام عمانوائیل ہے - تیرا لڑکا ہوگا اور تیری بزرگی حاصل کریگا - یہ نور قریب ہے - کہدے اللہ کے ساتھہ پناہ چاہتا ہون ہر شے کے شر سے -

(۷۱) عجل جسد لہ خوار - فلہ نصب وعذاب - ایک بچھڑے کا جسم ہے اور اوسکے لئے عذاب ہے

(۷۲) یاتی قمر الانبیاء وامرک یتاتی یومہ یجیئ الحق ویکشف الصدق ویجز الخاسرون - پیغمبرون کا چاند آئیگا اور تیرا حکم اوسدن آئیگا جبکہ حق آئیگا اور سچائی کھلیگی اور خسارہ والے خسارہ مین ہونگے

(۷۳) اللہ الذی جعلک المسیح ابن مریم - خدا وہ ہے جسنے مسیح ابن مریم بنا دیا -

(۷۴) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن - کہدے مین تمہاری مثل آدمی ہون - میری طرف وحی آتی ہے کہ خدا تمہارا ایک ہے اور تمامی خیر قرآن مین ہے -

(۷۵) ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون - وقالوا ان ھذا الا افتراء قل ان ھدی اللہ ھو الھدی الا ان حزب اللہ ھم الغالبون - الیس اللہ بکاف عبدہ فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا واللہ موھن کید الکافرین ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا - قول الحق الذی فیہ تمترون - مین کتنے دن اس سے پہلے تم مین رہا

لیکن وہ نہین سمجھتے اور کہتے ہین یہہ اقرار ہے۔ کہدی اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اللہ کے لشکر کو ہی غلبہ ہے۔ کیا خدا اپنے بندے کے لیے بس نہین۔ اللہ نے اوس کو اون کے کہنے سے بری کر دیا اور اللہ کے نزدیک وہ وجیہہ تہا۔ اور اللہ اون کے مکر کو سست کر دیگا اور اوسکو آدمیون کیلیے ایک نشانی بنا دینگے اور اللہ کا کام ہونیوالا ہے یہ ایسا سچا قول ہے جسمین کوئی شک نہین۔

(۷۵) انت من مائنا وھم من فشل۔ تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے گندے پانی سے۔

(۷۶) واذا قیل لہم امنو اکما امن الناس قالوا انؤمن کما امن السفہاء الا انہم ہم السفہاء ولکن لا یعلمون۔ جب اون کو کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ تو کہتے ہین کہ آیا ہم جاہلون کی طرح ایمان لائین۔ مگر در اصل وہی جاہل ہین اور جانتے نہین۔

(۷۷) کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف۔ مین ایک پوشیدہ خزانہ تھا اور ظاہر ہونے کو چاہا۔

(۷۸) ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ رد علیہم رجل من فارس۔ جو کافر ہوئے اور اللہ کی راہ سے روکے اون پر ایک فارسی آدمی نے بروز کیا۔

(۷۹) یا احمد اجیب کل دعائک الا فی شرکائک۔ اے احمد تیری ہر دعا قبول مگر تیرے شریکون کے حق مین قبول نہین۔

(۸۰) وقالوا ائتجعل فیہا من یفسد فیہا قال انی اعلم مالا تعلمون۔ اور کہے کیا تو ہم مین مفسد کو بھیجتا ہے۔ کہا مین وہ جانتا ہون جو تم نہین جانتے۔

(۸۱) وقالوا کتاب ممتلئ من الکفر والکذب قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اور کہے یہ کتاب کفر سے اور جھوٹ سے بھری ہے۔ کہدے آؤ ہم اپنے لڑکون بالون اور عورتون اور اپنے کو لاکر مباہلہ کرین اور جھوٹون پر لعنت بھیجین۔

(۸۲) ولعزتی وجلالی انک انت الاعلے۔ میری عزت اور جلال کی قسم کہ تو ہی غالب ہے۔

(۸۳) اصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم

ہمارے سامنے کشتی بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرین گے وہ خدا سے بیعت کرتے ہین۔ اللہ کا ہاتھ غالب ہے۔

(۸۴) نادانی وکلمنی انی مرسلک الی قوم مفسدین وانی جاعلک للناس اماما وانی مستخلفک اکراما کما جرت سنتی فی الاولین۔ مجھے خدا نے پکارا اور کلام کی کہ مین تجھے مفسدون کی طرف بھیجون گا اور تجھے لوگون کا امام بناؤن گا اور تجھے خلیفہ بناؤن گا جیسے کہ میری عادت پہلون مین رہی۔

(۸۵) انک انت منی المسیح ابن مریم وارسلت لیتم ماوعد من قبل ربک الاکرام۔ تو مجھ سے مسیح ابن مریم ہی ہے اور تجھے اتمام وعدہ کے لئے بھیجا ہون۔

(۸۶) واخبرنی ان عیسی نبی اللہ قد مات ورفع من ھذہ الدنیا فما کان لہ ان ینزل الا بروزا کالسایقین وقال سبحانہ انک انت ھو فی حلل البروز وھذا ھو الوعد الحق الذی کالشمس المرموز فاصدع بما تؤمر ولا تتخذ السنۃ الجاھلین۔ (مکتوب عربی)۔ اور مجھے اس نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ مرگیا ہے اور اس دنیا سے اوٹھایا گیا ہے۔ پس اس کا اوترنا بجز بروز کے نہین جیسے پہلے بروز کئے اور خدا نے کہا تو وہی ہے جو بروز کے حلہ مین ہے اور یہی حق اور سچا وعدہ ہے جو بجبائے سترمرموز ہے۔ پس امر کو بجا لا اور جاہلون کی زبان مت سن۔

(۸۷) انت منی بمنا سبۃ بعیسی ابن مریم وانت شبہ الناس بہ خلقا وخلقا وزمانا۔ (ازالہ ص۱۲۳) تجھے عیسیٰ سے شدید مناسبت ہے اور باعتبار فطرت اور عادت اور زمانہ کے سب سے زیادہ تر عیسیٰ سے مشابہت ہے۔

۶۔ علماء امت محمدیہ

جو علماء کہ عیسے کی موت کے قایل نہین بلکہ اون کی حیات اور رفع مع الجسم کے قایل ہین وہ سب کے سب ضلالت پر متفق ہین۔ اون کے قول بالکل خرافات ہین اور جو قادیانی کے منکر ہین وہ طرح طرح کے

عذاب کے مستحق اور ختم اللہ علی قلوبہم میں داخل۔

اور اکثر اُمت محمدیہ یہودی ہوجانے کے سبب سے جس طرح کہ موسیٰ کے بعد چودہ سو برس گذرنے کے عیسیٰ بن مریم یہودیوں کی اصلاح کیلئے آئے اسی طرح حق تعالیٰ نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عیسیٰ بن مریم ٹھیرا کر اور اُمت محمدیہ کو یہودی ٹھیرا کر ان کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔

قادیانی جیسا کا علماء کو یہودی اور احبار اور علماء فقہاء کہنا

اور اُمت کے علماء کو ان الفاظ کے ساتھ خطاب کیا ہے کہ :—

"اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آویگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تمنے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔" انجام آتھم صلا

اور اپنے وقت کے نو علماء کو جن میں اکثر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے مدارج فنا فی اللہ اور بقاء باللہ تک پہونچے ہوئے ہیں جیسے حضرت شیخ الاخبش سجادہ نشین حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ غلام نظام الدین بریلوی اور حضرت مولوی محمد احسن امروہی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں جن کو بایں الفاظ جو تہذیب اور انسانیت کے درجہ سے بہت پست ہیں تفوہ کرتا ہے کہ "ان نو علماء کا پہلا جو اندھا شیطان اور غول گمراہ ہے جسکو رشید گنگوہی کہتے ہیں جو امروہی کی طرح بدبخت اور ملعونوں میں سے ہے اور ان کے ساتھ ہم دو مشہور مشائخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی شیخ الاخبش تونسوی اور شیخ غلام نظام الدین بریلوی۔ پس اے شیخ تونسوی میں تجھے جانتا ہوں کہ تو ان آٹھوں کا سردار ہے اور ان باغیوں کا گویا تو امام ہے اور غوائیت اور ضلالت میں گویا تیرے شاگرد ہیں یا تیرے جادو کئے ہوئے ہیں پس تو

واخرهم الشيطان الاعمى والغول الاغوى يقال له	
رشيد الجنجوهي وهو شقي كالامروهي ومن الملعونين	
وذكرهم الشيخين المشهورين يعني الشيخ الاخبش	
التونسوي والشيخ غلام نظام الدين البريلوي فاليها	
الشيخ اني اعلم انك رئيس هذه الثمانية كانك امام	
لتلك الفئة الباغية وهم لك كالتلاميذ او الغواة	
او كالمسحورين فاتى بخيلك ورجلك واجمع	
كل دجلك وانخت انواع الافتنان واتى مع	
جموعك من اصل العدوان وصل علي كحبشي	

اپنے پیادون اور سوارون کے ساتھہ آ- اور اپنے کل لشکرون کو جمع کر اور اقسام کے ہتھیار تراش کر اور اپنے اہل عدوان جماعتون کو لا اور تجھہ پر اوس حبشی کی طرح حملہ جسنے کعبۃ اللہ پر حملہ کیا- اور دوسرے عُلما جو اپنی کو مولوی کہتے ہین باوجودیکہ وہ گمراہ اور جاہل ہین ہم اون کے ذکر سے اپنی کتاب کو پاک کرتے ہین اور زیادہ خبیثون کے ذکر سے اپنی کتاب کو پلید نہین کرتے جو کہ اپنے اکابر کی تقلید کرتے ہین اور عقل و فکر نہین رکھتے- مکتوب عرب ۲۵۴

صال علی کعبۃ الرحمان- واما الاخرون الذین ہم انفسہم مولعین- یع کونہم من الغاوین الجاھلین فنزہ الکتاب عن ذکرہم ولا تنجس الصحیفۃ من کثرۃ ذکر الخبیثین الذین یقلدون اکابرہم ولیسوا من المتدبرین- مکتوب عربی ۲۵۴

۷- تفسیر قادیانی جو اون کو الہام ہوئی

قادیانی کی تفسیر قرآن

ازالہ کے صہ ۲۶۷ مین قادیانی صاحب لکھتے ہین کہ مولوی لوگ اس بات کی شیخی مارتے ہین کہ ہم بڑے متقی ہین- مین نہین جانتا کہ نفاق سے زندگی بسر کرنا اونہون نے کہان سے سیکھا ہے- کتاب الٰہی کی غلط تفسیرون نے اونہین بہت خراب کیا ہے اور اون کے دلی اور دماغی قوی پر بہت برا اثر ان سے پڑا ہے- اس زمانہ مین بلاشبہہ کتاب الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ اسکی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے- کیونکہ حال مین جن تفسیرون کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہین اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈالتی ہین بلکہ فطرتی سعادت اور نیک

موجودہ تفسیرین قرآن کی فطرتی سعادت کے مخالف ہین اور غلط ہین

روشنی کی مزاحم ہو رہی ہین- اس کی وجہ یہہ ہے کہ وہ دراصل اپنے اکثر زوائد کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم نہین ہے- قرآنی تعلیم ایسے لوگون کے دلون سے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اوٹھایا گیا ہے- وہ ایمان جو قرآن نے سکھلایا تھا اوس سے لوگ بے خبر ہین- وہ عرفان جو قرآن نے بخشا تھا اوس سے لوگ غافل ہو گئے ہین- ہان سچ ہے کہ قرآن پڑھتے ہین مگر قرآن اون کے حلق سے نیچے نہین اوترتا- انہین معنون سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ مین قرآن آسمان پر اوٹھایا جائیگا- پھر انہین حدیثون مین لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانیوالا ایک

فارسی الاصل ہوگا - جیسا کہ فرمایا ہے لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس - یہ حدیث درحقیقت اُسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت انا علیٰ ذھاب بہ لقادرون مین اشارۃً بیان کیا گیا ہے (یعنی سنہ ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ع زمانہ غدر) انتہیٰ -

پھر صـ۳۱۵ مین لکھا کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملہم کے ساتھ یہی رہی ہے کہ عجائبات مخفیہ فرقان اوسپر ظاہر ہوتے رہے ہین بلکہ بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القا ہوتی ہے اور اصل معنی سے پھیر کر کوئی اور مقصود اوس سے ہوتا ہے جیسا کہ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی (جو غزنی سے اپنی لامذہبی اور وہابیت کی پاداش مین نکالے گئے اور جن کی بدولت پنجاب مین وہابیت کا بیج بویا گیا) اپنے ایک مکتوب مین لکھتے ہین کہ مجھے ایک مرتبہ الہام ہوا قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا - مگر مین اس کے معنی نہ سمجھا - پھر الہام ہوا قلنا یا صبر کونی بردًا وسلامًا - تب مین سمجھ گیا کہ نار سے مُراد اس جگہ صبر ہے - اور پھر فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مجھے الہام ہوا ربّ ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق - اور اس سے مراد اصلی معنی نہین تھے بلکہ یہہ مُراد تھی کہ مولوی صاحب کو بتانی ریاست کابل سے پنجاب کے ملک مین بزیر سلطنت برطانیہ آجائینگے اور اسی طرح اُنہون نے اپنے الہامات مین کئی آیات فرقانی لکھی ہین اور اون کے اصلی معنی چھوڑ کر کوئی اور معنی مُراد لئے ہین - انتہیٰ -

ردّ والعصر کی تفسیر قادیانی

پس قادیانی صاحب اسی مولوی عبداللہ غزنوی کی اقتدا کرکے جو فرقہ وہابیہ کے مقتدا ہین ازالۃ الاوہام کے صـ۳۱۱ مین لکھتے ہین کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہے ہین اور اکثر ایسے ہوتے ہین کہ تفسیرون مین اون کا نام ونشان نہین پایا جاتا مثلاً یہہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتداے خلقت آدم سے جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک مدت گذری تھی وہ تمام مدت سورہ والعصر کے اعداد حروف مین بحساب قمری مندرج ہے یعنی چار ہزار سال سو چالیس - اب بتلاؤ کہ یہہ دقایق قرآنیہ جس مین قرآن کریم کا اعجاز نمایان ہے کس تفسیر مین لکھا ہے ؟ -

سورہ لیلۃ القدر کے اسرار

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے میرے پر بینکتہ معارف قرآنیہ کا ظاہر کیا کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کے صرف یہ معنی نہیں کہ ایک بابرکت رات ہے جس میں قرآن شریف اوترا۔ بلکہ باوجود ان معنوں کے جو بجائے خود صحیح ہیں اس آیت کے بطن میں دوسرے معنی بھی ہیں جو رسالہ فتح الاسلام میں درج کئے گئے ہیں (یعنی لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کے ہمرنگ ہے اور وہ نبی یا اوس کے قایم مقام مجدد کے گذر جانے سے ایک ہزار مہینے کے بعد آتا ہے۔ فتح الاسلام صـ۵ آپ فرمائیے کہ یہ تمام معارف حقہ کس تفسیر میں موجود ہیں؟۔ انتہیٰ۔ ازالہ صـ۳۱۱۔

قادیانی اور غزنوی کی تفسیر غلط اور تعلیم ابلیس ہے

ہم اسی کتاب کے مقدمہ دوم میں ثابت کر چکے ہیں کہ جو الہام کہ اوس ظاہری شریعت کے مخالف ہو جو نقلاً بعد نقل مدون ہے وہ تلبیس ابلیس سے ہرگز محفوظ نہیں ہو سکتا اور نہ وہ کسی طرح اپنی صحت پر فتویٰ حاصل کرتا ہے۔ پس ہم بالتفصیل بتاتے ہیں کہ قادیانی صاحب اور اون کے مقتدا عبداللہ غزنوی کی یہ چار رون الہامی تفسیریں شریعت منقولہ کی کسقدر مخالف ہیں۔ کیونکہ آیۂ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما میں نار سے مراد نمرودی ہے جو ابراہیم صلوات اللہ علیہ پر برد و سلام ہو گئی اور آیۂ رب ادخلنی مدخل صدق میں داعی سے خود ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصوص ہے اور مدخل صدق اور مخرج صدق سے مدینہ اور مکہ مقصود ہے جیسے کہ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ دیکھو ازالۃ الخفا صـ۲۰۶۔ مگر جائے

عن قتادہ فی قولہ رب ادخلنی مدخل صدق الایہ اخرجہ اللہ من مکۃ مخرج صدق وادخلہ المدینۃ مدخل صدق ازالۃ الخفا صـ۲۰۶

افسوس ہے کہ اس مولوی نے حکومت کفر کو مدخل صدق کیونکر سمجھ لیا۔ اور چار ہزار سات سو چالیس برس کی مدت حضرت آدم اور حضرت محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہما کے درمیان ہونی قادیانی صاحب نے کہاں سے ادراک کی؟۔ حالانکہ شیخ سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسالہ برزخیہ میں بعد تحقیق تمام بقول وہب فیصلہ کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت حضرت آدم کے بعد چھ ہزار چھ سو برس پر ہوئی۔ اور خود قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کی جلد دوم میں اس حدیث سے استدلال فرما چکے ہیں جو ابن عباس پر موقوف ہے کہ الدنیا سبعۃ ایام کل یوم الف سنۃ و مبعث رسول اللہ فی اخرھا

یعنی دُنیا کا برزخ سات ہزار برس ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخری ہزار مین مبعوث ہوے ہین۔ اور سورۂ لیلۃ القدر کے نزول کے متعلق ترمذی اور حاکم اور بیہقی بروایت حسن بن علی تصریح فرما چکے ہین کہ فرمایا اونہون نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ بنی اُمیہ آپ کے منبر پر باری باری سے چڑھکر خطبہ پڑھ رہے ہین اور آنحضرتؐ کو یہہ امر بُرا معلوم ہوا یا کہتے ہین سورۂ کوثر اور سورۂ لیلۃ القدر نازل ہوگئی یعنی اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ رات جس مین قرآن کا نزول ہوا وہ اون ہزار مہینون سے بہتر ہے جن کے گذرنے تک بنی اُمیہ مالک مُلک ہین گے۔ قاسم بن الفضل فرماتے ہین کہ ہمنے اس روایت کے سُننے پر بنی اُمیہ کی سلطنت کی مدت حساب کی تو وہ پورے ہزار مہینہ ہی نکلے۔

اگر ہمارے اس بیان کے دیکھنے سے قادیانی صاحب گوش بآغوش ہون گے کہ اون کی الہامی تفسیر کسقدر شریعت منقولہ سے باہر ہے اور اون کے اعلامی معارف غیر مطابق شریعت ہونے کے علاوہ حقانیت سے کسقدر دور ہین۔

پس بطور مُشتے نمونۂ خروار ہم چند آیات قرآنی کی تفسیر الہامی جو قادیانی صاحب نے لکھی ہے حسب ذیل اپنے جوابات کیساتھ لکھتے ہین جس سے انصاف پسند دوستون پر ظاہر ہوگا کہ اون کے الہامات کو شریعت منقولہ کسقدر اور کس درجہ تک رد کرتی ہے:-

۱- سورۂ الحمد

سورۂ الحمد کی تفسیر

قادیانی صاحب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۵۵ مین آیۂ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر الہامی طور سے اس طرح لکھتے ہین: یعنی اے میرے خداوند رحمن و رحیم ہمین ایسی راہ پر چلا جس پر تیرے آدم صفی اللہ کے مثیل ہو جائین شیث نبی اللہ کے مثیل بن جائین۔ حضرت نوح

واخرج الترمذی و الحاکم و البیہقی عن الحسن بن علی قال ان رسول اللہ ص قد رأی بنی امیۃ یخطبون علی منبرہ رجلا رجلا فساءہ ذلک فنزلت انا اعطیناک الکوثر و نزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر و ما ادرک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر یملکہا بنی امیۃ قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملک بنی امیۃ فاذا ہی الف شہر لا تزید و لا تنقص ۱۲ الالۃ الخفاء ۵

آدمِ ثانی کے مثیل ہو جائین - ابراہیم خلیل اللہ کے مثیل ہو جائین - موسیٰ کلیم اللہ کے مثیل ہو جائین عیسیٰ روح اللہ کے مثیل ہو جائین اور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ حبیب اللہ کے مثیل ہو جائین اور دُنیا کے ہر ایک صدیق و شہید کے مثیل ہو جائین - اب ہمارے علماء جو مثیل ہونیکے دعوے کو کفر والحاد خیال کرتے ہین اور جس شخص کو الہام الٰہی کے ذریعہ سے اس ممکن الحصول مرتبہ کی بشارت دی جائے اوس کو ملحد اور کافر اور جہنمی ٹھیراتے ہین - ذرا سوچکر بتلاوین کہ اگر اس آیت کریمہ کے یہ معنی نہین ہین جو مین نے بیان کئے ہین تو اور کیا معنی ہین ؟ - اور اگر یہ معنی صحیح نہین ہین تو پھر اللہ جلّ شانہ کیون فرماتا ہے کہ قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - اب سوچنا چاہئے کہ جس وقت انسان ایک محبوب کی پیروی سے خود بھی محبوب بن گیا تو کیا اوس محبوب کا مثیل ہی ہو گیا یا ابھی غیر مثیل رہا ؟ - افسوس ! آجتک جسقدر اکابر متصوفین گذرے ہین اون مین سے ایک کو بھی اس مین اختلاف نہین ہے کہ اس دُنیا مین مثیل الانبیاء بننے کی راہ کھُلی ہوئی ہے جیسا کہ آنحضرتؐ خوشخبری فرما گئے ہین کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل اور حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے کلمات طیبہ تذکرۃ الاولیاء مین حضرت فریدالدین عطّار نقل کرتے ہین کہ وہ فرماتے ہین مین ہی آدم ہون - مین ہی شیث ہون مین ہی نوح ہون مین ہی ابراہیم ہون مین ہی موسیٰ ہون مین ہی عیسیٰ ہون مین ہی محمد ہون صلے اللہ علیہ وسلم اور ستر مرتبہ کافر اور محمد ٹھیرا کر بسطام سے نکالے گئے ہین - لیکن اوس زمانہ کے گذرنیکے بعد پھر علماء اون کے ایسے معتقد ہو گئے کہ اون کے شطحیات کی ہی تاویلین کرنے لگے - اور بٹالوی صاحب قادیانی صاحب کی تائید مین فتوحات مکیہ باب ۲۲۳ کی عبارت نقل کر دی کہ غایۃ الوصلۃ ان یکون الشیء عین ما ظھر ولا یعرف کما رأیت رسول اللہ وقد عاتب ابن حزم المحدث نفاۃ احد ما فی الاخر فلم نر الا واحدا وھو رسول اللہ فھذہ غایۃ الوصلۃ وھو المعبر عنہ بالاتحاد - ۵

جذبۂ شوق بجد لیست میان من و تو	کہ ترتیب آمد و نشناخت نشان من و تو

الی آخرہ انتہی

صحیح تفسیر | مگر ہدایت پسند دوستون پر ظاہر ہوگا کہ خدا تعالیٰ اس آیہ کریمہ مین اپنے بندون کو یہی تعلیم

فرمارہا ہے کہ دعا مانگو ان لوگوں کا طریقہ اور اقتدار مجھ سے طلب کرو جن کو نعماے الٰہی عطا ہوئے ہین یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور صالحین - جیسے کہ ایک دوسری آیت سے ظاہر ہے اور جیسے کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم یعنی میرے اصحاب ستارون سے صفت ہدایت مین مشابہت رکھتے ہین پس ان مین سے جن کا اقتدا کروگے صراط مستقیم پر ہوگے اور نیز فرمایا - اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر - یعنی میرے بعد ابی بکر اور عمر کا اقتدا کرو - پس صراط مستقیم جو صراط انبیاء اور شہداء اور صالحین اور صدیقین ہے انکی اہتدا اون کی اقتدار کے بغیر حاصل ہونی ممکن نہین - اور یہ ہر مقدر سوراد ہے کہ جن کی اقتدار کرنے سے صراط مستقیم کی ہدایت ہوتی ہے اونہین کی مثل متقدا ہونیکی دعا مانگی جائے یا اونہین کا مثیل ہونے کا ادعا کیا جائے جیسے کہ قادیانی صاحب نے کیا - حالانکہ حرف کاف فقط کسی ایک صفت مین تشبیہ کا افادہ دیتا ہے نہ کہ تمامی صفات مین - پس کوئی امتی کسی نبی کا ہمسر اور مثیل نہین ہوسکتا اور ظاہر ہے کہ فقط صراط مستقیم پر چلنے سے نہ شہید ہوسکتا ہے جبتک کہ اوسکو شہادت کا ذائقہ نہ چکہایا جائے اور نہ صدیق ہوسکتا ہے جبتک کہ حضرت صدیق کی طرح سا ہا سال آغوش نبی مین پرورش یافتہ ہو پھر کوئی صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا اون کا ہمرتبہ یا مثیل ہونیکا دعوی کس طرح کرسکتا ہے؟ علی الخصوص سید الانبیاء محمد مصطفے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل ہونا یعنی اون کا ہم صفت ہونا - حالانکہ حکماء نے تصریح کردی ہے کہ ؎ مثل النبی محمد قد امتنع ۔ من قال بالامکان صار مخطئا یعنی محمد کا مثل یا مثیل ممتنع ہے اور جو ممکن کہے وہ کافر ہے - اور شیخ شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ مین کہتے ہین ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ	فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم
او منزہ از شریک اندر محاسن آمد	جوھر حسن محمد پارہ نامد درو رقم

بایزید کا قول کہ مین ہی شیث ہون آدم ہون

ہان یہہ سچ ہے کہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ نے کہا کہ مین ہی آدم ہون مین ہی شیث ہون مین ہی نوح ہون اور مین ہی ابراہیم ہون اور مین ہی موسیٰ ہون اور مین ہی عیسیٰ ہون اور مین ہی محمد ہون - لیکن قادیانی صاحب بایزید کا یہ قول نقل کرنا بہول گئے جو کہا کہ مین ہی خدا ہون اور میرے جبہ مین اللہ کے سوا کچھہ نہین - جس کی نسبت حضرت روم لکہتے ہین - ؎

با مُریدان آن فقیرِ محتشم | بایزید آمد که یزدان نک منم
گفت مستانه عیان آن ذوفنون | لا اله الا انا فاعبدون
چون گذشت آن حال گفتندش صباح | تو چنین گفتی و نبود آن صلاح
گفت این بار ار کنم این شغله | تیغها بر من زنید آن دم هله
حق منم گره از تن و من با تنم | چون چنین گویم بباید کشتنم
چون وصیّت کرد آن آزاده مرد | هر مُریدی کاردی آماده کرد
مست گشت و باز استغراق رفت | آن وصیّت هاش از خاطر برفت
عشق آمد عقل او آواره شد | صُبح آمد شمع او بیچاره شد
عقل خود شحنه است چون سُلطان رسید | شحنه بیچاره در کنجی خزید
عقل سایهٔ حق بود حق آفتاب | سایه را با آفتاب او چه تاب
چون پری غالب بود بر آدمی | گم شود از مرد و صف مردمی
هر چه گوید آن پری گفته بود | زین سری نه زان سری گفته بود
چون پری را این دم و قانون بود | کردگار آن پری خود چون بود
چون همای بیخودی پرواز کرد | آن سخن را بایزید آغاز کرد
عقل او سیلِ تحیّر در ربود | زان قوی‌تر گفت کاوّل گفته بود
نیست اندر جُبّه ام الاّ خُدا | چند جوئی در زمین و در سما
آن مُریدان جمله درهم آمدند | تیغها بر جسم پاکش می زدند
هر یکی چون مُحدثان در گرد کوه | کارد میسودند بر پیر خود ابله وه
هر که اندر شیخ تیغی می خلید | باز گونه او تنِ خود می درید
وانکه او را از خسم اندر سینه زد | سینه اش بشگافت شد مُرده ابد
یک اثر نے بر تنِ آن بود فنون | وان مُریدان خسته و غرقاب خون

روز گشت و آن مردان کاسته — نوحه ها از جان شان برخاسته
پیش او آمد هزاران مردمان — کای دو عالم درج در یک پیرهن
این تن تو گر تن مردم بدے — چون تن مردم ز خنجر گم شدے
با خودے یا بیخودے دو چار زد — با خود اندر دیدهٔ خود خار زد
اے زده بر بیخودان تو ذوالفقار — بر تن خود ہیچ نی آن ہوشدار
زانکه بے خود فانی است و ایمن است — تا ابد در ایمنی او ساکن است
نقش او فانی و او شد آئینه — غیر نقش روے غیران جائے نه
گر کنی تف سوے روی خود کنی — ور زنی بر آئینه بر خود زنی
ور به بینی روے زشت آنهم توئی — ور به بینی عیسیٰ مریم توئی
او نه این است و نه آن او ساده است — نقش تو در پیش تو بنهاده است

گر جاے غور ہے کہ قادیانی صاحب کی طرح بایزید کی مثل بزرگوارون نے کبھی مثیل ہونے کا دعوی نہ کیا اور سر اس مین یہہ ہے کہ اون کو ہر ایک مرتبہ کی فنا و بقا کے وقت اپنی ہستی نظر انداز ہوتی رہی اور بآواز بلند پکار اوٹھے کہ ؎

خواجه مگو که من منم من نه منم نه من منم — جان من اوست در تنم من نه منم نه من منم
فاش و نهان او منم رنج روان او منم — گوهر کان او منم من نه منم نه من منم

حضرت جنید بایزید کی نسبت لکھتے ہین کہ جرت علیه اوقات الغفلة ثم صحا - یعنی یہ کلمات اون سے حالت سکر اور غلبۂ فنا و بقا مین نکل گئے اور اسکے بعد ہوشیار ہوتے ہی توبہ کرتے رہے - یہی بایزید ہین جنہون نے عیسوی المشرب ہونے سے ایک چیونٹی مار کر اوس مین جان ڈالدی اور دم عیسوی اون مین آگیا - مگر قادیانی صاحب نے تو اس دم عیسوی کا ہی انکار کر دیا - اور بہت بڑا فرق ہے غیریت کے اثبات اور غیریت کی نفی مین - اور محبوب کا محبوب اگرچہ محبوب ہی ہے لیکن دونون محبوب باہم مثیل نہین ہو سکتے

۲- سورۂ بقر

سورہ بقر ۱- فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون-

۳- واذ قتلتم نفسا فادّٰرأتم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون- فقلنا اضربوہ ببعضھا کذٰلک یحیی اللہ الموتی ویریکم اٰیاتہ لعلکم تعقلون-

۴- الم ترالی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون-

۵- او کالذی مرّ علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انّی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ- الاٰ

قادیانی صاحب اِن چاروں آیتوں کی تفسیر الہامی میں جواز الۃ الاوہام کے متعدد صفحات میں مذکور ہے فرماتے ہیں کہ یہاں موت سے حقیقی موت مقصود نہیں ہے بلکہ نیند مُراد ہے جو موت کی بہن ہے اور اسی طرح حیات سے مُراد حقیقی حیات نہیں کیونکہ وعدہ خدا اسی طرح ہے کہ اس دُنیا میں دو موتیں ایک شخص پر وارد ہونا ممنوع ہیں- حالانکہ قادیانی صاحب کا یہہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ اس دُنیا میں دو موتیں ہونا ممنوع ہیں- بھلا خُدا کی قدرت کاملہ کے لیئے کون چیز مانع ہے جبکہ وہ اپنی عجائب قدرت کی ایک نشانی کا اظہار فرمائے جو بعث بعد الموت پر ایمان لانے کے لئے موجب اطمینان ہو- اسی واسطے اللہ تعالیٰ پہلی آیہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ تم کو تمہارے مرنے کے بعد اس لئے اوٹھایا تاکہ تم شکر گذاری کرو اور دوسری آیت میں وجہ احیاء یہہ فرماتا ہے تاکہ تم اللہ کی نشانیوں کو دیکھکر تم اوس کو جانو- اور تیسری آیت میں اپنے ایک فضل کا اظہار فرمایا جو ہزاروں کو بعد موت بدعائے حزقیل نبی زندہ فرمایا- تاکہ وہ شکر گذاری کریں- اور چوتھی آیت میں حضرت عزیر کے استعجاب اور بعید از عادت اللہ ہونیکا ذکر فرمایا کہ وہ خداق درہے کہ مار کر جلاوے اور کوئی شے اوس کی اس عادت اور قدرت کے لئے مانع نہیں- پس ان آیات میں بنظر سیاق وسباق کوئی قرینہ نہیں ہے کہ جو موت اور حیات کے لفظ کو اپنے حقیقی معنی سے پھیرے بلکہ جمیع تر اِن حقیقی معنی کیلئے موکد ہیں-

۳۔ سورۂ آل عمران

سورۂ آل عمران

۱۔ یکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین

یہاں قادیانی صاحب کی بحث لفظ کہل میں ہے۔ چنانچہ کہل کے معنی حلیم کرکے لکھتے ہیں کہ اس آیت مبارک میں عیسیٰ صلوات اللہ علیہ زمانہ کہولت تک عمر پانے کے لئے مبشر ہیں ہیں بلکہ وہ زمانہ کہولت سے قبل مر گئے۔ اور ہم اس کی تردید قبل ازیں دعوی اوّل کے طریق دوم میں لکھ چکے ہیں۔

۲۔ قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر۔ قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضیٰ امرا فانما یقول لہ کن فیکون

اس میں کوئی دلیل نہیں کہ عیسیٰ بن باپ پیدا ہوئے بلکہ وہ یوسف نجار کے فرزند ہیں اور بغیر مس بشر کسی لڑکے کا پیدا ہونا قانون قدرت سے باہر ہے۔

۳۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابری الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ۔

یہ افتقار بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا بلکہ یہ ایک قسم کا عمل الترب تھا۔ اگر یہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو بتید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے علیحدہ نہ تھا

۴۔ انی متوفیک ورافعک الی

یہاں توفی کا معنی حقیقی موت ہے اور رفع سے مراد رفع روح بعد الموت ہے۔ جو کوئی کہ توفی کا معنی یہاں خلاف موت کرتا ہے وہ کافروں میں سے اور منکروں میں سے ہے۔

۴۔ سورۂ نسا

سورۂ نساء

۱۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ الخ

عیسیٰ اگرچہ صلیب پر چڑھائے گئے لیکن صلیبی موت ان پر وارد نہ ہوئی اور وہ زخم صلیب سے

کئی دن تک بیمار رہے لیکن مرہم عیسیٰ جو الہامی مرہم ہے لگانے سے اچھے ہو گئے اور سیاحت کرتے ہوئے سری نگر میں آکر فوت ہو گئے۔

۲ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ

یعنی ہر اہل کتاب اپنے مرنیکے قبل مسیح علیہ السلام کی طبعی موت کیساتھ مرنے پر ایمان لے آتا ہے اور اون کو یقینی طور پر اس بات کا علم نہین ہے کہ مسیح پھانسی دیا گیا بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہو گیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا نے اوس کو اپنی طرف اوٹھا لیا۔

۵۔ سورۂ مائدہ

سورۂ مائدہ | و اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ------

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم

یہ عیسی علیہ السلام کا اپنا اقرار ہے کہ اے خدا جب تو نے مجھے مار دیا تو تو ہی اون پر نگہبان تھا اور یہان صریحاً توفی کا معنی موت ہے۔ اور دلیل اس پر کلمۂ اذ ہے جو خاص زمانۂ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور وہ کاذبین مین سے ہے جو ماضی کو یہان بمعنی استقبال کہے اور یہہ صریح ظلم ہے۔ حالانکہ خود خدا اسکے بعد فرماتا ہے کہ یہہ واقعہ قیامت کے دن کا ہے اور امام بخاری اس کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اذ حرف صلہ ہے اور قال بمعنی یقول ہے۔ یعنی زمانہ گذشتہ کی گفتگو نہین۔ بلکہ آیندہ زمانہ استقبال مین اس کا وقوع ہوگا۔ پس بقول قادیانی صاحب امام بخاری ہی کاذب ٹھیرے۔ استغفر اللہ!

۶۔ سورۂ انعام

سورۂ انعام | یتوفیکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار باوجودیکہ یہہ آیت مبارک توفی کے معنی حقیقۃً نیند کے ہونا فرما رہی ہے۔ لیکن قادیانی صاحب یہان بھی توفی کے معنی موت ہی قرار دیتے ہین۔

۷۔ سورۂ توبہ

سورۂ توبہ | ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

یہ آیت مبارک درحقیقت حضرت مسیح کے زمانہ سے متعلق ہے اور وہ غلبۂ کاملہ جو موعود ہے وہ درحقیقت حضرت مسیح کے ہاتھوں سے ہونا ہی مقدر ہے لیکن اس تفسیر الہامی کے بعد کئی برس کے بعد مجھپر منکشف ہوا ہے کہ حضرت مسیح تو مر چکے ہیں سو آنیوالا مسیح جسکے ہاتھوں سے یہ غلبہ ہونیوالا ہے وہ خود قادیانی مسیح ہے جس میں حضرت مسیح بروز کر آئے ہیں۔

۸۔ سورۂ مریم

سورۂ مریم ۱۔ یا ذکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا۔

یعنی یحییٰ سے پہلے ہمنے کوئی ہمنام اس کا دنیا میں نہیں بھیجا جسکو باعتبار ان صفات کے یحییٰ کہا جائے اور یحییٰ کے تولّد سے انجیل میں یہہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ادریس جو بائیبل میں یوحنّا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں اون کا نزول ہوگیا۔

۲ واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیّا ورفعناہ مکانا علیّا۔

یہاں رفعت درجہ مراد ہے نہ کہ حضرت ادریس آسمان پر اوٹھائے گئے۔ اور یہی یوحنّا یا ایلیا ہے جسکا نزول یحییٰ نبی کے تولّد سے ہوگیا اور یہی ہر روز سنت اللہ کے مطابق ہے اور اسی طرح عیسیٰ کا نزول قادیانی کے تولّد سے ہوگیا۔

۹۔ سورۂ طٰہٰ

سورۂ طٰہٰ منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری

پس اس سے ظاہر ہے کہ زمین زادہ زمین میں ہی دفن ہوتا ہے پس محال ہے کہ ادریس نبی آسمان میں مرے

۱۰۔ سورۂ انبیا

سورۂ انبیاء ۱۔ وذا النون اذ ذہب مغاضبا۔

یعنی خدا نے یونس نبی پر یہہ وحی نازل کی کہ فلاں تاریخ میں عذاب نازل کروں گا۔ سو اون لوگوں نے خدا کی طرف تضرّع کی اور رجوع کیا سو خدا نے اون کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت عذاب ڈال دیا تب یونس کہنے لگا کہ اب میں کذّاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہیں جاؤنگا اور دوسری ۱۰

اور اسی سُنّۃ اللہ کے موافق جو قوم یونس نبی کے لئے وعید کی میعاد مین تخلّف ہوگیا خود قادیانی صاحب کی پیشگوئی ہی والماحمد بیگ کی نسبت خلاف ہوگئی اور اوس کی میعاد گذر چکی۔

۲ - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد

یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی آدمی ہمیشہ کیلئے زندہ نہین رہا۔ گویا یہہ آیت حضرت ادریس اور عیسیٰ اور خضر وغیرہ کی موت پر قطعی الدلالت ہے۔

۳ - وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون۔

یعنی خدا قسم کرکے کہتا ہے کہ جو مرجاوے پھر وہ دوبارہ قبل از روز قیامت زندہ نہین کیا جاسکتا۔

۱۱ - سورۂ حج

سورۂ حج ۱ - وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ۔

یعنی شیطانی دخل کبھی انبیاء اور رسولون کی وحی مین بھی ہوجاتا ہے۔ اور اس کی سند مین تورات کا ایک قصہ لکھا کہ ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اوس کی فتح کی پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے بوجہ اسکے کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا۔ نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تھا۔ اور ان نبیون نے دھوکا کھاکر سچائی سمجھ لیا تھا۔

۱۲ - سورۂ مومنون

سورۂ مومنون وانزلنا من السماء ماءً بقدر فاسکناہ فی الارض وانا علی ذھاب بہ لقادرون۔

ماء سے مراد قرآن ہے جو زمانۂ مدنیہ مین آسمانون پر اوٹھایا گیا اور جو بحساب جمل انا علی ذھاب بہ لقادرون کے حروف سے (۱۲۷۴ھ) مستنبط ہے۔ لیکن دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا۔ جو قادیانی ہے۔

۱۳ - سورۂ نور

سورۂ نور وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔

وہ موعود جسکے زمانہ مین دین کی تمکنت ہوگی اور زمین مین خلیفۃ اللہ ہوگا وہ سنۃ اللہ کے مطابق قادیانی ہے جسکو خلیفۃ اللہ ہونیکا الہام بھی ہوچکا ہے۔

۱۴۔ سورۂ فرقان

سورۂ فرقان | وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق

اگر عیسیٰ زندہ آسمانون پر ہے تو ضرور وہ طعام کھاتا پیتا ہوگا اور نیز اوس کے جمیع لوازمات اور ضروریات کا محتاج ہوگا۔

۱۵۔ سورۂ نمل

سورۂ نمل | ۱۔ انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولّوا مدبرین۔

نبی کریم مردون کو سنا نہین سکتا اور پہر اونکی حیات دنیوی۔ حالانکہ نبی کریم کا ارشاد ہے والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع منہم ولکنہم لا یطیقون ان یجیبوا۔ یعنی خدا کی قسم وہ سب سے زیادہ سنتے ہین لیکن جواب دینے کی اونمین طاقت نہین۔

۲۔ واذا وقع القول علیہم اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون

یہان دابۃ الارض سے مراد ایک مرد کامل ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مین ہی دابۃ الارض ہون

۱۶۔ سورۂ زمر

سورۂ زمر | اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا

یہان بھی توفی کا حقیقی معنی موت ہی ہے۔

۱۷۔ سورۂ زخرف

سورۂ زخرف | وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا

یہان عیسیٰ کا نزول علامت قیامت نہین بلکہ قرآن کریم مراد ہے۔

۱۸۔ سورۂ دخان

سورۂ دخان | ۱۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس۔

یہاں دخان حقیقی مُراد نہیں بلکہ دخان ظلمت و تاریکی بدعت و کفر ہے جو لوگوں کے دلوں کو چھپا لیا ہے اور قادیانی اوس کے منور کرنیکے لئے آیا ہے۔

۲۔ لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ

موت اولیٰ کے سوائے کوئی دوسری موت نہیں آسکتی۔ لہذا کسی کی کرامت یا معجزہ سے کوئی مُردہ جو بعد موت جنت میں داخل ہوگیا ہے بھلا جنت کو چھوڑ کر پھر قید عنصری میں کیوں آنے لگا؟

۱۹۔ سورۂ حدید

سورۂ حدید | مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

آنیوالا احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے وہ یہی قادیانی ہے۔

۲۰۔ سورۂ مُزمّل

سورۂ مزمل | انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے مثیل ہیں لیکن قادیانی جو عیسیٰ کا بلکہ جمیع انبیا کا مثیل ہے وہ اتنے ہی فاصلہ سے حضرت محمد مصطفےٰ کے بعد آیا جتنے فاصلے سے موسیٰ کے بعد عیسیٰ نبی اللہ آیا۔

۲۱۔ سورۂ زلزال

سورۂ زلزال | اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا۔ یومئذ تحدث اخبارھا۔ بان ربک اوحی لھا۔ یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔

اس سورہ کی تفسیر قادیانی صاحب اس طرح لکھتے ہیں کہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے جس میں وہ نبی اور وہ کتاب جو اوس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑی لیلۃ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے درحقیقت اسی لیلۃ القدر کا ذکر اس آنحضرتؐ

کے زمانہ سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے - اور جو کچھ کہ انسانون مین دلی اور دماغی قوی کی جنبش آنحضرتؐ کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے وہ لیلۃ القدر کی تاثیر ہے - اور جس زمانہ مین کہ آنحضرت کا کوئی نائب دُنیا مین پیدا ہوتا ہے تو یہہ تحریکین ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہین - سو درحقیقت اسی معنی کو سورہ زلزال مین مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے - یعنی جب آخری زمانہ مین خدائے تعالی کی طرف سے کوئی عظیم الشان مصلح آئیگا اور فرشتے نازل ہون گے تو اوس کا یہہ نشان ہے کہ زمین جہان تک اوس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائیگی یعنی طبیعتون اور دلون اور دماغون کی غایت درجہ پر جنبش دی جائیگی اور خیالات عقلی اور فکری اور سبعی اور بہیمی پورے پورے جوش کے ساتھ حرکت مین آجائین گے اور زمین اپنے تمام بوجھون کو باہر نکال دیگی یعنی انسانون کے دل اپنی تمام استعدادات مخفیہ کو منصہ ظہور مین لائینگی اور جو کچھہ اون کے اندر علوم و فنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھہ عمدہ عمدہ دلی و دماغی طاقتین و لیاقتین اون مین مخفی ہین سب کی سب ظاہر ہو جائین گی اور انسانی قوتون کا آخری بخوڑ نکل آئیگا - اور جو جو ملکات انسان کے اندر ہین یا جو جذبات اون کی فطرت مین سودیعہ ہین وہ تمام ممکن قوت سے حیز فعل مین آجائینگے اور تمام دفائن و خزائن علوم مخفیہ پر انسان فتحیاب ہو جائیگا اور فرشتے جو اوس لیلۃ القدر مین مع روح مصلح کیساتھہ آسمان سے اوترین گے ہر ایک شخص پر اوس کی استعداد کے موافق خارق عادت اثر ڈالین گے یعنی نیک لوگ نیک خیال مین ترقی کرین گے اور جن کی لگامین دُنیا تک محدود ہین وہ اون فرشتون کی تحریک سے دُنیوی عقلون اور معاشرت کی تدبیرون مین وہ ید بیضا دکھائین گے کہ ایک مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل مین کہیگا کہ یہہ عقلی اور فکری طاقتین اون لوگون کو کہان سے ملین تب اوس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتین کریگی کہ یہہ اعلے درجہ کی طاقتین میری طرف سے نہین بلکہ خدا تعالی کی طرف سے یہہ ایک وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر حسب اوس کی حالت کے اوترہی ہے یعنی صاف نظر آئے گا کہ جو کچھہ انسانون کے دل و دماغ کام کر رہے ہین - یہہ اون کی طرف سے نہین بلکہ ایک غیبی تحریک ہے کہ اون سے یہہ کام کرا رہی ہے

سواوس دن ہر ایک قسم کی قوتین جوش مین دکھائی دین گی - دُنیا پرستون کی قوتین جوش
مین آکر اگرچہ بباعث نقصان استعداد سچای کی طرف رُخ نہین کرین گے - لیکن ایک قسم کا
ابال اون مین پیدا ہوکر اپنی معاشرت کے طریقون مین عجیب قسم کی تدبیرین اور صنعتین
اور کلین ایجاد کرلین گے - اور نیکون کی قوتون مین خارق عادت طور پر الہامات اور
مکاشفات کا چشمہ صاف طور پر بہتا نظر آئیگا اور یہہ بات شاذ و نادر ہوگی کہ مومن کی خواب
جھوٹی نکلے - تب انسانی قوی کے ظہور و بروز کا دائرہ پورا ہو جائیگا - تب خدا تعالے کے
فرشتے اون تمام راستبازون کو جو زمین کے چارون طرفون مین پوشیدہ طور پر زندگی بسر
کرتے تھے ایک گروہ کی طرح اکٹھا کردین گے اور دُنیا پرستون کا بھی کھلا کھلا
ایک گروہ نظر آئیگا تا ہر ایک گروہ اپنی کوششون کے ثمرات دیکھہ لین تب آخر ہو جائیگی
یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جس کی بِنا الہی سے ڈالی گئی ہے جس کی تکمیل کے
لئے سب سے پہلے خدا تعالے نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ

انت اشل مناسبتہ لعیسی ابن مریم واشبہ الناس بہ خلقا وخلقا وزمانا -

اور حضرت عیسیٰ نے اپنے اوترنے کے لئے جو زمانہ انجیل مین بیان فرمایا ہے یعنی یہہ کہ
وہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح امن اور آرام کا زمانہ ہوگا - درحقیقت وہ یہی زمانہ ہے
جس مین علوم و فنون کی ترقیات ہو رہی ہین اور جس مین غایت درجہ کا امن ہے
کہ لڑائیان اور فساد اور خوف جان نہین - ہمارے علماء نے جو ظاہری طور پر اس
سورہ کی تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنون مین سخت زلزلہ آئے گا اور جو
زمین کے اندر چیزین ہین وہ سب باہر آجائین گی اور کافر لوگ زمین کو پوچھین گے
کہ تجھے کیا ہوا اور زمین باتین کریگی اور اپنا حال بتائیگی - یہہ سراسر غلط تفسیر ہے -
ہر عقل سلیم سوچ سکتی ہے کہ ایسے بڑے زلزلہ کے وقت کافر لوگ کہان زندہ رہین گے -
جو زمین سے استفسار کرین گے - بلکہ اس جگہ زمین سے مُراد زمین کے رہنے والے ہین انتہی - ازالۃ الاوہام صـ ۱۳۴

یہہ قادیانی صاحب کی الہامی تفسیر ہے جو ہمنے بطور نمونہ مختصر الفاظ مین بیان کی ہے اور معنی مین سر مو تفاوت نہین۔ اور چونکہ فی الجملہ اُن کے ہر ایک استدلال کی تردید ہمارے رسالہ مین ہو چکی ہے اسلئے ضرور نہین کہ یہان بھی اِن کے جوابات لکھے جائین۔ اور جو جو تاویلات کہ اونہون نے اپنے الہام سے کی ہین اون کا جواب اون کے طور کے مطابق ہم انگریزی مقولہ سے دیتے ہین جو کہا گیا ہے کہ "شیطان بھی بائیبل ہی سے اپنے دعوی کا ثبوت پیش کیا کرتا ہے"۔ والسلام۔

محمد حیدر اللہ خان دُرّانی نقشبندی مجددی

مین نے متفرق مقامات اس کتاب لاجواب کے دیکھے جس سے یقین کرتا ہون کہ اہل انصاف جب اسکو دیکھینگے مذہب قادیانی اون کی نظرون مین بالکل بے وقعت ہو جائیگا۔ حق تعالیٰ اس کے مُصنّف ادام اللہ فیوضہ کو جزاے خیر دارین مین عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد انوار اللہ اُستاد

حضور پُر نور ہز ہائینس نظام الملک آصف جاہ بہادر والی ریاست حیدرآباد دکن۔

تمت

کتبہ محمد محسن عفی عنہ مقیم شہر بیجاپور

۱۷-۳-۱۹۰۱ء

صحت نامہ کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلطی	صحیح
۱	۱	والسلام	وسلام	۱۹	۲۰	لازم ہے	لازم ہے کیونکہ الہام پانے والی
″	۲	فطرتی	فطرتی				
″	۱۰	مقابلہ	مقابلہ				
۲	۱۰	بنسی	عنسی	۲۰	۸	کیونکہ کریم	کیونکہ خود خداوند کریم
۴	۴	فرشتون	وشنون	۲۱	۲۰	طرف بھی	طرف ہی
۶	۲۱	وجوہ سے ان کے	وجوہ سے غالباً ان کے	۲۲	۴	وعن	عن
۷	۱۴	میرے دوڑتے	میرے دوڑنے	″	۸	سہیل	سہل
۱۰	۱۳	محاء	ایجار	۲۳	۱۳	کان الامام	فان الامام
۱۱	۱۵	فقیر	نقیر	۲۴	۱۰	ایبا	ایجاء
″	۱۹	یکدیگر	دیگر	۲۸	۱۸	بقول قادیانی	بقول بابا دین
۱۲	۱۰	لسان صلے اللہ	لسان نبی صلی اللہ	۲۹	۷	یہہ شعر	یہہ شعر یعنی ؎
″	۱۵	الدولۃ	الادلۃ	۳۱	۲۱	کو پنجہ خلق سے	کے پنجہ سے خلق اللہ کو
۱۳	۱۲	صحابہ سے	صحابہ ہے۔	۳۲	۵	ہندو فرنگ ہین تو	ہندو فرنگ ہین (بخاری ص ۴۰۴)
۱۴	۶	ان ائمہ عین الشریعت	ان ائمہ کا وہی عین الشریعت	۳۳	۱	الہبات	الہامات
″	″	ابوحنیفۃ	ابا حنیفۃ	۳۴	۲۱	پس پہر	پس
″	۹	لبی	لبی	۳۸	۱۴	صفحات ایک	صفحات مین ایک
″	۱۷	کر آخر	کہ سب سے آخر	۴۶	۱۸	لکن الاخر	لکن اخر
۱۶	۴	کشفیہ	قطعیہ	۶۰	۸	ربطے دارد ربطے دارد	ربطے دارد
۱۷	۳	ص۳۰	ص۲۶	″	۱۰	انداز	اِنذار
۱۹	۲	ص۱۰۱	ص۱۰۰	۶۱	۵	مُراد عیسیٰ	مُرادِ سوتِ عیسیٰ
″	۶-۵-۱۰۰	ایماء	ایجار	″	۱۱	مصران	مُختصرانِ
″	۱۶	جلالت	جلالیت	۶۲	۱۱	انی وعیسی	انا وعیسیٰ
				″	۱۵	قبر الرابع	قبرہ الرابع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۴	مجائی	مجالئی
۷۲	۱	صراحت	صرافت
۷۴	۵	اربیہا	رآہا
۷۵	۱۸	رواہ	اراہ
۷۷	۴	حدیث	حدیث قولی
″	۱۵	افی	فی
۸۸	۱۹	مایلیم	بالعلم
۹۱	۸	تجسد	تجدد
۹۵	۴	تحلل	تحلل
″	۱۸	تصحق	تصعق
۹۷	۹	مررت بموسی	مررت موسی
۱۰۰	۱۵	دارتہ - انتہی	دارتہ فلت والظاہر ان الراد بھوالراۃ الملائکۃ الذین یحیی بہم الاسماء ۱۲ - انتہی
۱۰۶	۱۰	یقول	یقولی
۱۱۳	۱۹	ثم یرد اللہ الکون بامر تجلی اللہ	ثم یرد الیہ الکون بین نیکون بامر تجلی اللہ
۱۲۲	۱۶	فحلم	فحکم
۱۲۳	۴	اس مین جو	اس مین ہے جو
۱۲۵	۱	اوراس	اوراسی
۱۲۶	۸	بعثہ	نعتہ
″	۱۱	الاسرار	الاسراء
″	۱۳	منہا	منہا
۱۲۹	۱۱	کہ سواطن	کہ سواطن
۱۳۰	۹	کشنی	کشفی
۱۴۵	۱۷	قول اختیارین	قول اتحادمین
۱۴۷	۱۹	ابن فرم	ابن حزم
۱۴۸	۲۰	مین کہ	مین ہے کہ
۱۵۳	۶	اورعمل اس کے	اورقبل اسکے
۱۵۵	۱۶	ان نبی الاذرد	ان نبی الاذرد
۱۵۷	۵	ویدل علی عکسہ ھذا الحدیث قولہ تعالیٰ وما یطرؤ من شئی	×
۱۶۴	۱۴	مکدات	لانہا مؤکدات
۱۸۶	۲	مرویہ	مردویہ
″	″	شرح زالتہ	مشرح السنۃ
″	۱۴	وناجل	ولاجل ذلک
″	″	القیار	القیاء
۱۹۰	۸	عمر کے ساتھہ	عمر کے حکم کے ساتھہ
۱۹۱	۱۳	ایک سو بیس	ایک سو بیس (۱۲۰)
۱۹۲	۱۳	صلے ۴۶	صلے ۴۶
۱۹۹	۱۰	آمام بخاری	امام بخاری
۲۳۱	۲	وہ حی وقیوم	کیا وہ حی وقیوم
″	۱۹	کئی ایک	کسی ایک
۲۴۲	۱۷	اسلئے اسماء	اسلئے کہ اسماء
۲۴۳	۱۸	کہ اسوقت	اور ظاہر ہے کہ اسوقت
۲۴۴	۹	دعاوی	داعی
″	۱۴	جوگہسا	جاگہسا
۲۴۷	۱۳	اذا فقد	اذا نفد
۲۵۲	۷	بعیلم اوس کو	بعیلم وہابی اوس کو
۲۵۴	۲۲	النفس	بحث النفس ایاھا
۲۷۶	۱	ہدایت کی ہدایت	ہدایت ہی ہدایت
″	۱۱	بروز کیا	رد کیا
۲۸۰	۱۶	مقتدا ہین	مقتدا ہین
۲۹۶	۱۱		